

وَمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا

# رحمة للعالمين

جلد دوم

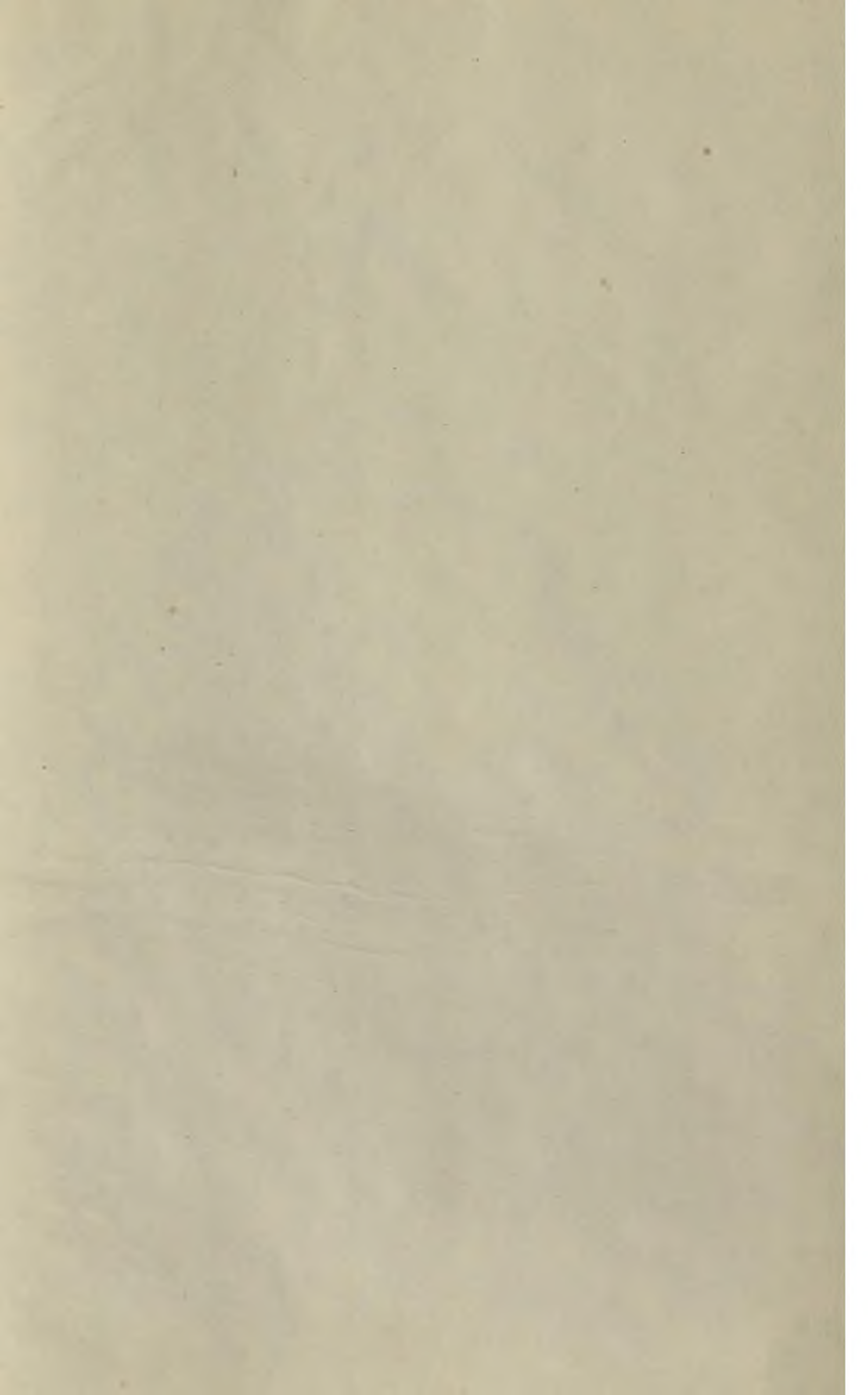
سيرة النبي ﷺ وآلِهِ الطَّيِّبِينَ

قاضی محمد سلیمان سلمان

منصور پوری









وَمَا أَسْأَلُكَ إِلَّا

# رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ

اللَّهُ الْعَظِيمُ  
صَدَقَ أَهْلُهُ

سِيرَةُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَآهْلِ بَيْتِهِ وَسَلَّمَ

اِذَا

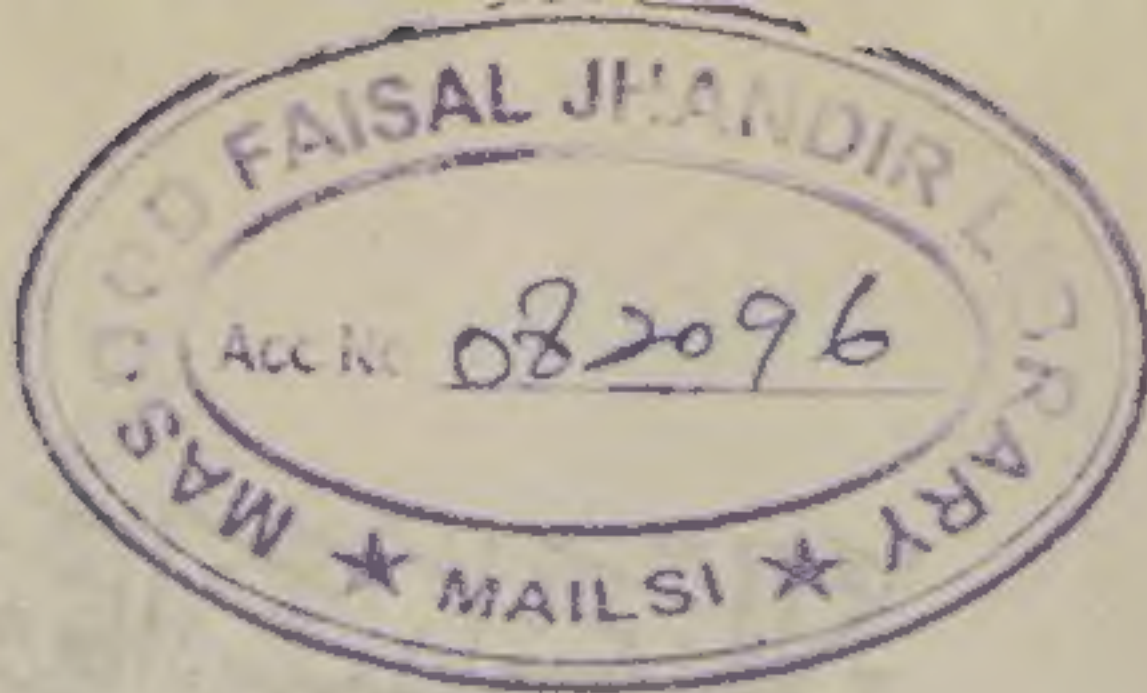
قَاضِي مُحَمَّدُ سُلَيْمَانُ سَلْمَانُ مِنْصُورُ پُورِي

ناشرین

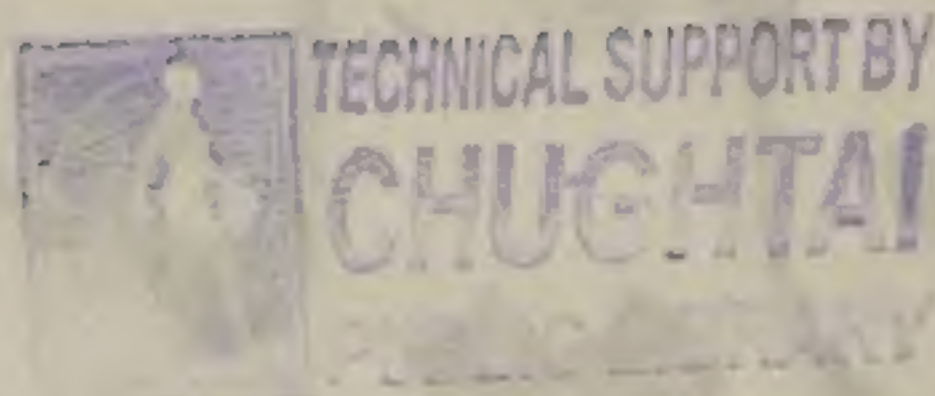
شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی





جُمد حقوق محفوظ



طابع : شیخ نسیاز احمد

مطبع : غلام علی پرنٹرز

جامعہ اشرفیہ، انچھرو، لاہور

Masood Faisal Jhandir Library

مقام اشاعت :

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز

ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور



# فہرست مضامین کتاب رحمۃ للعالمین جلد دوم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۲	زرد بابل	۱۷	عرض ناشر
	لوقا ومتی و بائبل کا مقابلہ از سلاقی ایل تا	۱۹	تمہید از مصنف
۳۳	داؤد -	۲۱	باب اول - النسب
۳۴	نتیجہ	"	شجرہ طیبہ
۳۷	حصہ سوم: از داؤد تا ابراہیم	"	حصہ اول: از عبد اللہ تا عدنان کا بیان
۳۸	فصل دوم: اشہر المشاہیر کے حالات	"	ایسا شجرہ نسب تمام دنیا پیش کرنے
"	آدم علیہ السلام	"	سے عاجز ہے۔
۳۹	نوح علیہ السلام	۲۲	حصہ دوم: فوق عدنان روایت کرنے کا جواز
۴۰	سام کا حال اور سامی زبانوں پر بحث	"	حصہ سوم: آدم سے تارہ تک اعمار اور بائبل
۴۲	ابراہیم علیہ السلام	"	کے بیان پر بحث۔
۴۳	ام المسلمین باجرہ رحۃ یا امہ کی بحث	۲۵	شجرہ از عبد اللہ تا عدنان ۲۱ پشت
۴۸	اسماعیل (ذبیح الشکور تھا)	۲۸	شجرہ از داؤد تا قیدار از ۲۲ تا ۶۰ پشت
۵۲	بائبل میں اسحق و اسماعیل کے فضائل	۳۱	شجرہ از اسماعیل تا آدم از ۶۱ تا ۸۰ پشت
۵۳	اقوام اسماعیل	۳۳	یسوع مسیح کا شجرہ
۵۵	عدنان		حصہ اول: لوقا ومتی کا مقابلہ از یوسف تا



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۷۰	عبدالمطلب	۵۵	معد
۷۱	نقشہ اولاد عبدالمطلب	۵۶	نزار (اس کی اولاد کا شجرہ امام احمد کا نسب)
۷۲	حارث عم النبیؐ اور ان کی اولاد	"	مضر کا حال
۷۳	ابوسفیان مغیرہ ابن عم النبیؐ اور ان کے اشعار	۵۷	الیاس
۷۴	بروفات رسولؐ	"	مدرکہ
۷۵	ابوطالب عم النبیؐ اور ان کے سرزندان و	۵۸	غزیمہ
۷۶	دختران	"	کنانہ (حدیث صحیح مسلم)
۷۷	عقیل بن ابوطالب اور ان کی اولاد کا شجرہ	۵۹	نضر
"	جعفر طیار اور ان کی اولاد کا شجرہ	"	مالک
۷۸	سیدنا علی اور علوی فرزند	"	نہر (لفظ قریش کی وجہ تسمیہ)
۷۹	وفات مرتضیٰ پر بکر بن حماد کے اشعار	۵۹	غالب
۸۰	فاطمہؑ والدہ علی مرتضیٰؑ	۶۰	لوتی
"	اولاد علیؑ کا نقشہ مع اسماء زوجات علی مرتضیٰؑ	"	کعب (ابو عبیدہ وقاروق کا شجرہ)
۸۱	عباس علم دار اور ان کی اولاد کا شجرہ	۶۰	مڑہ (ابوبکر صدیقؓ و خالد سیف اللہ کا نسب)
"	عمر بن عسل مرتضیٰؑ اور ان کی اولاد کا	"	کلاب (سعد و عبدالرحمنؓ و ستیدہ آمنہ
۸۲	شجرہ نسب	۶۱	کا نسب)
۸۳	محمد بن علی اور ان کی اولاد	"	قصی (بیت اللہ پر قبضہ اقوام قصی کے
"	محمد بن ابی بکر ابناء علیؑ	"	اصول حکومت)
۸۴	ام ہانی وخت ابی طالب	۶۲	شجرہ اولاد قصی
"	جمانہ وخت ابی طالب	"	عبد مناف (اشعار مدحیہ عبد مناف و شجرہ اولاد
۸۵	حمزہ عم النبیؐ	۶۳	عبد مناف)۔
"	دختر حمزہ کی حضانت پر زیدؑ جعفرؑ علیؑ کے	"	زکراۃ
۸۶	وعادی	۶۴	غنیمت فہ کی بحث۔ آیات تقسیم
۸۷	ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی اولاد	۶۵	اشتم



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	رقیبہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		عباس ابن عبد المطلب عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اولاد
۱۰۵	(عبداللہ سبط رسول)	۸۵	سدر ماز و ایان ریاست بہاول پور کا نسب
۱۰۶	ام کلثوم بنت رسول		نامہ
"	حضرت عثمان ذوالنورین	۸۶	
۱۰۸	سیدہ فاطمہ بتول بنت رسول	۸۸	زبیر عم النبی اور ان کی اولاد
	ولادت فاطمہ بنت کی تاریخوں میں اختلاف	۸۹	بیضاء عمہ النبی
"	(حاشیہ)	"	امیمہ عمہ النبی
"	سیدہ کی عقبہ کے لیے بددعا	"	عاتکہ عمہ النبی (اُس کا خواب)
۱۰۹	سیدہ اور میدان احمد	۹۰	صفیہ عمہ النبی (رقوت ایمانہ صفیہ)
۱۱۰	سیدۃ النساء کے خطاب کا ملنا	"	برہ عمہ النبی
"	عائشہ طیبہ کی مدح بشان سیدہ	"	اردی عمہ النبی (اردی کے اشعار)
"	وفات سیدہ	"	سردار عبداللہ والد النسبتي رائن کے ذبح
"	سیدہ کے اشعار بروعات رسول	۹۱	کا قصہ
۱۱۱	سیدہ کی فضیلت اپنی اخوات پر	"	ابوطالب کے اشعار
"	سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ اور ان کی اولاد	۹۲	سیدہ آمنہ
"	قبر سیدہ	"	آمنہ کے اشعار دعائیہ بشان نبی
۱۱۲	مردیات سیدہ و سخاوت و اوراد سیدہ	۹۵	آمنہ کے اشعار وفات شوہر پر
۱۱۳	امام حسن علیہ السلام	"	فصل آل النبی
۱۱۶	اولاد حسن علیہ السلام	"	قاسم بن محمد النبی
"	زید بن حسن (خواجہ سید محمد گیسو دراز)	۹۶	عبداللہ (طیب و طاہر)
۱۱۷	امام حسن مثنیٰ بن حسن	"	ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
"	سید الشیخ عبدالقادر جیلانی (حاشیہ)	۹۷	جدول کسوف شمس
۱۱۸	امام حسن اور ان کے اشعار	۱۰۲	زینب بنت رسول اللہ اور ان کی اولاد
"	اہلبیت حسین کے اشعار بر شہادت امام	"	علی سبط رسول



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۲۹	حضرت موسیٰؑ کی بیویاں	۱۲۰	شہادت کر بلا کے متعلق ایک علیحدہ رسالہ کا اعلان
"	حضرت داؤد کی بیویاں		امام زین العابدین اور ان کے پانچ فرزندوں
"	نیز دیگر ازواج و حرم	۱۲۱	کا شجرہ
۱۳۰	حضرت سلیمان کی بیویاں	"	عبداللہ الباہر بن زین العابدین
۱۳۱	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کثرت زوجات	"	زید شہید بن زین العابدین
۱۳۲	ازواج النبی کے فضائل	"	آزاد بلگرامی
	ازواج کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا	۱۲۲	عمر بن زین العابدین
۱۳۱	حسن سلوک	"	حسین الاصغر بن زین العابدین
۱۳۳	ازواج النبیؐ کا نسب میں نبی سے اتصال	"	علی الاصغر
۱۳۴	ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰؓ	"	امام باقر صحیح مسلم میں ان کی ایک عجیب حدیث
۱۳۶	فرزند ان خدیجہؓ		امام جعفر صادق اور ان کے پانچ فرزند جن سے نسل
"	اقارب خدیجہؓ	۱۲۳	جاری ہے۔
۱۳۷	ام المؤمنین سودہؓ		امام موسیٰ کاظم اور ان کے دس فرزند جن سے نسل
"	اقارب سودہؓ	"	جاری ہے۔
۱۳۸	ام المؤمنین عائشہؓ	۱۲۴	امام علی الرضاؓ
"	ابوبکر صدیقؓ کا مختصر حال (حاشیہ میں)	"	امام محمد الجوادؓ، ان کے فرزندوں کی نسل
"	شیعہ الشیعہ شہاب الدین مہروردیؒ	"	امام علی النقی (حسن عسکری اور جعفر کذاب)
"	اعلیٰ حضرت نظام کا نسب نامہ	۱۲۵	امام حسن عسکریؒ
۱۵۰	امتحان محبت	۱۲۶	باب دوم - امہات المؤمنین
۱۵۱	فضائل حضرت عائشہ	"	کثرت زوجات پر بحث بروئے قانون۔
	مسئلہ فضیلت حضرت عائشہ و حضرت خدیجہ	۱۲۷	ایشیا کے مشہور مذاہب اور کثرت زوجات
۱۵۲	رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۲۸	منہاج نبوت اور تعداد زوجات
۱۵۵	احادیث مرویہ عائشہ صدیقہؓ	"	حضرت ابراہیمؑ کی بیویاں
"	جہاد فی سبیل اللہ	"	حضرت یعقوبؑ کی بیویاں



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۶۹	لیے اسوہ حسنہ ہونا۔	۱۵۶	اشعار حسانؓ بدیع صدیقیہؒ
۱۷۰	عیسائی قصہ زینبؓ پر کیوں اعتراض کرتے ہیں؟	"	امومت امت
"	شکاح زینبؓ اور تردید بہتان	۱۵۷	لغزش
۱۷۲	اقارب	۱۵۹	اقارب صدیقیہؒ
۱۷۴	ام المؤمنین جویریہؓ	۱۶۱	ذاتی رنج پر اسلامی خدمات کو ترجیح
۱۷۵	ایک عمدہ ورد	۱۶۲	ام المؤمنین حفصہؓ
۱۷۶	مرویات	"	احادیث حفصہؓ
"	اقارب	"	آیت واذا امر النبی
"	ام المؤمنین ام حبیبہؓ	"	اقارب حفصہؓ
۱۷۹	ام المؤمنین صفیہؓ	"	خواجہ فرید شکر گنج - حضرت مجدد صاحبؒ
۱۸۰	ام المؤمنین میمونہؓ	"	شاہ ولی اللہ صاحب - شاہ ابوالخیر صاحبؒ
۱۸۲	نقشہ متعلق احوال ازواج النبیؐ	"	حضرت ضیاء معصوم صاحب کا نسب
۱۸۳	باب سوم - غزوات و سرایا	۱۶۳	ام المساکین زینب بنت خزیمہؓ
"	غزوات و سرایا کی ابتدا	۱۶۴	ام المؤمنین ام سلمہؓ
۱۸۵	نقشہ جس میں ۸۲ غزوات و سرایا کا ذکر ہے۔	"	ہجرت اہم سلمہؓ
۲۰۴	غزوات و سرایا کی فراغت کہ وہ سب	۱۶۵	اقارب ام سلمہؓ
۲۰۴	روایاں ہی نہیں ہیں۔	۱۶۶	مرویات ام سلمہؓ
۲۰۷	غزوات و سرایا کی تقسیم بلحاظ مقاصد	"	اشعار مصنفہ ام سلمہؓ
"	فریق ثانی -	۱۶۷	ام المؤمنین زینب بنت جحشؓ
۲۱۰	قبائل بالاکے باہمی تعلقات قرابت	"	حضرت زینہؓ کا ذکر
۲۱۱	قبائل بالاکے شرکت جنگ کی تاریخ	"	زینبؓ وزینہؓ کا نکاح انسانیت پر احسان
۲۱۳	نقصانات جنگ ہر دو فریق	"	ہے۔
۲۱۴	اسیران غزوات کا انجام	۱۶۹	رسم بنیت کی فراہمیاں
۲۱۵	یورپ کی جنگ عظیم اور ہلاکت نفوس۔		رسم بالاکا بطلان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کے



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۱۴	قرآن کا بیان حضرت یعقوبؑ کی بابت -	۲۱۵	مذہبی لڑائیاں اور اتلافِ نفوس
"	بائیل اور یوسفؑ کی چغل خوری	"	فہرست ان صحابہ پاکؓ کی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں شہید ہوئے۔
"	قرآن مجید میں تعبیر خوابِ یوسفؑ بزبانِ یعقوب	۲۱۶	باب چہارم
"	عصمتِ یوسفؑ و گروہِ زنا	۲۲۵	اساطیر کے معنی
۲۲۵	بے گناہیِ یوسفؑ - بائیل اور قرآن	"	پادریوں کے اعتراضِ تہران اور مبلغِ قرآن پر
۲۲۵	زندان میں حضرت یوسفؑ کی تبلیغ	"	اور اس مضمون کا سیرت سے تعلق
"	تحقیقاتِ بے لوثیِ یوسفؑ امراۃ العزیز	"	آدم علیہ السلام - اُن کا نسب
۲۲۶	کافترار	"	کلامِ الہی کا ملنا
۲۲۷	موسیٰؑ پر خدا کا غصہ	۲۳۶	آدم بہ شکلِ خدا تنہا یہ رہا
"	موسیٰؑ پر خدا کی شفقت	"	قانونِ دابیل کا ذکر بائیل میں
"	تہران میں ائمہ موسیٰؑ کا درجہ	۲۳۷	تہران مجید میں حیاتِ انسانی کی قدر و قیمت
"	کتابِ خروج اور تقدیسِ رب	"	بائیل میں نوح کا بیان
۲۳۸	سحرِ ساحراں و معجزہ نبی	"	قرآن مجید میں بائیل سے زیادہ معلومات کا ہونا
"	قرآن میں جادو گروں کے ایمان کا ذکر	۲۳۹	حضرت ابراہیمؑ کا بیان بائیل اور قرآن میں
۲۳۹	بائیل اور محبتِ خدا	۲۴۰	بائیل نے قرآن سے کیا زائد بیان کیا -
۲۵۰	بائیل اور گرسالہ سامری و ہارونؑ	"	واقعہ ہجرتِ ہجرہ کی بابت بائیل اور
"	تہران اور ہارونؑ	۲۴۱	تہران -
"	قرآن اور سامری	"	بائیل میں لوطؑ کا ذکر، قرآن مجید میں
"	داؤد کا ایک قصہ بائیل میں	"	بائیل کے زائد بیان اور اس قصہ کا بطلان
"	قرآن میں اُس قصہ کا نہ ہونا	۲۴۲	حضرت اسحاقؑ کا بیان بائیل میں
۲۵۱	بائیل میں خاندانِ داؤد کے قصے	"	قرآن کا سکوت
"	قرآن کا سکوت	"	حضرت یعقوبؑ کے متعلق بائیل کے پانچ
"	بائیل میں سلیمانؑ کا قصہ	"	واقعات، قرآن کا اُن سے سکوت۔



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	انبیاء اولوالعزم کے اسماء اور نبی صلی اللہ	۲۵۱	قرآن میں اُس کی صحت
۲۶۲	علیہ وسلم کے اسم کا تقدم	۲۵۲	وراثتِ انبیاء
	نبوتِ نوح اور نبوتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ	"	بائبل و قرآن میں ایوبؑ
"	علیہما کی وسعت	۲۵۳	زکریا کا بیان بائبل اور قرآن میں
	نوح علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی	"	زکریا کا گونگا ہونا
"	جانب سے عدم اطراء و غبار	۲۵۴	یحییٰ کی اعلیٰ صفات قرآن میں
۲۶۳	برکاتِ امتِ محمدیہ اور صلوة و تطہیر و	"	حضرت مسیح کا ذکر
"	اتمام نعمت		باب پنجم
"	ہو علیہ السلام	۲۵۶	افضلیت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
"	ہو و اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت		وسلم
"	مؤمنین عہدِ مہجد ————— و عہدِ نبوی	۲۵۷	آدم علیہ السلام
"		"	تعلیمِ آدم و تعلیمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
	ہو علیہ السلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ	۲۵۸	نسیانِ آدم بعدم نسیانِ محمد صلی اللہ علیہما
۲۶۴	وسلم کا جواب	"	کلماتِ برآدم و کلماتِ بر محمد صلی اللہ علیہما
	صالح اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہما کے مواظ	۲۵۹	شجرہ آدم و شجرہ محمد صلی اللہ علیہما
"	کے مضامین	"	سجدہ بر آدم و صلوات بر محمد صلی اللہ علیہما
۲۶۵	خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام	"	ادریس علیہ السلام
	اطفائے نار برابر ابراہیم و محمد صلوة اللہ	۲۶۰	صدقِ ادریس و صدقِ محمد صلی اللہ علیہما
"	تعالیٰ علیہما		رفعت مکانِ ادریس و رفعت ذکر محمد
"	تمیرِ کعبہ و قلبِ جنتِ کعبہ	"	صلی اللہ تعالیٰ علیہما
۲۶۶	بُت شکنی و بطلانِ صنم پرستی		الیاس علیہ السلام اور ادریسؑ واحد شخص
"	اذانِ برائے حج و فریقتِ حج	"	کے نام ہیں
	ابراہیم علیہ السلام کا بغضِ بت کی صفت میں	۲۶۱	بعلِ بت اور لات و مناة و عزیٰ
	اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا الحب فی اللہ	"	نوح علیہ السلام



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۶۰	اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم	۲۶۶	کی صفت میں اسوۂ حسنہ ہونا
۲۶۱	استغفار یعقوب علیہ السلام برائے فرزندانی		ابراہیم علیہ السلام کا آوازہ وحسبم اور نبی
۲۶۱	استغفار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے عاصیان		صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مالک علی عظیم
۲۶۱	درود شریف کی فضیلت	۲۶۷	ہونا
۲۶۲	خواب یوسف علیہ السلام و خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	۲۶۷	ابراہیم علیہ السلام کی دلیل بر قدرت الہی
۲۶۲	امراء العزیز اور امراء ذیہ	۲۶۷	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بر احیاء موتی
۲۶۲	یوسف علیہ السلام کے قتل و اخراج اور	۲۶۷	قوم کی جانب سے اخراج لوط و
۲۶۲	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قید، قتل اور	۲۶۷	اخراج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہما کی دھمکیاں
۲۶۲	اخراج کے مشورے	۲۶۸	قوم لوط علیہ السلام کا عمل بر خباثت۔ نبی صلی اللہ
۲۶۲	قحط میں حضرت یوسف علیہ السلام اور آنحضرت	۲۶۸	علیہ وآلہ وسلم کا تحریم خباثت
۲۶۲	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد برائے	۲۶۸	لوط علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
۲۶۲	غریب	۲۶۸	امداد کے لیے فرشتوں کا نزول
۲۶۲	شعیب اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے	۲۶۸	صدق و عدۃ اسمعیل علیہ السلام و تصدیق وعدتی
۲۶۲	احکام کیل و وزن پر	۲۶۸	نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۶۲	اخراج امت شعیب علیہ السلام و اخراج	۲۶۹	اسمعیل اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہما کی اصلاح
۲۶۲	مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۲۶۹	اہل بیت
۲۶۲	انکار از فہم تعلیم شعیب علیہ السلام و محمد	۲۶۹	طہارت بیت اللہ اور بیت اللہ کا قبیلہ
۲۶۲	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۶۹	ہونا۔
۲۶۲	سود و ربا و مسالوۃ ایمان بعد شعیب علیہ السلام	۲۶۹	حضرت اسحاق علیہ السلام کا فرزند بشارت
۲۶۲	و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۶۹	ہونا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
۲۶۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یتیم ہونے کا	۲۶۹	بھی فرزند بشارت ہونا۔
۲۶۲	گمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا	۲۶۹	یعقوب علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۶۲	یتیم ہونا۔	۲۶۹	کے مواعظ توحید۔
۲۶۵		۲۶۹	یا سن از رحمت کے خلافت یعقوب علیہ السلام



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۸۱	کاہم صفت ہوتا	۲۶۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخالفین میں سے بسلامت نکلنا۔
۲۸۲	خیریت الیسع علیہ السلام امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		دختر شعیب علیہ السلام اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۸۳	علم داؤد علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔		تجلی بر موسیٰ علیہ السلام و معراج نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
	فضیلت داؤد علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		تغاقب فرعون کے وقت کلام موسیٰ علیہ السلام
۲۸۴	ارض موعود پر خلافت داؤد علیہ السلام	۲۶۷	تغاقب قریش کے وقت حدیث نبوی میں کی روایت قرآن میں ہے۔
	ارض موعود پر خلافت مومنین محمدیہ		تخلف نبی اسرائیل و تخلف اعراب از جہاد بعد کلیمی و نبوی اور تاج
۲۸۵	تلمین حدید و تلمین قلوب	۲۶۸	انجام اعدائے موسیٰ علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
	سلیمان علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غنی		شرح صدر موسوی و محمدی
۲۸۶	ریح السلیمان علیہ السلام و ریحاً و جنوداً الحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔	۲۶۹	وزارت موسیٰ علیہ السلام و رقع و زر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۸۷	حضرت سلیمان علیہ السلام اور جن و انس و طیر یونس علیہ السلام اور شکم حوت		رضا پر موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات
۲۸۸	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بلین غار مبرا یوب علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		حضرت ہارون علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا امام ناز ہوتا
۲۸۹	عبدیت الیوب علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۸۰	فصاحت ہارون علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔
۲۹۰	ایوب علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راجع الی اللہ ہوتا۔		فتی موسیٰ علیہ السلام اور زید رضی اللہ عنہ
	رحمت بر زکریا علیہ السلام و رحمت بر محمد		



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۹۰	جده مسیح علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا و استعاذہ۔	۲۹۰	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا زکریا علیہ السلام والتجاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۹۱	مریم و مسیح علیہما السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماضی کا ذکر۔	۲۹۱	یحییٰ کا دعائے زکریا ہونا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعا۔ ابراہیم ہونا
۲۹۲	مسیح علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت اور ایتبار کتاب	۲۹۲	یعنی یہ السلام مصداق بکلمۃ اللہ تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصدق لہما بین
۲۹۳	مسیح علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور برکت	۲۹۳	یعنی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سید ہونا۔
۲۹۴	مسیح علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاکم عبادت و تاحیات۔	۲۹۴	یحییٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضور ہونا۔
۲۹۵	عیسیٰ علیہ السلام اور تائید روح القدس اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تائید جنود الہی	۲۹۵	یحییٰ علیہ السلام کو نبی فرمایا گیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۳۳ یار نبی کہا گیا۔
۲۹۶	عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا مقصد بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔	۲۹۶	یحییٰ علیہ السلام کا اخذ کتاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلیم کتاب
۲۹۷	اسم پاک احمد پر احادیث نبوی	۲۹۷	یحییٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرم خونی
۲۹۸	اسم پاک احمد پر اشعار عرب قبل از بعثت۔	۲۹۸	یحییٰ علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زکوٰۃ و تزکی
۲۹۹	اسم پاک احمد پر حضرت حسان رننی اللہ عنہ و کعب رننی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار	۲۹۹	یحییٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صفت تقویٰ
۳۰۰	بیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور علی مرتضیٰ رننی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدہ فاطمہ کے اشعار اسم پاک احمد پر بعد از	۳۰۰	احسان اللہ الدین



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۱۵	بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت مختلف اقسام پر۔	۳۰۳	وفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۱۶	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت مختلف طبقات پر	"	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر کسی شخص کا اسم احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے موسوم نہ ہوتا۔
۳۱۷	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سیود پر۔	۳۰۴	بعد از نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر کابر امت کا اس نام سے موسوم ہونا اور ۵۳ مشہور اسماء کی فہرست۔
"	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت عیسائیوں پر	۳۰۵	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم { شاہدین
۳۱۸	مشرکین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراحم	۳۰۸	بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر و نذیر میں
"	رحمۃ للعالمین اخوت اور محبت کو نعمت الہی فرماتا ہے۔	۳۱۰	بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داعیاً الی اللہ باذنبہ میں۔
"	رحمۃ للعالمین خالص انصاف کا حکم دیتا ہے	۳۱۲	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجا منبر ہیں
۳۲۰	رحمۃ للعالمین شہادت کی توثیق فرماتا ہے۔	باب ششم	
۳۲۱	رحمۃ للعالمین بیرونی کا درجہ اور حقوق بتاتا ہے۔	رحمۃ للعالمین۔	
"	رحمۃ للعالمین انسان کی جان کی قدر و قیمت کا اندازہ ظاہر کرتا ہے۔	قرآن مجید میں للعالمین کا لفظ کس کس کے لیے ہے	
۳۲۲	رحمۃ للعالمین جنگ میں بھی رحیمانہ اصول قائم فرماتا ہے	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم { کی تعلیم کا قومی امتیازات سے بالاتر ہونا۔	
		بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا	



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۲۸	میں -	۳۲۲	رحمتہ للعالمین کا حکم والدین کی طاعت پر بنے۔
۳۳۰	جو دوسخائے نبوی	۳۲۳	رحمتہ للعالمین نے معافی کی فلاسفی ظاہر فرمائی
۳۳۱	عدل و انصاف	۳۲۴	رحمتہ للعالمین نے زنا کی بُرائی پر کیسی دلیل پیش کی۔
۳۳۲	نجدت و شجاعت	"	رحمتہ للعالمین کا حکم حرمت شراب و قمار پر
"	تواضع	"	رحمتہ للعالمین کی رحمت کا عام کے لیے عام ہوتا
۳۳۳	حیا	۳۲۵	رحمتہ للعالمین کی رحمت و رافت کا خاص کے لیے خاص ہوتا۔
۳۳۵	شفقت و رافت	"	باب ہفتم
۳۳۶	عفو و کرم	۳۲۶	حب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ عشق کا استعمال قرآن و حدیث میں نہیں ہوا۔
۳۳۷	زبد فی الدنیا	"	عشق کے لغوی معنی
۳۳۹	طریقہ نبوی کی جامع حدیث	۳۲۷	محبت اور عشق میں فرق
۳۴۰	عام اخلاق	"	محبت کی صفت
"	محبت صحابہ کی بابت عروہ بن مسعود کا بیان	"	مختلف اشخاص سے لوگوں کی محبت
۳۴۱	محبت نبوی پر زید رضی اللہ عنہ بن وشنہ کا حلیہ بیان	"	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
۳۴۲	عبید اللہ بن یزید صحابی اور محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	"	محبوبیت - مجموعی اور انفرادی حالت
"	ایک صحابیہ کی محبت	"	
۳۴۳	انس و عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	"	
"	کن بزرگوں کی محبت عین محبت نبوی ہے۔	"	
۳۴۴	دعاۓ محبت	"	
۳۴۵		"	



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۴۹	اور ہر ایک تاریخ کا سنہ ہجری سے تطابق۔		باب ہشتم
۳۵۰	جدول آغاز مشہور سنین نبوت		لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَ
	جدول واقعات مشہورہ سیرت	۳۴۸	الْحِسَابِ
۳۶۶	نبوی وغیرہ		دنیا کے مشہور سنین کی تاریخیں

## وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا

احقر راجی شفاعت و غفران قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری  
 سولنج صدر پیالہ ریاست پیالہ  
 خلف مولوی حاجی قاضی احمد شاہ صاحب مرحوم



تعداد ایام قیام نبوی بعالم نبوی

گھنٹے \_\_\_\_\_ دن

۵۱ \_\_\_\_\_ ۶  
۲۲ ۳۳۰



مبارک

ولادت

میسائیوں کے ایسٹر سے ۲۳ ویں دن اور یہودیوں کی عید الفصح سے ۲۵ ویں دن ہوئی تھی اس میں یوم وفات بھی شامل ہے۔

تعداد

ایام تبلیغ رسالت و نبوت

دن

۸۱۵۶

۵۱۵۶ میں ایسٹر کا اتوار ۱۴ صفر مطابق ۲۹ مارچ ۵۱۵۶ء کو تھا

۳۳ مدت بقا ۱۵۱۵ میں یہودی کی عید الفصح پنجشنبہ ۱۳ صفر مطابق ۲۶ مارچ کو تھی۔

نہ گھنٹے ۲۳۳۱ ویں دن کے ہیں۔



## عرضِ نانثر

یہ تہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اب تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں ”رحمۃ للعالمین“ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ تاریخ نگاری کا بہترین اصول یہ ہے کہ موضوع کے متعلق جتنی کتابیں جس قدر زبانوں میں مل سکیں سب کا بے رگ مطالعہ کیا جائے اور صرف وہی واقعات اخذ کیے جائیں جو تحقیق کے معیار پر پورے اتریں۔ ”رحمۃ للعالمین“ میں یہی اصول پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جہاں اس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی عقیدت و شیفتگی ہے وہاں یہ حقیقت بھی ائمہ نشرِ حجاز کی ہے کہ دورانِ تحریر میں تحقیق و توثیق کے آئینے سے مصدقہ و مستند واقعات کی چہرہ کشائی میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ یہ اجتماعِ ضدین نہایت کامیاب و جاذبِ توجہ ہے۔

مؤلف نے بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے اسلامی کتابوں کے علاوہ غیر مذاہب کی بہت سی معتبر و مقدس کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ مثلاً توریت، زبور، انجیل اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی مضبوط دلائل ہم پہنچا کر آلِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال فضیلت و عظمت پر مبر تصدیقِ ثبوت کی گئی ہے۔ سیرت کے علاوہ دوسرے اہم مذہبی مسائل پر بھی تیز روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآنِ کریم کا دوسرے آسمانی صحیفوں سے موازنہ اور غیر مسلموں کے مترانسات کے جوابات وغیرہ کتاب کی افادہ حیثیت میں مشذبہ اضافہ کر رہے ہیں۔

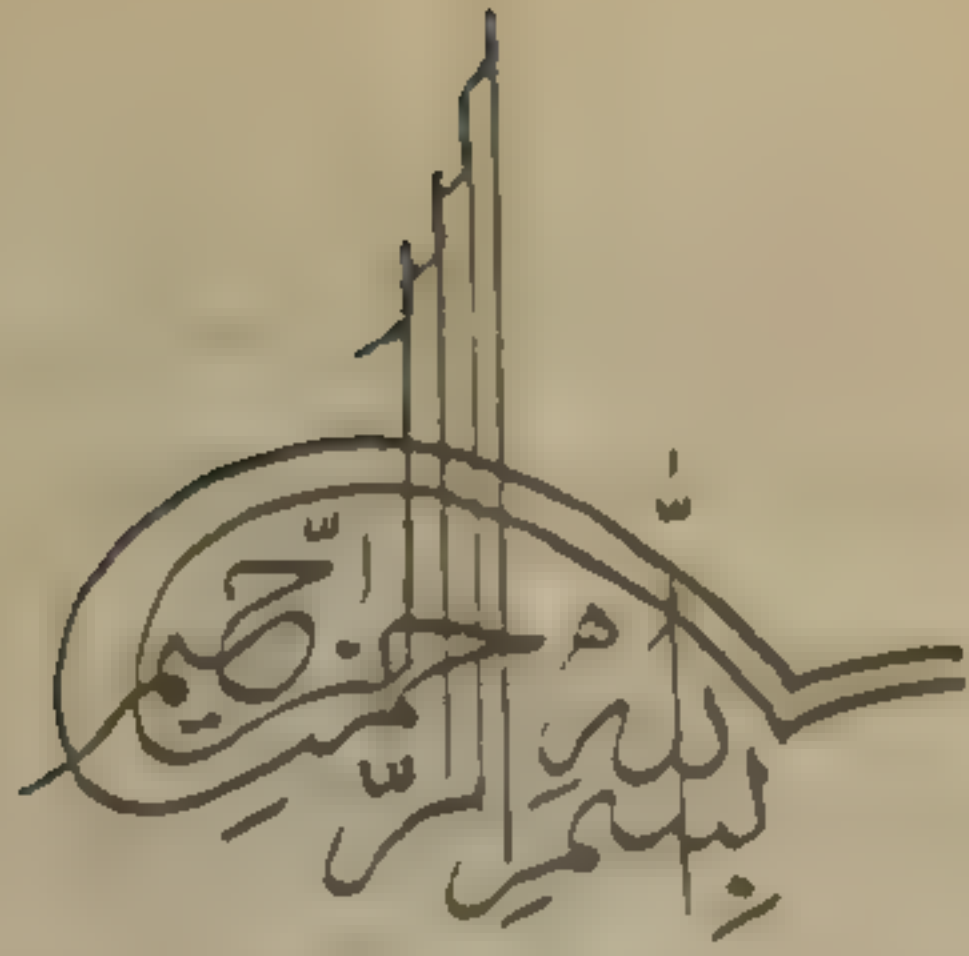
حکے حکمہ ناقابلِ تردید دلائل و واقعات کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے کہ آلِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدس



تمام انبیائے کرام کے محاسن کی جامع تھی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہوتے کا وصف وہ وصف تھا، جس میں کوئی نبی ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ زبان سادہ و فصیح۔ انداز بیان شگفتہ و شگفتہ اور ہر ذریعہ دل عام فہم، دل چسپ اور متین ہے۔

باطنی محاسن کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبیاں اور دل آویزیاں بھی قابلِ تشریح ہیں۔ صرف تین جلدوں میں سیرت نبوی کے بحرِ بے پایاں کو بند کر کے صحیح معنوں میں کتاب کو دریا در کوزہ کا مصداق بنا دیا گیا ہے۔ ان بے شمار اوصاف و فوائد کے باوجود قیمت بہت کم رکھی گئی ہے، تاکہ ہر خاص و عام اس سے مستفید ہو سکے۔ حق یہ ہے کہ آج بازار میں اس موضوع پر ایسی جامع و مقبول عام کتاب دستیاب نہیں ہو سکتی :-





الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا  
 مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي أَرْسَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَبَعَلَهُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا جَارَ الْمُسْتَجِيرِينَ يَا أَمَانَ الْخَائِفِينَ يَا عِمَادَ مَنْ لَا  
 عِمَادَ لَهُ يَا سَنَدَ مَنْ لَا سَنَدَ لَهُ يَا ذَا ذُرِّ مَنْ لَا ذُرَّ لَهُ يَا حِرْزَ الضُّعَفَاءِ يَا كَلِمَةَ الْفُقَرَاءِ يَا عَظِيمَ  
 الرِّجَاءِ يَا مُنْقِذَ الْهَلَكَةِ يَا مُنْجِي الْغَرَقَى يَا مُحْسِنُ يَا مُجْمِلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُفْضِلُ يَا جَبَّارُ يَا مُنِيرُ  
 أَنْتَ الَّذِي سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَضَوْءُ النَّهَارِ وَشُعَاعُ الشَّمْسِ وَنُورُ الْقَمَرِ وَخَفِيقُ الشَّجَرِ  
 وَدَوِيُّ الْمَاءِ يَا اللَّهُ أَنْتَ اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ  
 فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَفِي الْمَلَائِكَةِ الْأَعْلَى إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَ عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ  
 عَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَآتِبَاعِهِ أَجْمَعِينَ - آمِينَ -

آما بعد، یہ کتاب رحمتہ اللعالمین کی جلد دوم ہے۔ جلد اول کا پہلا ایڈیشن ۱۳۸۷ھ میں شائع ہوا تھا۔  
 جلد دوم کے لیے جبکہ عظیم الشان تازہ ۱۳۸۷ھ کے شروع ہو جانے کی وجہ سے عمدہ کاغذ دستیاب نہ ہوا۔  
 اور یہ ستودہ پڑ ہی رہا ۱۳۸۷ھ میں جلد اول کا دوسرا ایڈیشن ضرور نکلا تھا، لیکن اس کا شائع کرنا اضطراراً تھا۔ کیونکہ  
 جلد اول کو کئی سدرمی مدارس اور اسلامیہ ہائی سکولوں نے داخلِ نصاب کر لیا تھا اور طالبانِ علم کا حرج کسی طرح گوارا  
 نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے لیے بھی جو کاغذ لگایا گیا تھا اگرچہ پچھلے کاغذ سے اس کی قیمت ڈیڑھ سے تھنی مگر پھر بھی وہ چکانائی  
 اور سفیدی میں ویسا نہ تھا۔

جلد دوم کے لیے آج تک عمدہ کاغذ ہی کا انتظار ہوتا رہا اور اب بالآخر جیسا کہ غزل سکا اسی پر کتاب کو شائع  
 کیا جاتا ہے۔

اہلِ خبرت آگاہ ہیں کہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھنا کس قدر مشکل ہے، گزرتہ بے مقدار شور و شید جہاں فوج  
 کے نور گیتی را کا کیا لہجہ سا ہے تو مجھ سا بے بضاعت کثیرِ مشغول بھی جس کا اس راہ میں کوئی یار و مددگار نہیں



درست طور پر کچھ لکھ بھی سکتا ہے۔

لیکن ایک فرض کا احساس ہے جو سکوت پر غالب آگیا ہے اور دردمحبت ہے جس نے بے حس قلب کو تڑپا دیا ہے۔ توفیق الہی ہے جو برابر اس کام پر مجھے لگائے رکھتی ہے۔ جذبہ ربانی ہے جس کی کشش اس طریق حق پر لیے جاتی ہے **إِنْقِرُذْ أَخِي فَإِذْ تَقَالَا** کی صفیر کان میں گونج رہی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو نبی پاک کا کلمہ خواں ہے، ضرور ہے کہ اپنے علم و فہم کے موافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثنا گستر بھی ہو تا بلش ذرہ اور ضرور قمر میں اگرچہ زمین آسمان کا فرق ہے مگر دونوں ایک ہی نور کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اگر ایک کی فلک گیر ٹھنڈی، صاف روشنی ابصار کو محو دیدار کرتی ہے تو دوسرے کی خاک نشیں چمک بھی راہ گروں کے قدم لیتی ہوئی ان کی نگاہ کرم کو کبھی کبھی اپنی جانب کھینچ ہی لیتی ہے **لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا دُسْعَهَا** کا عندن ہر بار ایمان کو حوصلہ افزا ہے اور **الْمَرْءُ مَنَ أَحَبَّ** کا ارشاد ہر ایک صحیح الوجدان کا خضر راہ۔ اگر میرے لیے یہ سب اسناد و عماد نہ ہوتے تو کچھ شک نہیں کہ ایک حرف لکھنے کی بھی جرأت نہ ہو سکتی۔

پچیسین سیرت مصطفویٰ کے سامنے ایک گلشنِ غلد بہار ہوتا ہے جس کے ہر ایک پھول کی رنگینی و شادابی دامنِ نگہ کو بھر دینے والی ہوتی ہے۔ یہ گل چپیں کا اپنا انتخاب اور مذاق ہے کہ کس پھول کو لیا اور کس کو چھوڑا، مگر حقیقت یہ ہے کہ جسے چھوڑا وہ اس سے کم نہ تھا، جسے چُن لیا۔

جلد دوم میں ایسے ضروری مضامین ہیں جن میں سے بعض کو علماء سیرت آغاز کتاب میں جگہ دیا کرتے ہیں بڑی بڑی حصہ اول کو صرف ایسے مالا بد منہ حاتماتِ مبارکہ پر اختصار کے ساتھ محتوی رکھا تھا کہ اگر بقیہ جلدیں شائع بھی نہ ہو سکیں تب بھی وہ نقشِ ناتمام کی صورت میں غیر مکمل نظر نہ آئے۔ الحمد للہ کہ آج جلد دوم کو روانہ مطبع کرتا ہوں اور خدا وہ دن بھی کرے کہ جلد سوم کو بھی اسی طرح روانہ کر سکوں اور اس وعدہ کے ایفانے کے بعد پھر ایک مفصل و اجمل کتاب قلم بند کر سکوں۔

یارب ایں آرزوئے من چہ خوش مست

تو بدیں آرزو مرا برساں

وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ

خاکسار

محمّد سلیمان سلیمان منصور پوری



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## باب اول

### النسب

## فصل اول

### شجرۂ طیبہ

شجرۂ مبارکہ کو تین حصوں میں پیش کیا جاتا ہے

## حصہ اول

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان تک سے اور اس کی بابت حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر العزیزی القرطبی رولد سنہ ثمان و ستین و ثلاث مائتہ نے کتاب الاستیعاب میں تحریر کیا ہے : هذا ما لم يختلف فيه احد من الناس (اس شجرے میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں)۔

بائے مکرم کے ساتھ میں نے تدریس کی کہ اہماتہ العظام کے مبارک نام بھی مل جائیں تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت عبد اللہ سے لے کر عدنان تک برابر سب کے نام مل گئے اور مزید برآں یہ بھی ہوا کہ ان اہماتہ کے آباء اور قبائل کا پتہ بھی لگ گیا مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام بلہ، تیسرے آمنہ کے والد کا نام بھی مع ن کے سلسلہ نسب کے در ان کی والدہ کا نام مع ن کے سلسلہ نسب کے مل گیا۔ اس تمام سلسلے پر نظر ڈالو شاید دنیا میں کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کا بھی سلسلہ خاندانی اس وضاحت کے ساتھ اور ق تاریخی میں دستیاب نہ ہو سکے گا۔ پھر ہر ایک سلسلہ میں نسب کی رفعت شان پر نظر ڈالو کہ دھیاں، ونہیاں اور نھیاں در نھیاں کی دھیاں میں بھی کسی ایک جگہ وہن یا خمود نہ ملے گا۔ یہ شرف صرف اسی کو حاصل ہو سکتا ہے جسے ازل میں قدرت ربانیہ نے نامہیں پر ممتاز فرمایا اور آدم سے لے کر ذات گرامی تک ہر ایک نسل کی حفاظت خود



سرمائی ہو۔

اتھارہ انعام اور ن کے دوھیال کے اسماریں میراخذتاریخ کبیر طبری اور طبقات الکبیر ابن سعد اور کسی قدر تاریخ الکامل ابن اثیر ہیں۔

## حصہ دوم

نسب نامہ گرامی کا حصہ دوم وہ ہے جو معد بن عدنان سے اوپر آتا ہے محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اس حصہ کا اندراج اس تفصیل کے ساتھ جیسا کہ ہم تحت میں تحریر کریں گے، اپنی کتابوں میں نہیں کرتے۔ کیونکہ ان اصول کے مطابق جو صحیح روایات کے متعلق انھوں نے اختیار فرمائے ہیں۔ اس حصہ کا روایت کرنا دشوار ہے۔

ان بزرگواروں کا یہ نہایت ورع و تقویٰ ہے۔ بایں ہمہ حیلہ محدثین اس سلسلہ کے خاص خاص مشاہیر کے آٹھ نو نام لے کر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ نسب گرامی حضرت اسمعیل علیہ السلام تک منتہی ہو جاتا ہے۔ یہ طریق کہ سلسلہ نسب میں خاص خاص مشاہیر کا نام لے کر اختصار سے کام لیا جائے۔ بنی اسرائیل میں بھی مروج تھا۔ انجیل متی کو دیکھو وہ لکھتے ہیں: یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ یہ ظاہر ہے کہ متی نے مسیح اور داؤد کے درمیان ۲۶ پشتیں اور داؤد و ابراہیم میں ۱۲ پشتیں دانستہ اختصار کے لیے چپوڑ دی ہیں۔

حصہ دوم کے شامل کتاب کرنے کی جرأت مجھے اس لیے ہوئی کہ کذب النسابون ما فوق العذنان کا قطعی صحت تک پہنچ جانا مجھ پر مخفی رہا اور میں نے دیکھا کہ اکثر علماء نے جو تاریخ اور حدیث میں امام تسلیم ہوئے ہیں، اس حصہ کو بیان کیا ہے: سبائك لذهب للسويدی ص ۱۹ میں ہے۔

قد اختلف في كراهة رقة النسب من عدنان الى آدم فذهب ابن اسحاق وابن جرير وغيره الى جوازہ وعليہ البخاری وغيرہ من العلماء ترجمہ: عدنان سے وپر آدم تک نسب بیان کرنے کی راسخیت میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق و ابن جریر کے نزدیک جائز ہے اور بخاری وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

کتاب رقة الشافعی مصنفہ جلال الدین سیوطی میں امام شافعیؒ و بارون الرشید کے کلام کے ذکر میں ہے: فقال لي ابن لي عن نسبت فقال الشافعي ترجمہ: بارون رشید نے کہا کہ اپنی بات بتاؤ میں نے نسب فلعتيت حتى احدثت ادم عليه السلام باحسين بیان کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کے واسطے سے جلدیا۔ ان حوالہ جات کے بعد میں نے اس حصہ کا لکھنا ترک کر دینے سے بہتر سمجھا۔



میں نے اول اول یہ حصہ ڈاکٹر سر سید احمد خاں غفرلہ کی کتاب خطبات احمدیہ میں دیکھا تھا سر سیدؒ نے س  
جگہ کسی کا پتہ نہیں لکھا۔ انھوں نے آرمیا کاتب برخیا علیہ السلام اور الجیرا کے نسب نامہ کا ذکر فرمایا تھا، میں نہ  
سمجھ سکا کہ سر سیدؒ یہ سب باتیں کہاں سے لکھ رہے ہیں۔ من بعد مجھے تاریخ ابو لغد میں آرمیا اور الجیرا کا  
مذکور ملے اور پھر امام طبری کی کتاب میں ایک روایت کلبی کی ملی جس کی بابت امام طبری نے لکھا ہے کہ یہ روایت آرمیا  
کے نسب نامے سے متوافق ہے۔ صرف کہیں کہیں اختلاف السنہ کی وجہ سے اختلاف لہجہ کا فرق پڑا گیا  
ہے۔ دوسری روایت خود امام طبری کی ہے جسے انھوں نے ایک عرب نسب دان سے لیا ہے۔

پھر مجھے امام ابن سعد کی کتاب طبقات الکبیر میں بھی یہی حصہ مل گیا۔ مجھے ان کتابوں سے مطابقت  
کرنے کے بعد سر سیدؒ کے نسب نامے میں لکھے ہوئے چند نام عدنان دوم، اددوم، الیسع، یسع دوم  
سلمان دوم، ثابت، حمل، معدا اول نہیں ملے۔ معلوم نہیں سر سیدؒ نے ان کا کس کتاب کے حوالہ سے  
اضافہ فرمایا ہے۔ میں نے وہی نام لکھے ہیں جو بالاتفاق متعدد روایات میں بیان ہوئے تھے۔

## حصہ سوم

۱۔ نسب نامہ گرامی کا حصہ سوم جو اسمعیل علیہ السلام سے شروع اور ابو البشر آدم علیہ السلام تک منتہی ہوتا  
ہے، تورات موجودہ سے لیا گیا ہے۔ اسماء کے اعراب عربی زبان کی تورات متشکل سے لیے گئے ہیں۔

ب۔ ہر ایک نام کے سامنے سنین عمر درج ہیں۔ یہ بھی تورات سے لیے گئے ہیں جو غالباً صحیح ہیں، لیکن تورات میں  
یہ بھی ہے کہ فلاں عمر میں فلاں شخص کے پسر پیدا ہوا۔ اس میں کئی اشکال ہیں مثلاً غور کرد مندرجہ ذیل بیانات تورات پر۔

- ۱۔ آدم ۳۰ برس کا تھا جب اس کے شیث پیدا ہوا  $\frac{5}{3}$  پیدائش
- ۲۔ شیث ۵۵ برس کا تھا کہ اس سے انوس پیدا ہوا  $\frac{5}{4}$  "
- ۳۔ انوس ۹۰ برس کا تھا کہ اس سے قینان پیدا ہوا  $\frac{5}{9}$  "
- ۴۔ قینان ۷۰ برس کا تھا کہ اس سے محل ایل پیدا ہوا  $\frac{5}{12}$  "
- ۵۔ محل ایل ۶۵ برس کا تھا کہ اس سے یارو پیدا ہوا  $\frac{5}{15}$  "
- ۶۔ یارو ۱۶۲ برس کا تھا کہ اس سے حنوک پیدا ہوا  $\frac{5}{18}$  "
- ۷۔ حنوک ۶۵ برس کا تھا کہ اس سے متوسلخ پیدا ہوا  $\frac{5}{21}$  "
- ۸۔ متوسلخ ۱۸۶ برس کا تھا کہ اس سے بلک پیدا ہوا  $\frac{5}{21}$  "
- ۹۔ بلک ۵۰۲ برس کا تھا کہ اس سے فوج پیدا ہوا  $\frac{5}{28}$  "



۱۰۔ نوح ۵۰۲ برس کا تھا کہ اس سے ہم پیدا ہوئے۔

۱۱۔ ہم ۱۰۰ برس کا تھا کہ اس سے طوفان کے ۲ برس بعد ارنکسہ پیدا ہوئے۔

۱۲۔ ارنکسہ ۲۵ برس کا تھا کہ اس سے غیر پیدا ہوئے۔

۱۳۔ غیر ۳۴ برس کا تھا کہ اس سے فلج پیدا ہوئے۔

۱۴۔ فلج ۳۰ برس کا تھا کہ اس سے رعو پیدا ہوئے۔

۱۵۔ رعو ۳۲ برس کا تھا کہ اس سے سروج پیدا ہوئے۔

۱۶۔ سروج ۳۰ برس کا تھا کہ اس سے نخور پیدا ہوئے۔

۱۷۔ نخور ۲۹ برس کا تھا کہ اس سے تارہ پیدا ہوئے۔

۱۸۔ تارہ ۴۰ برس کا تھا کہ اس سے ابرام پیدا ہوئے۔

اگر ہم اس حساب کو صحیح قرار دیں تو لازم آتا ہے کہ حضرت شیثؑ نے حضرت نوحؑ کو دیکھا ہو اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر حضرت نوحؑ کی آنکھوں کے سامنے ۸۸ سال کی ہو گئی ہو اور حضرت نوحؑ کی زندگی میں حضرت اسمعیلؑ کی عمر دو سال کی ہو۔ حساب کر دو کہ حضرت نوحؑ طوفان کے بعد ساڑھے تین سو برس تک زندہ رہے  $\frac{9}{8}$  پیدائش اور طوفان سے ابراہیمؑ کی پیدائش کا زمانہ  $۲۶۲ + ۸۶ = ۳۴۸$  برس کا ہے اور حضرت اسماعیلؑ اپنے باپ کی ۸۶ سال کی عمر میں پیدا ہوئے تھے۔

حالانکہ ان امور کا کوئی عالم اہل کتاب قائل نہیں۔ اس لیے مجھے اس حساب کی صحت میں شک رہا۔ بعد ازاں مجھے کتاب تاریخ ابوالفداء میں سے اسی مقام کے پڑھنے کا اتفاق ہوا مجھے تعجب آمیز مسرت ہوئی کہ یہ فاضل مورخ بھی اس خیال میں میرے ساتھ متفق ہے۔ مزید اطمینان کا موجب یہ ہوا کہ امام ابو محمد علی ابن احمد بن حزم الظاہری (المتوفی ۵۰۲ھ) نے بھی کتاب فصل میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ الغرض حصہ سوم کے نام تو صحیح ہیں، البتہ دیگر معلومات بعض جگہ مشکوک ہیں۔ چونکہ نسب نامہ میں صحت اسامی زیادہ تردد کا رہتی ہے۔ اس لیے میں کہہ سکتا ہوں کہ نسب نامہ گرامی کا یہ حصہ بھی بالکل صحیح ہے۔

ان ضروری تمہیدات کے بعد شجرہ مبارکہ درج کیا جاتا ہے :

۱۔ یہ عبارت کہ نوح ۵۰۲ سال کا تھا اس سے ہم پیدا ہوئے کتاب پیدائش میں نہیں ہے، مگر کتاب پیدائش میں یہ ہے کہ نوح ۹۰۰ سال کا تھا جب طوفان آیا۔ نیز یہ فقرہ ہے کہ ہم طوفان کے ۲ سال بعد۔ ۱ برس تھا جب ارنکسہ پیدا ہوا۔ نتیجہ یہ ہے کہ نوح ۵۰۲ سال کا تھا جب ہم پیدا ہوئے۔



شَجَرَةُ طَيْبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَقَرُّعُهَا فِي السَّيِّئِ  
لِسَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ خَاتِمِ  
النَّبِيِّينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

### حصہ اول

نمبر شمار	آباء الکرام	امہات العظام	اقہات کے دوھیال اور تنھیال
۱	عبداللہ	آمت	اب۔ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب دیکھو سلسلہ ۱۰ آباد نبوی ام۔ برہ بنت عبد العزیٰ بن عبد الدار بن قصی دیکھو سلسلہ ۵ آباد نبوی
۲	عبدالطلب	فاطمہ	اب۔ عمر بن عائد بن عمران بن مخزوم بن یقطہ بن مرہ دیکھو سلسلہ ۱۰ آباد نبوی ام۔ صفحہ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقطہ بن مرہ دیکھو سلسلہ ۱۰ آباد نبوی
۳	ہاشم	سلمیٰ	اب۔ عمرو بن زید بن لبید بن خداجش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تیم اللہ بنی ثعلبہ خزرجی ام۔ عمیرہ بنت صفخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار ساکن مدینہ
۴	عبد مناف	عاتکہ	اب۔ مرہ بن ہلال بن فالج بن زکوان بن ثعلبہ بن ہشم بن سلیم بن منصور رازنسل سلسلہ ۱۰ آباد نبوی

۱۔ صفحہ کی ماں کا نام تخم بنت عبد بن قصی نانی کا نام سلمیٰ بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن قریظ نانی کا نام  
عاتکہ بنت عبد اللہ بن وائل بن غزیر تھا۔

۲۔ عمیرہ کی ماں کا نام سلمیٰ بنت عبد ہاشم اور نانی کا نام امیہ بنت رعوہ تھا۔



نمبر شمار	آباء اکرام	امماء الفہام	امہات کے درہیال اور تنہیال
۵	قصی	حُبّی	ام - مادّیہ عرق صفیہ بنت حوزہ بن عمرو بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن از نسل سلسلہ ۱۰ آباد بنوی اب - خلیل بن حبشہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ (دو ہوا الخزاغی) ام - ہند بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر بن الخزیمہ
۶	کلاب	فاطمہ	اب - سعد بن سیل (حیر بن عوف بن عامر الحاذر کان اول من بنی جدار الکعبۃ فقیل سم علمار) از دشمنوہ ام - ظریفیہ بنت قیس بن امیہ ذی الراسین بن حثیم بن کنانہ بن عمرو بن القین بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیدان بن الیاس - دیکھو سلسلہ ۱۱ آباد بنوی
۷	مرہ	ہند	اب - سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک دیکھو سلسلہ ۱۲ آباد بنوی ام - امامہ بن عبد مناف بن کنانہ - دیکھو سلسلہ ۱۳ آباد بنوی
۸	کعب	محشیہ	اب - شیبان بن محارب بن قمر - دیکھو سلسلہ ۱۴ آباد بنوی ام - وحشیہ بنت وائل بن قاسط بن مہنب بن قصی بن مسعی بن جدیلہ -
۹	لوئی	مادیہ	اب - کعب بن عقیق ہوا النعمان بن حسیب بن شمع اللہ بن اسد بن وبرد بن تغلب بن حلوک بن عمران بن لحاف بن قضا ام - عائکہ بنت کاہل بن عذرہ

۱ مادّیہ کی ماں کا نام رہا شش بنت النکم ورنہ فی کا نام کبشہ بنت الرافقی تھا۔

۲ ہند کی ماں کا نام سیل بنت مازن ومن خزائن تھا۔

۳ ظریفیہ کی ماں کا نام صخرہ بنت عامر تھا۔

۴ امامہ کی ماں کا نام ہند بنت دودان بن اسد خزیمہ ہے۔

۵ وحشیہ کی ماں کا نام مادیہ بنت صبیحہ بن ربیعہ بن زارہ ہے۔



نمبر شمار	آباء اکرام	امہات العظام	اقدمات کے دو حیل اور تنحیال
۱۰	غالب	عائکہ	اب - یحٰیہ بن النضر بن کنانہ دیکھو سلسلہ ۱۳ آباء نبوی ام - انیسہ بنت شیبان بن قعلبہ بن عکابر بن صعوبہ بن علی بن بکر بن وائل
۱۱	قہر الملقب بہ قریش	لیلیٰ	اب - حارث بن تميم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ دیکھو سلسلہ ۱۴ آباء نبوی ام - سلمیٰ بنت طاہر بن ایاس دیکھو سلسلہ ۱۵ اشجرہ ہذا
۱۲	مالک	جشدہ	اب - عامر بن الحارث بن مضاہق بن زید بن مالک جرہمی ام - مہذبت اعلیم بن مالک بن الحارث (جرہمی)
۱۳	تضر	عکثر شہ	اب - عدنان رعارث ابن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر دیکھو سلسلہ ۱۶ آباء ام -
۱۴	کنانہ	برہ	اب - مضر بن اذین طاہر راخت تميم بن مضر (طاہر برادر مدرکہ) ۱۷ ام -
۱۵	خزیمہ	عوانہ - ہند	اب - سعد بن قیس بن عیلان بن ایاس دیکھو سلسلہ ۱۸ آباء ام - وعدہ بنت ایاس دیکھو سلسلہ ۱۹ آباء
۱۶	مدرکہ	سلمیٰ	اب - اسلم بن الحاف بن قضاہ ام -
۱۷	ایاس	لیلیٰ (خند)	اب - سلوان بن عمران بن الحاف بن قضاہ ام - ضریہ بنت ربیعہ بن زار دیکھو سلسلہ ۱۹ آباء

۱۰ انیسہ کی ماں کا نام تھا خربت الحارث اور نانی کا نام ربیعہ بنت کابل ہے۔

۱۱ سلمیٰ کی ماں کا نام عائکہ بنت الاسد اور نانی کا نام زینب بنت ربیعہ ہے۔



نمبر شمار	آباء اکرام	اقماتہ مقام	اقمات کے دوھیال اور تھیال
۱۸	مضر	رباب	اب - حیدہ بن معدر سلسلہ ۱۲ آبا ام -
۱۹	نزار	سودہ	اب - عک بن الیث بن عدنان سلسلہ ۱۲ ام -
۲۰	معد	معانہ	اب - جوشم بن جلعجہ بن عمر بن بڑہ بن عرم ام - سلمی نبت الحارث بن مالک بن ثعمر بن عرم
۲۱	عدنان	مہدو	اب - لہم بن سلح بن جدیس بن جابر بن ارم ام -

## حصہ دوم

### نَسَبُ نَامَةِ تَاخَضَرَتْ اِسْمَاعِيلَ سِيدَم

نمبر شمار	بروایت مندرجہ بری	بروایت ابن سعد مندرجہ طبقات الکبیر	توضیحات جو امام طبری نے اپنے راوی سے یہ الفاظ لکھ کر روئے کی ہیں
۲۲	ادو	ادو	واخبرنی بعض انساب نہ وجد ما ثقتہ من العلماء العرب قد حفظت لعدد ابین ابا بالعربیۃ الی اسماعیل و احتجت لتولنم ذلک با شعار العرب و انتہ قابل بہا قلوا من ذلک اهل کتب فوجد العدد متفقاً والفقہ مختلفاً و املی ذالت علی فتبہ عندہ جلد ثانی ص ۱۹

لہ حدیثی احداث قال حدثنا محمد بن سعد قال حدثنا هشام بن محمد قال وكان رجلاً من اهل  
تدمر یکنی ابا یقوب من مسدۃ بنی اسرائیل قد قرأ من کتبہم و علمہ عندہ فذکر ان بروخی بن قاریاً  
کاتب ارمیاء اثبت نسب معد بن عدنان عند دو صفد فی کتبہ و انتہ معروف عندہم و احسن کتب  
مثبت فی اسفارہم و هو متدرج عندہ الاسماء ما روی عن الکبیری محمد بن السائب ذکرہ من بعدہ و بعض  
خلاف ما بینہم من قبل الاسماء لان ہذا الاسماء مترجمۃ العبرانیۃ فبری جلد دوم ص ۱۹ مطبوعہ حینیۃ



نمبر شمار	روایت مندرجہ طبری	روایت ابن سعد مندرجہ طبقات	توضیحات جو امام طبری نے اپنے راوی سے روایت کی ہیں۔
۲۳	ہمیسع	ہمیسع	
۲۴	سلامان	سلامان	ہمیدع و رشاحب بھی سی کو کہتے ہیں۔
۲۵	عوص	عوص	منجر اور نبیت بھی اسی کو کہتے ہیں
۲۶	بوز	بوز	اس کو ثعلبہ بھی کہتے ہیں اور قبیلہ ثعلبہ اسی کی جانب منسوب ہے۔
۲۷	قموال	قموال	اس کو یوز اور عشر الغنار بھی کہتے ہیں۔ ریم عشرہ عرب میں اسی نے نکالی۔
۲۸	ابی	ابی	اس کو سعد رجب بھی کہتے ہیں ریم رجبیہ اسی نے نکالی
۲۹	عوام	عوام	قموال اور بریح الناحب بھی اسے کہتے ہیں کان فی ذمن سلیمان علیہ السلام
۳۰	ناشد	ناشد	محمل ذوالعین اسی کا لقب ہے۔
۳۱	حزا	حزا	محو العوام
۳۲	بلد اس	بلد اس	اسے محمل بھی کہتے ہیں۔
۳۳	یدلاف	یدلاف	رامہ اسی کا لقب ہے۔
۳۴	طابخ	طابخ	اسی کو طابخ بھی کہتے ہیں عینان سی کا لقب ہے۔
۳۵	جاسم	جاسم	سی کا لقب علت ہے۔
۳۶	ناحش	ناحش	اس کا لقب علت ہے
۳۷	ماخی	ماخی	اس کو ال یب ظہیر یب خاتم التار کہا کرتے تھے۔
۳۸	عینی	عینی	اس کو عافی اور عبقر ابو یحییٰ کہتے ہیں جنت عبقر اسی کی جانب منسوب ہے۔
۳۹	عبقر	عبقر	سی کو ابرہیم جامع الشمل کہتے ہیں جامع الشمل لقب سی لیے ہوا کہ اس کے عہد میں من کامل تھا۔ رستے بے خط جاری تھے۔
۴۰	عبید	عبید	اس کو اسماعیل ذوالمناہج کہتے ہیں۔ ذوالمناہج اس لیے کہتے ہیں کہ مسافروں کے لیے سارے ملک میں ضیافت خانے مقرر کیے گئے۔



نمبر شمار	بروایت کلیبی	بروایت ابن سعد	توضیحات متعلق روایت طبری از راوی
۴۱	الدعا	الدعا	اس کو تیرن الطعان کہتے ہیں۔ پیدا شخص ہے جس نے نیزہ کا جنگ میں استعمال کیا۔
۴۲	حمدان	حمدان	اسی کو اسمعیل ذوالعوج کہتے ہیں۔ عوج اس کے گھوڑے کا نام تھا۔ اب عوج نسل اسکاں اسی کی جانب منسوب ہے۔
۴۳	سنبر	سنبر	سے شہین اور مطعم فی المحل بھی کہتے ہیں۔ اس کے محل میں ہر شخص کے لیے کھانا تیار رہتا تھا۔
۴۴	یشربی	یشربی	یشرم اور طح بھی اسی کا لقب ہے۔
۴۵	یحزن	نحزن	نحزن نام اور تسور لقب ہے۔
۴۶	یلحن	یلحن	یلحن نام اور عنود لقب ہے۔
۴۷	ارعوے	ارعوے	رعوبے نام اور دذع لقب ہے۔
۴۸	عیضی	عیضی	ماقر لقب ہے
۴۹	دیشان	دیشان	لقب اس کا الزاعیہ ہے
۵۰	عیصر	عیصر	اسی کو عاصر اور نیدوان ذوالانذیر اسی کے عہد میں نبوت اور جادان فرزند ان تدری میں جنگ ہوئی۔
۵۱	اقتاد	اقتاد	قناد نام۔ ایا ہر لقب ہے۔
۵۲	ایہام	ایہام	یہامی نام دوس القوق در اہل الخلق لقب ہیں۔
۵۳	مقصر	مقصر	مقاصری نام حصن اور نزال لقب ہے۔
۵۴	ناحت	ناحت	
۵۵	زارح	زارح	قمیر لقب ہے۔
۵۶	سمی	شمتی	سما نام المشر لقب ہے۔
۵۷	مزی	مزی	ہرمز بھی سی کو کہتے ہیں۔
۵۸	عوض	عوض	اس کا لقب ثراور صفی بھی ہے۔
۵۹	عرام	عرام	
۶۰	قیدار	قیدار	



## حصہ سوم

نام	سن
۶۱ اسماعیل علیہ السلام	۱۳۷ سال کی عمر پائی
۶۲ ابراہیم علیہ السلام	۱۷۵ سال
۶۳ تارہ رآؤرا	۲۰۵ سال
۶۴ ناحور	۱۵۹ سال
۶۵ سروج	۲۲۲ سال
۶۶ رعو	۲۳۹ سال
۶۷ فابج	۲۳۹ سال
۶۸ عابر	۴۶۰ سال
۶۹ ارغکشاو	۴۳۸ سال
۷۰ نسام	۶۰۲ سال
۷۱ نوح علیہ السلام	۹۵۰ سال
۷۲ لامک	۷۷۷ سال
۷۳ متوشاخ	۹۶۹ سال
۷۴ اخنوز ادریس علیہ السلام	۳۶۵ سال
۷۵ یارو	۹۶۲ سال
۷۶ ملہل ایل	۸۹۵ سال
۷۷ قینان	۹۱۰ سال
۷۸ آنوش	۹۰۵ سال
۷۹ شیت علیہ السلام	۹۱۳ سال
۸۰ آدم علیہ السلام	۹۳۰ سال

سے سیتہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا بیان آگے ملے گا۔



# یسوع مسیح کا نسب نامہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اناجیل متی و لوقا میں جو نسب نامہ حضرت مسیح کا درج کیا گیا ہے اسے بھی ناظرین کی وسعت معلومات کی غرض سے اس مقام پر تحریر کر دیں۔ آغاز نسب نامہ سے پیشتر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگرچہ عیسائی علماء حضرت مسیح کے نسب کو حضرت داؤد علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ مگر انجیل یوحنا ۸ باب (۴۸) درس سے ثابت ہے کہ یہود ان ہم عصر حضرت مسیح علیہ السلام کے اس مسئلہ شرف کا بھی انکار کیا کرتے اور آنجناب کو نسل سامری سے بتایا کرتے تھے۔

## حصہ اول

### از یوسف (شوہر مریم) تا زردوباب

انجیل متی	انجیل لوقا
یوسف	یوسف
یعقوب	ہیل
متھان	متحات
.	لیوی
.	ملخی
.	نیا
.	یوسف
.	متھ تیار
.	آموس
.	ناؤم
.	اسل
.	بنجمنی
العرز	ماحتہ
الیود	متھ تیار

سے سامی بھی بنی اور اس میں فرق صرف یہ ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا نام نہیں ملتا ہے یہ انجیل کا غلط ہے۔



انجیل متی	انجیل لوقا
انجیم	سمعی
صدوق	یوسف
عازور	یورا
ایا قیم	یوحنا
ابیود	ایسا
زرد بابل	زرد بابل
میزان ۱۱	میزان ۲۰

۱۔ لوقا نے یوسف سے زرد بابل تک ۲۰ نسلیں اور متی نے ۱۱ نسلیں دیکھ لی ہیں۔

۲۔ دونوں نسب نامے اتنے مختلف ہیں کہ لوقا اور متی کے بیان کردہ اسماء یوسف اور زرد بابل کے سوا ذرہ بھر بھی مشابہت نہیں رکھتے۔

۳۔ ہم کو بعض عیسائی عالموں نے بتایا ہے کہ لوقا میں مریم کا نسب نامہ ہے اور متی میں یوسف کا یا متی میں مریم کا نسب نامہ ہے اور لوقا میں یوسف کا۔ ہم خوش ہوئے اگر ایسا بھی ہوتا، لیکن زن و شوہر کے نسب ناموں میں امتداد زمانہ کا س قدر تفاوت کہ ایک کے نسب نامہ میں ۹ نسلیں کم ہوں اور ایک میں زیادہ بالضرورت یہ تراز ہے۔

۴۔ لوقا کا نسب نامہ ایسا بن زرد بابل پر اور متی کا نسب نامہ ابیود بن زرد بابل پر ختم ہوتا ہے اور ازراہ قیاس ممکن ہے کہ یوسف مریم زرد بابل کے دو فرزند ایسا اور ابیود کی نسل میں سے ہوں، لیکن اب یہ ضرور تحقیق طلب ہوگا کہ زرد بابل کے فرزندوں میں سے ایسا اور ابیود نام کے فرزند تھے بھی۔ تو راجح باب ۱۹ میں ہم کو زرد بابل کے فرزندوں در دختر کے نام تو ملے، مگر افسوس ہے کہ ان میں ایسا اور ابیود کسی کا بھی نام نہیں۔

۵۔ لوقا اور متی نے با، تفاق زرد بابل کو سیلتی ایل کا بیٹا لکھا ہے، مگر تواریخ ۱۸: ۱۶ سے ثابت ہوتا ہے کہ زرد بابل تو خدا یاہ کا بیٹا اور سیلتی ایل کا برادر زادہ تھا۔

## حصہ دوم

سیلتی ایل سے دود علیہ السلام تک ہے اور چونکہ سیلتی ایل کا نسب نامہ بائبل (توراة) میں بھی موجود ہے۔ اس لیے حصہ دوم میں بائبل کا ایک خانہ اور بڑھا دیا گیا ہے اور اس اضافے سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوقا و انجیل کے علاوہ ایک تیسری امامی کتاب (توراة) سے مطابقت کا حال بھی واضح ہو جائے گا۔



لوقا	متی	بائیل
سداتی ایل	سلت ایل	سیالتی ایل
نیری	یکونیاہ	یکونیا (کینیا)
ملکی	.	.
اودی	.	یہوی قیم
قوسام	یوسیاہ	یوسیاہ (یوشیا)
المودام	آمون	آمون
عیر	منسی	منسی
یوسس	خرقیاہ	خرقیاہ (خرقیاہ)
العزر	آخز	آخز
یوریم	یوتام	
متکسات	عزیاہ	عزریاہ (عزیا)
لبوی	.	امصیاہ
سمعون	.	یوآس
یہوداہ	.	خزیاہ (آخزیا)
یوسف	یوزام	یوزام
یونان	یوسفط	یوسفط (یوشافاط)
اینیا قیم	آسا	آسا
ملیا	ابیاہ	ابیا (امیتا)
مبنان	.	.
متکسا	رجام	رجام
ناتن	سلیمان	سلیمان
داؤد	داؤد	داؤد
میزان ۲۲	میزان ۱۶	میزان ۱۹

۱۵ تاریخ ۳۰ باب



۱۔ سداقی ایل تا داؤد لوقا نے بائیس نسلیں، متی نے سولہ نسلیں اور بائیس نے بیس نسلیں شمار کی ہیں۔  
 ۲۔ لوقا تو سداقی ایل کو ناتن بن داؤد کی نسل سے بتاتا ہے مگر متی، اور بائیس سداقی ایل کو سلیمان بن داؤد کی نسل سے بتاتے ہیں۔ مجھے ایک عیسائی نے بتایا تھا کہ سلیمان ہی کو ناتن کہتے ہیں، مگر تواریخ ۲۔ باب کے پانچویں درس نے مجھے یہ جواب صحیح سمجھنے سے روک دیا، اس کے الفاظ یہ ہیں: سیمعا اور سوباب اور ناتن اور سلیمان۔ یہ چار بھی ایل کی بیٹی بنت سور سے پیدا ہوئے۔

۳۔ لوقا اور متی نے اس حصہ دوم میں بھی سداقی ایل اور داؤد کے درمیان جتنے نام دیے ہیں وہ ایک دوسرے سے بالکل بن مختلف ہیں۔ حصہ اول میں بھی ایسا ہی اختلاف تھا، اور اس وقت یہ توجیہ کھڑی کی تھی کہ ایک نسب نامہ کو مریم کا اور ایک کو یوسف شوبہ مریم کا نسب نامہ سمجھ لینا چاہیئے، لیکن وہ دونوں نسب نامے زرد بابل میں آکر جمع ہو گئے۔ اب سداقی ایل شخص واحد کے نسب نامے کسی طرح بھی ڈونہیں ہو سکتے۔ یہ نام ممکن ہے کہ سداقی ایل کو ناتن بن داؤد کی نسل سے بھی ٹھہرایا جائے اور سلیمان بن داؤد کی نسل سے بھی ہم اس نامہ کو سمجھتے ہیں کہ اگر سداقی ایل کا نسب نامہ ناتن بن داؤد سے درست ہو جائے تو مسیح کے اجداد بیت المقدس کے امام سمجھے جاسکیں گے اور اگر سداقی ایل کا نسب نامہ بن داؤد سے درست ہو جائے تو مسیح کے اجداد شاہان تخت نشین ثابت ہو جائیں گے لیکن افسوس یہ ہے کہ دونوں نسب نامے تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتے۔

۴۔ ہم اس جگہ متی کے نسب نامہ کو لوقا کے نسب نامہ پر ترجیح دیتے ہیں اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ متی کے نسب نامہ کی تصدیق بائیس کی کتاب اول تواریخ ۳ باب سے ہوتی ہے، مگر لوقا کے نسب نامہ کی ذرا بھی تائید نہیں ہوتی۔ اگرچہ لوقا ہی نے تحریر کیا ہے کہ اس نے سب واقعات صحیح طور پر دریافت کر کے لکھے ہیں۔ لوقا ۱۔  
 ۵۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ متی اور بائیس کا اتفاق بہت سے ناموں کے بارہ میں پایا جاتا ہے، مگر ان کے ناموں کی مطابقت بھی پوری نہیں ہوتی۔

ذرا نسب نامہ پر غور فرمائیے کہ متی نے یوسیاہ اور یویناہ کے درمیان کوئی نام نہیں لکھا، لیکن بائیس کی دوم تواریخ ۲۶ میں ایک نام موجود ہے اور اس باب کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یوسیاہ کے بعد یاقیم بن یوسیاہ تخت نشین ہوا تھا اور ایسا یاقیم کا شاہی نام یہو یقیم تھا۔ اس کے بعد آپ کو اول تواریخ ۳۶ سے پتہ لگ جائے گا کہ یویناہ یہو یقیم کا فرزند تھا نہ کہ یوسیاہ کا، جیسا کہ متی نے ظاہر کیا ہے۔

۶۔ متی ۱۱، باب ۹، درس میں ہے: اور عزریاہ سے یوینام پیدا ہوا۔ ان الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یوینام عزریاہ کا بیٹی فرزند تھا جیسا کہ اس نسب نامے کے تمام نام اسی طرح بیان کیے گئے ہیں اور ان سب میں باپ بیٹے ہی کا

۷۔ اصل کتابیں جو میں لکھایا تھا وہ شمار کرنے میں غلطی نہیں تھی مگر بائیس میں بھی ایسی ہیں اور معشت نے بھی ایسی ہی نقل کی ہیں۔



رشتہ ہے، لیکن بائبل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

یوڈام یا یوڈام سے خزیاء پیدا ہوا  
خزیاء سے یوآس پیدا ہوا  
یوآس سے امصیاء پیدا ہوا  
امصیاء سے عریاء پیدا ہوا

بائبل کی اس صراحت نے یقین دلادیا کہ یہاں بھی سینٹ متی کے قلم سے تین نسلوں کے نام رکھے ہیں۔ بعض عیسائی عالم بیان کرتے ہیں کہ سینٹ متی نے ویدہ دانستہ خزیاء اور یوآس اور امصیاء کے نام ترک کر دیے تھے۔ کیونکہ ہر سہ اشخاص کے افعال ایسے بُرے تھے کہ ان کو ایسے پاک نسب نامے میں جگہ نہ دینی چاہیے۔ یہ غلط صحیح ہو سکتا ہے اور ہم نے کئی اور نسب ناموں میں بھی ایسا طریق دیکھا ہے، لیکن غور طلب یہ ہے کہ کیا فی الواقع حضرت متی نے اسی اصول پر عمل کیا ہے۔ تواریخ میں ہر ایک بادشاہ کی زندگی پر مختصر نوٹ موجود ہیں مثلاً ان ہر سہ کے متعلق ذیل کی عبارات ہیں:

خزیاء - وہ بھی انیاب کے گھرانوں کی - انہوں نے اپنا پسندیدہ پرچہ تھا۔

۲۔ تواریخ ۲۲

یوآس - خداوند اپنے خدا کے گھر چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرنے لگا۔

۲۔ تواریخ ۲۴

امصیاء - جو خدا کی نظر میں درست ہے سو اس نے کیا پرتا دل سے نہیں۔

۲۔ تواریخ ۲۵

اگر ہم جرائم کے اعتبار سے ترتیب قائم کریں تو یوآس سخت مجرم ہے کہ بُت پرستی کی۔ خزیاء اس سے کم کہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے۔ امصیاء اس سے کم جس کے اعمال اچھے ہیں مگر خلوص نہیں ہے۔ اب ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ ان تینوں کے سوا کسی در کی بابت بھی ایسے ریمارک یا اس سے سخت تر ریمارک موجود ہیں؛ آخر یہ نام متی کے نسب نامے میں موجود ہے اور بائبل اس کی بابت بتاتی ہے: "اس نے یعلیم کے ڈھائے ہوئے بُت بھی بنائے۔"

۲۔ تواریخ ۲۶

انہوں کی بابت ہے: "جو خداوند کی نظر میں بُرا ہے سو اس نے کیا:" ۲۔ تواریخ ۲۷

منستی کی بابت ہے: "جو خداوند کی نظر میں بُرا ہے سو اس نے کیا۔ ان قوموں کے غزاقی نام کیے ۵۔ ۲۔ تواریخ ۲۸

رجعام کی بابت ہے: "اس نے اور اس کے ساتھ سارے بنی اسرائیل نے خداوند کی شریعت کو ترک کیا"



یہ تمام سندات بتاتی ہیں کہ ان تین اشخاص جیسے جرائم اوروں کے بھی ہیں جن کے نام حضرت متی نے لکھے ہیں اور اس سے ثابت ہے کہ انھوں نے اس اصول پر عمل نہیں کیا جو ہم کو آج ہمارے دوست بتاتے ہیں اور اس لیے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حصہ دوم میں متی کا نسب نامہ بھی بائبل سے مطابق نہیں۔

### حصہ سوم

حضرت داؤد علیہ السلام سے اوپر حضرت آدمؑ تک جو نسب نامہ ہے وہ حضرت مسیحؑ کے نسب نامہ کا حصہ سوم ہو سکتا ہے، لیکن یہ ظاہر ہے کہ ابن داؤد کا نسب نامہ تو اسی قدر ہے جہاں تک داؤد علیہ السلام کے ساتھ آکر سلسلہ مل جائے اور اس سے آگے جو سلسلہ ہوگا وہ داؤد علیہ السلام کا نسب نامہ ہوگا اور داؤد علیہ السلام کے نسب نامہ مندرجہ بائبل میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کے حصہ سوم میں قید ابن اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آدم علیہ السلام تک اہل کتاب میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔ تاہم حضرت داؤد سے حضرت ابراہیمؑ تک نسب نامہ مزید تین و تبرک کے طور پر درج کیا جاتا ہے:

نام	کیفیت
داؤد علیہ السلام	۲۰ سال کی عمر میں سلطنت پائی، ۴۰ سال سلطنت کے بعد ۱۰۱۵ قبل مسیحؑ گرائے عالم بقا ہوئے۔ اس حساب سے ان کی ولادت ۹۴۵ سال قبل مسیحؑ تھی۔
یسی	
عزوبید	
بوعز	ان کی زوجہ کا نام روت ہے جس کے نام کی کتاب روت بائبل میں شامل ہے۔
سلمون	ہمراہ بیان موسیٰ علیہ السلام میں سے حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ ہی داخل ارض مقدس ہوئے۔ ان کی زوجہ کا نام راحب تھا
نحسون	نحسون بنی اسرائیل کے ان سرداروں میں سے ہے جو ہزاروں کے سردار تھے۔ اسی نے حضرت موسیٰ کے حکم سے بیا بان سینا میں بنی یہودہ کی مردم شماری مصر سے نکلنے سے ۱۴ ماہ بعد کی تھی۔ اس وقت اس فرقہ کے جنگجو اشخاص کی تعداد جو چوبیس سال اوپر تھے چوبیس ہزار چھ سو تھی۔ کتاب گنتی باب ۱ اور ۲۷ یہ واقعہ ۱۴۹۰ قبل مسیح تھا۔
عمیداب	عربی تلفظ (عمیداب) ہے۔



نام	کیفیت
آرام	عربی تلفظ آرام
حصر و م	حَصْرُ وَمَنْ
پھارس	فارص والد کا نام قر ہے جس کا قصہ کتاب پیدائش میں موجود ہے۔
یہوداہ	یہودا
یعقوب علیہ السلام	
اسحاق علیہ السلام	
ابراہیم علیہ السلام	ان کا ذکر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ میں ہے۔

## فصل دوم

شجرہ عالیہ نبویہ سے چند اشہر المشاہیر کے مختصر حالات

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولَى الْأَلْبَابِ

آدم علیہ السلام

نوع بشر کے والد بزرگوار اور پہلے انسان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خلافت الارض کے لیے پیدا کیا۔ انھوں نے ۹۳۰ سال کی عمر پائی شیت، بیت، علیہ السلام جب ان کے گھر پیدا ہوئے تب حضرت آدم کی عمر ۱۳۰ سال کی تھی یہ

قرآن مجید میں حضرت آدم کو پیدائش کے بعد جنت میں ٹھہرانے کا ذکر ہے اس جنت کے تعین کرنے میں بہت علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو سمر مہنی و ابن قتیبہ و ابو مسلم صفہانی کا قول ہے کہ یہ زمین ہی پر ایک مقام تھا۔ دیگر مفسرین نے اسے آسمان پر بتایا ہے۔ ان میں سے بعض کا قول ہے کہ یہ جنت جنت خلد سے الگ تھی۔ بعض نے اسے جنت خلد ہی بتایا ہے۔

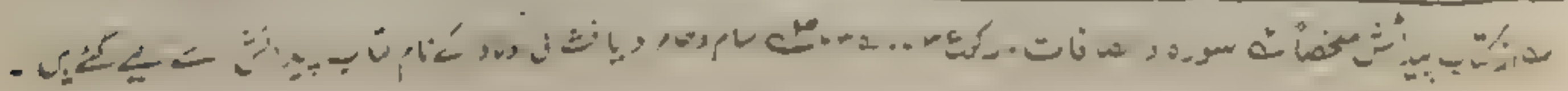
اسلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی بابت جو متقائق حائے بیان کیے ہیں، ان کا ذکر آپ کو کسی کتاب ماب فضیلت سید المرسلین اور باب اساطیر الاولین میں ملے گا۔

لے پیدائش سے لے کر خلافت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ حدیث میں ملے گا۔



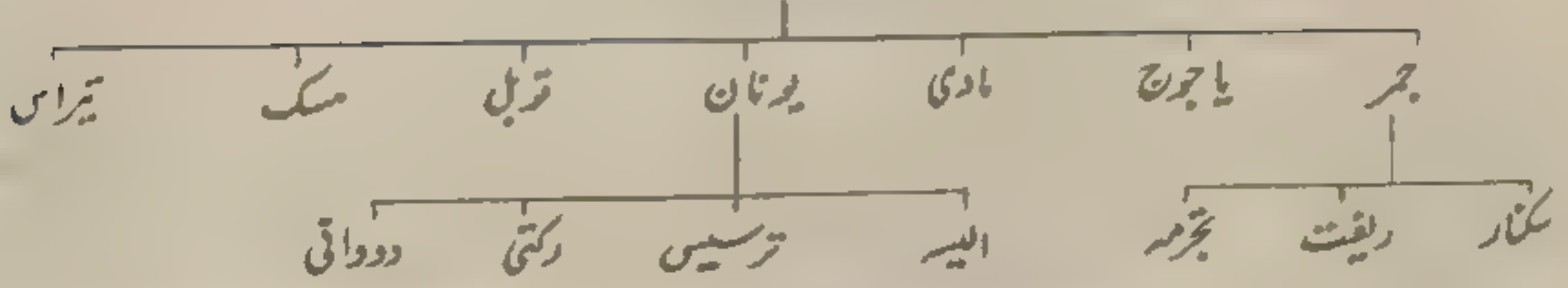
تاریخ اسلام میں حضرت نوح کو آدم ثانی بھی کہتے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید میں ہے :

سام کی اولاد





## یافت کی اولاد



حضرت نوح علیہ السلام کا چوتھا بیٹا یام تھا جو عمل غیر صالح ہونے کی وجہ سے غرق طوفان ہوا تھا۔

## سام کا حال

سام یا سم حضرت نوح علیہ السلام کے بڑے فرزند کا نام ہے۔ حضرت نوح کی ۵۰۲ سال کی عمر تھی جب ان کے مشکوئے نبوت میں یہ اولین فرزند پیدا ہوئے۔

حضرت سام ان تمام اقوام کے پدر اور جملہ نسل کے معلم نخستیں ہیں جن کا نام یورپین مؤرخین نے سیمیٹک رکھ دیا ہے۔

تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ سامی زبان کا وجود ایشیا اور افریقہ کے اندر برابر پایا جاتا ہے، فونی شین، اریک اسیرین، انتھی ادپک زبانیں سامی ہی سے نکلی ہیں اور یہ قومستات میں سے ہے کہ عبرانی و عربی زبانیں جلد سامی نسل کے اندر زیادہ شاندار اور خزان علمی سے مالا مال ہیں۔

مشہور قدیم مؤرخ سپر نیچر اور سکریڈ اپنے قدما کے تبار میں اس مکتبہ کرتے ہیں کہ سام کی اولاد کا اصلی وطن عرب ہے۔ قرآن مجید نے یہ آیت لِيُشْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا میں مکہ کو اُمّ القریٰ یعنی بستیوں کی ماں بتایا ہے ورنہ ارشاد ان مؤرخین کی اس محققانہ جدوجہد کی تصدیق فرماتا ہے۔

یہ بات تاریخ سے ثابت ہو گئی ہے کہ قدیم تر زمانہ میں کچھ قومیں ریگستان عرب سے نکل کر اُس کے گرد و نواح کی قابل کاشت ارض پر آباد ہوئی تھیں۔ اس کا ثبوت اس طرح حاصل ہوا ہے کہ عرب ہی وہ لوگ ہیں جن میں سیمیٹک کیریکٹر سامی عادات و اطوار، اصل حالت میں پایا جاتا ہے، کیوں کہ ان کی سادہ زندگی ہمیشہ یکساں طریق پر چلی آئی ہے۔

اہل عرب کی زبان ہی ہمیشہ سے محفوظ رہی ہے، عبرانی زبان بھی کسی قدیم زمانہ میں محفوظ تھی جس کی یادگاروں وقت اہل علم کے ہاتھ میں میثاکے کتبے یا سلوآم کا کتبہ باقی رہ گیا ہے۔

سلطنت یہود کا زوال وراثت و دیوں کے ساتھ یہودیوں کی مکتبت بنی سائیل کی اسییری بیت المقدس کی بربادی، یہودیوں کا مختلف ممالک میں منتشر ہونا ایسے قدرتی سبب تھے کہ عبرانی زبان اپنی اصل حالت میں باقی نہ رہی۔



اور ان اسباب سے اس قدر انقلاب عظیم ہوا کہ آخر یہودی اصل زبان بجائے عبرانی کے آرمیک بن گئی۔  
جب عبرانی کا یہ حال ہے تو دیگر سامی الیسنہ کا ذکر فضول ہے۔

فونی شین زبان کی واقفیت اہل علم کو صرف ان کتبات سے ہوئی جو چار صدی قبل از مسیح کے دستیاب ہوئے  
ہیں، لیکن یہ زبان اس قدر حجاب نسیان میں آچکی ہے کہ ان کتبات کے پڑھنے والوں کو بھی خود وثوق نہیں کہ جو پڑھا  
وہی ٹھیک ہے۔

آرمیک زبان کبھی تمام کنعانیوں کی زبان تھی۔ جہاں جہاں کنعانی قومیں عمدہ عمدہ چراگا ہوں کی تلاش میں کنعان سے  
چینی ترکستان تک پہنچتی رہیں یہ زبان بھی وہاں گئی۔ خیال ہے کہ لفظ رَم جو قرآن میں کسرا قل و فتح ثانی و توراۃ میں  
بفتحتین مستعمل ہوا ہے۔ اسی قوم کی یادگار ہے۔ اب یہ زبان بھی نقاب نیستی کے پردہ میں پنہاں ہے۔

سامر کی زبان میں ایک کتاب پنڈلی لوک کا نشان دیا جاتا ہے۔ اس کی زبان پر شور کرنے والوں نے عترت کیا  
ہے کہ وہ عربی و عبرانی اور آرمیک زبانوں سے بنائی گئی ہے۔ اسی لیے اول تو وہ پہلے ہی سے کوئی مستقل زبان نہ تھی  
دوسرے اب اس زبان کا تلفظ یا لغت بتانے سے کل دنیا گونگی ہے۔

سربیک یا آدیس زبان اُن عیسائی آرمینیا والوں کی زبان تھی جن کا دارالسلطنت پانچویں تھٹی صدی مسیحی میں  
آڈیسہ تھا، مگر اس ترناییدہ بچہ کو زیادہ عمر نصیب نہ ہوئی۔

## المختصر

عربی ہی ایک ایسی واحد اور وحید زبان رہ جاتی ہے جو سام علیہ السلام کی تعلیم کردہ زبانوں میں سے زندہ و توانا  
موجود ہے اور شام اور عراق و مصر اور فلسطین و مراکو و ریونس تک اس کے زیر نگین ہیں اور آکسفورڈ سے برازیل تک  
اس کی سیرگاہیں ہیں۔

## سامی زبانیں

جو مماثلت اور مشابہت اور تعلق باتیں اپنے اندر رکھتی ہیں، وہ یہ ہیں:

الف۔ سہ حرفی مصادر کا پایا جانا۔

ب۔ اسم اور فعل کے قاعدوں میں مشابہت

ج۔ اسما ضمائر اور فعل کے درمیان باہمی تعلقات۔

د۔ تراکیب نحوی میں مشابہت۔

ه۔ فعل لازم و متعدی کے طریقے۔

اب جو کوئی شخص عربیت میں مہارت رکھتا، صرف و نحو عربی کو بخوبی جانتا، اور علم ادب کا دانابے اسے بخوبی معلوم ہے کہ ان جملہ امور میں زبان عربی کیسی مکمل مستقل اور ہمہ گیر ہے اور یہی صاف ظاہر کرتے ہیں کہ زبان عربی ہی ان تمام افسانہ نگاروں کے جو طوفان کے بعد کسی متقدم حصہ عالم پر کبھی پانی گئی تھیں، جیسا کہ حضرت سام ان ممالک کے بعد باشندہ اقوام کے پدر بزرگوار ہیں۔

## سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

۵۰ سال کے تھے جب خدا کے حکم سے اپنی زاد بوم اور باپ کے وطن سے نکلے اور کنعان بن حام کے علاقے میں پہنچے۔ یہی زوجہ و رلوہ برادر زادہ ساتھ تھے۔ خدا نے وعدہ کیا کہ یہی ملک ان کی اولاد کو دیا جائے گا پھر وہ مہ گئے۔ فرعون نے سیدہ سری کو حسین سمجھ کر اپنے لیے لے لیا اور خدا کا قہر اس پر ظاہر ہوا۔ فرعون نے سیدہ سری کو واپس کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ بھی کنعان واپس آئے تب لوط ان سے جدا ہو کر دریائے یرون کی ترائی کی طرف چلے گئے۔ وہ شہر مدوم میں آباد ہوئے کچھ عرصہ کے بعد کدرد و عمر شاد جیلد نے اپنے تین اتحادی بادشاہوں کے ساتھ پادشاہ مدوم اور اس کے چار اتحادی بادشاہوں سے جنگ کی اور جنگ میں فتحیاب ہو کر حضرت لوط کو بھی مع ان کے غول کے یہ کر کے لے گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ اطلاع ہوئی تو انھوں نے حوبہ تک جو دشمن کے بائیں ہاتھ ہے ان کا تعاقب کیا اور لوط علیہ السلام کو مع سب اسیروں کے ٹھہرایا اور مال غنیمت حاصل کیا۔

ان کی واپسی پر مدوم کا بادشاہ اور سالم کا بادشاہ صدق جو خدا کا کاتب تھا حضرت ابراہیمؑ کو ملے حضرت ابراہیمؑ نے غنیمت کا دسواں حصہ ملک صدق کو دیا و بقی سب اس بادشاہ مدوم کو واپس کر دیا خود مال غنیمت سے کچھ لے لیا۔ البتہ اقوام یہ واسکال و رہبری کے جو جنگ جو لوگ ساتھ تھے ان کو حقہ عطا کیا۔

حضرت اسمعیلؑ جب پیدا ہوئے، اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۹۶ سال لی تھی جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۹۹ سال کی ہوئی تب خدا نے ان سے روایاں فرمائی کہ وہ ہر ایک بچہ کا جب وہ ۷ دن کا ہو ختنہ کیا کریں وہ ہر بی نشان خدا کے عہد کا اس کی نسل میں ہوگا۔

حضرت ابراہیمؑ ۹۹ سال کے تھے در حضرت اسماعیلؑ ۷۰ سال کے جب ان کا ختنہ ہوا۔ یہاں سے حضرت ابراہیمؑ قانس و رسو میں ٹھہرے اور برابر میں قیام کیا۔ آخر کے بادشاہ بنی ملک نے حضرت سارہ کو اپنے قبضہ میں کیا، مگر خدا نے جبریلؑ کی طرف سے آگاہ ہو کر اس نے سارہ کو بھیج دیا اور حضرت ابراہیمؑ کی عاقبت لی۔

لے ملک صدق کے متعلق میسائوں کا عجیب عقائد ہے جو قوس جو انوکھا خطاب ہے یہ سب باپ کے مال سے نسب، مگر ان کے نذول کا شہرہ نذرانہ کا غیر ہمیشہ کا ہے ہی رہتا ہے۔ عیسائی اسے ازلی ہدی اور بے نسب، مگر ہونے میں خدا کے شہرہ جہاں سے یہ صبح ہوا۔



حضرت ابراہیمؑ یک سوں کے تھے جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے پھر نبی ملک شاہ نے حضرت ابراہیمؑ سے معاہدہ اتحاد کیا اور حضرت ابراہیمؑ دیر تک فلسطینوں کے مابین رہے۔

پھر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحاقؑ کی شادی ربقہ سے کی جو ان کے بھائی نحر کی پوتی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ نے ۵۰ سال کے بعد انتقال فرمایا۔

حضرت ابراہیمؑ کی کنیت ابو محمد بھی ہے اور ابو الانبیا بھی کیوں کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد نبی کی نسل پاک سے نبی ہوتے رہے، ان کی ذریت سے باہر بچ کر کوئی نبی نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

ہم نے نبوت اور کتاب کو ابراہیمؑ علیہ السلام کی

ذریت میں کر دیا۔ (۲۹ : ۲۷)

اس لیے حضرت ابراہیمؑ کا لقب عمود عالم ثالث بھی ہے ان کے احوال مبارکہ آئندہ ابواب میں مذکور ہیں صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔

## اُمُّ الْمُسْلِمِينَ ہاجرہ علیہا السلام

سید ہاجرہ بڑے درجے کی خاتون ہیں۔

۱۔ کبیرہ مصر

۲۔ زوج خلیل الرحمن ابراہیمؑ صلوٰۃ اللہ علیہا والسلام

۳۔ محدثہ طائف

۴۔ والدہ اسمعیل علیہما السلام

۵۔ اُم العرب المستعربہ

۶۔ بانیہ بلدہ الامین مکہ معظمہ

۷۔ جدۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۱۳۔ س ۲ وہ مکینہ کے منارہ میں جو قبر کے آگے ہے دفن کیے گئے۔

۱۴۔ سورہ قیں ہے مِلَّةَ اٰرِیْحَہُ نِزَہِیْمَہُ هُوَ سَلَمٌ لِّلْمُسْلِمِیْنَ۔ س ۱۵۔ اُمِّ الْمُسْلِمِیْنَ کا لقب حضرت ہاجرہ کے لیے استنباط کیا گیا ہے۔

۱۵۔ محدث بفتح وال سے کہتے ہیں جس سے فرشتے باتیں کریں حضرت ہاجرہ کے پاس۔ س ۱۶۔ اُمِّ الْمُسْلِمِیْنَ اور اُمِّ الْوَدَّعِیْنَ صحیح سے ثابت ہے اس لیے ان کو محدثہ لکھا گیا ہے۔

ان کا نام عبرانی میں رہنما ہے اور جب فرعون مصر نے سیدہ سارہ کی کرامت کو دیکھ کر ہاجرہ کو سارہ کے ساتھ کر دیا تھا، تب ان کا نام آجر ٹھہرا، یعنی یہ اس مصیبت کا اجر ہیں جو سارہ اور حضرت ابراہیمؑ کو بادشاہ کے ظلم سے اٹھانی پڑی۔ پھر جب انھوں نے ہجرت الی اللہ کی اور اکرمہ میں اس لیے آباد ہوئیں کہ ان کی اولاد بیت اللہ الحرام کی آبادی اور توحید کی منادی کرے، تب ان کا نام ہاجرہ ٹھہرایا۔

سیدہ ہاجرہ کو سیدہ سارہ نے خود حضرت ابراہیمؑ کی زوجیت میں دیا تھا۔ وہ نکاح سے پہلے ہی سال میں بارہ بار ہوئیں۔ یہ مولود مسعود شکم مادر ہی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے سامنے آکر سیدہ ہاجرہ کو بشارت دی کہ وہ بیٹا جنے گی اور اس کا نام اسمعیل رکھنا۔ نیز بتا دیا کہ ان کی ولد کثرت سے گنی نہ جائے گی۔ یہ رب العالمین کو منظور یہ تھا کہ بنو اسمعیل کو یک مستقل شاندار قوم بنائے اس کی تقریب یہ ہو گئی کہ ہاجرہ کے حاملہ ہوتے ہی سارہ کی محبت اس سے جاتی رہی اور یہ سمجھ کر کہ اب ہاجرہ اسے حقیر سمجھتی ہے خود اس کی تحقیر کرنے لگی اور زور دیا کہ ہاجرہ کو علحدہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کو بنو اسمعیل سے اپنے گھر کی خدمت کا لینا منظور تھا۔ یہ منسلحت ابراہیمؑ کو وحی بانی نے سمجھادی اور انھوں نے خوشی خوشی پہلوٹے بیٹے اور پیاری بیوی کو اس سنسان بیابان میں آباد کیا، جہاں اب مکہ معظمہ ہے قرآن مجید میں ہے۔

وَتَبَّاتِي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ  
ذِي زُرْعَةٍ عِنْدَ بَيْتِ الْحَرَمِ رَبَّنَا  
لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ (۲۴ : ۱۳)

اے رب میں اپنے کنبہ کا ایک حصہ اس وادی میں جہاں مکہ  
روئیدگی نہیں با در کتاہوں کر یہ تیرے حرمت والے گھر کے  
پاس رہیں اور دنیا کے لیے ناز کو قائم کریں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ یومئذ بیکۃ احد ذلک لیس بہا ما عاکلہ مکہ میں اس وقت نہ کوئی جاندار تھا اور نہ پانی تھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ کو یہاں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو بیوی، درشومہ میں یوں باتیں ہوئیں:

إِنِّي مَن تَتْرُكُنَا. قَالَ إِلَى اللَّهِ. قَالَ رَحِمْتُ بِالنَّحْثِ

ہاجرہ: ہم کو کس کے پاس چھوڑ چلے؟ حضرت ابراہیمؑ: خدا کے پاس۔ حضرت ہاجرہ: میں خدا پر رشتی ہوں۔  
توراة کی کتاب پیدائش میں ہے کہ جب ہاجرہ کے پاس پانی ختم ہو گیا اور اسمعیل پیاس سے مرنے کے قریب ہو گئے  
تب خدا کا فرشتہ پھر ہاجرہ خاتون سے ہم کلام ہوا اور ان کو اسمعیل کی نسل کی شرت و عظمت کی بشارت سنائی  
اور ان کے لیے ایک کنواں بھی ظاہر ہو گیا۔

یہ سیرہ نبی کی کتاب ہم د باب کے درس میں حضرت ہاجرہ کی بابت یہ الفاظ ہیں: "بہ کس چھوڑی ہوئی کی اور دشمن دانوں اور دوسے  
زیادہ ہے" الفاظ یہ کس چھوڑی ہوئی، ترجمہ ہے ہاجرہ کا اور اس درس میں ہاجرہ و سارہ کا ذکر ہے۔ لے پیدائش ۱۰۔ ہم لے پیدائش ۱۰۔ ۱۰۔ ۱۰۔  
لے عن ابن عباس کتاب الانبیاء ۷۵ صحیح بخاری عن ابن عباس کتاب الانبیاء ۷۵ باب ۲۱ درس ۵ کتاب پیدائش



صحیح بخاری میں ہے فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَخْبَثَ إِنَّ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا اجْبُرِينَ دَعَا عَقْبَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ بَشَقَ الْمَاءُ - باجوہ نے ایک اور نسخہ تو انہوں نے کہا کہ گرجہ سے کچھ نادمہ ہو سکتا ہے تو سامنے آؤ۔ جبریل آگئے۔ انہوں نے زمین پر بیڑی کو مارا اور زمین سے پانی پھوٹ پڑا۔ صحیح بخاری اور توراہ کی ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ باجوہ علیہا السلام کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر بلند تھا کہ کبھی فرشتہ سامنے آکر ان سے بات کرتا اور کبھی آسمان سے پکار کر ان کو خطاب کرتا، نیز ان کی کرامت کے لیے کنواں فیہ سے ظاہر ہو گیا تھا۔

افسوس ہے کہ ہل کتاب ان فضائل سے آنکھیں بند کر لیتے اور سیدہ باجوہ کے درجہ کو گھٹانے کے لیے کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ لونڈی تھیں۔

مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ اس امر میں متفق ہیں کہ فرعون مصر نے حضرت باجوہ کو حضرت سارہ کی خدمت کے لیے دیا تھا۔

صحیح بخاری کتاب نبیہ میں ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہا جو ابراہیم بسارۃ فاعطوها ہا ہاجرۃ فرجعت فقالت شعرت ان اللہ عزوجل کب الکافر واخدم ولیدہ - ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم دسارہ ہجرت کر کے گئے تھے وہاں سارہ کو باجوہ میری بی بی اور سارہ نے حضرت ابراہیم سے آکر کہا، آپ کو خبر ہے کہ خدا نے کافر کو ذلیل کیا اور ہم کو ایک بڑی خدمت کے لیے دی وقال ابن سیرین عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعدمہا ہاجرۃ - ابن سیرین نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ شاہ مصر نے باجوہ کو خدمت کے لیے دیا تھا یہ

مسلمانوں کی روایت یا بیان سے یہ سمجھنا کہ حضرت باجوہ لونڈی تھیں بالکل ہی بعید ہے۔ ہل کتاب کے مزید مہمین کے لیے ہم کچھ اور زیادہ تحریر کرتے ہیں۔

یہودیوں کے زبردست مغتر توراہ ربی شلومو سمحتی نے باب ۱۶ کتاب پیدائش کی تفسیر میں حضرت باجوہ کی بابت مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کیے ہیں ابث برعہ ہا بشا کثر انسیتم شغسو اسارد ۷۷۰

ظاہر شتہا بتی شغہ بیت ۷۷۰ ولو کبیرہ بیت اخیرۃ وہ فرعون کی بیٹی تھی جب اس نے کرامات

۱۷ حدیث شریف کا لفظ فاعدمہا عباری لفظ شغہ کا مترادف ہے۔ یہ لفظ باجوہ خاتون کے نام سے استعمال کیا گیا شغیہ کا ترجمہ

خادمہ ہے۔ ۱۸ صحیح بخاری عن ابی عباس کتاب الانبیاء

۱۹ براہین باہرہ فی حریتہ باجوہ مولی غلام رسول چودیا کرتی۔

کو دیکھا جو بوجہ سارہ واقع ہوئی تھیں تو کہا کہ میری بیٹی کا اُس کے گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں مکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔

اس شہادت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ (۱) ہاجرہ شاہِ مصر کی دختر تھیں اور (۲) شاہِ مصر پر حضرت سارہ کی عظمت اس قدر طاری ہو گئی تھی کہ اُس نے اپنی بیٹی کو بطور خادمہ اُن کے ساتھ کر دینا اپنے اور اپنے خاندان کے لیے فخر و عزت کا باعث سمجھا۔

مبارک ہے سارہ خاتون جس کی خدمت کو بادشاہ کی بیٹی نے اپنی عزت جانا، مبارک ہے ہاجرہ خاتون جس کی تربیت ابتدائے عمر ہی سے خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہوئی۔

ربی شامو مفسرِ توراۃ کی مندرجہ بالا شہادت کے بعد کسی تفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن اس شہادت کی توثیق میں ہم اس قدر ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ عبرانی زبان میں لونڈی غلام کی مختلف حالتوں کے لیے مختلف الفاظ موجود ہیں۔

۱۔ وہ لونڈی غلام جو جنگ میں بطور غنیمت حاصل ہوتے ہیں ان کو "شیبوت حرب" بولا جاتا ہے۔

۲۔ وہ لونڈی غلام جو روپیہ سے خرید کیے جاتے ہیں ان کو "مقنت کسفت" بولا جاتا ہے۔

۳۔ ایسے بچے جو لونڈی یا غلام سے پیدا ہوئے ہوں ان کو "یلید بایث" بولا جاتا ہے۔

اب تمام توراۃ کو دیکھ جاؤ کہ ہر سہ الفاظ بالائیں سے کوئی لفظ بھی حضرت ہاجرہ کے متعلق ساری عبرانی کتاب میں مستعمل نہیں ہوا۔

ہم اقرار کرتے ہیں کہ توراۃ میں حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ نے امتی کہا ہے اور یہ عبرانی لفظ عربی لفظ اُمّہ کا ہم معنی ہے، جس کا ترجمہ لونڈی بھی ہو سکتا ہے، لیکن یہ بالکل ہی کم فہمی ہو گی کہ ایک سوت نے اپنی سوت کو کچھ رنج اور غصہ میں کہہ دیا ہو اسے حقیقی معنی میں صحیح ہی تصور کر لیا جائے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ فرعون مصر نے حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ کی خدمت کے لیے دیا تھا، لیکن ہے کہ ہجرے دوست اسی اقرار کو حضرت ہاجرہ کے لونڈی ہونے کی قطعی دلیل بتائیں، ہذا مناسب ہے کہ وہاں کتاب پیدائش کے ۳۰ باب کو پڑھ جائیں۔

۱۔ حضرت یعقوب کی بیوی مسماۃ لیاہ کی لونڈی کا نام زلفہ ہے اور مسماۃ زلفہ حضرت یعقوب کے فرزند اسمعیٰ جدو آشری کی والدہ ہے۔

۲۔ حضرت یعقوب کی بیوی مسماۃ راحیل کی لونڈی کا نام بلہہ ہے، اور مسماۃ بلہہ حضرت یعقوب کے فرزند اسمعیٰ دان وسمیٰ نفالی کی والدہ ہے۔



یہ چاروں فرزند یعنی جدو، شہر دوآن و نقتانی۔ اسرئیل کے تین بارہ فرزندوں میں سے ہیں جن کو یعقوبؑ  
موسیٰؑ و داؤد و عیسیٰؑ سیدم نے وقتاً فوقتاً برکتیں دی ہیں اور توراۃ کی کسی ایک جگہ میں بھی ان چاروں کو باقی  
آئندہ کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا یا لوندی بچہ نہیں کہا گیا۔

زلفہ و ربہ کے ذکر کو جانے دو، خود لیاہ اور راحل کی بابت غور کرو جو حضرت یعقوبؑ کے ماموں کی روایا  
اور بقول توراۃ حضرت یعقوبؑ کی جو روایا ہیں۔ یہ دونوں اپنے لوندی ہونے کا قرار اس طرح کرتی ہیں:  
”راحل و لیاہ نے جواب میں اُسے کہا کہ تہوڑا ہمارے باپ کے گھر میں کچھ ہمارا حصہ ہے یا میراث  
ہے کیا ہم اُس کے آگے بیگانہ نہیں ٹھہریں کہ اُس نے تو ہمیں بیچ ڈالا۔ اور ہمارا مال بھی کھا بیٹھی“۔  
راحل اور لیاہ وہی خاتونیں ہیں جن کے فرزند موسیٰؑ و داؤد و عیسیٰؑ سلام ہیں اور یہ دونوں خود اپنی زبان  
سے زرخیر ہونے کا اقرار کرتی ہیں کیا اس کے بعد بھی اہل کتاب کو کوئی حق حضرت ہاجرہ کی شان میں زبان کھولتے  
کا رہ جاتا ہے، حالانکہ ان کے متعلق ایسا کوئی غلط توراۃ میں موجود نہیں۔

اہل کتاب یہ بھی غور کریں کہ انھوں نے مہ کی شہزادی کو تو صرف اس لیے لوندی بنایا کہ اس کے باپ  
نے اُسے خاندان نبوت کی خدمت کے لیے چھوڑ دیا تھا، لیکن یوسفؑ کی بابت کیا کہیں گے جن کو مہ میں  
مدانیوں نے فوطیفار کے ہاتھ بیچا تھا۔ اس کے بعد ہی کتاب پیدائش کے ”۲۵ باب کے“، درس کو پڑھو  
اُس کے بعد یوں ہوا کہ اس کے آقا کی جو روکی آنکھ یوسفؑ پر پڑی، پھر باب بالا کے ”۱۹ درس کو پڑھو، جب  
اُس کے آقا نے ایسی باتیں جو اس کی جو رو نے کہیں کہ تیرے غم نے مجھ سے یوں کہا، سنیں تو اُس کا غضب  
اُس پر بھڑکا اور یوسفؑ کے آقا نے اس کو پکڑا۔“

ان ہر سہ حوالجات میں فوطیفار کو یوسفؑ کا آقا بتایا گیا ہے اور درس ۱۵ میں ہے کہ فوطیفار کی عورت  
نے یوسفؑ کو غم کہا تھا ”کیا ان الفاظ کے استعمال سے فی الواقع یوسفؑ عیدہ السلام غلام ہی بن گئے تھے؟  
اگر یہ صحیح ہے کہ فوطیفار کے خرید لینے سے حضرت یوسفؑ فی الواقع غلام نہیں ٹھہرے تو یہ بھی صحیح ہے کہ سارہ  
کے ساتھ آنے سے ہاجرہ فی الواقع لوندی نہیں بن گئی تھیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ سارہ کے کہہ دینے سے بھی  
ہاجرہ فی الواقع لوندی نہیں ٹھہری تھیں۔ واللہ علی ذالک۔“

جو لوگ عربی روایات کو پڑھتے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی زبان میں ولید، جباریہ، آتمہ کے الفاظ  
دختر کے لیے بھی مستعمل ہوتے ہیں اور لوندی کے لیے بھی۔ درس کی اصلیت یہ ہے کہ اسلام لوندیوں کو نہیں  
غلط سے مخاطب کرتا ہے جو لڑکیوں اور دختروں کے لیے اصل غت میں وضع ہوئے ہیں، اس لیے کسی ایسے

لفظ کو اگر ہاجرہ خاتون کے لیے مستعمل شدہ دیکھیں تو یہ نہیں خیال کر لینا چاہیے کہ اس سے حضرت ہاجرہ کا فی الواقع لونڈی ہونا ثابت ہوتا ہے، بلکہ ان کو صحیح بخاری کے الفاظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے الفاظ ہیں یاد رکھنے چاہئیں اور وہ الفاظ فَاخَذَ مَعَهَا ہیں خدمت کرتے سے کوئی کسی کا غلام نہیں ہو جاتا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تھی، لیکن کوئی شخص بھی ان کو غلام نہیں کہتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا اصل نام شیبہ تھا، لیکن وہ مدت العمر تک اپنے محسن چچا مطلب کی شہرت میں اپنے آپ کو عبدالمطلب کہلاتے رہے حتیٰ کہ یہی لقب ان کے اصل نام پر غالب آگیا تھا، لیکن کوئی مؤرخ بھی ان کو مطلب کا غلام نہیں جانتا۔

یعقوب علیہ السلام نے انھیال سے واپس آکر جب اپنے بھائی عیسو کے لیے کچھ تحفے بھیجے تھے، تو اپنے ملازمین کو سکھا دیا تھا کہ عیسو سے ان الفاظ میں گفتگو کریں: تیرے غلام یعقوب نے یہ تحفے بھیجے ہیں۔ تیرا غلام یعقوب خود بھی پیچھے آ رہا ہے، غور کرو کہ ان الفاظ کے بعد بھی کوئی عیسائی یعقوب کو عیسو کا غلام د چاکر نہیں سمجھتا یہ

دہلی کے شریف گھرانوں میں بچی کو لونڈیا کہہ کر بلاتے ہیں، لیکن اس سے کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ وہ روٹی بیٹی نہیں لونڈی ہے۔ ان اشارات کے بعد امید ہے کہ کوئی اشکال باقی نہیں رہے گا۔

## سیدنا اسماعیل علیہ السلام

آپ خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام کے پہلوٹے فرزند ہیں، جو ہاجرہ خاتون کے بھن اطہر سے پیدا ہوئے باپ نے ان کا نام اسماعیل رکھا، جو اسمعٰی اللہ کا ہم معنی ہے۔ یہ معنی توراۃ کی کتاب پیدائش میں بھی سی طرح بیان کیے گئے ہیں۔ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی ہے، ان کا ختنہ سی روز کیا گیا جس روز حضرت ابراہیمؑ نے اپنا ختنہ بھی کیا تھا، کیوں کہ اسی روز یہ حکم ہوا تھا کہ خدا نے ابراہیم سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں اور میرا عہد جو میرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند زریہ کا ختنہ کیا جائے۔ پس اسماعیل علیہ السلام وہ فرزند ہیں جو عہد کا حکم نازل ہونے کے بعد پہلے ہی روز خدا نے برتر کے عہد میں داخل ہوئے اور فرزند عہد ٹھہرے۔ افسوس کہ عیسائی ایسے مبارک مومنوں کی اس فضیلت پر غور نہیں کرتے۔



حضرت اسمعیل اور ان کی والدہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سبک آباد کیا تھا، جہاں ب شہر مکہ بت ہے۔ پھر حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام ہی نے خانہ کعبہ کی عمارت تیار کی تھی۔ قرآن مجید میں ہے کہ وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَجَبًا اِبْرٰهِيْمُ وَاِسْمٰعِيْلُ بَيْتِ اللّٰهِ الْبَرَّاءِ کو بلند کر رہے تھے، حضرت اسمعیل علیہ السلام کی شادی قبیلہ بنو جرہم کے سردار مسیحی منافع کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ بنو جرہم عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا اور منافع اپنے علاقے کا و حد فرماں روا تھا ایسے علی ناندان کی بیٹی کا رشتہ من بطن کی وجہ صرف سیدہ باجرہ کی ذاتی کرامت اور خاندانی فضیلت تھی، جو عرب جیسی تجارت پیشہ قوم سے جو ہر سال موسم سرما میں مصر جایا کرتے تھے محقق ذرہ سکتی تھی یہ

توراة میں ہے کہ حضرت باجرہ نے حضرت اسمعیل کی شادی مصر میں کی تھی۔ ممکن ہے کہ کوئی مصری عورت بھی ہو۔ مگر یہ متحقق ہے کہ اولاد جرہمی عرب بیوی سے ہوئی۔

حضرت اسمعیل ہی وہ بزرگ ہیں جن کو ذریعہ اللہ کا لقب حاصل ہوا۔ اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ ذریعہ اللہ اسحاق علیہ السلام ہیں اور جمہور مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ ذریعہ حضرت اسمعیل ہیں۔ مسلمانوں کا حضرت اسحق کے ذریعہ ہونے سے انکار معاذ اللہ اس بنیاد پر نہیں جس بنیاد پر اہل کتاب کا ہے۔ اہل کتاب اسمعیل علیہ السلام کی ہر یک فضیلت سے انکار کرنے کو۔ زمرہ مذہب سمجھتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے لیے حضرت اسمعیل و حضرت اسحاق علیہما السلام دونوں برابر ہیں۔ چچا کو حسن و آب حدیث ہی میں فرمایا گیا ہے۔ اس سے بھی عام تر یہ ہے کہ ہم ہر ایک نبی پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ خود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اس لیے یہ کسی مسلمان سے کیوں کر ہو سکتا ہے کہ کسی نبی اللہ کی فضیلت کا انکار محض حقد و عناد سے کرے۔ نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ جن محدودے چند مسلمان عالموں کے نزدیک حضرت اسحق کا ذریعہ ہونا ثابت ہوتا تھا، انھوں نے آزادی سے اپنے مذہب کا انہماک کیا ہے اور متاخرین نے ان کے اقوال نقل کیے ہیں۔ وہاں یہ ایسے علماء کی ذات پر کسی نے بھی کسی فرومایہ لفظ کا استعمال نہیں کیا۔

بات یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں کے نزدیک یہی امر زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے کہ ذریعہ اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تھے۔ سب سے بڑی اور سب سے زیادہ سچی شہادت قرآن مجید ہے۔

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَفِدِیْنِ  
رَبِّیْ کَھْبِلِیْ مِّنَ الصَّٰلِحِیْنَ ۚ فَبَشِّرْهُ  
بِقُلْمِ حَبِلِیْمٍ ۚ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعٰی قَالَ

ابراہیم نے کہا میں اپنے خدا کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا۔ اے خدا مجھے نیک چیز عطا کر۔ تب مجھے اے ایک بڑوار رو کے کی بشارت دی پھر ایسا ہوا۔ ابراہیم اس کے

نے صحیح بخاری کے الفاظ میں فسرنا اس من جہہ فنک فیہم امراۃ کتاب لہ نبیائے حضرت یونسؑ کی ایک قاعدہ ہے



يَبْنِيَّ اِنِّي اَرَىٰ فِي الْمَنَامِ اِنِّي اَظُنُّ  
مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا بَيْتِ اَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ  
سَيَحْدُقُ فِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ  
فَلَمَّا اَسْنَا وَتَلَّہُ لِذٰبِحِيْنَ ۝ وَنَادٰیہَا  
اَنْ یَّا اِبْرٰہِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا  
اِنَّا كَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ  
هٰذَا لَمَوْلٰیءٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَقَدْ نَبَّأَہُ بِذٰلِکَ  
عَلِیْمٌ ۝ وَتَوَكَّلْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلَامٌ  
عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ ۝ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝  
اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَبَّشْرٰہُ یٰ سَمِیْعٌ  
نَبِّیًّا مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (۱۱۲ : ۱۱۹ - ۱۱۳)

کرنے کو مقام سہی پر پہنچا اور اُسے سنایا کہ بیٹا! میں نے خواب دیکھا  
کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو غور کر تیری اس میں کیا رائے ہے  
بیٹا بولا کہ باپ! کر گزرجو تجھے حکم ملا ہے انشاء اللہ تو مجھے صبر  
پائے گا جب دونوں نے حکم کے سامنے گردن جھکالی اور بیٹے کو  
پیشانی کی بل گرایا تو ہم نے کہہ دیا کہ اے ابراہیم! تو نے اپنا خوا  
پر را کر دیا۔ ہم اسی طرح احسانات والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔  
بیشک یہ ایک کھلا کھلا امتحان تھا پھر ہم نے بڑی قربانی کو  
اس کا فدیہ بنایا اور اس قربانی کو پچھلی نسلوں میں باقی رکھا ابراہیم  
پر سلام ہم احسانات والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اور  
ابراہیم ہمارے ان بندوں میں سے ہے جو کمال الاعتقاد ہیں اور  
ہم نے ابراہیم کو اسحق کی بشارت دی جو صالح نبیوں میں سے ہے۔

ان آیات سے وجہ استدلال (۱) یہ ہے کہ ان میں دو فرزندوں کی بشارتوں کا دو دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اول ایک  
برہ بارہ کے کی بشارت کا ذکر فرمایا اور اسی ذکر کے ساتھ قربانی کا تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے ختم ہو جانے کے  
بعد پھر اسحق کی بشارت کا ذکر فرمایا۔ اب اگر غلامِ حلیم وہی اسحق ہیں تو لبشرناہ یا سمنح فرمانا اس سارے قصے کے  
بعد کسی طرح بھی صحیح نہیں رہ سکتا۔ اس کی تائید سورہ حجر اور سورہ زاریات کی آیات سے بھی ہوتی ہے جن میں حضرت  
اسحاق کی سنت ”بندیم علیہم“ فرمائی گئی ہے۔ گویا اسمعیل غلامِ حلیم تھے اور اسحق غلامِ حلیم تھے اس استدلال کے خاتمہ  
سے پہلے یہ بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ کتاب پیدائش میں جہاں قربانی فرزند کا حکم ہے وہاں یہ بھی ہے کہ اپنے اکلوتے  
بیٹے کو قربان کر۔ یہ امر توراۃ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت اسحق کی پیدائش حضرت اسمعیل سے ۱۳ سال بعد ہوئی تھی  
اس لیے یہ ظاہر ہے کہ حضرت اسحق کو اکلوتا نہیں کہہ سکتے۔ جب ان سے بڑا بھائی موجود تھا قرآن مجید میں واقعہ قربانی  
کے بعد ”وَبَشِّرْنَا کُیَا سَمِیْعًا“ وارد ہوئے ہیں اور ان سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قربانی قبل از ولادت  
حضرت اسحق وقوع میں آچکا تھا۔ چونکہ اس وقت اسمعیل ہی واحد پسر اپنے باپ کے تھے۔ اس لیے اکلوتے کی  
صفت اُن ہی پر صادق آتی ہے۔

دوسری وجہ استدلال یہ ہے کہ والصفات کی آیات ہمارے ایک اندرونی شہادت کو بھی پیش کیا ہے۔  
یعنی قربانی غلامِ حلیم جسے پچھلی نسلوں میں ہمیشہ کے لیے جاری رکھا جانا ہے فدیہ ذبح بنایا گیا تھا۔ اب بنو اسمعیل کی  
قوموں کے حالات اور بنو اسحق کی قوموں کے حالات دنیا کے سامنے موجود ہیں۔ ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ کس



قوم میں ذبح کی یادگار پانچ ہزار سال سے زائد عرصہ سے نکاتار چلی آتی ہے اور کس قوم میں اس یادگار کا کوئی نام و نشان بھی کبھی نہیں پایا گیا ہے۔ ہم اس کے ثبوت میں توروہی کا ایک مقام پیش کرتے ہیں۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں ہے:

”۶۔ اونٹنیاں کثرت سے تجھے آکے چھپالیں گی۔ میان اور عیفا کے، ونٹ۔ وہ سب جو سب کے ہیں آئیں گے، وہ سونا و روہان لائیں گے اور خداوند کی بشارت سنائیں گے۔“

”۷۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی، بنیت کے مینڈے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے، وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائیں گے اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزدلی دوں گا۔ ۶۰۔ باب ۶۔ ۷۔ درس۔“

مدیان اور عیفا اور سببانی قطورہ ہیں۔ اسمعیل علیہ السلام کے برادر زادے جو بین میں آباد ہوئے ریہب بنو اسرائیل نہیں ہیں، قیدار اور بنیت خاص اسمعیل کے فرزند ہیں۔ ان سب قوموں کا ایک مذبح پر قربانیاں لانا، اس مذبح کو خدا کا اپنے کلام میں اپنا مذبح کہنا اور اس جگہ ایک شوکت کے گھر کا جو لفظ بیت الحرام کا ترجمہ ہے موجود ہونا ایک روشن دلیل اس امر کی ہے کہ یہ قربانی کا مقام خاص مکہ میں تھا، جو اسمعیل علیہ السلام کی جائے سکونت ہے اور جس کے گردا گرد ان کی اولاد قیدار اور بنیت کی نسلیں آباد ہوئی ہیں، اس روشن دلیل کا انکار بدھیہ کا انکار ہے۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عرب، حجاز، یمن و حضرموت کے لیے نبی مبعوث فرمایا تھا اور ان کا وجود مسعود مختلف قوموں اور ملکوں کے اتحاد کا ذریعہ تھا۔ ذرا غور کرو وہ ابراہیم علیہ السلام کے پہلے فرزند ہیں جو عراق میں پیدا ہوئے اور شام میں سکونت فرمائی۔ وہ سیدہ ماجرہ کے اکوڑے بیٹے ہیں جو مصر میں پیدا ہوئے اور شومر کے ساتھ ساٹھ سال تک فلسطین اور شام میں رہ کر عرب میں آباد ہوئے، وہ نوح علیہ السلام کے داماد ہیں جو عرب کا حکمران قبیلہ تھا۔ اسمعیل علیہ السلام کا مسکن ایسی جگہ ہے، جس کے ایک طرف مصر ہے، جہاں ان کے نجیب ہیں۔ ایک طرف عراق ہے، جہاں ان کے دوھیال ہیں۔ ایک طرف شام ہے، جہاں ان کا بھائی اسحق رونق افروز ہے۔ ایک طرف یمن ہے جہاں ان کے بھائی ابنائے قطورہ پھیلے ہوئے ہیں۔ عیسویں اسحق ان کا داماد ہے جو اٹلی کے کنارے تک اپنی کثیر اولاد کے ساتھ قابض ہے۔ اب یہ بھی غور کرو کہ اسمعیل کی مادری زبان قبیلہ ہے اور پدری زبان عبرانی ہے ان کے کسراں خالص عربی زبان کے مالک ہیں۔ انہی سے حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عربی میں کمال پیدا کر لیا تھا یہ

ان سب ملکوں میں ان سب زبانوں کے اندر تبلیغِ دین و شاعتِ توحید کے جو مواقع قدرت ربانہ نے ان کو عطا کیے تھے، یہ بتا رہے ہیں کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کا نام پروردگار فرزندِ کل عالم کی ہدایت کے لیے چنا جائے اور خدا کے کلام اور پھر انسان کی زبان سے اس کا لقب ”رحمۃ للعالمین“ مسلم ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ  
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ  
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اہل کتاب عموماً حضرت اسمعیلؑ کو صرف جسمانی بیٹا حضرت ابراہیمؑ کا تسلیم کرتے ہیں اور ان کے روحانی مروجہ کا انکار کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ تورۃ پر غور نہ کرنے سے یا تورۃ کا فیصلہ نہ ماننے سے وہ اس حد تک پہنچ گئے ہیں۔  
اب ہم اہل کتاب اور اہل ایمان کی واقفیت کے لیے تورۃ سے اقتباس کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے گا کہ اسمعیل علیہ السلام ہر اس فضیلت کے مالک ہیں جو اسحاق علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں۔

الف۔ خدا نے درد و غم کو مٹا	۱۶-۱۱ کتاب پیدائش کے	۸-۱۴
ب۔ خدا نے نام رکھا	۱۶-۱۱ باجرہ کے فرزند اسمعیل کا	۱۱-۱۶
ج۔ خدا نے برکت دی	۱۶-۱۱ باجرہ کے فرزند اسمعیل کو	۱۶-۱۹
د۔ خدا سا تخت تھا	۲۱-۲۰ اسمعیل کے	۲۰-۲۱
هـ۔ قوموں اور بادشاہوں کا باپ ہوگا	۲۶-۲۴ اسحق کے	۲۴-۲۶
	۲۵-۱۶ اسمعیل	۱۶-۲۵
	۱۶-۶ اسحاق	۶-۱۶

## وَكَفَى بِمَا شَهِدَ كِتَابُ اللَّهِ التَّوْرَةَ

تورات اور حدیث میں ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام تیرند ز تھے۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ بناتے کے رد سے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس مکہ میں پہنچے تو اس وقت تیر کی نسل



یعنی لوسے کی لکھیا بنارسے تھے جس سے خبابہؓ نے حضرت اسمعیلؑ صنعت حدادی کے بھی ماہر تھے حضرت برہم علیہ السلام کو ان کی بہو زوجہ اسمعیلؑ نے بتایا تھا طَعَامُنَا لَحْمٌ وَشَرَابُنَا مَاءٌ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمعیلؑ نے پتی تمام زیست کو صرف گوشت اور پانی پر پورا کر دیا تھا۔

قرن مجید پر نور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام کی تعریف اس طرح فرمائی گئی ہے:

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّكَ كَانَتْ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَكَانَ يَأْمُرُاهُ أَنْ يَصَلِّ وَيُؤْتِ الزَّكَاةَ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّكَ مَرْضِيًّا ۝ ۱۴۱ : ۵۵-۵۶

ذکر کتاب میں اسمعیلؑ کا وہ وعدہ کا سچا تھا۔ اور رسول و نبی تھا۔ وہ اپنے لوگوں کو ناز اور زکوٰۃ (صدقہ یا پائیزی) کا حکم دیتا تھا۔ اور وہ اپنے رب کا پسندیدہ تھا۔ (مریم)

آیت بالا میں اسمعیلؑ علیہ السلام کو وعدہ کا سچا بتلایا ہے۔ ہم کو دوسری آیت سے اس وعدہ کا پتہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَبَدْنَا إِلَىٰ آبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْنِنَا لِيُطَايِفِينَ وَالْغَافِقِينَ وَالرُّكَّعَ السُّجُودَ ۝ ۱۲۵ : ۲

ہم نے ابراہیمؑ و اسمعیلؑ سے عہد لیا ہے کہ یہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اہل نماز کے رکعات اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک کر دو۔ (بقرہ)

پس دونوں آیتوں سے یہ حاصل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو عہد اسمعیلؑ سے کیا تھا اُسے انہوں نے پورا کیا اور عبادت الہی کرنے والوں کو اعتقاد صحیح، اعمال صالحہ، ارکانِ محکم، شرع روشن اور ہدی واضح کی تعلیم فرمائی اور مثال و تفہیم و تبلیغ کے لیے ایسے نمونے قائم کئے اور باقی چھوڑے جو انہی کی شانِ عالیہ کے شایاں تھے۔

تراۃ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گو حضرت اسحقؑ کی سکونت شام میں تھی اور حضرت اسمعیلؑ کی سکونت عرب میں تھی تاہم دونوں بھائی اشراف ہی جگہ زہد و شریک رنج و راحت یک دیگر ٹھہرتے تھے چنانچہ براہیمؑ کا جب انتقال ہوا تو ان کو ان ہی دونوں بھائیوں نے دفن کیا تھا یہ

حضرت اسمعیلؑ و حضرت اسحقؑ علیہما السلام کی اولاد کے اندر ایک اور عجیب مماثلت پائی جاتی ہے یعنی حضرت اسمعیلؑ کے فرزند دوم قیدار کی نسل میں نور نبوت کا ظہور ہوا جیسا کہ حضرت اسحقؑ کے بھی فرزند دوم یعنی حضرت یعقوبؑ کی نسل میں یہ سلسلہ پایا گیا۔ حضرت اسمعیلؑ کے فرزند دُلّ و نبیت اور حضرت اسحقؑ کے فرزند دُلّ و عیسو اس شرف کے معزز رہے۔

تراۃ میں ہے کہ حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام نے ۱۴ سال کی عمر پائی اور تاریخ مکتبہ ہے کہ حضرت اسمعیلؑ

اپنی والدہ کے پہلو میں مطافِ کعبہ کے اندر مدفون ہوئے۔ اللہ اکبر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا: دَبَّانَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بُوَادٍ غَیْرِ ذِیْ نَرْذِعَ عِنْدَ بَیْتِیْ الْمَحْرَمِ۔ (اے خدایا میں نے اپنے کنیز کو توڑے عزت والے گھر کے پاس بسایا ہے، کی تاثیر کہاں تک پہنچی ہے کہ مگر بھی ان نفوس قدسہ نے جو اربیت اللہ یعنی ہمسائیگی خانہ خدا کو ترک نہیں کیا۔

توراة سے ثابت ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند ہوئے جن کے نام یہ ہیں: نبیث، قدار، ادبیل، مسام، دوثر، سمعا، مشا، حذر، نیمہ، وطور، نفیس، قدمہ۔

توراة میں ہے کہ دے اپنی اپنی امتوں کے بارہ رئیس تھے۔ یہ بھی ہے کہ ان کی بستیوں اور قلعوں کے نام بھی اُن ہی کے نام پر ہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ جب توراة میں یہ الفاظ لکھے گئے تھے۔ اُس وقت انبارِ اسمعیل کی بستیاں اور قلعے اُن ہی کے نام سے بہت زیادہ مشہور اور زبان زد تھے، مگر آج اُن سب کا نشان صحیح طور پر نہیں ملتا۔ البتہ جن جن کا نشان ملتا ہے۔ وہ سب عرب ہی کے اندر واقع ہیں اور اس طرح توراة کے اس فقرہ سے کہ اسمعیلؑ فاران کے بیابان میں رہا۔ اُن کے مقامات کی بھی صحت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ فاران عرب میں واقع ہے اور مکہ ہی کا نام فاران ہے۔

ینبوع کے متصل ایک آبادی ملتی ہے جس کا نام نبیث ہے۔ یقین ہے کہ یہ نبیث ہی کی آبادی ہے۔ اس آبادی سے تھوڑے ہی فاصلہ پر شہر الحفیر ہے جس کا تلفظ دال کے مشابہ ہے، اس لیے باور کی جاسکتا ہے کہ اس کا ابتدائی نام القیدر تھا۔

مسام کے نشانات نجد میں ملتے ہیں۔

دوثر شام اور مدینہ کے درمیان موجود ہے اور عرب کے اندر واقع ہے۔ بنی صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہاں عیسائیوں کی ریاست تھی اور دومۃ الجندل کے نام سے یہ شہر مشہور تھا۔ مشا غالباً یمن میں گیا، وہاں موسیٰ نام کی بستیاں موجود ہیں۔

حذر کے نام پر شہر جدیدہ جنوبی عرب میں موجود ہے اور بنو حذر پر قبیدہ ہے۔

نیمہ، اس نام کی بستی اب تک موجود ہے بنی صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے عہد میں انھوں نے اہل نذک کے سامنے اطاعتِ اسلام قبول کی تھی۔ یہ مقام نذک کے متصل ہے اور راد خیبر کے قریب واقع ہے۔

قیدماہ، غالباً یمن میں تھا۔ مسعودی نے قوم قیدمان کا ذکر کر کے ان کو بنی اسمعیل بتایا ہے۔

۱۵۔ پیدائش ۲۵ - ۱۵

۲۱۔ پیدائش ۲۱ - ۲۱

۱۲۔ پیدائش ۲۵ - ۱۲

۱۶۔ پیدائش ۲۵ - ۱۶



باقی بستیوں کا صحیح پتہ معلوم نہیں ہوا لیکن اس مضمون پر بحث کرنا ہمارے موضوع سے محض بعیدی تعلق رکھتا ہے اور جہاں تک اسمعیلؑ کی زندگی پاک کے مختصر حیات اندراج کے لیے نہ دہری تھے وہ درج ہو چکے ہیں، واللہ۔

## عدنان

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں اکیسویں پشت میں ہیں۔ ان کا منجانب اللہ محترم ہونا اس طرح ثابت ہے کہ بخت نصر نے جب عرب پر پہلا حملہ کیا تب ارمیا، برتیا علیہما السلام نے بخت نصر کو بتا دیا تھا کہ وہ عدنان پر حملہ نہ کرے، دیگر قبائل پر حملہ کرنے کی اسے منجانب اللہ اجازت ہے۔ بخت نصر نے عدنان کو چھوڑ کر دیگر قبائل پر حملہ کیا، نیز ان کو اسیر کر کے لے گیا اور وادی فرات میں نے جا کر آباد کیا۔ نئی لوگوں نے عرب کی سلطنت قدیم انبار کی بنیاد قائم کی تھی یہ

عدنان کے دو بیٹے تھے:

۱۔ معد بن کا نام عمود نسب نبوی میں آتا ہے۔

۲۔ نعلت، انھوں نے تجاز سے اٹھ کر یمن میں اپنی سلطنت قائم کر لی تھی۔

اس امر کا ثبوت ان کتبات سے ملے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ۱۸۳۲ء میں حصن الغراب سے ملے تھے یہ

## معد

بخت نصر نے جب عرب پر حملہ دوم کیا تو بنو عدنان یمن چلے گئے تھے، مگر حضرت معد کو حضرت یرمیاہ اپنے ساتھ شام کو لے گئے تھے۔ جب عرب سے بخت نصر کا دباؤ اٹھ گیا تب معد بھی عرب میں واپس آ گئے انھوں نے بنو جرہم کے خاندان کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ صرف جرہم بن جلعلم باقی ہے۔ تب انھوں نے اس کی دختر سے شادی کر لی جس سے نزار پیدا ہوا۔

فاضل عیسائیوں کی تحقیقات میں حضرت یرمیاہ (ارمیاہ) علیہ السلام کا زمانہ ۵۸۸ سال قبل مسیح ہے چونکہ معد بن عدنان حضرت یرمیاہ کے معاصر دوست ہیں، اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در عدنان کے درمیان ۵۸۸ سال کا زمانہ ہے۔



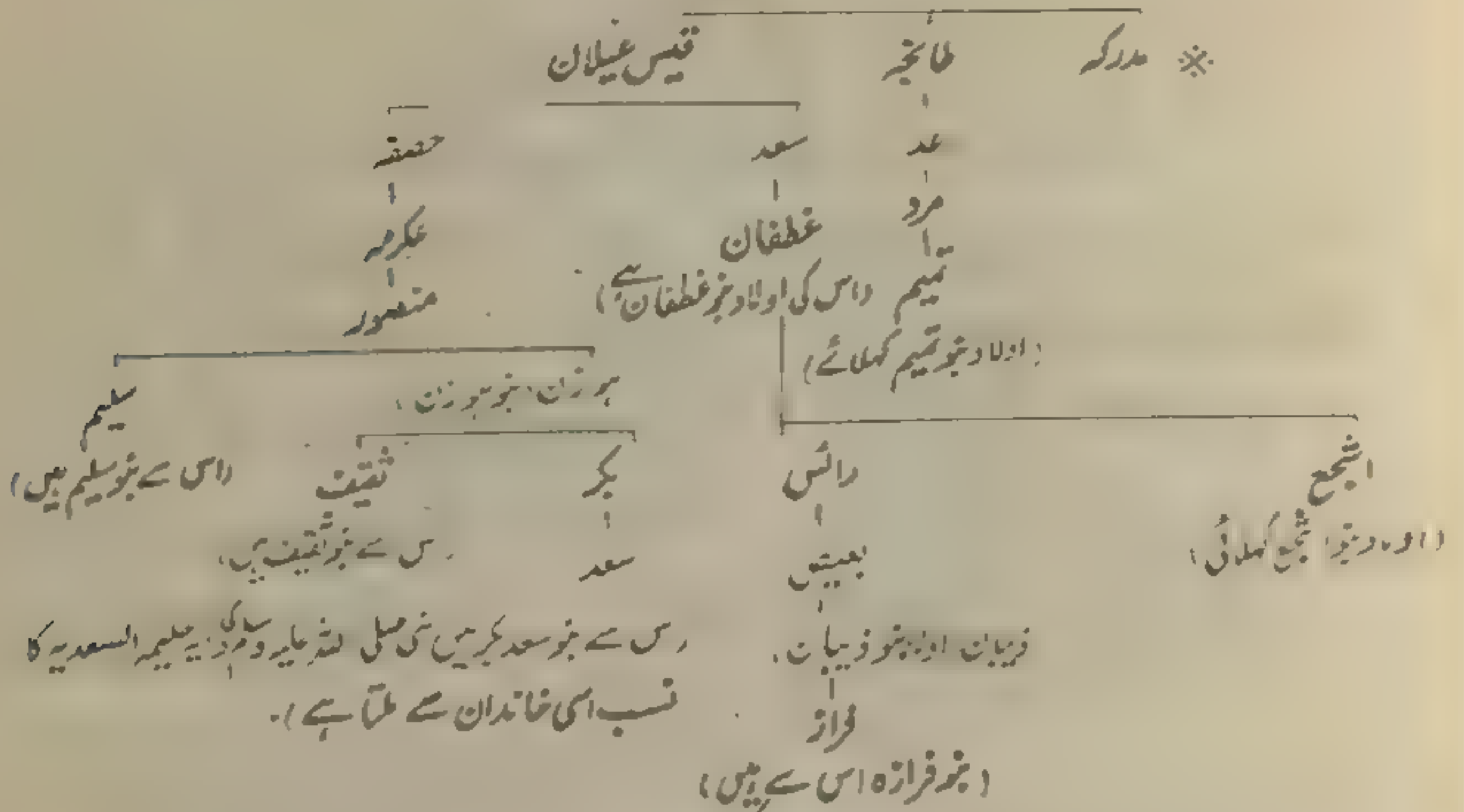


تاریخ میں ان کا نام مضر الحمر مشہور ہے۔ مضر دین حنیف پر تھا۔

## الیاس

ان کی کنیت ابو عمر و تھی۔ جب یہ مر گئے تو ان کی بیوی نے اتنی غم کیا کہ پھر مدت العمر سالیہ میں نہ بیٹھی۔ یاس کو بکسر و ل بھی پڑھا گیا ہے اور بفتح و ل بھی۔ ان کا لقب کبیر قوم تھا۔ ان کی اولاد کا شجرہ یہ ہے:

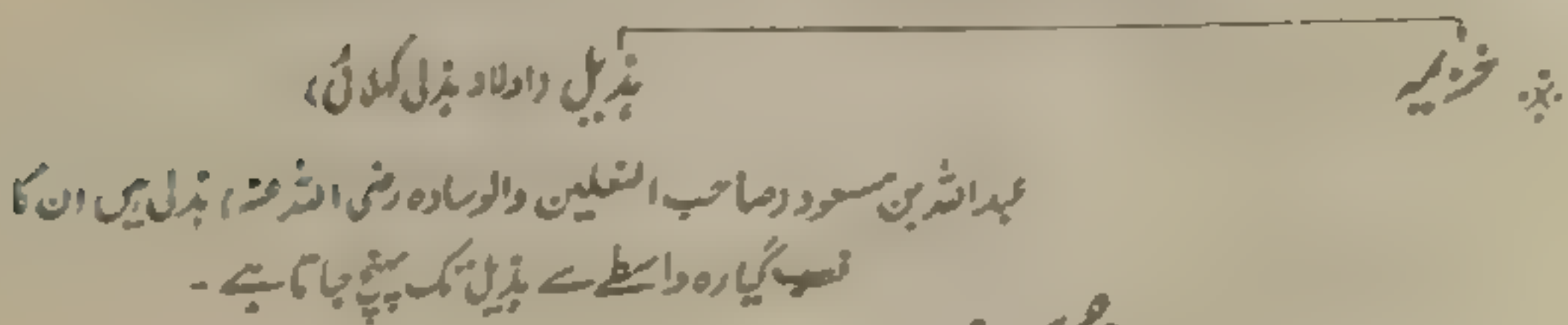
الیاس



## مدرکہ

مدرکہ نام عمر و تھا اور کنیت ابو بزیل۔ یہ وہ ان کے بھائی جنہل میں اونٹوں کی حفاظت پر تھے۔ دنٹ بھاگ گئے۔ عمر و تنہا قب میں دوڑ تک گئے وہ اونٹوں کو بھالیا۔ چھوٹے بھائی نے اس کی واپسی تک لمان تیار کر رکھا۔ باپ نے ان کو مدرکہ اور چھوٹے کو طابخہ کا خطاب دیا۔ خطاب اصل نام پر غالب آ گیا۔ اولاد کا شجرہ یہ ہے:

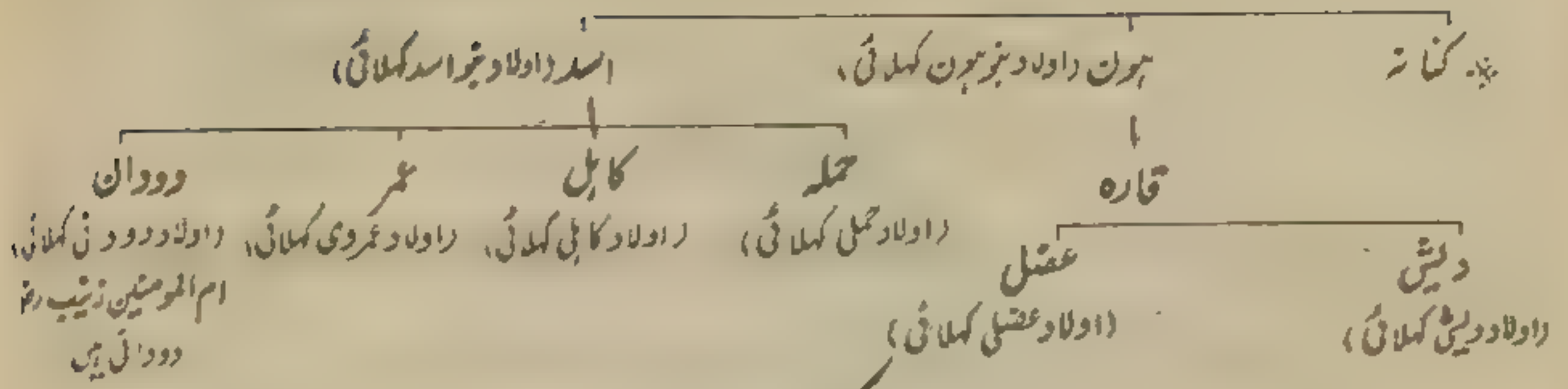
مدرکہ



## خزیمہ

ان کی کنیت ابو الاسد تھی۔ اولاد کا شجرہ یہ ہے:

## خُزَیمَہ



## کنانہ

ان کی کنیت ابوالنصر تھی۔

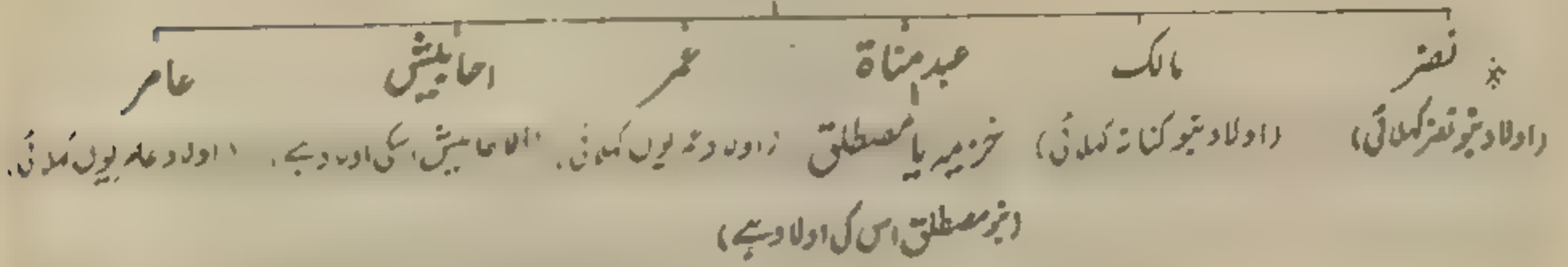
صحیح مسلم کی روایت وائل بن الاسقع میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ  
إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ  
بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا  
وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَى  
مِنْ بَنِي هَاشِمٍ

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل  
علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ اسماعیل کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو  
برگزیدہ کیا۔ بنو کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا۔ قریش  
میں سے بنو ہاشم کو برگزیدہ کیا۔ بنو ہاشم میں سے  
مجھے ممتاز فرمایا۔

شجرہ اولاد یہ ہے :

## کنانہ



## نضر

نضر کا نام توقیس تھا، مگر خوبی حسن و جمال کی وجہ سے عرب ان کو نضر کہتے تھے۔ ان کی کنیت ابوخیلمہ تھی۔

## نضر

بنو مالک (بنو مالک کلدائی)



# مالک بن نصر

ان کی کنیت ابو الحارث تھی۔ مالک کا سلسلہ نسل یہ ہے :

مالک

✽ فریا قریش  
حرث  
(اولاد مطہیین کلائی)

فہر

ان کے وقت میں حسان حاکم میں ایک فوج لے کر مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ خانہ کعبہ کو گرا کر اس کا طہر میں لے جائے اور وہاں کعبہ تعمیر کرے۔ فہر نے مع برادران خود فوج سے مقابلہ کیا۔ حسان کو شکست ہوئی اور گرفتار کیا گیا۔ تین سال تک قید رہا۔ پھر فہر نے آزاد کر دیا۔ وہ یمن کو واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں مر گیا۔ اس فتح سے فہر کی عظمت و شوکت کا سکہ عرب میں قائم ہو گیا تھا۔

فہری کا لقب قریش ہے۔ قریش لغت حجاز میں ویل مچلی کو کہتے ہیں جو سمندر میں سب سے بڑا جانور ہے۔ فہر اور اولاد فہر کو اس لیے قریش کہنے لگے کہ وہ بھی عرب بھر میں حملہ قباہل سے طاقت ور اور عظیم الشان تھے۔ اشعار ذیل ملاحظہ ہوں :

و قریش التي يسكن البحر	بها سميت قریش قریشا
سلطت بالعلو في لجة البحر	على ساكني البحور جیوشا
ياكل الغنم والسمين لايتوك	فيها الذي الجناحين ریشا
هكذا في الانامتي قریش	ياكلون الانام كشیشا

سلسلہ اولاد یہ ہے

فہر

✽ غالب  
محارب  
(اس کی اولاد بنو محارب کلائی)

غالب

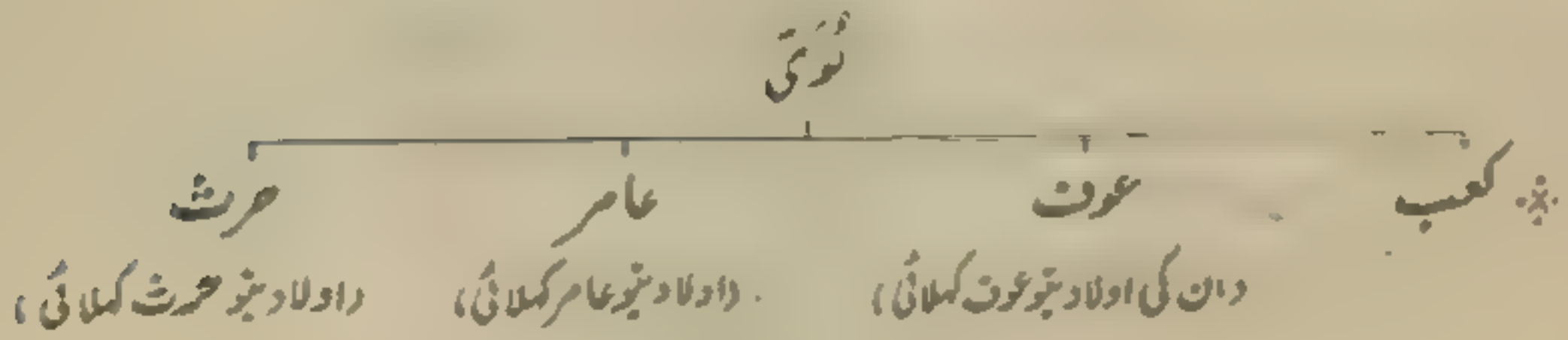
ان کی کنیت ابو تیم تھی۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

غالب

✽ نومی  
تیم  
دان کی اولاد بنو تیم یا بنو الادوم کلائی،  
جد دوم

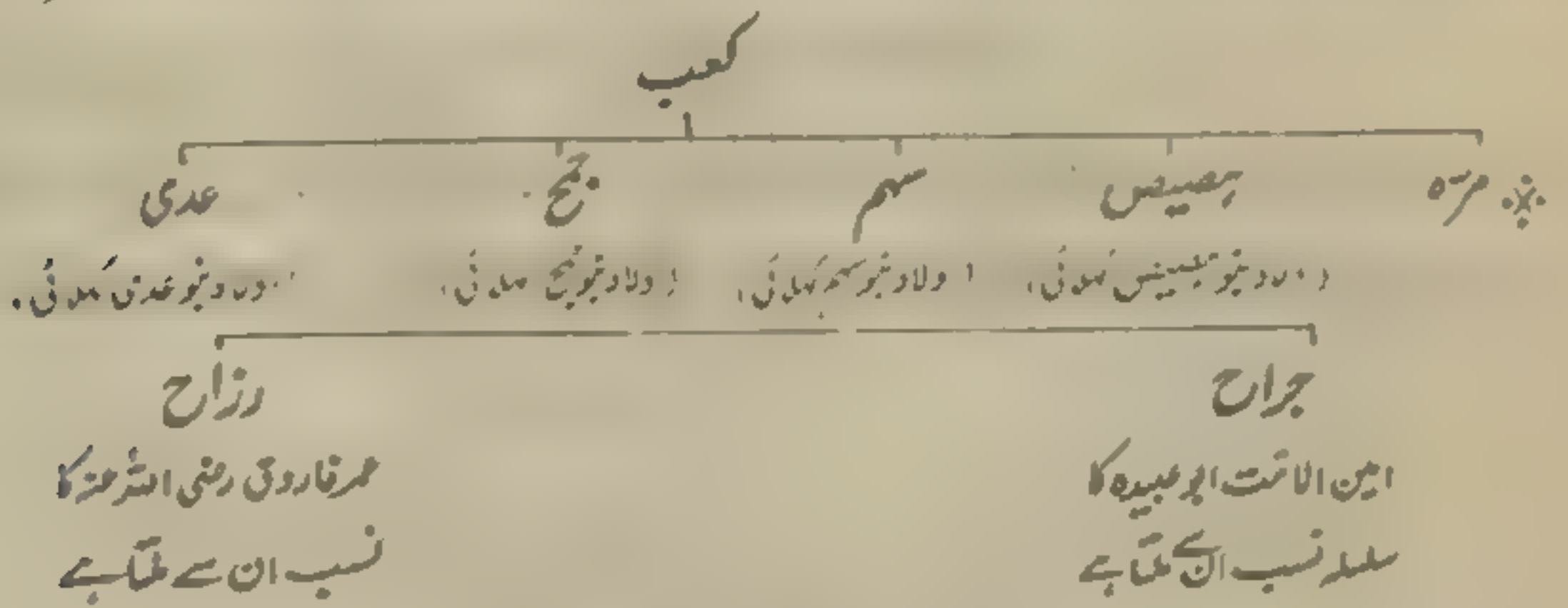
# لُؤْمِي

ان کی کنیت ابو کعب تھی۔ ان کی اولاد کا شجرہ یہ ہے :



## کعب

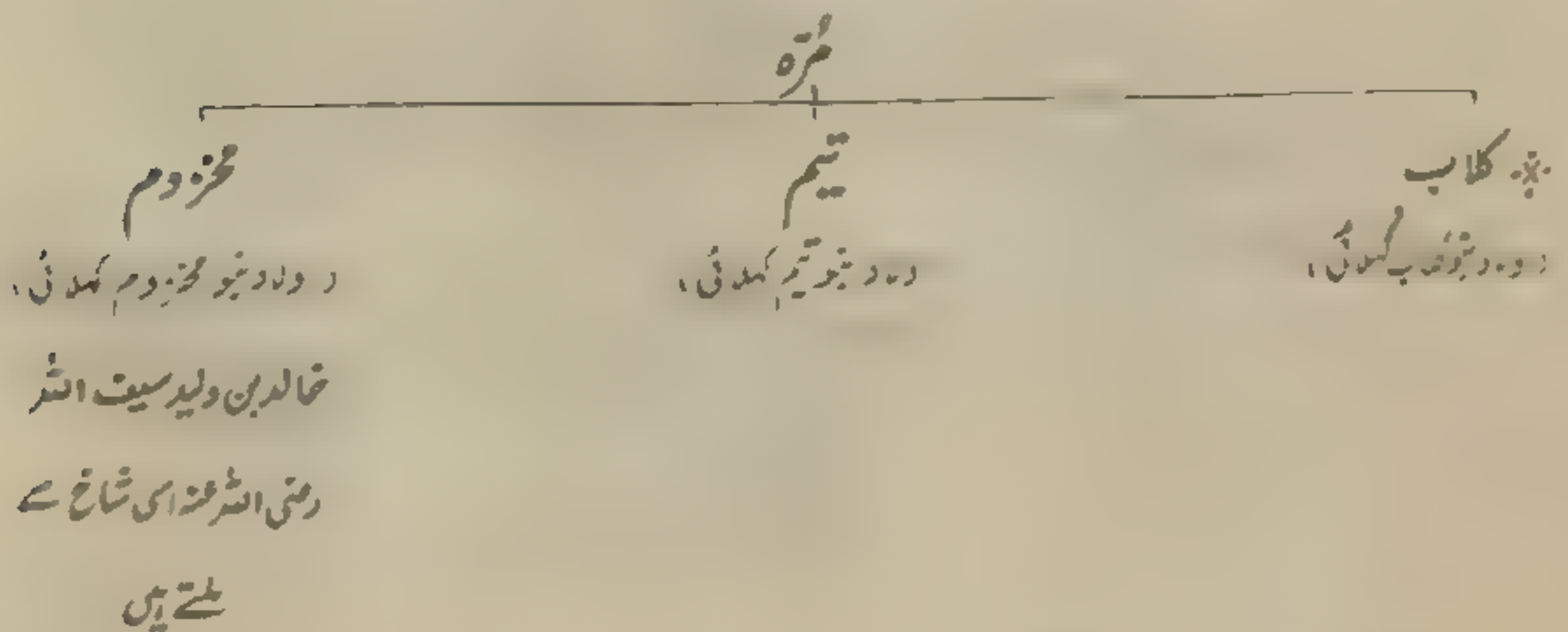
کعب اپنے ہم کے موافق علوشان اور بندی جاہ میں مسلم تھا عرب میں ن کاسن پیدائش جاری ہو گیا تھا۔ یہ سترہ واقعہ قبل تک زہیا چار صدیوں تک جاری رہا ان کی کنیت ابو ہشیم تھی۔ اولاد کا شجرہ یہ ہے۔



## مُرَّہ

ان کی کنیت ابو یقظہ ہے۔ یہ ابو بکر صدیقؓ کے چھٹی پشت میں دادا لگتے ہیں۔

اولاد کا شجرہ یہ ہے :



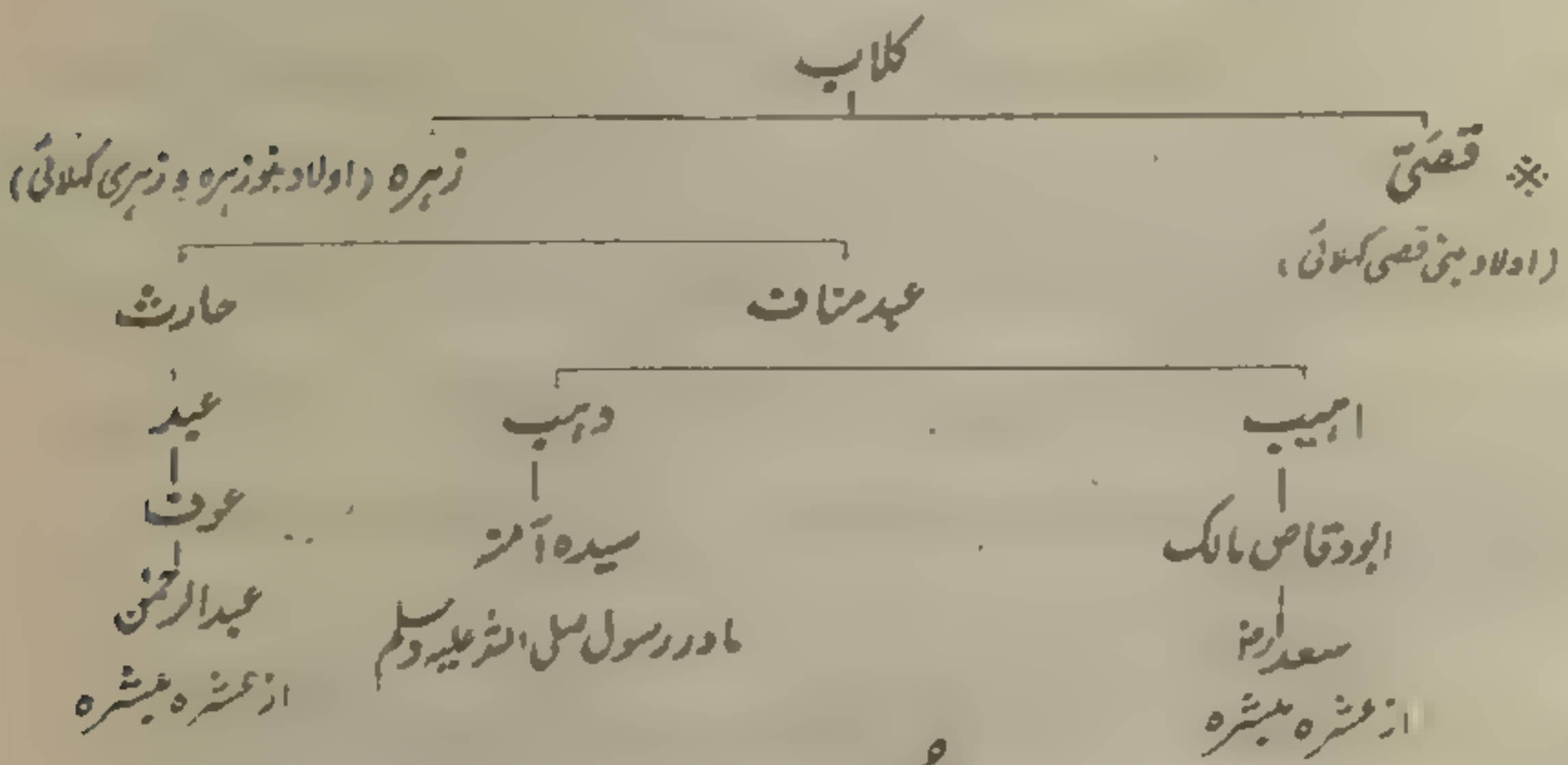


# کلاب

ان کا نام حکیم تھا اور کنیت ابو زہرہ شکاری کہتے بہت پال رکھے تھے۔ اس لیے کلاب لقب ہو گیا تھا۔  
ایک شاعر ان کی مدح میں کہتا ہے۔

حکیم ابن مسرۃ ساد الوسی  
اباح العشیرة افضلہ  
ببذل النوال وکت الاذی  
وجتیہا طارقات الردی

اولاد کا شجرہ یہ ہے:



## قصی

ان کا اصلی نام زید ہے یہ ابھی ماں کی گود میں تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور ماں نے دوسرے نکاح ربیعہ بنی خزام الحذرمی سے کر لیا۔ اس کا قبیلہ شام کی سرحد پر سکونت پذیر تھا۔ قصی نے ماں کے پاس وہیں پرورش پائی جب جوان ہوئے تو واپس مکہ آ گئے۔

زہرہ ان کے بڑے بھائی تھے، ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں قصی کی آواز کو باپ کی آواز سے مشابہہ پا کر انہوں نے قصی کو اپنا بھائی تسلیم کر لیا اور جائیداد تقسیم کر دی۔

ان دنوں مکہ پر بنو خزاعہ کی حکومت تھی۔ حیل مسہ دار مکہ نے اپنی بیٹی مسماۃ جنتی قصی سے بیاہ دی اور جمیز میں تولیت بیت اللہ کا حق بیٹی کو عطا کیا اور ابو عبشان کو بیٹی کا وکیل مقرر کر دیا۔ بیٹل کے مہمانے کے بعد ابو عبشان نے حق وکالت قصی کے پاس شراب کے ایک مشکیزے کے بدلے فروخت کر دیا اور اس طرح قصی کا قبضہ بیت اللہ پر ہوا۔

بنو خزاعہ نے اس فروخت کو صحیح تسلیم نہ کیا اور قصی کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ دونوں جانب سے لوگ منع ہوئے۔  
 خضر بن عوف کو فریقین نے اپنا منصف مان لیا یہ عمر نے فیصلہ کیا کہ :

۱۔ بنو خزاعہ کے جتنے آدمی مارے گئے ہیں قصی ان سب کا خون بہا ادا کرے۔

۲۔ بنو خزاعہ شہر کی حکومت چھوڑ کر مکہ سے باہر چلے جائیں، آئندہ حکومت قصی کرے۔ اس فیصلہ پر عمل ہوا۔  
 شہر پر حکومت ہو جانے کے بعد قصی نے اولادِ فہر کو جابجا سے طلب کیا اور مکہ میں آباد ہونے کی ترغیب دی۔  
 اس وقت ولادِ فہر کی بارہ شاخیں ہو گئی تھیں قصی کی کوشش سے وہ سب مکہ میں آئے اور قریش، اولادِ فہر،  
 کی عزت سارے ملک میں مستحکم ہو گئی۔

قصی کو قصی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ طفولیت میں اپنے وطن سے دور جا پڑے تھے۔ اس کو مجمع اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے قبائل قریش کو پھر مکہ میں جمع اور فراہم کر لیا تھا۔ شاعر قدیم حذافہ بن غنم کا شعر ہے:

قَصِيٌّ لِعَمْرِي كَانَ يَدِي مَجْمَعًا      بِهِ جَمَعَ اللَّهُ الْقَبَائِلَ مِنْ فَهْصٍ

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ غیر مسلم مؤرخ قصی کی کامیابی کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا کرتے ہیں اور لکھا کرتے ہیں کہ اسی نے حکومت کو جمہوریت کے اصول پر قائم کیا تھا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ بتا رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو انہی اصول کی شرح ٹھہرائیں۔

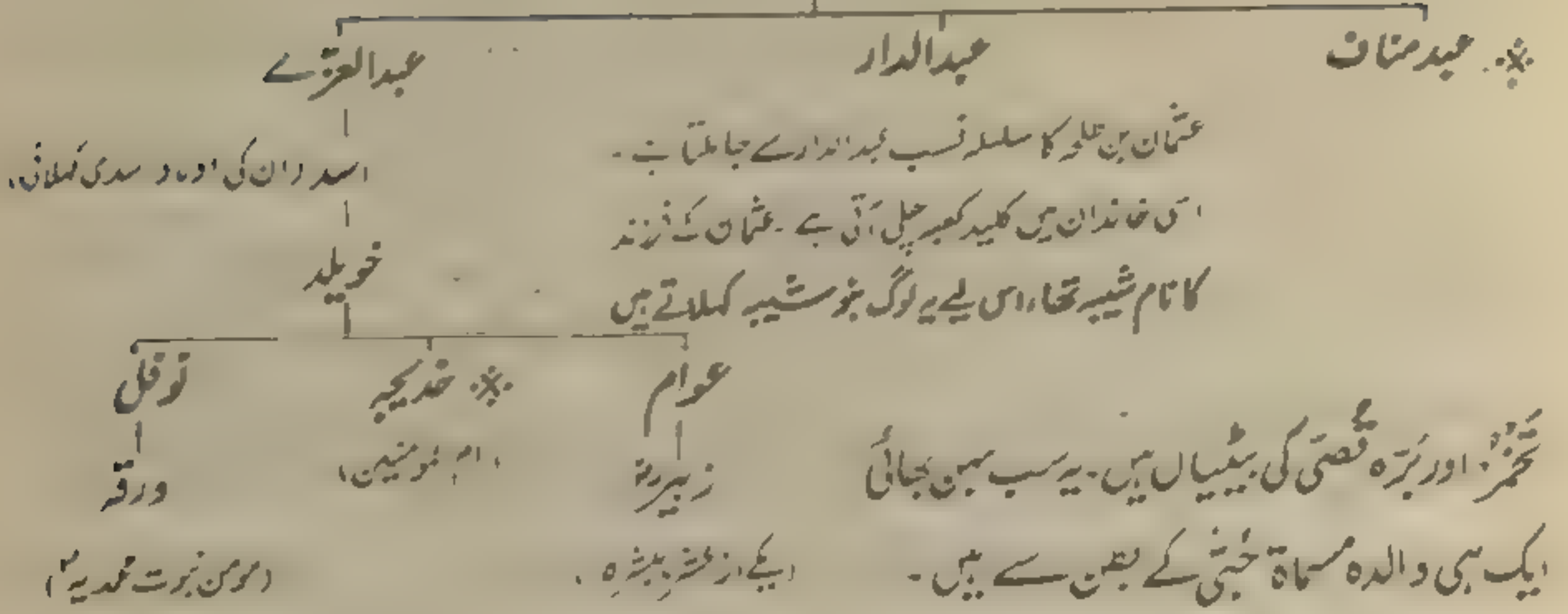
لیکن جو شخص غور کرے گا کہ قصی نے تقسیم ترکہ کے متعلق اپنی اولاد میں کیسے غیر منصفانہ طریق کو اختیار کیا تھا اور اپنے ایک فرزند عبدالدار کو بڑھاتے ہوئے دوسرے فرزندوں کو اس غلامی کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اسی وجہ سے اس کی اولاد کے اندر وہ شہور مخالفیتیں ہوئی تھیں جو تاریخ میں مذکور ہیں تو معلوم ہو جائے گا کہ قصی ہنوز جمہوریت یا اشار سے بہت دور تھا۔

۱۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد بیت اللہ پر بنو جرہم کا قبضہ ہو گیا تھا۔ بنو جرہم حضرت اسماعیل کے سسرال تھے صدیق بنی کی حکومت مکر پر اور قبضہ بیت اللہ پر رہا۔ پھر مخالفہ کا قبضہ ہوا۔ مکر بنو جرہم نے قبضہ لے لیا جب وہ ظلم کرنے لگے تو عبد بن لخمی نے بنو جرہم کا ہمیشہ دزد تھا ان کو مکہ سے نکال دیا۔ جرہم کا ظلم تو جاتا رہا۔ مکر بن لخمی نے شہر میں بت پرستی کو روک دیا۔ اس نے معرہ شام میں عاصی کو بت پرستی کرتے دیکھا تھا اور سنا تھا کہ ان بتوں کی عقیق سے نیک مردیں پیدا ہوتی ہیں، اس لیے وہاں سے ایک بت بھی لے آیا تھا اس کا نام بیل تھا اس بت کو خزانہ کعبہ کے اوپر نصب کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل پر بظرافات فرمائی تو قصی کے وقت میں خزانہ کعبہ کی تولیت قریباً ستائیس ان کو عافرائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ترین عہد میں بیت اللہ کو قبلہ ہونے کا درجہ ملا اور سب بت توڑ چھوڑ چھینک دیئے گئے۔ بنو نضیر نے یہ قبیحہ عبد المطلب کی مدح میں لکھا تھا قبیحہ کی تہ اس شعر سے ہوتی ہے۔

بنو شیبۃ الحمد الذی کان وجھہ      یعنی ظلام العیال کا لقمہ البدر



## قصی کی اولاد کا شجرہ حسب ذیل ہے:



## عبد مناف

اس کا اصلی نام مغیرہ تھا، ماں نے پہلے پہل منۃ بنت پررجے مناف بھیجے تھے۔ اس لیے عرف عام  
میں عبد مناف مشہور ہو گئے۔ حسن و جمال میں ایسے فائق تھے کہ ان کا لقب قمر البطحاء پڑ گیا تھا۔ اپنی سرداری کے  
عہد میں قریش کو غدری و حق شناسی کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی شاعر کے اشعار پڑھ کر  
سنائے تھے، ان کو سن کر حضور متبسم و مسرور ہوئے تھے:

یا ایہا الرجل المحول رحلہ لا نزلت بال عبد مناف  
ہیاتک املک لو نزلت برحلہم منعوک من علامہ ومن اقراہ  
الحی الطین غنیہم بفتیہہم حتی یعود فقیہہم کالکاف

اگر ٹھہری اٹھا کر جانے والے تو عبد مناف و ان کے ہاں کیوں نہ جاؤ۔ اگر وہاں چلا جاتا تو نہ داری و نہ گدائی کو رو کر دیتے  
وہ تو امیر و غریب سے یکساں سلوک کرتے ہیں اور فقیر کو مستغنی بنا دیتے ہیں۔

### عبد مناف کی اولاد کا شجرہ

نام اہلیہ	پسران	دختران
عاتکہ، لکبر بنی بنت مرہ بن ہلال	مطلب، ہاشم، عبدالشمس	فاصلہ، بڑہ، حنہ، ہلالہ، قلدہ
واقہ بنت عامر بن عبد	نوفل، ابو عمرو، ابو عبیدہ	
تقیقہ		ریطہ

مطلب باپ کے پہلوئے بیٹے تھے، ان کی والدہ مطلبی کہلاتی ہے۔ حارث بن مطلب کے تین بیٹے صحابی ہیں  
 عبیدہ ابو الحارث جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ طفیل اور حصین ہر دو کی وفات سترہ میں ہوئی۔ امام شافعی رحمۃ  
 اللہ علیہ جو یکے از ائمہ اربعہ ہیں، ان کا نسب نامہ مطلب سے ملتا ہے۔

ہاشم کا ذکر آگے آئے گا۔

عبد الشمس کا بیٹا امیہ ہے جس کی اولاد بنو امیہ کہلاتی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی  
 خاندان سے ہیں۔

نوفل، ان کی اولاد نوفلیون کہلاتی۔ حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب ان سے ملتا ہے نوفل  
 کے قومی احسانات میں سے یہ ہے کہ اُس نے ملک عراق میں کھلی تجارت کا فرمان قیصر برقل سے قوم کے لیے حاصل  
 کیا تھا۔

ابو عمر و ابو عبیدہ کے حالات سے تاریخ ساکت ہے، حتیٰ کہ اکثر مؤرخین نے ان کے نام بھی بیان نہیں کیے  
 صحیح بخاری کی روایت عن جابر بن مطعم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس خیبر کی تقسیم فرماتے وقت ہم ذی القربی  
 میں سے بنی ہاشم اور بنو مطلب ہی کو حصہ دیا تھا۔ امام شافعیؒ کی روایت بھی اسی کے ہم معنی ہے۔  
 ابو داؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ بنو نوفل اور بنو امیہ نے بھی اس حصہ میں سے ملنے کی درخواست اس غیہ  
 پر کی کہ جب بنو مطلب کو شامل کر لیا گیا ہے تو ہم کو بھی رکہ ذیسا ہی استحقاق رکھتے ہیں، شامل کیا جائے اس وقت نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

انما بنو ہاشم و بنو مطلب شی واحد بنو ہاشم اور بنو مطلب تو ایک ہی چیز میں پھر کیا بنو کی

ہکذا و شیتک بین اصابعہ انکلیوں کو دو سر پنجہ میں ڈال کر فرمایا، اس طرح۔

واضح ہو کہ امرت اسد میں تین قسم کی مدن تھی؟

اول۔ زکوٰۃ جن کی نسبت سورہ توبہ آیت ۶۰ میں مدات ذیل کے آٹھ مصارف بتائے گئے ہیں۔

اِنَّهَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ فِيهَا وَالْمَوْلَاتِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَ  
 الْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔

۱۔ کتاب امام جہد م از مطبوعہ مطبعہ کبیری، میرٹھ، بھارت، مولانا مہبوب نول کشور شاہ میں بنو ہاشم کا نسب کو دونوں قرنیہ تحریر کیا

۲۔ چونکہ حقوق ذوی القربی کے مستحق و غیر مستحق کی بحث اور تفریق اور دفعہ مناف سے پانی باقی ہے اس لیے اس کی بحث کی تمام باتوں سے

محمد شین نے شی کو سنی پر دیا جس کے معنی سادہ ہونے کے ہیں۔ ۱۲۔ ہاشم اور عبیدہ شمس بن ہاشم کے ہوتے ورنہ بنو مطلب میں بنو ہاشم کے ہوتے۔

۳۔ مگر ہاشم در مطلب میں کسی کوئی قبیلہ نہ ہو مطلب سب سے ہوتا۔ ہاشم ان سے پہلے ہاشم مطلب بنی تھیں جب شمس بن عابد میں بنی شمس

علیہ وسلم حضور ہوئے تب بھی مطلبی ساتھ تھے۔



درم غنیمت . سورۃ انفال آیت ۱۰ میں اس کے مصارف ذیل بتائے گئے :

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ . اس آیت میں چار حصے غنائم کو دے کر پانچویں حصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکیت میں لے لیا . فرمایا اللہ خُمُسہ پھر اپنی ملکیت میں ان پانچوں کو حق تصرف عطا فرمایا : رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذوی القربیٰ یتامیٰ مساکین . مسافر . ان پانچ میں ذی القربیٰ بھی ایک ہیں . اور اسی سے خمس الخمس پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ کا لفظ نکلا ہے . ابو داؤد کی حدیث میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تقسیم خمس الخمس کا اہتمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے سپرد فرمادیا تھا . صدیقؓ اور فاطمہؓ کے عہد میں بھی یہ اہتمام حضرت علیؓ نے ہی کے سپرد رہا . کتاب الخراج امام ابو یوسف میں ہے :

حدثني محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیسلی عن ابیہ قال سمعت علیاً . رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سأتیت ان تولتی حقنا من الخمس فاقسم فی حیاتی کیکلنا ذعنا احد بعدک فافعل ففعل قال فوالانیہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقسمتہ حیاتی ثم ولانیہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقسمتہ حیاتی ثم ولانیہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقسمتہ حیاتی . ابی لیسلی کہتے ہیں میں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر حضورؐ کے لئے ہر تو خمس میں جو حصہ ہم ذی القربیٰ کا ہے حضورؐ اپنی زندگی میں مجھے اس کا متولی بناد بیٹھے کہ میں تقسیم کرتا رہوں تاکہ کوئی شخص حضورؐ کے بعد اس میں نزاع نہ کرے . آپ نے مان لیا . چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا متولی ٹھہرایا اور میں حضورؐ کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا پھر ابو بکر صدیقؓ نے مجھے ہی متولی ٹھہرایا اور میں ان کے عہد میں تقسیم کرتا رہا پھر عمر فاروقؓ نے مجھے اس کا متولی بنایا اور میں ان کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا .

تعالیٰ عنہ فقسمتہ حیاتی .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حصہ منجملہ غنیمت میں سے ایک سال کا کنبہ کا خرچ بہ قدر زوران رکھ لیتے اور باقی مصلح المسلمین کے لیے عطا فرمایا کرتے تھے .

ذی القربیٰ کا حصہ بوجہ قرابت تھا نہ بوجہ غربت اس لیے امیر اور غریب سب کو یکساں تقسیم کیا جاتا تھا .

عام طور پر شریعت میں حق قرابت بعد وفات اس قریبی کے ملتا ہے . اس حق کا نام ورثہ ہوتا ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختصاص خاص تھا کہ حضورؐ کے قرابت والوں کو حضورؐ کی حیات ہی سے ان کا حق دیا جاتا ہے .

باقی تین حصص یتامی، مساکین، ابن السبیل کے تھے۔ یہ حصص جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیے تھے، ان میں ایک کا حصہ دوسرے کو نہیں دیا تھا۔

سوم: فے، فے کی تعریف قرآن مجید کی سورہ حشر آیت ۶ میں ہے اور اسی سورہ کی آیت ۷ میں اس کی تقسیم بھی بیان فرمادی گئی ہے۔ فے کی تعریف میں فرمایا:

فَمَا آؤْ جَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَ  
لَارِكَا بٍ وَلِحِ كَنَ اللّٰهُ يَسْلُطُ  
رُسُلُهُ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ

وہ علاقہ جس پر کوئی فوجی سوار یا شتر سوار نہ گیا ہو،  
بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو جس پر چاہا تسلط  
دے دیا ہو۔

## تقسیم فے

سورہ حشر آیت ۷ میں فرمایا:

مَاَ آفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ  
الْقُرْبٰى وَ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلَّذِي  
الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ  
ابْنِ السَّبِيْلِ

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان مسکین والوں  
سے فے میں دیا۔ وہ اللہ کا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں  
اور مسافروں کا ہے۔

پھر اس تقسیم کے متعلق یہ اصول بیان فرمایا ہے:

كَى لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

کہ اغنیاء کے اندر متداول نہ ہوگا

میں چاہتا ہوں کہ ہر سہ آیات میں بیان شدہ حصص کو ایک نقشہ کی شکل میں ظاہر کر دیا جائے۔ یہ نقشہ  
صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔



فیض الحکیم صدقات و فیض مستوفات مع آیات قرآن مجید

آیت متعلق فی سورہ شہ	آیت متعلق فی نیت	آیت متعلق زکوٰۃ و صدقہ
آیت ۱	سورہ النحل آیت ۱۱	سورہ توبہ آیت ۶۰
		انہما الصدقات للفقراء
ما افاد اللہ علی رسولہ	و علموا انہما غنمۃ	
من کل التہامی	من شئ	
فللہ	فان للہ خمسہ	
وللرسول	وللرسول	
ولذی القربی	ولذی القربی	
والیتامی	والیتامی	
والمساکین	والمساکین	
		والعاملین علیہا
		والمؤلفۃ قلوبہم
		وفی الرقاب
		والمغارمین
		وفی سبیل اللہ
وابن السبیل	وابن السبیل	وابن السبیل
للفقرانہما جرمین		
والذین تبوا الدار		
والبیان		
والذین جادوا من بعدہم		

ترجمہ آیات

صدقات

فقیروں سکینوں عمان سائین قلوب اور ذی طلال

مغروہاں براہ خدا اور مسافروں کے لیے۔

غنیمت

اللہ کا ہے اور رسول اور قربت والوں اور یتیموں اور

سکینوں اور مسافروں کا ہے۔

سے

اللہ اور رسول اور قربت والوں یتیموں مساکین مسافروں

مجاہدوں اور انصار کے فقرار اور ان کے بعد آنے والی نسلیں

کے لیے ہے۔

اس نکتہ کے ساتھ یہ حدیث بھی بزمِ مشرقِ اقصائی کی تاب اللہ علیہ ہے پڑھ لیتی ہوئے عمن مابین ابن اوس بن الحداد قال قال قتادہ عمر بن الخطاب انہا الصدقات للفقراء والمساکین حتی بلوغ عیدہم حکیمہ  
ہذا لہو لاء ثور قراء واعلموا انہا غنمتہم من شئ حتی بلغوا ابن السبیل ثم قال لہو لاء ثور قراء عمر قراء الفقراء ثم قرأوا الذین جاؤا من بعد ہم ثم قال ہذا  
استوعبت لیسلمین الخ یعنی نہ نہت غنائم رزق پڑنے نہا الصدقات کی آیت علیہ حکیمہ تک پڑھی اور فرمایا کہ یہ آیت انہی لوگوں کے لیے ہے جن کے نام آیت میں آگئے پھر انہوں نے آیت واعلموا انہا غنمتہم کو واپس  
نہیں لیا تک پڑھا اور فرمایا کہ یہ غنمت انہی لوگوں کے لیے ہے جن کے نام آیت میں آگئے ہیں پھر غنم نے آیت مائدہ کو والدین جاؤا من بعد ہم تک پڑھا اور فرمایا کہ اس کے اندر تو سب ہی مسلمان آگئے۔

نقشہ پر غور کرتے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ:

صدقات کو آٹھ مساوی مدات پر تقسیم فرمایا گیا۔ ان آٹھ میں دو مساکین و ابن السبیل، تو ایسے ہیں جو غنیمت اور فتنے میں بھی حصہ دار ہیں۔ باقی چھ وہ ہیں جن کا حصہ صدقات ہی میں ہے، غنیمت و فتنے میں نہیں، وہ چھ یہ ہیں: فقراء، تحصیل داران صدقات، تالیف قلوب کے مستحقین، آزادی غلامان، ادائے قرض مدیونان، فی سبیل اللہ دیگر امور۔

غنیمت کو پہلی دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: اول لشکر کو  $\frac{1}{2}$  کل غنیمت سے دیا۔ دوسرا حصہ جو  $\frac{1}{2}$  تھا اُسے اللہ تعالیٰ نے اول اپنی ملک بنایا اور پھر اس کو پانچ پر مساوی تقسیم فرمایا۔ ان پانچ میں مساکین و ابن السبیل تو مشترک ہیں جو صدقات میں بھی تھے۔ باقی تین سهام یہ ہیں: رسول، اقرباء رسول، یتامی۔

فتنے کو اول خدا تعالیٰ نے اپنی ملکیت بنایا اور پھر اس کی تقسیم مدات مساوی پر فرمائی۔ ان میں پانچ تو وہی ہیں جو آیت غنیمت میں  $\frac{1}{5}$  سهم کی تقسیم میں حصہ دار تھے۔ باقی تین جن کے سهام اس میں ہیں وہ یہ ہیں: فقراء، مہاجرین، فقراء انصار اور ان کے بعد آنے والی نسلیں۔

فتنے میں بہ مقابلہ غنیمت یہ شرط بھی زیادہ ہے کہ وہ اغنیاء کو نہ ملے گا کی لایکون دولۃ بنین الاغنیاء منکم (۵۹: ۷۷)

یاد رکھنا چاہیے:

کہ اسلامی فرقوں میں وراثت رسول کی بابت جو اختلافات ہیں وہ فتنے ہی کے متعلق ہیں، خدا ارے کہ قرآن مجید کا تدبیر اس باہمی اختلاف کے رفع کا سبب بن جائے۔

صحیح بخاری کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تقسیم فتنے کا اہتمام حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں حضرت علیؓ و حضرت عباسؓ کے سپرد فرمادیا تھا جیسا کہ خمس الخمس کی تقسیم کا اہتمام عہد نبویؐ و صدیقیؓ کو فتنوں میں حضرت علیؓ مرتضیٰؓ انہی کے متعلق رہا تھا۔

## ہاشم

ان کا نام عمرو ہے اور عمرو العلاء کے لقب سے مشہور تھے، مطلب اور نوفل اور عبد شمس ان کے بھائی تھے۔ اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم قوم کے سردار ہوئے۔ ان کے برادر زادہ امیہ بن عبد شمس نے ان کی سرداری کے تسلیم کرنے سے انکار کیا، عسقلان کا ایک کاہن منصف ٹھہرایا گیا۔ اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ دیا۔

ہاشم لقب پر لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے ایک بار سن کہ مکہ میں انما کی بھور رہا ہے اس وقت یہ مال تجارت



لے کر شام گئے ہوئے تھے۔ شام سے لوٹتے ہوئے سب اونٹوں پر روٹیاں اور آٹا لاد لائے اور مکہ پہنچ کر دعوت عام ردی گوشت اور شوربے میں روٹیاں توڑ کر ڈال دی گئیں۔ ہاشم ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں اس سے ہاشم نام ہوا۔ اس وقت کے بعد ہر سال موسم حج میں وہ زوار کعبہ کو عام دعوت دیا کرتے اور یہی کھانا جسے لغت عرب میں ثرید بھی کہتے ہیں، بکھایا کرتے تھے۔ سردار ہاشم کی زیر کی و حرم کا اس واقعے سے پتہ لگتا ہے کہ انھوں نے قیصر سے یہ فرمان حاصل کر لیا تھا کہ قریش کا مال تجارت ملک شام میں بغیر کسی ٹیکس کے داخل ہوتا رہے۔ امیہ کو اپنے چچا ہاشم سے جو اختلاف شروع میں ہو گیا تھا وہ آئندہ نسلوں میں بھی منتقل ہوا۔ ہاشم اور مطلب کی اولاد ایک باب بن اور نوفل اور عبد شمس کی اولاد ایک جانب رہا کرتی۔ بیسیوں واقعات ان بردوں کی منافرت اور عداوت کے مشہور ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود و جد کی یہ برکت تھی کہ نسلوں کی عداوتیں باقی رہی تھیں اور کُنُتُہ یَنْعَمَتِہِ اِخْوَانَا کا مصداق سب پر صیغ عام ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۳۳ھ تک بنو امیہ اور بنو عباس میں محاربے ہوتے رہے۔ ہاشم کی اولاد کا نقشہ درج ذیل ہے۔

ہاشم کی اولاد کا نقشہ

نام اہلیہ	پسران	دختران
سلمی بنت عمرو بن زید بخاری	شعبہ یعنی عبدالمطلب	رقیہ، بچپن میں فوت ہوئی
منہ بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجی	ابا صیفی	.
قیلہ اللقب بہ جزور بنت عامر بن مالک بن جرجہ	اسد	.
امیمہ بنت عدی بن عبد اللہ بن دینار (من قضا)	نضد	شفار
وددہ بنت ابی عدی راز بنو مازن	.	ضعیفہ - خالدہ
عدی بنت حبیب (از بنو ثقیف)	.	حنہ

تاریخ میں ابا صیفی اسد اور نضد کے حالات کم ملتے ہیں۔ بنو خزاعہ کے معاہدہ یا عبدالمطلب کے تذکرہ میں اس قدر پایا جاتا ہے کہ نضد کا فرزند آرمہ اور ابی صیفی کے فرزند ان صنی کتہ اور عمرو بھی چچا کے ساتھ اس معاہدہ میں شریک تھے۔ رقیہ بنت ابی صیفی بن ہاشم کے اشعار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں ہیں۔

مَثَا مِنْ اللّٰهِ بِالْمِیْمُونِ طَائِرَہ  
و خیر من بشرت بہ مَضَر  
مبارک الامر لیس تسقی الغمام بہ  
ما فی لا نامر لہ عذل ولا خطر

## عبد المطلب

ان کا نام عامر اور لقب شیبہ ہے۔ شیبہ کا ترجمہ زال یا بوڑھا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ لقب صرف لغاؤل کے لیے تھا کہ عمر دراز پائی اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ جب پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی چند یا میں چند بال سفید موجود تھے

جب ان کے والد ہاشم کا انتقال ہوا یہ اپنے تنہیال ریشہ میں تھے۔ ان کا چچا مطلب ان کو یشرب سے جا کر لے آیا اور بیٹوں سے بڑھ کر ناز و نعم سے ان کی پرورش و تربیت کی۔ اس احسان مندی کی قبولیت و اظہار میں یہ بھی تمام عمر ”عبد المطلب“ مطلب کا غلام کہلاتے رہے۔ اصلی نام اور لقب پر یہ آخری لقب اس قدر غالب آگیا تھا کہ عبد المطلب ہی اصلی نام سمجھا جاتا ہے۔ ان کو شیبہ الحمد اور قیاض اور معظم طیر السحاب بھی کہا کرتے تھے، نیز سید قریش اور شریف قریش کے نام سے عام طور پر ملک میں نامزد تھے۔ قریش میں سے بھی کوئی شخص ان کے اس خطاب کا منکر نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک ”محمد“ (صلعم) ان ہی نے تجویز کیا تھا اور حضور کی تربیت تا ہشت سال کا شرف بھی ان ہی کو حاصل ہوا۔ ان ہی کی سرداری کے عہد میں واقوفیل کا ظہور ہوا تھا یہ

عبد المطلب کی عام نصیحت یہ ہوتی تھی ”ظلم و بغاوت نہ کرو اور مکارم الاخلاق حاصل کرو“ عبد المطلب کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ چاہ زم زم سے عمرو بن حرث جرہمی نے بند کر دیا تھا اور امتداد زمانہ سے کسی کو یاد ہی نہ رہا تھا کہ یہ کنواں کہاں تھا، عبد المطلب ہی نے نکالا۔ کہتے ہیں کہ عبد المطلب تین شب متواتر یہ خواب دیکھتے رہے کہ کنوؤں نکالو، پھر خواب ہی میں ان کو چاہ زم زم کی جگہ بھی دکھائی گئی۔ عبد المطلب اور ان کے فرزند ابرہہ نے اس کی جگہ کو کھودا تین دن کی کھدائی کے بعد ان کو بنو جرہم کی مدفونہ اشیاء ملنے لگیں۔ بتواریں، زر میں شاخاں آہو وغیرہ۔ قریش کے لوگ اب تک تو عبد المطلب کے فعل کو لغوسی سمجھتے تھے، لیکن مدفونہ اشیاء کی برآمدگی نے ان کو بھی یاد کرادیا ورتب وہ درخواست کرنے لگے کہ اس شرف میں ان کو بھی شامل کر لیا جائے، مگر عبد المطلب نے کسی کو اپنے ساتھ شامل کرنا پسند نہ کیا۔

یہ چشمہ تیس سے اب لاکھوں زوار اور صادر و دارد سیراب ہو رہے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ و تعالیٰ نے یہ نام اسمعیل علیہ السلام کے لیے ظاہر فرمایا تھا۔ عبد المطلب کی بھی یادگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبد المطلب کو شیرالود و لود کیا تھا۔ ذیل میں ان کی اولاد کو ایک نقشے کے اندر تحریر کیا جاتا ہے:



## نقشہ اولاد عبد المطلب بن ہاشم

نام اہلیہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ صفیہ بنت حبیب بن حجر بن زباب بن سواۃ بن عامر بن معصوم از نسل نصر و کھوڑا شجرہ نسب نبوی۔	حارث	
۲۔ ناطقہ بنت عمرو بن عاذ بن عمران بن مخزوم بن لقیطہ بن مرہ و کھوڑا شجرہ نبوی	زبیر۔ ابو طالب۔ عبد الکعبہ بن عبد اللہ	ام حکیم، بیضاء، امیمہ، اردنی برہ، عاتکہ
۳۔ لبنی بنت ہاجر (از بطنی خزاعہ)	ابو امیہ (عبد العزیٰ)	
۴۔ ہالہ بنت وسیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب و کھوڑا شجرہ نسب	مقوم۔ خجل مغیرہ۔ حمزہ	
۵۔ تنیدہ بنت خیاب بن کلیب (از نسل ربیعہ بن نزار۔ و کھوڑا شجرہ نسب)	ضرار۔ قثم عباس	
۶۔ منعمۃ بنت عمرو بن مکت (از بطنی خزاعہ)	غیداق۔ مصعب	
میزان ازواج ۶	پسران ۱۵	دختران ۶

مندرجہ بالا نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب ۱۵ بیٹوں اور ۶ بیٹیوں کا والد تھا، مگر بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ غیداق وہی ہے جس کا نام خجل ہے، اور عبد الکعبہ وہی ہے جس کا نام مقوم ہے اور قثم کوئی بھی نہ تھا اندیس صورت عبد المطلب کے زینہ فرزندوں کی تعداد بارہ ہوئی، درآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا گیارہ ہوئے۔ زیادہ صحیح یہی ہے کہ ابنائے عبد المطلب ۱۲ تھے۔ ان میں سے ہم کو دس کے حالات ملے ہیں اور سات کے حالات کا اسلامی تاریخ سے بھی تعلق ہے۔ گھویں ضرار، قتیبان قریش میں سے تھے اور جود و جہل میں مشہور۔ آغاز بعثت ہی میں انتقال کیا۔ اولاد نہ تھی۔

۹۔ مقوم اولاد کسبی تھی، مگر نسل جاری نہ ہوئی۔ بہت بنت المقوم کے پسر عبد الرحمن بن ابی عمر کا ذکر علامہ ذہبی نے کیا ہے۔

۱۰۔ خجل کے فرزند قسرہ کے اشعار طبقات الکبیر میں موجود ہیں جس میں اس نے اپنے دو ازادہ اعمام کے نام شمار کیے ہیں۔ غیداق قثم عبد الکعبہ کے حالات سے کتب تواریخ خاموش ہیں ممکن ہے کہ مقوم ہی کا نام عبد الکعبہ

۱۱۔ ہالہ کی ماں عبد بنت مطلب ہے

عبدالملک نے ۶۲ سال کی عمر پائی ان کا سال ولادت ۳۹۹ھ اور سال وفات ۴۵۹ھ اندازہ کیا ہے۔  
چونکہ عبدالملک کی اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہمام و عمامت میں، اس لیے ان کے مختلف حالات  
مع ان کی اولاد کے جہاں تک کہ عہد نبوی سے ان کا قریبی تعلق ہے تحریر کیے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اہل بیت  
نبوی کے احوال سے بے خبر نہ رہیں۔

## حارث عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالملک کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ان ہی کے نام پر عبدالملک کی کنیت ابوالحارث تھی یہ اپنے  
والد کی حیات ہی میں مر گئے تھے مگر ان کے چار فرزند نوفل و عبداللہ - ربیعہ و ابوسفیان مغیرہ جو نبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، مسلمان ہوئے۔ ہر ایک کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے۔

### (الف) نوفل بن حارث

جنگ بدر میں کفار کی جانب تھے، پھر جنگ خندق یا فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ جنگ حنین میں تین ہزار  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اعانت لشکر اسلام کے لیے پیش کئے تھے۔ اس وقت یہ ہاشمی مسلمانوں  
میں سب سے زیادہ عمر کے تھے ۷۵ھ میں مدینہ میں وفات پائی تھی  
ان کے تینوں فرزند مغیرہ، عبداللہ، حارث بھی صحابی ہیں۔

مغیرہ بن نوفل حضرت عثمانؓ کے عہد میں قاضی مدینہ تھے۔ ابن حجر شقی نے جب بیت علیؑ کو زخمی کیا تو خود  
بھاگ چلا تھا۔ مغیرہ ہی نے اسے گرفتار کیا تھا اور سیدہ امہ بنت زینب بنت رسولؐ کا نکاح بھی بعد ازاں  
حضرت علیؑ نے ہی کے ساتھ حسب وصیت مرتضویٰ ہوا تھا جن سے یحییٰ بن مغیرہ پیدا ہوئے تھے۔  
عبداللہ بن نوفل کو حضرت عمرؓ نے حاکم نوذ کیا تھا، ان کا چہرہ کسی قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت  
رکھتا تھا۔

حارث بن نوفل کو عمرؓ نے حاکم نوذ کیا تھا۔ آخر میں یہ ابھر جا رہے تھے۔ یزید پید کے جد اہل بصرہ  
ان کو یہ بنانا چاہتے تھے۔ سترہ میں انتقال ہوا۔ ان کا فرزند عبداللہ المعروف بربہ بھی صحابی ہے۔

### (ب) عبداللہ بن حارث

حیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خطاب "سعید" سے  
مشرق فرمایا تھا۔



### (ج) ربیعہ بن حارث

ابو اروے کنیت تھی۔ ان ہی کا نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے خطبہ میں یا تھا اور فرمایا تھا وَإِنَّ  
أَوَّلَ دَمٍ أَصْعَفَهُ دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ پہلا مٹا ہوا خون کا جسے میں میا میٹ کرتا ہوں، وہ ربیعہ  
بن الحارث کا مٹا ہوا ہے۔ اس کی شہرت یہ ہے کہ ربیعہ کا ایک فرزند شیر خوار دشمنوں نے مار ڈالا تھا نبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھلے چھ بھائیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے اس مطالبہ کو میا میٹ کر دیا اور اس کا خون بہا نہ  
ولایا۔ ان کا انتقال مکہ میں ہوا۔

ان کے دو فرزند عبدالمطلب اور مطلب بھی نہ بنے۔  
عبدالمطلب نے دمشق میں بعد حکومت یزید وفات پائی۔  
مطلب حیات نبوی میں بالغ نہ ہوئے تھے۔

### (ذ) ابو سفیان مغیرہ بن الحارث

یہ آلِ حفصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برادر رشتہ علی بھی ہیں کیونکہ انھوں نے کبھی حلیمہ السعدیہ کا دودھ پیا تھا  
عرب کے مشہور شعراء و صحابہ میں سے ہیں۔  
ابتداءً اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے مخالفت بنے رہے، مگر فتح مکہ سے چند یوم  
پیشتر حبشہ توفیق ربانی سے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔  
جنگِ حنین میں جو بھی بہت شہادت قدم رہے تھے، ان میں ابو سفیان کو بھی اتنی زحاصل ہے یہ تور کا بنبوئی سے  
علحدہ ہی نہیں ہوئے تھے۔

قبولیتِ اسلام کے بعد جو اشعار انھوں نے تصنیف کیے وہ رحمۃ اللعالمین کی جلدِ دل میں صبر و درج کیے  
جا چکے ہیں۔

وفاتِ حسرتِ آیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اشعار میں اُشرد و دل کا نظارہ کیا کرتے تھے۔  
أَرِثْتُ نَبَاتَ لَيْلِي لَا يَزُولُ  
وَلَيْسَ أَخِي الْمُصِيبَةُ فِيهِ طَوْلُ  
میں جا رہا ہوں درخت ختم ہی ہونے میں نہیں آتا  
فَسَعْدُ فِي الْبُكَاءِ وَذَلِكَ فِي مَا  
اَصِيبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ قَلِيلُ  
میں مصیبت کے مٹا ہوا جو مسلمانوں پر آئی بہت ہی کم ہے  
لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَتَا وَجَلَّتْ  
عَشِيَّةٌ قِيلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُولُ  
اس روز باری مصیبتوں کی کچھ انتہا نہ رہی  
جَبْ لَوْ يَكُنْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ بَاءُ كُنْ

وَضَعَتْ أَرْضَنَا مِمَّا عَدَاهَا

معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر بھی نچال آگیا

فَقَدْ نَا الْوَحَىٰ وَالتَّنْزِيلَ فِينَا

جس وحی کو لے کر صبح و شام جبریلؑ ہم میں آیا کرتے تھے

وَذَاكَ أَحَقُّ مَا سَأَلْتُ عَلَيْهِ

یہ وہ مسیت ہے کہ لوگوں کا مرجانا

نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُوا الشَّكَّ عَنَّا

نبیؐ اس شان کے تھے کہ دل سے شک کو مٹا کر دیتے تھے

وَيَهْدِيَنَا فَلَا تَخْشَى ضَلَالًا

وہ ہماری رہنمائی فرمایا کرتے اور ہم کو کبھی بھی گمراہی سے ڈرتے تو

أَفَاطَمَهُ إِنْ حَزَعْتَ فَذَاكَ عُذْرٌ

اے فاطمہ! اگر تُو رو دے گی تو ہم تجھے معذور سمجھیں گے

فَتَبْرَأْ أَبْنِيكَ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرِ

تیرے باپ کی قبر ہر ایک قبر کی سید ہے

نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُوَيْدٌ أَنْ يَكُونَ مَحْتَبًى

ابو سفیان بن الحارث من شباب اهل الجنة

یا سید فتيان اهل الجنة

ایک حدیث میں ہے:

أَبُو سَفْيَانَ خَيْرُ أَهْلِ

يَا مَن خَيْرِ أَهْلِ

مدہ کا قول ہے کہ کُلُّ النَّبِيِّ فِي جَوْفِ النَّفْسِ يَكُونُ مِثْلَ بَيْتٍ فِي بَيْتٍ

تھی یہ ستر عویس و فات پائی یہ

ان کے فرزند عبد اللہ اور جعفر و زور و سبکی ہیں جعفر بن ابی سفیان غزوہ حنین میں بھی شامل تھے اور عہد سلطنت

نے فراہ کے اندر سارے ہی شکار آجاتے ہیں۔ اردو میں مثل ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ الاستیاب ص ۱۰۱

یہ اس کا حوالہ حاشیہ میں دستیاب نہیں۔ صحیح۔ ع۔ رک

ہمدرد

تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا نَمِيلُ

اور زمین دھنس جائے گی

يَرْوُحُ بِهِ وَيَقْدُو جَبْرِيْلُ

آج ہم اس سے محروم ہو بیٹھے!

نَفُوسُ النَّاسِ أَذْكَاتُ لَيْسِيْلُ

یا تہرب مرگ ہو جاتا بالکل ٹھیک ہے

بِمَا أَوْحَىٰ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُ

کبھی بذریعہ کلام وحی اور کبھی بذریعہ ارشادات خود

عَلَيْنَا وَالرَّسُولُ لَنَا ذَلِيلُ

کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اللہ کا رسول ہمارا راہنما ہے

وَإِنْ لَّمْ تَجْزِعْ ذَاكَ السَّبِيلُ

اور اگر تُو مبرا کرے گی تو بہتر ہے کیوں کہ یہی بہتر طریق ہے

وَفِيهِ سَيِّدُ النَّاسِ رَسُولُ

اور اس قبر میں نوع انسان کا سردار خدا کا رسولؐ آسودہ ہے

ایک حدیث میں ہے:

ابو سفیان ہشتی جوازوں میں سے ہے۔

یا بہادران ہشتی کا سردار ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

أَبُو سَفْيَانَ خَيْرُ أَهْلِ

یا میرے اچھے اہل میں سے ہے۔

ابو سفیان میرے اہل میں اچھا ہے۔

یہ اس کا حوالہ حاشیہ میں دستیاب نہیں۔ صحیح۔ ع۔ رک

ہمدرد



امیر معاویہ میں وفات پائی۔

## ابوطالب عَمَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کا اصل نام عبد مناف ہے، مگر کنیت نام پر غالب آگئی تھی۔

ان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت تھی اور تادم زلیست (سلمہ نبوت) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناصر و فدائی رہے۔

ان کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور باستثنائے لب صحابی ہیں۔ طالب باپ کے بعد اور قبل از ایاں مر گیا تھا۔ اس کی جائے وفات کا بھی پتہ نہیں لگا۔

### (الف) عقیل بن ابی طالب

طالب سے دس برس چھوٹے اور جعفر سے دس برس بڑے تھے۔ جنگ بدر میں دشمنوں کی جانب تھے اور امیر ہوئے تھے۔ صلح حدیبیہ سے پیشتر اسلام لائے اور غزوہ موتہ میں شریک ہوئے۔

عقیل واقعات اور انساب عرب کے بڑے واقف تھے۔ اس علم میں ان کو امتیاز خاص حاصل تھا ابو یزید کنیت تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا:

يَا أَبَا يَزِيدٍ إِنِّي أُحِبُّكَ حُبِّينِ حَبًّا  
لِقَرَابَتِكَ وَحُبًّا لِمَا كُنْتَ أَعْلَمُ  
مِنْ حُبِّ عَمِّي إِيَّاكَ  
اے ابو یزید! میں تم سے دو گونہ محبت رکھتا ہوں  
ایک تو محبت قرابت۔ دوم اس لیے کہ مجھے علم ہے کہ  
میرے چچا کو تم سے محبت تھی۔

ان کا انتقال سلطنت امیر معاویہ میں ہوا تھا۔ مسلم بن عقیل جو امام حسین علیہ السلام کے نائب ہو کر کوفہ گئے تھے اور بروز پنجشنبہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ کو شہید ہوئے ان ہی کے فرزند ہیں عقیل کے دو فرزند محمد و عبدالرحمن ایک پوتا عبداللہ بن مسلم بھی کہ بد میں شہید ہوئے تھے۔

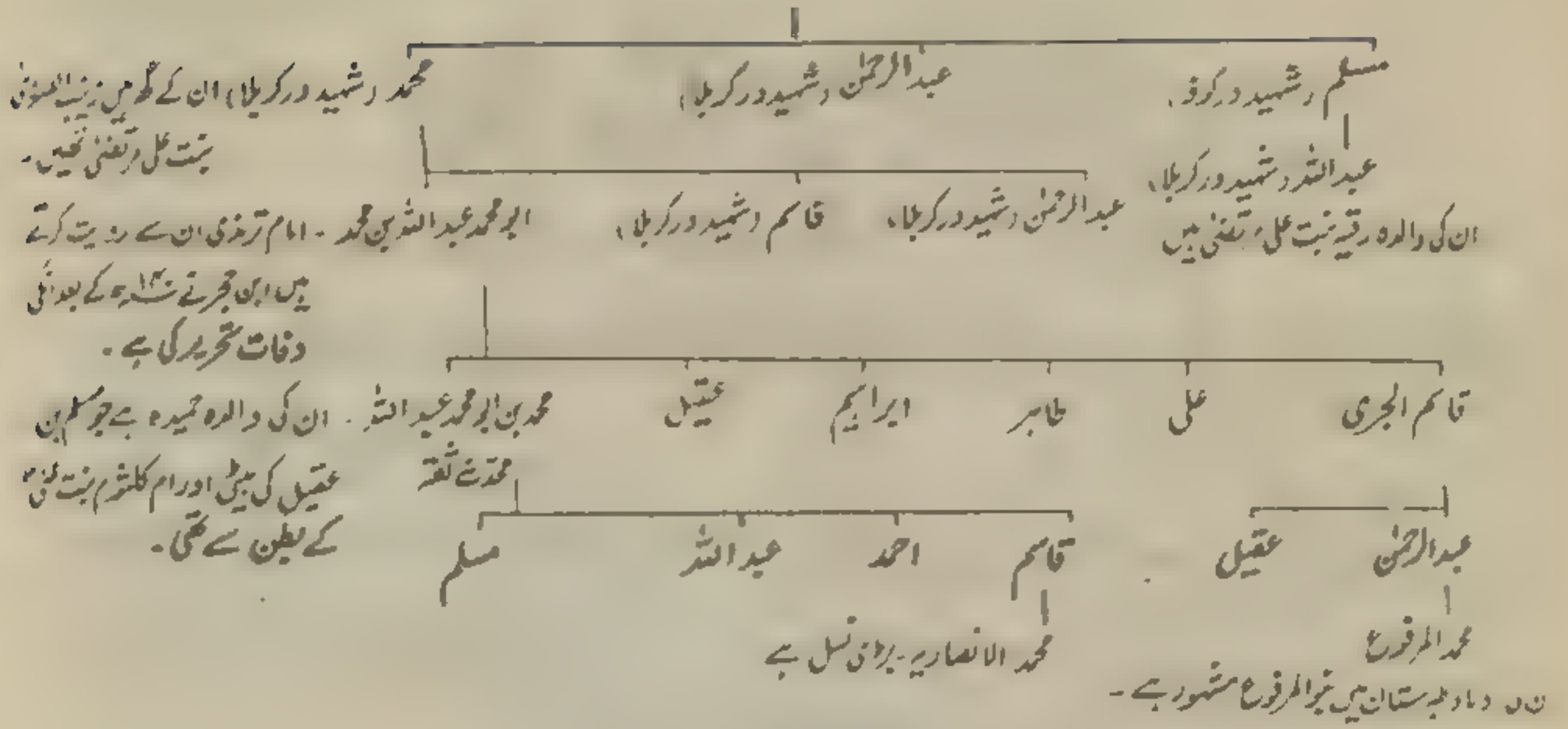
### اولاد

### عقیل ابن ابی طالب

کا

شجرہ نسب ص ۷ پر ملاحظہ فرمائیں

## عقیل



## (ب) جعفر طیار بن ابوطالب

علی مرتضیٰ کے حقیقی بھائی ان سے دس سال بڑے قدیم الاسلام تھے۔ اول ہجرت حبشہ کی اور وہاں جلد مہاجرین حبشہ کے سردار رہے۔ اس ملک میں ان کے اہل قہر پر خوب شاعت اسلام ہوئی۔ اسلام پر جو تقریر انہوں نے بادشاہ حبشہ کے دربار میں فرمائی تھی وہ رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۱ پر درج ہے سنی حبش سے مدینہ تشریف لائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خیبر کو تشریف لے گئے تھے جنہاں جعفر بھی خیبر ہی میں جا ملے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا قدم جعفر کی ہے

سنہ ۱۱ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ تلوار اور نیزے کے نوے سے زیادہ زخم ان کے سامنے کی جانب موجود تھے۔ دونوں بازو جوڑے کٹ گئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی منقبت میں فرمایا:

أَشْبَهْت خَلِيقِي وَخَلِيقِي  
جعفر صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔

عمر مبارک بہ وقت شہادت ۴۴ سال کی تھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مسکین کے حق میں جعفر طیار سب سے بہتر ہے وہ اہل منہ کی خیبر رکھتے تھے اور انہیں کھلے کرتے تھے جو کچھ بھی ان کے گھر میں ہوتا کبھی کبھی وہ ہر پاس عکس ہی لے آتے جس میں اور کچھ نہ ہوتا ہم اس میں سے غنق کر جاتے تھے ان کے چار فرزند تھے۔

۱۔ عبد اللہ یہ پہلے مومنین جو مسلمانوں کے گھر حبش میں پیدا ہوئے۔ کثرت سخا و رحم سے ان کا لقب بحر الجود تھی۔ عبادت گزار بھی حد درجہ کے تھے سنہ ۹ میں بہ عمر ۹ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما شہید و زینب





امام حسن و امام حسین کے علاوہ دیگر ازواج سے، ان کے سولہ فرزند تھے۔

زخم کہ جس پر شہادت ہوئی، کثیر بن عمرو السکونی نے جو شاہان ایران کا طبیب خاص رہ چکا تھا، نے بتایا کہ زخم  
ام دماغ تک پہنچ گیا ہے اور اب صحت محال ہے۔

بکر بن حماد القاہری نے ہائلہ شہادت پر اشعار کہے ہیں:

قُلْ يَا بَنِي مُدْجِمْ وَالْأَقْدَادُ غَالِبَةٌ  
ہدایت و یکتا اِسْلَام اَرْکَانِ

ابو بلعم سے کہنا اگر میں جانتا ہوں کہ تقدیر سب پر غالب ہے  
کہ کم بخت تُو نے اِسلام کے ارکان کو ڈھا دیا

تَقَدَّرْتُ أَفْضَلَ مَنْ يَنْشِئُ عَلَى قَدَمِ  
وَأَوَّلَ النَّاسِ إِسْلَامًا وَإِيمَانًا

وہ شخص جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل تھا  
اور اِسلام اور ایمان میں سب سے اقل

وَأَعْلَمُ النَّاسِ بِالْقُرْآنِ ثَمَمًا  
سُنَّ رَسُولُنَا شَرْعًا وَتَبْيَانًا

اور ستر آن اور سنت کے جاننے میں سب سے اعلیٰ  
تھا تُو نے اُسے قتل کیا ہے

صَهْرُ الشَّيْبِ وَمَوْلَاةٌ وَنَاصِرَةٌ  
أَضْحَتْ مَنَاقِبَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا

وہ داماد نبی اور ان کا دوست اور ناصر تھا  
جس کے مناقب کے نور اور برہان روشن ہیں

وَكَانَ مِنْهُ عَلَى زَعِيمِ الْحُسُودِ لَهُ  
مَا كَانَ هَارُونَ مِنْ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ

جو علی زعم حسود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسا تھا  
جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام

لَيْشًا إِذَا لَقِيَ أَقْدَانُ أَقْدَانًا  
لَيْشًا إِذَا لَقِيَ أَقْدَانُ أَقْدَانًا

جب خرب گھسان کا زہن پڑ جاتا ہو  
لیشًا اِذَا لَقِيَ أَقْدَانُ أَقْدَانًا

فَقُلْتُ سُبْحَانَ رَبِّ النَّاسِ سُبْحَانَا  
اے خدا! تو پاک ہے تیری قدرت مجیب ہے

يَخْشَى الْمَعَادَ وَلَكِنْ كَانَ شَيْطَانًا  
يَخْشَى الْمَعَادَ وَلَكِنْ كَانَ شَيْطَانًا

جو قیامت سے ڈرتا ہو بلکہ وہ تو شیطان ہے  
یَخْشَى الْمَعَادَ وَلَكِنْ كَانَ شَيْطَانًا

وَآخَسَرَ النَّاسَ عِنْدَ اللَّهِ مِيزَانًا  
اور میزان اعمال میں سب سے زیادہ زیان کار

عَلَى تَسْوَدَ بِأَرْضِ الْحَجَرِ خُسْرَانًا  
عَلَى تَسْوَدَ بِأَرْضِ الْحَجَرِ خُسْرَانًا

اور قوم ثور پر مکہ حج میں تباہی لانے کا سبب ٹھہرا  
عَلَى تَسْوَدَ بِأَرْضِ الْحَجَرِ خُسْرَانًا

إِنَّ لِيَصْلَى عَذَابَ الْخُلْدِ نِيرَانًا  
اِنَّ لِيَصْلَى عَذَابَ الْخُلْدِ نِيرَانًا

اس کا مقصد یہی ہوگا کہ وہ خود جہنم کی آگ کا ایندھن بن سکے  
اِنَّ لِيَصْلَى عَذَابَ الْخُلْدِ نِيرَانًا

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی پر وار کرنے سے  
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی پر وار کرنے سے



حضرت علی و جعفر و قیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے جو اسلام لاکر ہجرت سے شرف  
ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کفن میں اپنا کُرتا عطا فرمایا اور جب ان کو لحد میں اتارا گیا تو آں حضرت بھی لحد میں  
ان کے ساتھ لیٹ گئے، فرمایا:

میں نے تمہیں اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو محلہ جنت پھنسے اور ساتھ اس لیے لیٹا کہ قبر کی وحشت جاتی رہے۔  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں فرمایا کرتے کہ ابوطالب کے بعد ن سے بروہ کر میرے ساتھ اچھا سلوک کر نیوالا  
اور کوئی نہ تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ کے متعلق مؤرخین نے چند اقوال نقل کیے ہیں:

۱۔ ۱۸ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں تھیں۔

۲۔ ۱۹ بیٹے تھے جن میں سے چند ولد کے سامنے گزر گئے تھے، باقی ۱۲ میں سے چھ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ دنیا میں  
اس وقت صرف ۵ بیٹوں امام حسن، امام حسین، محمد حنفیہ، عباس، شہر اطرات کی نسل موجود ہے۔  
۳۔ ذیل میں ایک نقشہ مع اسمائے زوجات درج کیا جاتا ہے:

نام اہلیہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حسن و حسینؑ	زینب۔ کلثوم
۲۔ ام البنین بنت حرام بن خالد (از بنی ہوازن)	عمر۔ عباس۔ جعفر عبید اللہ۔ عثمان	.
۳۔ لیلیٰ بنت مسعود (از بنی تمیم)	عبید اللہ۔ ابوبکر	.
۴۔ اسماء بنت الخثیمہ	عون۔ یحییٰ	.
۵۔ امامہ بنت ابوالعاص (از بطنی یدہ زینب)	محمد۔ اوسط	.
۶۔ خولہ بنت جعفر بن قیس	محمد بن حنفیہ یا محمد اکبر	.
۷۔ ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی	.	ام الحسن۔ رطلہ۔ اکبرہ
۸۔ ام حبیبہ بنت ربیعہ الثعلبیہ	عمر	رستبہ
۹۔ ممیۃ بنت امرأ القیس الکلبی	.	عائشہ

۱۰۔ عمدۃ العابد فی نسل ابی طالب  
۱۱۔ ایک تیسرے فرزند محسن کا نام کتب لاریونی اسامہ صحابہ میں سے صرف  
ابرموسٰی نے لکھا ہے علامہ ذہبی کہتے ہیں، تفرد بذکرہ ابراسحاق عن ان بن ہاشم عن علی۔

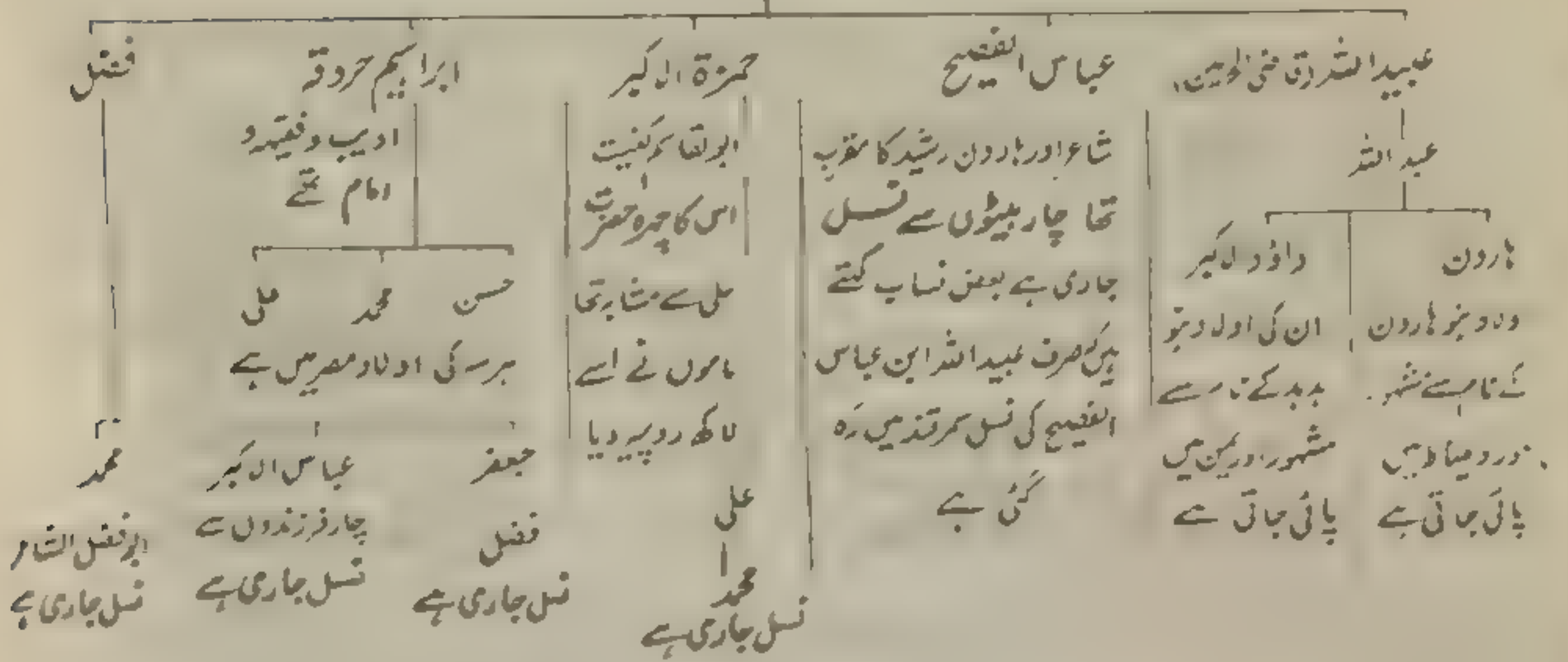
دخترانِ جوار کی : ام ہانی ، میمونہ ، زینب الصغریٰ ، رطلہ الصغریٰ ، فاطمہ ، امامہ ، خدیجہ ام کرام ، ام سلمہ  
جہانہ ، نفیہ ، ام جعفریہ

سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کا ذکر اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا ہے ۔ اولادِ علی مرتضیٰ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے :

### عباس بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

میدانِ کربلا میں علمبردارِ امام ہمام تھے ۔ ان کا خطاب سقائے اہل بیت بھی ہے ۲۴ سال کی عمر میں شہید ہوئے  
تھے ۔ اولاد یہ ہے :

عباس علمبردار  
عبداللہ  
حسن



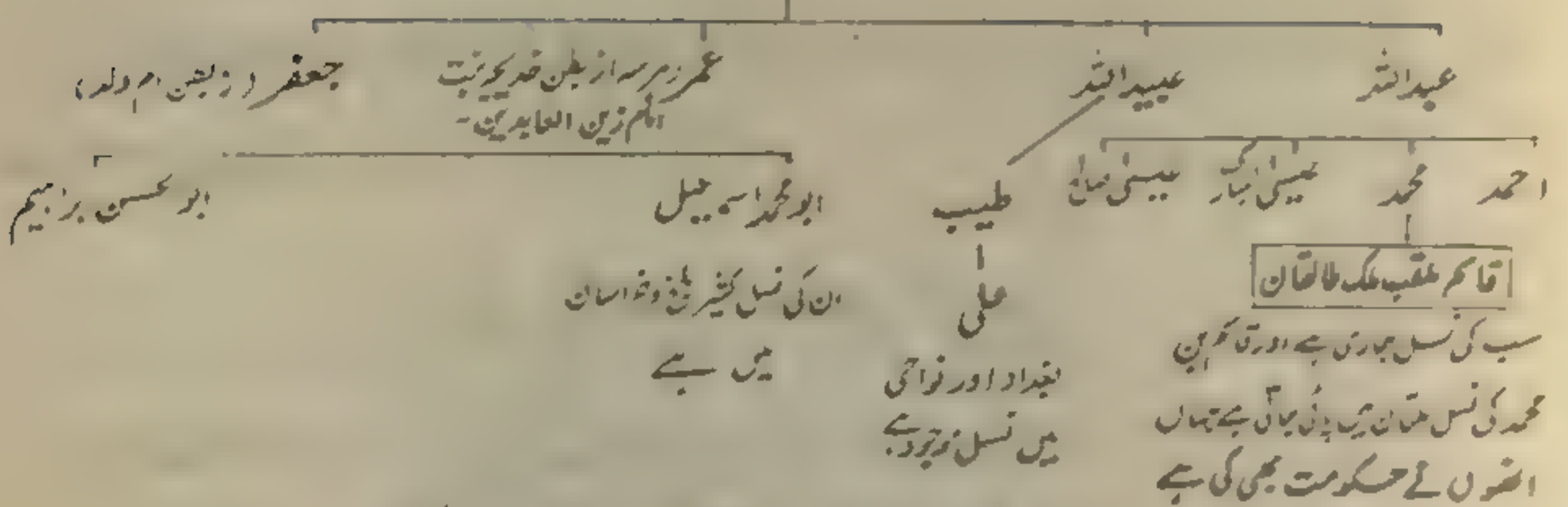
### عمر اطرف بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

عباس علمبردار کے برادرِ حقیقی ہیں ۔ ختد ف یہ ہے کہ ان میں سے بڑا کون تھا ، سال کی عمر میں وفات پائی بعض کا  
بیان ہے کہ سمیع بن زبیر کی طرف سے متاثر شیعہ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے ۔ ان کی نسل کا سلسلہ یہ  
ہے ۔

۱۔ جزو السادس الکتاب الطبری ص ۹۰ وغیرہ

۲۔ تماموں کے نام زید بن رقاد بنجی اور حکیم بن الطیف سبکی میں فقط ۔





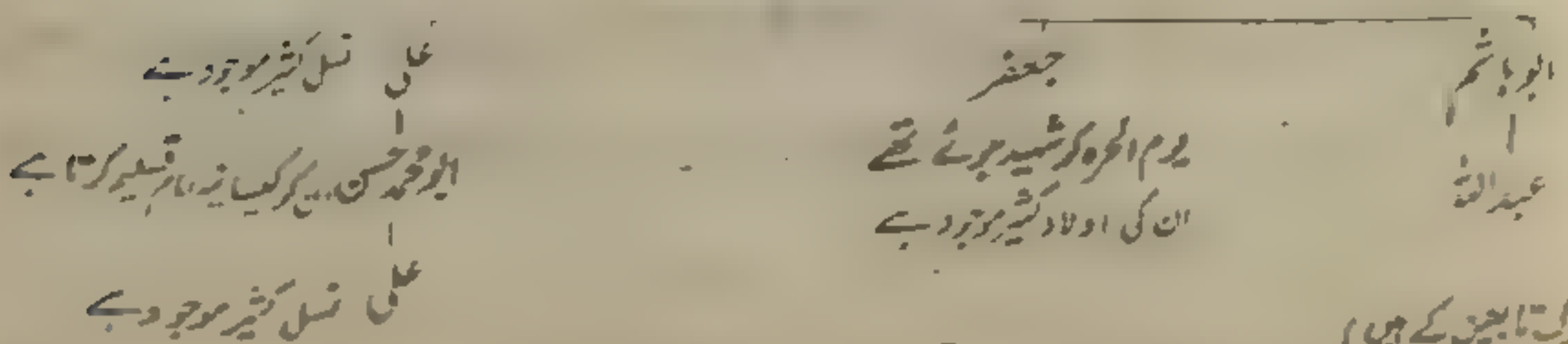
ابوالقاسم محمد بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی والدہ خولہ بنت خلیفہ بن ابی حمزہ سے ہیں۔ اس قبیلہ نے عہد صدیقی میں ارتداد کیا تھا۔ یہ جنگ میں امیر  
مہاجر آئیں اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملیں۔ محمد بن علیؑ شیعہ خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے اور یکم محرم ۱۱ھ کو انتقال  
فرمایا۔ ان کے زہد و ریاضت اور زور و قوت کی حکایات بہت سی مشہور ہیں۔ لشکر مرتضیٰ کے علمبردار ہی ہوا کرتے  
تھے۔ کسی نے ان سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تمہارے والد حسن و حسین کو جنگ میں نہیں بھیجتے اور تم کو ہر ایک سخت کام پر  
مامور کرتے ہیں۔ فرمایا وہ علیؑ کی آنکھیں ہیں اور میں علیؑ کا ہاتھ ہوں۔ شیعہ کے ایک فرقہ کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ کے بعد  
امامت ان کو ملی۔ ایک شاخ کا اعتقاد ہے کہ امام حسین کے بعد امامت ان کو ملی پھر برادر کا اتفاق ہے کہ آئندہ امامت  
ان ہی کی نسل میں جاری ہوگی۔ مختار ثقفی جس نے قاتلان حسین سے سخت انتقام لیا۔ اپنے آپ کو انہی کا مختار بتایا  
کرتا تھا۔ بن الحنفیہ کے عدم کلام کیسا ان ہے، وہ بھی ایک فرقہ کا امام ہے کیسا نہیہ کا اعتقاد ہے کہ محمد بن علی مرتضیٰ کو وہ  
رضوی پر رستے ہیں، شیر و پینگ ن کے پروردار ہیں شہداء و پانی کے چشمے ان کے متصل جوش زن میں، قرب قیامت  
میں مہدی کے لقب سے وہی ظہور پذیر ہوں گے۔

ابن الحنفیہ بن علی مرتضیٰ کی اولاد کی تعداد ۲۴ ہے جن میں سے ۱۴ ازنیہ و زند تھے تین سے نسل جاری ہے۔

اولاد کا شجرہ یہ ہے:

محمد بن علی مرتضیٰ



’بزرگ تابعین کے ہیں۔‘

۱۷۔ بندرگاہ نیو بے کوہ رمنی کی چڑیاں نظر آتی ہیں۔

## محمد بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی والدہ سیدہ امامہ بنت سیدہ زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کہ بلا میں ایک شخص قبیلہ بنی ابان بن دارم کے تیرے شہید ہوئے۔ سلسلہ نسب گم ہے۔

## ابو بکر بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی والدہ سیدہ بنت مسعود ہیں۔ جنگ کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض نے ان کی شہادت میں اختلاف بھی کیا ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر فرزندانوں عبداللہ و عون و یحییٰ و عمر (فرزند حبیبہ) کے حالات نہیں ملے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو علوی بھی کہتے ہیں۔

## (د) ام ہانی دخت ابی طالب

یہ حضرت علی مرتضیٰ کی حقیقی بہن ہیں۔ ابو طالب کی سب اولاد۔ طالب، عقیل، جعفر، علی، ہند، جہانہ ایک ہی درہ ناطہ اسدیہ سے ہیں۔

ام ہانی کا نام مہد تھا۔ بعض نے فاختہ بھی لکھا ہے۔ ان کا نکاح مبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم سے ہوا تھا۔ ام ہانی کے بطن سے ہانی، عمرو، یوسف اور جعدہ دختر پیدا ہوئے تھے۔ ام ہانی عام الفتح کو اسلام لائی تھیں۔ مبیرہ بخران کو بھاگ گیا تھا۔ اس کی واپسی از بخران اور قبوریت اسلام کی کوئی روایت نہیں ملی۔ مبیرہ نے اپنے فرار کے متعلق مندرجہ ذیل اشعار مکہ میں لکھ کر بھیجے تھے :

لعلت ما و لیت ظہری محمداً	واصحابہ جنبا ولا خیفۃ القتل
ولکننی قلبت امری فلم اجد	لسیفی غدا ان ضربت ولا تبیل
وقفت فلما خفت ضیعة موقفی	مرجعت لعود کالہزبر الی الشیل

### ترجمہ

سچ سمجھ تو میں نے محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے سامنے سے بوجہ ناموسی یا خوف قتل پیٹھ نہیں دی مگر میں نے دیکھی کہ میرا کام اسٹ گیا در میری عوار میرا نیرہ اب کچھ کام نہیں بنا سکتے۔ پچھ تو میں ٹھہرا لیکن جب دیکھی کہ موقف بھی نکل رہا ہے تب لوٹ کر چلا آیا جیسے کہ شیر اپنے بچوں کی طرف واپس آیا کرتا ہے۔



## (۵) جمانہ دخت ابی طالب

ولادہ ابی طالب میں جمانہ کا نام ملتا ہے، مگر ان کے حالات سے کوئی آگاہی نہیں ملتی۔ ابن اسحاق امام اہل السیرتے لکھا ہے کہ بنی سلتی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیداوار خمیر میں سے تیس دسق خراجمانہ دخت ابی طالب کے بیٹے مقرر فرمائے تھے۔

اس فقرہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلعتِ اسلام سے مشرف تھیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ فتح خمیر تک وہ حیات تھیں۔

## حمرہ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

امیر المؤمنین اور اسد اللہ و رسولہ ان کے خطاب میں سب نبوت میں اسلام لائے اور پھر ہمیشہ ناصر اسلام رہے بنی سلتی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برادر بزرگائی بھی تھے یعنی مردود نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ ابوعمارہ ابوعلیٰ کنیت فرمایا کرتے تھے جنگِ بدر میں نہایت شجاعت و مردانگی کے کرشمے دکھائے اور جنگِ احد میں دشمنوں کے بڑے بڑے بہادروں کو خاک میں ملا کر وحشی کے ہاتھ سے جس نے پتھر کے پیچھے چھپ کر بزدلانہ حملہ کیا تھا شہید ہوئے۔ بنی سلتی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شہداء کا خطاب عطا فرمایا۔ ان کی لاش پر کھڑے ہو کر بنی سلتی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

رحمت اللہ اسی عم فلقد کنت  
وصولا لرحم فعولا للخیرات۔  
چچا، خدام پر رحم کرے، تم قربت کا حق خوب ادا کرنا  
اور بکثرت نیکی کرنے والے تھے۔

دشمنوں نے ان کا جگر نکالا، کان کاٹے، چہرہ بگاڑا، پیٹ چاک کر ڈالا تھا۔ بنی سلتی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاش کی حالت دیکھ کر اس قدر غمزدہ اور اندوہگین ہوئے تھے کہ اتنی رنج آپ نے کبھی بھی نہ فرمایا تھا۔

کعب بن شریک یا عبداللہ بن رواحہ نے اس شہادت پر مندرجہ ذیل شعر کہے تھے:

بکت عینی وحق بہا بکاء  
میری آنکھ روتی ہے یہ رونا ٹھیک بھد ہے  
وما یغنی البکاء ولا العویل  
گم روتے اور چلانے کا نتیجہ کچھ بھی نہیں  
لحمزة ذاکم الرجل القلیل  
کہ حمزہ مرے پڑے ہیں  
هناک وقد اصیب به الرسول  
جسٹ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی  
وانت الما جلد البر الوصول  
اور تیرے سے بھلائی کرنے والے درقریبوں سے مانگتا تھا

عَلَيْكَ سَلَامٌ رَّبِّكَ فِي جَنَانٍ

حمرہ پر خدا کی سلامتی ہو وہ ان بہشتوں میں

الا یا ہاشم الاخیار صبرا

اے ہاشم کے سرداروں سے عرض ہے کہ صبر کریں

رسول اللہ مصطیر کدیم

برگزید رسول خدا سراپا صبر ہیں

الا من مبلغ عتی لویا

کوئی ہے جو تشریف سے جا کر کہہ دے

وقبل الیوم ما عرفوا اذا تو

ہاں آج سے پہلے ہم نے تم کو وہ مزے چکھائے ہیں

نسیتم ضربتا بقلیب بدی

وہ بدر کا کنواں وہ مار

عداۃ ثوی ابو جہل صریحا

جب ابو جہل بچاؤں شانے چت گرا پڑا تھا

دعتبة وابنه خیرا جمیعا

اسی طرح عتبہ بھی اس کا بیٹا بھی

ان کے دو فرزند تھے عمارہ اور ثعلی عمارہ کا فرزند حمزہ ہوا اور ثعلی کے پانچ فرزند ہوئے، مگر پھر ان کی نسل آگے نہ

چلی۔ دوڑکیاں تھیں: اتم الفضل ورامامہ۔ ہم الفضل و دختر حمزہ سے ایک حدیث عبداللہ بن شداد نے روایت کی

ہے۔ وہ فرماتی ہیں، ہمارا ایک آزاد کردہ غلام مر گیا تھا، اس کے ایک بیٹی ایک بہن تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں

کو نصفانصفت ورثہ دلایا تھا۔

امام وہی ہے جن کے حق حضرت کی بابت حضرت زید اور جعفر طیار اور علی مرتضیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حضور میں اپنے اپنے دلائل پیش کیے تھے۔

حضرت زید کہتے تھے، حمزہ موخت میں میرے بھائی تھے، اس لیے رڑک پرورش کے لیے مجھے منی پ بیٹے۔

حضرت علی کہتے تھے رڑک میرے چچا کی رڑک ہے اور اس نے مکہ سے مدینہ تک ہودج قافلہ میں سفر کیا ہے۔

حضرت جعفر طیار کہتے تھے کہ رڑک میرے چچا کی رڑک ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔

یخالطھا نعیم لا یزول

میں جہاں کی نعمتوں کو زوال نہیں

فکل فعالکم حسن جمیل

ان کے کام تو سبھی اچھے ہوئے کرتے ہیں

یا فہی اللہ ینطق اذا یعزل

وہ جب بولتے ہیں تو حکم خدا سے بولتے ہیں

فبعد الیوم دائمة تدول

کہ آج کے بعد تمہارا زمانہ ہمیشہ کے لیے گیا

وقایعنا ہما یشقی الخلیل

جن کو سن کر دوست کو المینان ہو جاتا ہے

عداۃ اتاکم الموت العجیل

وہ ناگہانی موت تم آج بھول گئے

علیہ الطیر حائمة تجول

گدھ اس کی بوٹیاں نوچ رہے تھے

دشیۃ عضہ السیف السقیل

اسی طرح ششیہ بھی تلوار نے ان کی تنکا بولی کر دی تھی

ان کے دو فرزند تھے عمارہ اور ثعلی عمارہ کا فرزند حمزہ ہوا اور ثعلی کے پانچ فرزند ہوئے، مگر پھر ان کی نسل آگے نہ

چلی۔ دوڑکیاں تھیں: اتم الفضل ورامامہ۔ ہم الفضل و دختر حمزہ سے ایک حدیث عبداللہ بن شداد نے روایت کی

ہے۔ وہ فرماتی ہیں، ہمارا ایک آزاد کردہ غلام مر گیا تھا، اس کے ایک بیٹی ایک بہن تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں

کو نصفانصفت ورثہ دلایا تھا۔

امام وہی ہے جن کے حق حضرت کی بابت حضرت زید اور جعفر طیار اور علی مرتضیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حضور میں اپنے اپنے دلائل پیش کیے تھے۔

حضرت زید کہتے تھے، حمزہ موخت میں میرے بھائی تھے، اس لیے رڑک پرورش کے لیے مجھے منی پ بیٹے۔

حضرت علی کہتے تھے رڑک میرے چچا کی رڑک ہے اور اس نے مکہ سے مدینہ تک ہودج قافلہ میں سفر کیا ہے۔

حضرت جعفر طیار کہتے تھے کہ رڑک میرے چچا کی رڑک ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔



نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر کے حق میں فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰ ہجری میں غزہ کے واقعہ کا ہے اور صحیح میں تفصیل سے مذکور ہے۔ امام کا شراح ائمہ المؤمنین مسمیہ کے فرزند سلمہ کے ساتھ ہوا تھا۔

## ابولہب بن عبد المطلب

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توحید کی وجہ سے عدوت رکھتا تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازاروں میں دغظ فرمایا کرتے تب ابولہب قریب ہی کھڑے ہو کر چدیا کرتا، لوگو! اس کی نہ سنو، دیوانہ ہے۔

بولہب جنگ بدر سے ۱۰ دن بعد طاعون سے ہلاک ہوا تین دن تک اس کا جشہ سر طار ہوا، لیکن جب مزارعہ سے سارا محلہ تصیف پاتے گئے تب اس کے اقارب نے اُس کی لاش کو لمبی لمبی بیوں سے چار پائی سے نیچے گرا دیا اور دیوار کے دُپر چڑھ کر اتنے پتھر اس ناپاک جشہ پر پھینکے کہ وہ پتھروں کے ڈھیر میں چُپ کیا۔ اَلنَّاسُ وَ اِنْجَارًا دونوں کا لقمہ یک ہی وقت میں ناکر کر مل گیا۔

اس کے چار بیٹے تھے، دو بہ حالت کفر بُری طرح تباہ ہوئے اور دو عقبہ اور معقب عام الفتح کو مسلمان ہو کر جنگ حنین میں ہمرکاب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوئے۔ اس جنگ میں معقب کی ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی۔ دونوں بھائی مکہ ہی میں رہے۔

دوسرے بنت بنی امیہ بنی مسلمان ہوئے۔ یہ عمارت بن نوفل بن عمارت بن عبد المطلب کے نکاح میں آئی۔ عقبہ اور ولید اور ابوسلم درہ ہی کے بطن سے ہیں۔ درہ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے:

انہ سئل ای الناس خیر فقال اتقاهم اللہ و امرهم بالمعروف و انہاھم عن المنکر و اوصلهم لرحمہ  
یہ حدیث بھی درہ بنت ابی لمب سے مروی ہے:

لا یؤذی حتی بمیت کسی مردہ کے افعال کے بدلے کسی زندہ کو ذیت نہیں دی جاسکتی۔

## عباس بن عبد المطلب عمّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں دو سال آگے تھے۔ ان کی والدہ کا نام متیلہ بنت خباب تھا۔ یہ پہلی عربی خاتون تھیں، جنہوں نے بیت الحرام کو حریر اور دیباچ کا لباس پہنایا۔

حضرت عباس جاہلیت میں بنی قریش تھے۔ عمارۃ المسجد الحرام اور سقاہ ان ہی سے متعلق تھی۔ سقاہ کے معنی

تو مشہور ہی ہیں، بیاد لگوانا، مگر عمارت سے مطلب یہ ہے کہ بیت المحرام کے اندر کسی شخص کو گالی گفتار نہ ہونے دیتے تھے اور کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر بیہودہ بات زبان پر نہ لاسکتا تھا۔

جنگ بدر میں یہ قریش کی جانب تھے اور چڑے گئے تھے، ان کی مشک بندی زور سے کر دی گئی تھی جس کی تکلیف سے وہ ہائے پکار کرتے تھے۔

یہ آواز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمع مبارک تک آتی تھی اور آپ ادھر سے ادھر کر دیں بدلتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور آرام کیوں نہیں فرماتے۔ فرمایا عباس کے کراہنے سے مجھے بند نہیں آتی۔ تھوڑی دیر ہو چکی تو یہ آواز حضور نے نہ سنی، فرمایا عباس کا کیا حال ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے ان کی مشک بندی کھول دی ہے۔ فرمایا جاؤ سب امیروں کے ساتھ یہی برتاؤ کرو۔

حجاج بن علاط کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عباس قدیم الاسد تھے، لیکن انھوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا اور حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اخبار اکتا حضور تک پہنچا کرتے اور غریب مسلمانان مکہ کی امداد فرمایا کرتے۔ ظہار اسلام کے بعد حنین، طائف اور تبوک کے غزوہ میں شامل ہوئے۔

ظہار اسلام سے پیشتر بیعت عقبہ ثانیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں حاضر تھے۔ بدر میں عقیل و زقیل، برادر زادوں اور حارث برادر خود کا قیدیہ انھوں نے خود ادا کیا تھا۔ جنگ حنین میں حضرت عباس برابر ملزم رکاب نبویؐ رہے۔

اسلام کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نہایت حرمت و عزت فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے ہذا عمتی و صنوانی ایہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے برابر ہیں۔ حضرت عباس جو داد و مطعم، اہل قرابت سے سلوک کرتے والے، صاحب رائے و تدبیر و صاحب دماغے مستجاب تھے۔

انھوں نے ۱۲ احباب یا رضوان، ۳۰۰ میں بھر ۸۰ سال وفات پائی حضرت عثمان غنیؓ نے ناز جنازہ دال اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ان کے مندرجہ ذیل ہیں:

فضلؓ، عبد اللہؓ، عبید اللہؓ، معبدؓ، قثمؓ، عبد الرحمنؓ، رام حبیبؓ، دثریہؓ، سب توام الفضلؓ کے بطن سے ہیں۔  
عثمان بن عباسؓ ایک دوسری ماں سے ورتاؤم و کثیر ایک اور ماں سے اور حارث ایک درماں سے ہیں۔  
۱۔ فضل بن عباسؓ سب کے بڑے ہیں۔ باپ کی کنیت ابو الفضل ورن کی ماں، بابۃ الصغریٰ کی کنیت ام الفضل نبی کے نام پر ہے یہ غزوہ حنین میں شریک اور حجة الوداع میں حاضر ہوئے۔ غسل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل تھے اور



علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے۔

۱۔ وفاتِ مدنی ۳۲۰ یا ۳۲۱ روتی ۳۲۰ میں شہید ہوئے۔ ایک روکی اُم کلثوم باقی چھوٹی اس کا نکاح ہول  
مام حسن کے ساتھ پوچھوئی شہری کے ساتھ ہوا تھا۔ عبداللہ بن عباسؓ اور ابوہریرہؓ کے روایت کی ہے۔  
۲۔ عبداللہ بن عباسؓ حضرت عباسؓ کے فرزندوں میں سب سے زیادہ مشہور، خیر امت اور ربی امت کے لقب سے  
محبوب ہیں۔ ۳۰ سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللّٰهُمَّ عَلَّمَهُ الْحِكْمَةَ وَتَأْوِيلَ الْقُرْآنِ ایک حدیث میں الفاظ دہائے  
نور صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَانْشُرْ مِنْهُ وَاجْعَلْهُ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔  
مصدق کہتے ہیں ابن عباسؓ کو دیکھ کریں کہ یہ سب زیادہ حسین ہیں۔ گفتگو سن کر یقین ہوتا تھا کہ یہ سب سے  
زیادہ فصیح ہیں اور ان کی روایات سن کر معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب سے بڑے عالم ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ نے ان کو حاکم بصرہ مقرر کیا تھا۔ جنگِ جمل و صفین و نہروان میں یہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی خدمت  
میں مع اپنے فرزند ان حسن و حسین اور محمد کے حاضر رہے تھے۔ آخر عمر میں ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ اس پر ان کے  
اشعار میں:

ان یا خذنا اللہ من عینی نورہما ففی لسانی وقلبی منہما نور

قربی ذکّی و عقلی غیر ذی دخل و فی فنی صارم کالسیف مائوس

علوم شعر و انساب اور آیام عرب اور وقائع عرب اور علم حدیث و فقہ و تفسیر میں امام تھے۔ خلفاء عباسیہ انہی کی  
اولاد ہیں۔ ابن عباسؓ نے ڈیڑھ ہزار سے کچھ زائد احادیث کی روایت کی ہے۔ خلفائے بغداد جن کی حکومت ۳۰۰  
سے ۳۲۰ تک رہی انہی کی نسل سے تھے۔ مالِ جناب و لاؤ و دمان نواب صاحب بہاول پور اسی شاخِ عالی  
کے ہیں۔

۳۔ عبید اللہ بن عباسؓ یہ اپنے بھائی عبداللہؓ سے ایک سال چھوٹے تھے۔ علی مرتضیٰ نے ان کو اپنے عہدِ خلافت  
میں حاکمِ مین بنایا تھا۔ ۳۰۰ و ۳۰۱ میں یعنی دو سال تک حضرت علی مرتضیٰؓ کے حکم سے امیرِ احجاز بھی بنے رہے  
۳۰۰ میں وفات پائی۔ اجود الناس مشہور تھے۔

۴۔ معبدِ عہد نبویؐ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۰ میں بعدِ خلافت عثمان غنیؓ ملکِ افریقہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔  
ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

۵۔ قثم بن عباسؓ عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ میں عبید اللہ اور قثمؓ کھیل رہے تھے۔ نبی صلعم وہاں سے گزرے

نہ کتاب الفضل جلد ۴ لا محرم ۱۳۸

مجھے آگے اور قشتم کرا اپنے پیچھے سوار کریں اور ہمارے لیے دُعا بھی فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے عہد خلافت میں حاکم مکہ کر دیا تھا اور شہادت مرقنوں تک یہ اسی جگہ مامور رہے۔ قشتم، سعید بن عثمان غنی کے ساتھ سمرقند کے جہاد کو گئے تھے، وہیں شہید ہوئے۔  
ایک شاعر ان کی مدح میں لکھتا ہے:

کم صارخ بک مکروب وصارخاً      یدعوك یا قثم الخیرات یا قثم  
بہت سے مصیبت زدہ مرد اور عورتیں      قشتم سخی قشتم کو پکارا کرتے ہیں  
سب سے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی الگ ہوئے تھے یعنی محمد مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کوٹھانے کے بعد سب سے آخر میں یہی باہر نکلے تھے۔

۶۔ کثیر، وفات نبوی سے چند ماہ پیشتر شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ فقیر ذک وفاضل تھے، ان کی ولایت  
دیور میں تھیں۔

۷۔ تمام، کثیر کے مادر زاد بھائی، اولاد عباس میں سب سے چھوٹے ہیں، برص بہادر حمد آور تھے، حضرت علیؑ کی جانب  
سے حاکم مدینہ بھی رہے، ان کی اولاد باقی ہے۔

۸۔ عبد الرحمن، عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور اپنے بھائی معبد کے ساتھ افریقہ میں شہید ہوئے۔

۹۔ ام حبیب، دخت عباسؑ کا نکاح اسود بن سفیان عبدالاسد مخزومی سے ہوا تھا۔ سفیان، ام المؤمنین ام سلمہؓ  
کا حقیقی برادر ہے۔

## زبیر عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۴ سال کے تھے جب ان کا انتقال ہوا، حضرت الفضول کے قیام میں انہوں نے  
بہت سعی کی تھی، اس سے ان کی نیکی اور رحم دل کا حال معلوم ہوتا ہے۔ زبیر شاعر فیسیع، ایمان تھے۔ اپنے والد کے زنی تھے  
ان کا ایک فرزند عبداللہ اور دو لڑکیاں صبا و درام حکیم صبی میں تھے

عبداللہ ابن زبیرؓ عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جنگ جنادین میں جو بعد خلافت صدیق ہوا، شہید ہوئے تھے ان کی ہاش کے گرد دشمنوں کی دھنوں کا ڈیرہ

۱۔ حاکم الفضول دیکھو کتاب برتہ میں ہیں بعد قول حسنہ

۲۔ انسان میون بعد اول ص ۱۳۵

۳۔ طبقات کبیر جلد اول ۴۴ الاستیعاب



لما ہوا تھا جس سے واضح تھا کہ کیسی شجاعت کے بعد انہوں نے جان بجاں آفریں دی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو ابن عقی و جعتی میرے چچا کا بیٹا اور میرا پیارا فرمایا کرتے تھے۔

## عمّات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ام حکیم بیضا عمّۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ و ابو طالب زبیر کی حقیقی بہن ہیں۔

ان کا نکاح زبیر بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن مناف سے ہوا تھا۔ ان کے فرزند کا نام عامر تھا جو فتح مکہ  
 کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ ان کا بیٹا عبداللہ بن عامر بھی صحابی ہے جسے حضرت عثمان غنیؓ نے والی خراسان بنایا تھا۔  
 ام حکیم کی دختر ارونی ہیں جو عثمان ذوالنورین کی والدہ ہیں۔

## امیمہ عمرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان کا نکاح حبش بن رباب سے ہوا تھا۔ ام المومنین زینبؓ اور ام حبیبہؓ دختران اور عبداللہ  
 بن حبش ان کے پسریں ہیں۔

ام حبیبہ ابیہ عبدالرحمن بن عوف ہیں۔

حمزہ کا پوتا نکاح مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ دوسرا نکاح حضرت طلحہ بن عبداللہ سے ہوا اس نکاح  
 سے محمد اور عمر بن دو فرزند ہوئے جو اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن حبش یوم احد کو شہید ہوئے اور اپنے ماموں حمزہ کے ساتھ مدفون ہوئے۔

## عاتکہ عمرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انہوں نے جنگ بدر سے چند یوم پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ فردوں نے یہ خواب سنا تو خوب سنہری اڑائی۔  
 کہ اب تو دشمن کی روکیاں بھی نبوت کرنے لگیں لیکن نتیجہ وہی نکلا جیسا کہ خواب میں ان کو دکھایا گیا تھا۔ خواب یہ  
 تھا کہ ایک سوار ہے اس نے کوہ بوقیس سے ایک چٹھہ اٹھایا ہے اور کن کعبہ پر پھینچ رہا ہے۔ اس چٹھہ کے ذرہ  
 ذرہ ریزے ہو گئے۔ ہر ایک ریزہ قریش کے ہر ایک گھر میں جا پہنچا۔ البتہ نبوزہرہ بچے رہے عاتکہ بمعنی حدیث ہے۔

لے زرقانی و استیعاب نے استیعاب ص ۷۲، بروزہرہ جنگ بدر میں شامل نہ ہوئے تھے۔

## صفیہ عمتہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔

ان کا پہلا نکاح حارث بن حرب بن امیہ سے ہوا تھا وہ مرثیہ نکاح ثانی عوام بن خویلد بن اسد سے ہوا جو ام حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے برادر حقیقی تھے اس نکاح سے حضرت زبیر پیدا ہوئے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یعنی حضرت زبیر حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھپھیرے بھائی ہیں۔

سائب بن العوام بھی ان کے فرزند ہیں جو غزوات بدر و خندق میں اور خیبر یمہ میں شہداء ہوئے تھے۔ صفیہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن ہیں انہوں نے جنگ خندق میں ایک یہودی کو قتل بھی کیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال نیمت میں سے حصہ عطا فرمایا تھا۔

انہوں نے اپنی قوت ایمانہ کے کمال کا ثبوت جنگ اُحد میں دیا تھا۔ حمزہؓ جیسے بھائی کو خاک و خون میں دیکھا۔ ان کی لاش کو بے حرمت شدہ پایا۔ پھر بھی نہ روئیں نہ چہاتیں بلکہ دعا کر کے چلی آئیں۔

## برہ عمتہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کا نکاح عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشی سے ہوا تھا ابو سلمہ عبداللہ ان ہی کے فرزند ہیں جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر اذل ہیں ابو سلمہ کا شمار اسلام میں داخل ہونے والوں میں کیا ہوا ہے۔ ابو سلمہ کا مال ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے احوال میں ہے

## اروی عمتہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کی حقیقی بہن ہیں۔ ابن سعد اور ابن القیم نے ان کے اسلام کی تصدیق کی ہے ورواقدی نے روایت کیا ہے کہ جب ان کے فرزند طلیب نے ماں کو اپنے اسلام کی خبر سنائی تو اروی خاتون نے کہا:

ان احق من وازمت وعضدت ابن  
خاتمت لو کنا نقد علی ما یقدر  
علیہ الرجال لم نعد وذبیتنا عنہ  
تیرے لیے تیرے ماموں کا بیٹا سب بڑا ہو کر خدمت اور مدد  
کا حق دار ہے بخدا اگر ہم عورتوں کو مردوں جیسی حالت جوئی تو ہم  
اس کا بچہ دیکھ لیتیں اور اس کے دشمنوں کا جو ب دیا کرتیں۔

اروی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے۔





س میں شک نہیں۔ انسانی قربانی ایک وحشیانہ رسم ہے، لیکن یہ رسم اس زمانہ تک ہر ایک ملک میں پائی جاتی تھی اور متحدہ یونان، مصر و ایران چین و افریقہ کے ملک میں برابر جاری تھی۔

عبدالملک کے س نعل میں گر کوئی ندرت ہے تو یہ ہے کہ س نے یہ منت خالص خدا کے پاک کے لیے دی تھی کسی دیوتا یا بت کے لیے نہیں جیسا کہ اس رسم کے پابند لوگ کلیتہً غیر اللہ ہی کے لیے یہ کرتے ہیں، ممکن ہے کہ سردار عبدالملک کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا شوق پیدا ہو ہو، اور اس شوق میں مامور و غیر مامور کے فتنہ کو نہ سمجھ کر انھوں نے یہ باور کیا ہو کہ یہ ایک باپ کو قربانی فرزند کا حق حاصل ہے۔

اللہ عزوجل نے احسان فرمایا کہ عبدالملک کو بھی ایسا شے نذر سے سرخرو کیا، اور عبداللہ کو بھی یہی اس واقعہ سے پیشتر عرب میں انسانی دیت (خون بہا، کے لیے دس دن مقرر تھے، لیکن اس واقعہ کے بعد دیت کی مقدار عام طور پر سوا دن ہو گئی، اگر عبدالملک کے خلوص اور سردار عبداللہ کی طاعت پرری کا نتیجہ نکوہ سارے ملک میں انسان کی قدر و قیمت بڑھ گئی اور یہ ظاہر ہے کہ دیت کی مقدار میں وہ چند ترقی ہو جانے سے واردت قتل کے شمار میں نہ رہیں گے، اور اس طرح یہ واقعہ تمام ملک اور بنی نوع انسان کے لیے یمن و برکت کا موجب بن گیا۔

بیشک جس رسم سردار کے فرزند کو رحمۃ اللہ علیہ بنی تھا، اس کے بے کلام کا بھی بنی نوع انسان کے لیے ایسا ہی محسن ہونا ضروری تھا۔

سردار عبداللہ کی عنت نفس کا ایک واقعہ ابو نعیم و خرابطی و ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت مرثعہ نے ان سے اظہار محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے سوا دنوں کا عطیہ بھی ان کو دینا چاہا، لیکن انھوں نے اس درخواست کے جواب میں یہ قلم پڑھ کر سنایا :

اما الاحرام فاللہ مات دونہ والجلل راحل فاستبینہ

فکیف الی الا الذی تبغینہ یحییٰ الکریم عرضہ و دینہ

سردار عبداللہ کا نکاح سیدہ آمنہ سے ہوا تھا، اس نکاح کے بعد وہ ملک شام کو تجارت کے لیے چلے گئے تھے اور واپس کے وقت مدینہ میں اس لیے ٹھہرے تھے کہ اپنے باپ کے حکم کے موافق وہاں سے کھجوروں کا سودا کریں، وہیں بیٹا ہوئے اور نہایت عزت کو سہارا گئے۔

نہ نیاں ویران کی وحشی اقوام میں یہ ایک جاری ہے اندرون فریقہ میں بھی غالباً موجود ہے (محمد سلیمان)۔

سے خفا نفس الکبریٰ عبد، منہ ترجہہ، فصل نہ رکے، ارتہاب کرنے سے ترمیم، اس چاہیے بدلہ کہ بیشک پندرتاموں مراس کے یہ اصول ضروری ہے، تم مجھے بکاتی در بکشتی ہو، شریف انسان کو، زم ہے کہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے۔



نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے اسماء پر نظر کرو۔ اُس زمانہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے ہر ایک مورخ تعجب کرے گا کہ ایسے پاک نام کیوں کر رکھے گئے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بھی اہل حق میں نبوت تھی جس بچے کو باپ کے خون سے عبودیت الہی اور ماں کے دودھ سے امن عامہ کی گھٹی ملی ہو۔ کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے کہ وہ محمودانِ فعال حمید الشفات بود تمام دنیا کی زبان سے محمد کہائے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
سردار عبداللہ کا انتقال ۲۵ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ جب بنی معدن منور شہر ۱۰ درجی میں تھے۔

## سیدہ آمنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ہیں۔ ان کے والد نبوزہہ کے سردار۔ قریش میں نہایت محترم تھے سیدہ آمنہ نے اپنے چچا و حبیب کی صفات میں پرورش پائی تھی۔ وہ حبیب بھی اپنے بھائی کی طرح قوم کا سید اور طاع تھا۔  
سیدہ آمنہ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

ابا تھا	مما تھا	
وہب	برہ	اب - عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی سلسلہ آباء نبوی ام - ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی
عبدمناف	قید	اب - وخیث بن غالب بن حارث (من الخزاعہ) ام - سلمیٰ بنت لوی بن غالب سلسلہ آباء نبوی
زہرہ	جمل	اب - مالک بن قصیہ بن سعد بن یلیع (من الخزاعہ) ام - . . . . .
کلاب	فاطمہ	اب - سعد بن سہل (من الازد) ام - خریقہ بنت قیس .

اس سلسلہ سے واضح ہوگا کہ زہرہ اور قصی بن کلاب دونوں برابر شفیق تھے۔

سیدہ آمنہ ؓ کے پہلے ہی ہفتہ میں امانت و زہرہ نبوی (محمدی) بن گئی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے بوڑھی عورتوں نے کہا کہ تم کے دنوں میں کچھ لو باگردن میں لٹکا لو اور کچھ بازوؤں پر باندھ لو میں نے ایسا ہی کر لیا مگر چند روز بعد ام حبیب کی برادری بنت عوف نامی قدیمہ بنت الحارث پر نامی امیہ بنت مالک پر نامی ابیہ بنت شعبہ پر نامی ابیہ بنت عامر بنت اذہ بن زید بن عوف بن قصی ہے۔ بن سعدؓ وغیرہ نامی عامرہ بنت واسب نامی امیہ بنت قیس بن زید پر نامی نبوت مہدیہ ہے۔ سہل کی ماں مادیہ بنت کعب بن النخعی ہے۔

کے بعد دیکھا وہ لوہے کی چیزیں کہیں گر پڑی تھیں، پھر میں نے کچھ بھی نہ بانڈھا۔

سیدہ آمنہ کو خواب میں بتایا تھا کہ پیٹ کے بچے کا نام احمد رکھنا چنانچہ انہوں نے اُن حضرت کا نام احمد رکھ دیا اور دارا نے محمد تجویز کیا پس محمد و احمد دونوں مبارک نام حضور کے ذاتی نام ہیں۔

اس خواب کے بعد ہی سیدہ آمنہ کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کا مولود نہایت مبارک و مسعود ہوگا۔ چنانچہ جب حلیمہ نے اُن حضرت کو گود میں لینے سے اس لیے تامل کیا کہ حضور یمیم بچے ہیں، تو سیدہ نے فرمایا تھا:

یا ظیْر سلی عن ابنک فانہ سیکون  
لہ شان۔  
سے دایہ: اس بچے سے مطمئن رہو اس کی بڑی شان ہونے والی ہے۔

حلیمہ بچے کو لے کر چلی، تو سیدہ آمنہ نے یہ اشعار کہے:

أَعِیْذُ بِاللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ مِنْ شَرِّ مَا مَرَّ عَلَی الْجِبَالِ  
حتی اراہ حامل الحلال و یفعل العرف الی الموالی

و غیوہم من حشۃ الوجال

دو سال کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ پھیرا گیا تو ان مہینہ حضور کو مکہ میں لائیں اس وقت مکہ میں وبا کی بیماری تھی، دانش من وادہ نے حضور کو پھیر واپس بھیج دیا۔

پانچ سال کی عمر کے بعد مائی حلیمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھیر واپس لائیں، اس وقت ماں نے اس آنکھوں کے نور کو جس نے تمام دنیا کے سامنے نور حق روشن فرمایا، اپنے پاس رکھ لیا اور پھر ان کو ساتھ لے کر یتیم خانہ کے ملنے کا بہانہ بنا کر وہاں بے وطن متوفی شوہر کی مٹی دیکھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا تھا۔

وہاں ایک مہینہ تک دارالانجمن میں قیام کیا۔ اس سفر میں دو اونٹ سواری کے لیے وراق امین کوڑی بھی ساتھ

لے گئے۔ ابی سعد نے ابن سعد بن محمد بن علی مینی بن الحنفیہ روایت کی ہے کہ انھوں نے اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ انھوں نے بنی مسعود سے کہ حضور فرماتے تھے: سمیت احمد یہ روایت مرفوع ہے۔ اسے ترجمہ: میں اپنے بچے کو خداوند اجل کی پناہ میں دیتا ہوں، اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے میں تم کو اس سے شرم پر سوار دیکھیں اور دیکھیں کہ وہ نمازوں کے ساتھ دروازہ دروازوں کے ساتھ سلوک و احسان کرتے و لایے۔

اسے ام ایمن بکرت بن ثعلبہ بن ثور بن حصین بن مالک بن سلم بن عمر بن النعمان سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درشت میں میں بنی مسلمہ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ وہ ذرا کرتے اہل بعد اہل اور ان کے مکان پر جایا کرتے تھے۔ ان کا پہلا جناح صید الجبش سے ہوا تھا جس سے میں پیدا ہوا۔ دوسرا جناح زید بن حارثہ سے ہوا جس سے اسلام پیدا ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بھی اپنی خلافت کے ایام میں ہمیں کی زیارت کر ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ان کے غزوہ حنین میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے اپنے قصیدہ میں ان کی اس روز کی ثبات جبروت کی تعریف کی ہے۔ اسامہ بن زید سے بنی مسعود بہت محبت کیا کرتے تھے انھوں نے سیدہ میں وفات پائی۔



تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ۳۴ سال کے بعد مدینہ میں ہجرت فرما کر شریعت لے گئے تو بچپن کی سب باتوں کو یاد کر کے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک لڑکی ایسہ ہوتی تھی جو بہا رے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ اور اس گھر میں میرے والد کی قبر اس جگہ بنائی ہوئی تھی اور بنو عدی بن النجار کی بادی میں میں خوب تیرنا سیکھ گیا تھا۔ اس بعد کے اوپر پہنچا آ بیٹھا کرتا تھا ہے اسے اڑایا کرتے تھے اس گھر میں میری ماں یہاں بیٹھا کرتی تھی۔

سیدہ آمنہ ایک ماہ قیام یشرب کے بعد مکہ کو واپس ہوئیں تو مترا ابو اہنچ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ نابالغ پنا رے شوہر کی مفارقت کا وہ اندوہ جو قبر کے دیکھنے سے بڑھ گیا اور قلب پر چھ گیا تھا۔ پنا کام کر گیا۔ اور یہ پکیر محبت پھر زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکی اور اللہ تعالیٰ کی وہ حکمت کا مل پوری ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تربیت میں پدر و مادر (مرد و) کے بار منت سے سبکدوش رہے۔

سیدہ آمنہ کے اشعار اپنے شوہر کی وفات پر درج ذیل میں :-

عفا جانب البطحاء من ابن ہاشم	وجا ورا لحد انا رجا فی النعیم
دعته المنايا دعوة فاجابها	وما ترکت فی انت من مثل ابن ہاشم
عشیۃ سراحوا یحملون سریرہ	تعاودہ اصحابہ فی التراحم
فان یث نالتہ المسایا ورنہا	فقد کان مغطاء کثیر التراحم

فصل دوم

## آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ان زینہ بین اور دختران طاہرہ چاریں۔ ہر ایک کا جدا گانہ مختصر حال تحریر کیا جاتا ہے:

### (الف) ابناء نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ قاسم علیہ السلام

پہلے مولود میں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں خدیجہ طاہرہ کے نشین سے پیدا ہوئے۔ پاؤں پر چن سیکھ گئے تھے۔

سے طبقات ابن سعد عبد ول ترجمہ : ہاشم کا ایک فرزند بلبل کی جانب جا کر چھپ گیا وہ عذیب بن ہارون بن ہاشم وناوش کے ساتھ جاسوا۔

موت نے اسے پکارا اور وہ چلا گیا۔ فسوس کہ موت نے اس کا خلیہ بھی دنیا میں کوئی نہ چھوڑا۔ اس کے دوست شام کے وقت اس کی مٹی اٹھائے

چلے اور ازراہ محبت وہ تربت بہ تربت کا نہ جا رہے تھے اور اس کے اوصاف باری باری بیان کرتے تھے۔ بخود موت نے اسے ہم سے دور ہی کر دیا

مگر اس میں ترشہ نہیں کہ وہ بہت زیادہ سختی اور غریبوں کا بہت زیادہ ہمدرد تھا۔

کہ راہ گرائے عالم جادو دانی ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت "ابو القاسم" ان ہی کے نام پر ہے۔ حدیث صحیحہ میں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا کرتے کہ کوئی شخص حضور کے نام اور کنیت کو اپنے لیے جمع کرے اور ابو القاسم محمد کہلانے بعض نے اس نبی کو زمان نبوی سے مختص قرار دیا ہے۔

## ۲۔ غید اللہ علیہ السلام

انہی کا لقب طیب و طاهر ہے۔ مکہ معظمہ میں بعثت نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ ہی میں وفات پائی۔ انہی کی وفات پر سورہ کوثر کا نزول ہوا تھا۔ لفظ سمجھتے تھے کہ فرزند کے نہ بچنے سے ب کوئی محمد کا نام پوچھ نہیں رہا۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ زبور ۴۵ - ۱۱ حضور ہی کی شان میں ہے "میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابد آباد تیری ستائش کریں گے" زبور ۲ - ۱۰، ابھی حضور کی شان میں ہے "اس کا نام ابد تک باقی رہے گا۔ جب تک آفتاب رہے گا، اس کے نام کا رواج رہے گا۔ لوگ اس کے باعث پتے تئیں مبارک کہیں گے، ساری قومیں اسے مبارک باد دیں گی" زبور ۲ - ۱۵ ابھی حضور ہی کی شان میں ہے "اس کے حق میں سدا دعا ہوگی، ہر روز اس کی مہارک باد کی جائے گی۔

نبی بشارت صحت سابقہ درخشان قرن مبین کا ثمر ہے کہ ان کا فرد کا نام بھی آج کوئی نہیں لیت۔ جن کو اپنی والدہ کا غرور تھا، مگر ان کی نسل کا کوئی بچہ بھی اپنی نسبت وہاں تک نہیں پہنچتا۔ یہی حضور کا ذکر خیر اور اسم ہمایوں اذن و تحیر تشہد و صلوة۔ درود و کلمہ طیب میں زبانوں پر جاری درودوں پر حاوی ہے۔

## ۳۔ ابراہیم علیہ السلام

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت کی اطلاع ابراف نے جو سنی دایہ کا شوہر تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچی تھی۔ حضور نے اسے ایک غلام عاص فرمایا اور بچہ کا نام اپنے جدِ بزرگوار خلیل الرحمن کے نام پر "ابراہیم" رکھا۔ امر بردہ بنت المنذر بن زیدہ نصاری نے جو براء بن مسعود کی زوجہ ہیں ان کو درود عطا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر بردہ کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا تھا۔

یہ ذوق خیاں ہے کہ اس درود مسودہ کا لقب "طیب" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تھا، اور لقب "عاص" سیدہ خدیجہ کی جانب سے۔ مصنف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ تھیں سیدہ صفیہ اور زینب رضی اللہ عنہما کی زاد کردہ وندانی ہیں سیدہ فاطمہ زہرا کی تمام بچوں کی تابعدار ہیں۔ سیدہ زہرا کی غسلیں بھی مع اسامہ بنت عیسٰی شام میں تھیں۔ غزوہ تبوک میں بھی شریک ہوئیں۔



سیدنا ابراہیمؑ کے بھی پیامِ رسالت باقی تھے کہ حورین فردوس کی چھاتیوں کا شیرینی کو خلد برین جا سدا رہے۔  
نبی صلی علیہ وآلہ وسلم نے جب آخری وقت میں ان کو دیکھا تو وہ سانس چھوڑ رہے تھے۔ حضور نے ان کو کوہیں اٹھایا  
اور زبان سے فرمایا:

یا ابراہیم لا تغنی عنک من اللہ شیئاً  
پھر رشاد فرمایا:

لولا انہ امر حق و وعد صدق  
وانا اخبرنا سید حق انی لانا لحزننا  
علیک حزنا هو اشد من هذا وانا بک  
یا ابراہیم لمحزونون تبکی العین و  
یحزن القلب ولا نقول ما یستخط الوت  
ہم جانتے ہیں کہ موت تو امر حق اور وعدہ صدق ہے۔ ہم  
جانتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے بھی پہلے یا نبیوں کے ساتھ  
جا ملیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تب ہم ابراہیم کا الم اس سے بھی زیادہ  
کرتے۔ آنکھ میں نم ہے، دل میں غم ہے مگر ہم کوئی بات ایسی نہیں  
گے جو رب کو نا پسند ہو۔

اتفاق یہ ہوا کہ جس روز سیدنا ابراہیمؑ کا انتقال ہوا اسی روز سورج گرہن بھی ہوا۔ قدیم عرب کا اعتقاد تھا کہ سورج و قمر  
کسی بڑے آدمی کی موت سے ہوا کرتا ہے، اس واقعہ پر کچھ کچھ مسلمان بھی کہنے لگے کہ سورج ابراہیمؑ کی موت سے  
گھٹ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر یہ خبیثہ دیا:

ان الشمس والقمر لا یحسبان لموت  
احد من الناس وایکثهما آیتان من  
آیات اللہ فاذا راٰیتموها فصلوا ین  
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

قد کان ملاء مہدہ و لو بقی لکان  
نبیاً و لکن لم یکن ینقی لان نبیکم  
اخر الا نبیاً صلی اللہ علیہ وسلم  
ابراہیمؑ کے چنگھڑا بھرا بھرا نظر آتا تھا، اگر وہ زندہ رہتا  
تو نبی ہوتا۔ مگر زندہ کیسے رہتا، ہمارے نبی محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم تو خدایں ہی ہیں۔

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ ہیں:  
مات وهو صغیر و لو قد رآ ان یتوون  
بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی  
نقاش و لکنہ لا یتو بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
وہ بچپن ہی میں مر گیا، اگر تیر فی میں یہ ہوتا، محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو وہ زندہ ضرور رہتا لیکن حضور صلعم  
کے بعد تو کوئی بھی نبی نہیں۔



سیدنا ابراہیمؑ کی والدہ ماریہ خاتون ہیں جو قبیلہ نسل سے ہیں جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے ہم عصر شاہ مصر نے ماجرہ خاتون کو پیش کیا تھا۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم عصر شاہ مصر نے ماریہ خاتون کو خدمت نبویؐ میں بھیجا۔ اس میں فرق ہے تو اس قدر کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہم عہد بت پرست و جبار تھا اور نبی صلعم کا ہم عصر ایک پابند مذہب عیسائی باشندہ تھا مصر بھی ان دنوں میں عیسائیت کی تحقیقات میں بہت منہمک تھے۔ اس واقعہ سے وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو داؤد علیہ السلام کی معرفت دی گئی تھی: ”بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں بلکہ آؤں گی کہ سونے سے آرامہ ہو کے تیرے واسطے لٹکے کھڑی ہے“ زبور ۴۵-۹ نیز یہ بشارت پوری ہوئی: ”ترسیس اور جزیروں کے سلاطین نذیر لائیں گے اور سبا اور سبیا کے بادشاہ ہدیے گزاریں گے“ زبور ۴۲-۱۰۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ واقعی اور ابن سعد نے ولادت ابراہیمؑ ۱۰ ربیع الاول سنہ ۲۰۰ قمری کی ہے، اس پر ان کا بھی اتفاق ہے کہ یوم وفات کو سورج گرہن تھا۔

ان روایات میں ولادت کا ماہ و سال اور علیٰ ہذا وفات کی تاریخ اور مہینہ سب غلط ہیں۔ صحیح صرف اس قدر ہے کہ سنہ ۲۰۰ میں وفات پائی اور اس روز کسوف شمس تھا۔ مومہب لدنیہ میں سنہ ۲۰۰ ہجری کے ساتھ تاریخ ۲۸ یا ۲۹ غالباً بتائی ہے، مگر مہینہ کا تعین غلط کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسوف کو آیۃ قیامت فرمایا ہے پس مؤرخ کے لیے بھی یہ واقعہ از برائے تصحیح تاریخ ایک آیت ہے۔ حساب لگایا گیا تو سنہ ۲۰۰ کا سورج گرہن ۲۹ شوال بروز دوشنبہ مطابق ۲۴ جنوری سنہ ۱۳۰۲ شمسی ہوا۔ انڈین کرونا لچ اور انڈین آئے راکننگھم اور انڈین کلینڈر رابرٹ سینول نے بھی یہی تاریخ اس گرہن کی تسلیم کی ہے۔ ہندوستان میں اس روز ۲۹ شوال تھی، عرب کے حساب سے ۲۹ ہو سکتی ہے اور اسی کو محمود پاشا فلکی نے اپنے رسالہ نتائج الافہام مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۵ھ کے ص ۱۰ پر اختیار کیا ہے۔

اب کہ تاریخ وفات ۲۹ شوال سنہ ۲۰۰ محقق ہوئی تو امام بخاریؒ کی روایت عن عائشہ صدیقہ اور سند امام احمد کی روایت عن جابرؓ پر بھی غور کر لینا چاہیے۔ صحیح بخاری میں عمر ۱۰ یا ۱۱ ماہ اور سندیں پورے ۱۰ ماہ بیان کی گئی ہیں پس ان روایات صحیحہ سے زمانہ ولادت متعین کر لینا چاہیے۔ ۱۰ ماہ پہلے کے شہر کو شمار کر جاؤ۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۲۰۰ آئے گا یہی مہینہ ولادت سید ابراہیمؑ کا ہوا۔ اس تحقیقات سے دیگر سب مختلف روایتوں کا منفع نایاں ہو جاتا ہے، جو سیدنا ابراہیمؑ کی عمر اور تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کے متعلق ہیں۔

۱۔ داہنے ہاتھ کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے ”ملک میں کا ترہ ہے“ سب مورخین ماریہ خاتون کو ملک میں بتاتے ہیں پیشین گوئی ہادی پہلے سے بتایا گیا ہے کہ وہ شہزادی ہوں گی اور ان کا نام ملک میں کی شان میں ہوگا۔

۲۔ ترسیس صوبہ حلب کے قدیم شہر کا نام سبا سے ملک میں کی باد قویں اور سبا سے ملک مصر کی باد قویں مراد ہیں۔ غور کرو ان سب کا اجتماع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پڑھتا ہے۔



صحیح مسلم کی حدیث عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ سورہ کوثر کا نزول اُن کے سامنے ہوا تھا۔ اس حدیث کو ذخیرہ رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ سورہ کوثر کا نزول مکہ مدینہ طیبہ میں بھی ہوا اور اس کا وقت غالباً وقت یتیمنا ابراہیمؑ کا زمانہ ہی ہو سکتا ہے۔

ابراہیمؑ کی وفات پر منصب نبوت کی شان کو بھی دیکھو۔ سانس چھوڑتے بچہ کو گود میں لٹایا تو لَا نُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا کی کیسی زبردست تعلیم توحید دی ہے۔

موت پر صبر کے لیے کیسے عجیب دلائل، امر صدق، وعدہ حق اور الحاق آخر باذل کی فرماتے ہیں۔ پھر دلی رنج اور رضائے الہی کا ذکر فرما کر انسان کی کمزوری اور ایمان کی طاقت و قوت کا بیان فرمایا ہے۔

ذرا غور کرو کہ اصدا ح عقیدہ مرتوم کا فرض کس قدر جلد غم فرزند پر غالب آجاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسی سرعت و آمادگی سے وعظ و نصیحت میں مصروف ہو جاتے ہیں جب عام طور پر ایسی سوانح و مصائب میں لوگ اپنے آپ کو غمزدہ تصور کر کے بصورت ماتم بیٹھ جاتا کرتے ہیں (وللہ حجتہ الباقہ)۔

اس بیان کے خاتمہ پر ہم ایک جدول بھی شامل کرتے ہیں جس سے ۲۳ سالہ کسوف شمس کی تاریخیں معلوم ہو سکیں گی اور ناظرین پر واضح ہو جائے گا کہ عہد نبوت میں کس کس تاریخ کو کسوف واقع ہوا۔ اس جدول سے علماء کو ان احادیث کے سمجھنے میں بھی مدد ملے گی جس میں صلوٰۃ کسوف کی مختلف و متعدد ہیئت بیان کی گئی ہیں:

### جدول کسوف شمس بست و سہ سالہ عہد نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	تاریخ	ماہ	سنہ عیسوی	تاریخ	ماہ	سنہ اسلامی
۱	۹	۴	۶۰۹	۲۸	۴	۴۰ میلاد نبوی
۲	۲۳	۷	۶۱۳	۲۹	۹	۴۴
۳	۲۱	۵	۶۱۶	۲۸	۸	۴۷

۱۔ لفظ کوثر پر خیال کرو۔ وفات عبداللہ اور وفات ابراہیم کے درمیانی زمانہ کو بھی دیکھو اور اندازہ کرو کہ اس زمانہ میں اسلام کو کس قدر وسعت ترقی و رشاعت ہوئی۔ یہ بھی غور کرو کہ زمانہ مابعد میں بھی اس کا ظہور کیسا تم و اکمل ہوا انشاء اللہ تعالیٰ عالم آخرت میں اس کی تکمیل اور بھی زیادہ ہوگی۔ ۲۔ اے ابراہیم ہم تیرے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ ۳۔ یہ جدول براہِ بھان برابرۃً منیٰ عبدالرحمن سلمان نے تیار کیا ہے۔ نقشہ جات و واقعات عظیمہ و بیدائے سین و شہور جہاں کتاب میں ہیں کی تصحیح بھی انھوں نے کی ہے۔ جزاۃ اللہ فی الدارین ثیبر برادر موصوف قریباً ۲۵ سال سے ہر سال نقشہ افکار رسوم و اختتام بحری مرتب کر کے چھپو کر مفت تقسیم کیا کرتے ہیں ورنہ بدو ت کے مشہور بلاد کے اوقات اس میں درج کرتے ہیں۔ یہ نقشہ سب سے زیادہ صحیح ہوتا ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	ہجری	سنة عیسوی	تاریخ	ہجری	سنة اسلامی
۴	۱۴	۱۱	۶۱۶	۲۸	۲	۳۸ میلاد نبوی
۵	۴	۱۱	۶۱۷	۲۸	۲	۳۹
۶	۳۱	۳	۶۱۸	۲۸	۷	۴۰
۷	۲۴	۱۰	۶۱۹	۲۸	۲	۵۰
۸	۹	۳	۶۲۰	۲۸	۷	۵۱
۹	۲	۹	۶۲۰	۲۸	۱	۵۲
۱۰	۲۷	۱۲	۶۲۳	۲۸	۶	۲
۱۱	۱۵	۱۲	۶۲۴	۲۸	۶	۳
۱۲	۲۶	۱۰	۶۲۶	۲۹	۵	۵
۱۳	۲۱	۴	۶۲۷	۲۸	۱۱	۵
۱۴	۱۵	۱۰	۶۲۷	۲۸	۵	۶
۱۵	۹	۴	۶۲۸	۲۸	۱۱	۶
۱۶	۳	۱۰	۶۲۸	۲۸	۵	۷
۱۷	۱۳	۸	۶۳۰	۲۸	۴	۹
۱۸	۷	۲	۶۳۱	۲۹	۱۰	۹
۱۹	۲۷	۱	۶۳۲	۲۸	۱۰	سنة یوم تیراہم

## (ب) بنات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں چار ہیں۔ چاروں خدیجہ الکبریٰ کے بطنی طاہرہ سے ہیں اور سب لی و دت مکہ معظمہ میں ہوئی۔

۱۔ زینب جو قاسم سے چھوٹی اور دیگر اودا و نسب سے بڑی ہیں۔

۲۔ رقیہ جو زینب سے چھوٹی ہیں۔

۳۔ شہرہ کے بعد کوئی کسوف بیات نبوی مسلم واقع نہیں ہوا۔

۴۔ رسول کافی ص ۲۷۸ نزل کشر الشیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی مستوفی شعبان ۳۳۹ ھ ہجری۔



۳۔ ام کلثومؓ جو رقیہؓ سے چھوٹی ہیں۔

۴۔ فاطمہؓ جو ام کلثومؓ سے چھوٹی ہیں۔

یہ امر قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں ۳ یا ۴ سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَائِ الْمُؤْمِنِينَ (۵۹: ۳۳)** آیت بالانے عہد نبویؐ کی مومنات کو تین اقسام پر منقسم فرمایا (۱) ازواجِ نسبتی (۲) بناتِ نسبتی (۳) نساءِ المؤمنین۔ یہ مسلمہ ہے کہ لفظ بنات جمع بنت کی ہے اور عربی زبان میں صیغہ جمع دو سے اوپر کے لیے ہے۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ احزاب میں پھر یہ بھی فرمایا ہے۔

**عُوْهُمۡ لِأَبَائِهِمۡ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ** ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو یہ بات

**(۵۹: ۳۳)** اللہ کے نزدیک سچ اور انصاف کی ہے۔

یہ حکم ایسے اشخاص کے متعلق ہے جن کو لوگ ان کے اصل باپوں کے سوا کسی دیگر ترتیب کنندہ کی بنیت کی نسبت دے کر بلایا کرتے تھے۔

یہ امر سچ اور انصاف سے بعید ہوتا کہ اللہ عزوجل نے خود ہی تو احزاب آیت ۵ میں یہ حکم دیا کہ ہر ایک کو اُس کے اصل باپ کے نام سے بلایا کرو اور پھر خود اللہ تعالیٰ ہی جو اصدق الصادقین ہے، اسی سورۃ قرآنی کے آٹھویں رکوع میں ایسی روکیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں بتانا جو دراصل حضورؐ کے خون سے نہ ہوتیں حالانکہ قرآن مجید کے کلام الہی ہونے کی دلیل و برہان یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اُس میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔

اس کلام محکم پر یہ قیاس نہیں چل سکتا کہ شاید بیویوں کی بیٹیوں کو مجازاً بنات کہہ دیا گیا ہو کیوں کہ حقیقت کے سامنے مجاز کی کیا وقعت ہے اور منطوق الہی کے سامنے قیاس انسانی کیا منزلت۔

معذا عربی زبان ایسی وسیع ہے کہ بیویوں کی بیٹیوں کے لیے الگ لغت موجود ہے۔ خود قرآن پاک نے ایسی روکیوں کے لیے لفظ ربائبہ استعمال کیا ہے لفظ بنات نہیں۔ الغرض کلام اللہ کے لفظ **بَنَاتِكَ**

۱۔ نبی مسلم کے ربائبہ میں ام المؤمنین ام سلمہ کی روکیاں درجہ ذریعہ۔ ام کلثومؓ اور ام المؤمنین ام حبیبہ کی دختر حبیبہ میں دیگر ازواج البنی میں سے کسی کے پیسے شوبہ سے کوئی روکی نہ تھی۔ اب یہ بھی یاد رکھو کہ ام المؤمنین ام سلمہ کا تاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سندہ میں ہوا ہے اور ام المؤمنین ام حبیبہ کا تاج سندہ ہجری میں۔ اس لیے مندرجہ بالا روکیوں کو ربائبہ ہونے کا درجہ سندہ سے پیشتر حاصل نہ تھا اور سیدہ زینب بنت ابی کا مذکور جنگ بدر کے (جو سندہ میں ہوئی) اندیہ اسیران میں آتا ہے کہ انھوں نے اپنی والدہ خدیجہ الکبریٰؓ کا مارا اپنے شوہر کی رائی کے لیے بھیجا تھا اور ام کلثومؓ و رقیہؓ بناتِ نسبتی کا ذکر واقعات قبل از ہجرت میں ابولسب کے خاثرانہ اعمال میں آتا ہے پھر ان برسہ بناتِ نسبتی کا انتقال حیات نبویؐ میں ہوا۔ مگر مذکور بالا ربائبہ ارتحال نبویؐ کے بعد دیر تک اپنے اپنے گھروں میں آباد تھیں جس کی تفسیل ان کے حالات میں ملتی ہے۔ فقط

نے علمائے نسب کی تحقیقات کی تصدیق فرمادی ہے۔

اب جو ہر ایک بنت لنسبی کا جدا گانہ ذکر کرتے ہیں۔

### ۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب سیدہ زینب پیدا ہوئیں تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۲۰ سال کی تھی۔ ان کا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے ہوا تھا۔ ابو العاص کی والدہ مالک بنت خویلد حضرت خدیجہ الکبریٰ کی سگی بہن ہیں۔ یہ نکاح خدیجہ الکبریٰ کے سامنے ہوا تھا۔

سیدہ زینبؓ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہوئیں تھیں، مگر ابو العاص کا اسلام تاخیر میں رہا۔ جنگ بدر میں ابو العاص قریش کی جانب تھے۔ ان کو عبداللہ بن حبیر بن نعمان انصاری نے اسیر کیا تھا۔ سیدہ زینبؓ نے ان کے قیدی میں اپنا وہ ہار بھیجا تھا جو خدیجہ الکبریٰ نے بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔

ابتداءً ایام نبوت میں کافران مکہ نے ابو العاص کو بہت اُکسایا کہ وہ زینبؓ کو طلاق دے دے، مگر اُس نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاص کے اس فعل کی توصیف شکرگذاری کے ساتھ فرمائی تھی۔

ابو العاص نے اسیری بدر سے رہائی پاتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کر لیا تھا کہ سیدہ زینب کو ہجرت کی اجازت دے دے گا۔ چنانچہ سیدہ اپنے والد مکرم کی خدمت قدس میں پہنچ گئیں۔ سفر ہجرت میں سیدہ زینب کی مزاحمت ہمارے ابن الاسود نے نیزہ مان کر کی تھی اس صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی منقبت میں فرمایا ہے۔

هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِيَّ ۝  
یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لیے اے مصیبت پہنچی

ابو العاص کو سیدہ زینبؓ سے بہت محبت تھی، ان کی مدح میں ابو العاص کے یہ دو شعر ہیں:

ذَكَرْتُ زَيْنَبَ لِمَا دَكَبْتُ أَدَمًا      فَقُلْتُ سَقِيَا لَشَخْصٍ لَيْسَ الْحَرَمُ

بِنتِ الْأَمِينِ حِزَاها اللَّهُ صَالِحَةً      وَكَلَّ بَعْلٌ سَيْثَنِي بِالذِّی عَلِمَا

ابو العاصؓ میں تجارت کے لیے شام گئے تھے، اس وقت قبیلہ قریش مسلمانوں کا فریق جنگ تھا۔ اس لیے ابولعبید و ابو جندل کے ہمراہی مسلمانوں نے جو اسلام ماننے کے جرم میں قریش کی قید میں رہ چکے تھے اور اب

سے بیابان الاسود فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا مندرجہ بالا جرم معاف فرمادیا تھا۔

۲۔ زرقانی ج ۲ ص ۱۹۵ بروایت لحدوی و عالم ۳۵ مجھے زینب یاد آتی تویں نے کہا کہ حرم ہمارا ایک باشندہ سرسبز و شاداب ہے

زینب تو امین کی بیٹی صالحہ ہے اور ایک شوہر اپنی ایسی بیوی کی تعریف ہی کرے گا جیسے اوصاف کہ مجھے اُس کے معلوم ہیں۔



سرحد شام پہ ایک پہاڑ پر جاگزیں تھے۔ اس قافلہ کا تمام سامان ضبط کر لیا۔ مگر ابو العاص کو گرفتار نہ کیا۔ ابو العاص وہاں سے سیدھا مدینہ طیبہ پہنچا۔ ناز صبح کے وقت مسجد میں سیدہ زینبؓ کی یہ آواز مسلمانوں کے کان میں پڑی:

إِنِّي قَدْ أَجِزْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ

یہ آواز اس وقت سنی گئی جب مسلمان ناز میں داخل ہو چکے تھے۔ ناز سے فارغ ہوئے تو نبی صلعم نے فرمایا لوگو! تم نے بھی کچھ سنا، جو میں نے سنا ہے۔ سب نے عرض کی ہاں۔ فرمایا:

أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلِمْتُ  
بِشَيْءٍ كَانَ حَتَّى سَمِعْتُ مِنْهُ فَاسْمِعْتُمْ  
إِنَّهُ يُخَيِّرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ۔

بخدا! مجھے اس سے پہلے کچھ بھی علم نہ تھا میں نے یہ آواز  
تمہارے ساتھ ہی سنی ہے اور پناہ دینے کا حق تو میرا دلی  
مسلمان کو بھی حاصل ہے۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں بیٹھیں گے اور اسے فرمایا:

إِنِّي بُنَيْتُهُ أَكْرَمَ مَثْوًى وَلَا يَخْلَصَنَّ  
إِلَيْكَ فَإِنَّكَ لَا تَحْلِيْن لَهُ

بیٹی! ابو العاص کو عزت سے ٹھہراؤ، خود اس سے الگ  
اور ہرگز اسے حلال نہیں۔

سیدہ زینبؓ نے عرض کیا کہ وہ تو مال قافلہ واپس لینے کو آیا ہے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں یہ تقریر فرمائی:

إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مَتَى بَحِثْتُمْ عَلَيْهِمْ وَقَدْ  
أَصَبْتُمْ لَهُ مَالًا وَهُوَ مِمَّا آفَاءُ اللَّهِ  
عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ وَأَنَا أَحِبُّ أَنْ تُخَيَّرُوا  
وَتَتَوَدَّوْا إِلَيْهِ مَالَهُ الْتَوَدُّ لَهُ وَإِنْ  
أَبَيْتُمْ فَإِنَّكُمْ أَحَقُّ بِهِ۔

اس شخص کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم جانتے ہی ہو تم کو اس کا  
مال ہاتھ لگ گیا ہو تو یہ واجب الیٰ ہے مگر میں پسند کرتا ہوں  
کہ تم اس پر احسان کرو اور مال واپس کر دو، لیکن اگر تم اس  
سے انکار کر دو گے تو میں سمجھتا ہوں کہ تم زیادہ  
حق دار ہو۔

لوگوں نے سارا مال حتیٰ کہ اونٹ کی ٹیل کی رسی بھی واپس کر دی۔ ابو العاص سارا مال لے کر مکہ پہنچا اور ہر ایک شخص کی ذرا ذرا چیز ادا کر دی۔ پھر دریافت کیا کہ کسی شخص کا کچھ رہ گیا ہو تو تباد لے کر سب کا خدا تجھے جزا دے۔ تم تو دینی حکیم تھے تب ابو العاص نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا کہ اب تک مجھے یہی خیال اسلام سے روکتا رہا کہ وہ

ابو بصیر قرشی تھے۔ اسلام لائے، قریش نے نبی صلعم سے زیر معاہدہ مدینہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حوالہ کر دیا۔ یہ راہ میں سے بھاگ گئے اور ابو جندل کے پاس جا ٹھہرے۔ جب ابو جندل کے پاس نبی صلعم کا زبان بابت واپسی سامان بوزراں پہنچا تب یہ ابو بصیر، بستر و گ پر تھے۔ نامہ نبوی ہاتھ میں لیا اسے دیکھتے دیکھتے آنکھیں بند کر گئے۔ اسی پہاڑی پر مدفون ہوئے۔

ابو جندل کا حال رمتہ للعالمین جلد اول ص ۲۱۲ پر ملاحظہ کرو۔ عہد فاروقی میں وہ غازیان شام میں شامل تھے۔

شخص مجھے مال مار لینے کا الزام نہ دے۔ اب میری ذمہ داری نہ رہی۔ تو میں خلعت اسلام سے ملقبس و مزین ہوتا ہوں اور مدینہ کو روانہ ہوتا ہوں۔ وہ مدینہ پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس سال کی مفارقت کے بعد نکاح قرہی پر سیدہ زینب کو ابوالعاص کے گھر رخصت کر دیا۔

سیدہ زینب کا انتقال شہد میں مدینہ منورہ میں ہوا، ان کے غسل میت کی کیفیت مشہور شیروں صحابہ و اہل بیت نے بیان کی ہے۔ یہ روایت صحیحین میں موجود ہے:

ابوالعاص نے براہ ذی الحجۃ شہد وفات پائی۔ ان کا لقب جرد البطحاء تھا۔

سیدہ زینب کے بطن سے ایک فرزند علی ایک دختر امامہ نام پیدا ہوئی تھی۔

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط الرسول کو ابوالعاص نے رضاعت کے لیے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا۔ نبی صلعم نے ان کو آیام رضاعت کے بعد مدینہ منگوا لیا اور ان کی پرورش اپنی تربیت میں فرمائی۔ فتح مکہ کے دن یہی علی سبط الرسول نبی صلعم کے ناقد پر حضور کے روایت تھے۔

مہنوز عنقوان بلوغ تھا کہ رفعت بخش غنیمت ہوئے۔

صحیح بخاری کی حدیث عن اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے: ہم نبی صلعم کی خدمت میں تھے کہ حضور کی ایک لڑکی کا خادم آیا کہ وہ حضور کو بارہی ہیں۔ اور ان کا فرزند بستر موت پر ہے۔ فرمایا، جاؤ لڑکی سے کہہ دو:

إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَلَدَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى  
خدا ہی کا ہے جو کچھ وہ داپس لیتا ہے یا عطا کرتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔

لڑکی سے یہ بھی کہہ دینا کہ صبر و شکیب قائم رکھے۔ خادم پھر واپس آیا، کہا وہ حضور کو قسم دیتی ہیں کہ حضور ضرور تشریف لیں نبی صلعم چل پڑے حضور کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے حضور کو بچہ دکھایا کہ وہ اس وقت سانس توڑ رہا تھا اور سسکیاں بھر رہا تھا۔

غالباً یہ حدیث علی سبط الرسول ہی کی وفات کے متعلق ہے۔

امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیاری نواسی ہیں جن کو گود میں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ یہ حدیث صحیح مسلم و نسائی و بود و میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان کو احب اھنی ائی فرمایا ہے۔

سیدہ فاطمہ قبول نے علی مرتضیٰؑ کو وصیت فرمائی تھی کہ امامہ کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ اس وصیت پر عمل کیا گیا پھر جب مولیٰ مجروح ہوئے تو آپ نے امامہ کو وصیت فرمائی کہ اگر وہ نکاح کرنا چاہیں تو مغیرہ بن نوفل سے جو حدیث عمرؓ لکھی ہے

لے ماخذ الاستیعاب ہے لے کتاب التوکید لے اہل بیت میں میری سب سے زیادہ پیاری



کے پوتے تھے کرلیں۔ وصیت پر عمل کیا گیا اور امیر المؤمنین حسنؑ کی جائزت سے نکاح ثانی پڑھا گیا۔ مغیرہ کے ہاں سیدہ مامرہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ یحییٰ نام تھا۔ یہ نسل دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔

## ۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں جو حضورؐ کی ۲۲ سالہ عمر میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ اس وقت یہ بات مکہ بھر میں مشہور تھی اَحْسَنَ زَوْجَيْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رَّقِيَّةٌ وَتَرَوْجَهَا عُثْمَانٌ (سب اچھا جوڑا جو دیکھا گیا ہے وہ رقیہ و عثمانؓ ہیں)۔

حضرت عثمانؓ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد مناف بن قصی، دیکھو نسب نامہ نبوی سلسلہ ۱۰ ان کی نانی مہکیم بیضا مدینی جو بنی سلمہ کی چھوٹی بیٹی ہیں۔ یہ ان دس میں سے ہیں جن کو نبی مسلمؐ نے بشارت جنت نام بنام دی تھی۔ نیز ان چھ میں سے ہیں جن کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وصیت میں شایانِ خلافت بتایا تھا صلح حدیبیہ کے وقت بیعت رضوان (جس کا معنی بالشان ذکر قرآن مجید ہے) کا وقوع سے لیے ہو کہ نبی مسلمؐ کو مدینہ کی قرآن سننے کے سفر عثمانؓ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ اس بیعت میں نبی مسلمؐ نے اپنے ایک داماد کو عثمانؓ کا ہاتھ تارن کی طرت سے بیعت قبول فرمائی تھی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بے اختیار ایک صحابی بول اٹھا تھا عثمانؓ کے لیے بنی کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے بستر ہے۔ حضرت عثمانؓ نہایت فیاض تھے، درجہ دار مال میں سب سے پیش پیش رہتے تھے۔ مدینہ میں سیر و مد کا نصف بارہ ہزار میں پھر باقی اٹھارہ ہزار درم میں بے کمرسانوں کے لیے اب شہر میں کا چاہ وقف کیا تھا۔ غزوہ تبوک میں ایک ہزار شتر اور ستر گھوڑے مع ساز و سامان دیے تھے نقد چندہ اس کے علاوہ تھا۔ بارہ ہیر میں وہ کہیں افسر تھے۔ شتر عثمانؓ کو سیر و مد رکھنے اور شامل نہ ہونے دینے کی ذمہ داری ان پر تھی حضرت عثمانؓ شہر غزوہ محرمؓ کو خلیفہ امیر المؤمنین ہوئے اور، اذی لمحہ تیرہ سو مجری کو اپنے ہی گھر میں دارالہجرت مدینہ طیبہ کے اندر بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔ اس وقت ۸ سال کی عمر تھی جب ان کی خبر شہادت علی مرتضیٰؑ کو مسجد نبویؐ میں پہنچی تو انھوں نے فرمایا تبتا لکم اخو الدہر، اب تم پر ہمیشہ تباہی ہی آئے گی، علی مرتضیٰؑ ہی کا ارشاد ہے مَنْ تَبَّهٖ مِنْ دُوْنِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَّ رَاصِحٌ لِّلْیَمَانِ (جو کوئی عثمانؓ کے دین سے بیزار ہے۔ وہ ایمان ہی کے بیزار ہے۔ الاستیعاب ۱)۔

حضرت عثمانؓ کو مدغیرہ کے زلمہ قبائل نے شہید کیا تھا اس قدم باغی نے حضرت علیؑ کو مجبور کیا کہ وہ باغیوں کے مطالبات حضرت عثمانؓ تک پہنچائیں اس وقت حضرت علیؑ نے جو تقریر فرمائی اس کے فقرات یہ ہیں:

وَ اللّٰهُ مَا اَدْرِي مَا اَقُوْلُ لَكَ مَا اَعُوْذُ شَيْئًا  
بِحُجَّتِهِ وَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَمْرِ لَا تَغْيِرُنِيْۤ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ  
مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاۤ اِلٰی شَيْءٍ فَتُغَيِّرُنَا عَنْهُ وَلَا خَوْنًا  
بِشَيْءٍ فَتُبْلِغُنَا هُوَ وَقَدْ رَدَّ اٰيَاتِ كَمَا دَاۤءَيْنَا وَبِمِغْنَةٍ  
كَمَا سَمِعْنَا وَفَجِئَتْ رَسُوْلٌ لِّلّٰهِ كَمَا سَبَقْنَاۤ اَدْمَانَ

بھڑا! میں نہیں جانتا کہ آپ کے کیا کہوں میں کوئی ایسی بات نہیں  
جانتا جس کی آپ کو خبر نہ ہو میں کوئی امر یا نہیں بتا سکتا جس سے  
آپ واقف نہ ہوں۔ جتنا علم ہم کو ہے اتنا آپ کو ہے ہم کو آپ پر  
کسی شے میں سبقت نہیں جس کی خبر آپ کو دے سکیں ہم نے آپ  
سے علاوہ کچھ نہیں سیکھا جس کی اب تبلیغ کر سکیں جو کچھ ہم نے دیکھا

اس نکاح پر سعدی نسبت کرزا العبشیہ صحابیہ کے یہ اشعار ہیں جو صفحہ ۱۰۷ پر درج ہیں :

أَبْنِي تَحَافَةً وَلَا ابْنَ الْخَطَابِ أُولَى بِعَمَلِ الْحَقِّ  
مِنْكَ وَأَنْتَ أَقْرَبُ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَيْخَةَ رَحِمَهُمَا دَ  
قَدْ نِلْتُ مِنْ صَهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا -

نہج البلاغہ

دنبہ البلاغہ ص ۱۳۴ چاپ دارالسلطنت تبریز ۱۳۲۶ھ کی عزت حاصل ہے جو ان دونوں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام صحابی نے جن کو قرآن مجید میں عالم علم الکتاب بتایا گیا ہے۔ فرقہ باطنیہ سے فرادیا تھا کہ اگر تم نے عثمانؓ کو شہید کیا تو پھر ہمیشہ کے لیے اسلام میں تلوار چلتی رہے گی۔ اس وقت اس ارشاد کی وقعت نہ کی گئی، لیکن بعد میں جتنے بھی ہونک واقعات اہل اسلام میں ہوئے وہ اسی گناہِ عظیم کی نشانت ہیں کہ خلافتِ عظمیٰ اور حریمِ نبویؐ اور شہرِ الحرام کی حرمت کو برباد کیا گیا اور اس لیے اُنہ کی بڑی سے بڑی شے کی حرمت و عزت بھی بجاوت کرنے والوں کی نظر میں قائم نہ رہ گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ امیر المؤمنین عثمانؓ کا قاتل شقی رومان ہے جو اسی قبیلہ مراد کلبے جس قبیلہ سے ابنِ عجم شقی قاتل امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔

جب عثمانؓ شہید پر مد کیا گیا تو اس وقت وہ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے اور اسی طرح مصروف رہے ان کے نیزہ لگایا گیا، خونِ جرم سے نکلا وہ قرآن مجید پر پردہ اور آیت فَسَيَكْفِيكَهُمْ اللَّهُ بِخُنِّكَ کے چھینٹے گئے (تاریخ شاہد ہے کہ یہ پیشین گوئی کیوں کر پوری ہوئی) امیر المؤمنین عثمانؓ شہیدؓ کو لہذا خلافتِ برٹے کا میاں خلیفہ تھے۔ آج جو کوئی شخص قرآن مجید پر دھتا ہے، کہہ دے اس جامع قرآن کا احسان ہے۔ یہ لہذا فتوحات و ترقی دارہ اسلام ان کے عہد میں بہت اضافہ ہوا۔

مشرق میں علاقجات : خراسان ، ماوراء النہر ، ترکستان ، سندھ اور کابل  
مغرب میں : سوڈان ، سکندریہ ، مراکھ ، تیونس ، طرابلس الغرب فتح ہوئے۔

سب سے پہلے انھوں نے بحری بیڑا بنایا جس سے برقل کے بیڑا کو تباہ کیا اور پھر برٹے ، باد جزائر فتح کیے ، قبرص ، کریت ، مالِ دیفرہ انہی کے فتح کردہ جزیرے ہیں۔

ابنِ مسلم کے شاعر خاص کعب بن مالکؓ کے اشعار ان کی شہادت پر یہ ہیں :

يَا قَاتِلَ اللَّهِ قَوْمًا كَانَ امْسِهم  
قَتَلَ الْأَصْحَابَ الذِّكْرَ الطَّيِّبَ الْبَرَّادِ  
مَا قَتَلُوهُ عَلَى ذَنْبِ الْقَدْبِ  
إِلَّا الَّذِي نَطَقُوا ذُرًّا دَلَمَ يَكُنْ !

مبندوستان میں عثمانؓ شہیدؓ کی نسل کثیر پائی جاتی ہے اور دیگر حبلہ اسلامی ممالک میں بھی۔

خواجه جلال الدین کبیر لاویا رپانی تھے یہی وقت تھا جتنی شہداء شہید پائی تھے شمس العلماء مولوی رحمت اللہ صاحب مصنف از لہذا دہام وغیرہ۔

اور شیخ المذہب لانا محمود الحسن اسی دو دمان مالی سے ہیں۔ محمد سلیمان



هدى الله عثمان الصفي بقوله  
فأرشدني الله يهدي إلى الحق  
فبأنه بالوأي السديد محمدا  
وكان ابن اددى لا يصد عن الحق  
فكان كبدني ما زح الشمس في الأفق  
فانت أمين الله أرسلت في الخلق

سیدہ رقیہ وہ پہلی خاتون میں جنہوں نے ہجرت فی سبیل اللہ کی سنت کو اپنے شوہر کا ساتھ دے کر قائم کیا،  
اور ہر ایک ہجرت کرنے والے کے لیے شاہ راہ ہدایت کا افتتاح ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے فرمایا تھا حاکم نے یہ حدیث ان  
کی منقبت میں روایت کی ہے:

إِنَّهُمَا لَأَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ كُوطٍ وَ  
إِبْرَاهِيمَ  
لوط و ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں  
نے راہ خدا میں ہجرت کی ہے۔

سیدہ رقیہ کے سہم میں چھپک نکل اور اسی مرض میں ان کا ارتحال ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ بدر  
کو تشریف لے جا رہے تھے اس وقت سیدہ صاحبہ فراتھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری کے لیے  
عثمان غنی اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدنیطیہ میں چھوڑا تھا۔ زید بن حارثہ جس روز فتح کی بشارت لے کر  
مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت سیدہ کی تدفین ہو رہی تھی عمر بوقت وفات اکیس سال تھی۔  
سیدہ کے بطن سے ایک فرزند عبد اللہ تھا۔

عبد اللہ سہل رسول اپنی والدہ کے بعد دو سال تک زندہ رہے ان کی عمر چھ سال کی تھی کہ ایک مَرُغ نے ان کی  
آنکھ کے قریب ٹھونک ماری زخم پک گیا، آخر یہ والدہ کی یاد گار بھی آغوش مادر میں جا سویا۔

۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری دختر ہیں سہم بھری میں ان کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
ہوا۔ اسی لیے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا، کیوں کہ ختمیت پناہی کے دو بزرگوشے یکے بعد دیگرے ان کے  
سکینہ قلب بنائے گئے۔

ام کلثوم کے نکاح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنیؓ کو کہا کہ فرمایا، یہ جبریلؑ ہیں جو کہہ رہے  
ہیں کہ خدائے بزرگ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں۔

جن دنوں سیدہ رقیہؓ کا انتقال ہوا تھا انہی دنوں عمر فاروق کی دختر حفصہ بھی راند ہو گئی تھیں عمر فاروق نے  
عثمان غنیؓ سے اپنی رول کی کا ذکر کیا۔ انھوں نے انکار سا کر دیا۔ عمر فاروق نے اپنے رتیج کا اظہار نبی معلوم سے کیا تو  
صنور نے فرمایا:

أَلَا أَدُلُّ عَثَا عَلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَّهِ مِنْهَا  
عثمان کو حفصہ سے بہتر زوجہ ملے گی اور حفصہ کو عثمان سے  
داد لہا علیٰ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّهَا مِنْ عَثَا  
بہتر شوہر ملے گا۔

اس ارشاد کے بعد حفصہ نبوتِ فِ روق کو ام المؤمنین ہونے کا شرفِ عطا ہوا اور عثمان غنی کو ذوالنورین بننے کی بات  
حاصل ہوئی۔

سیدہ کلثومؓ کے اولاد نہیں ہوئی۔ سہ ماہ میں ان کا انتقال ہوا علی مرتضیٰؓ وفضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے  
مراحم تدفین پر۔ ۷۰ کیے۔ صحیح بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے در حضورؐ کی ہر درپٹا  
نورانی میں پانی تھا۔

### ۴۔ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ علیہا السلام

حدیث الکبریٰ کے بطن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، ان کی ولادت غائباً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک  
کے اکتالیسویں سال میں ہوئی تھی۔

سیدہ ابھی بچی ہی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں ناز پر ڈھنسنے گئے وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے جب حضورؐ سجدہ  
میں گئے تو عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اونچے حضورؐ کی پیٹھ پر لا رکھی حضورؐ اسی طرح سجدہ میں آئے کہ حضرت فاطمہؓ آئیں  
انھوں نے باپ کی پشت سے اونچے کو گرا دیا اور عقبہ کے لیے دعا فرمائی یہ

علی مرتضیٰؓ کے ساتھ سیدہ کا نکاح واقعہ بدر کے بعد اُحد سے پہلے ہوا تھا۔

جنگِ اُحد میں سیدہ نے عملِ حصہ کیا۔ مدینہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے سیدہ میدان  
جنگ میں پہنچیں اس وقت حضورؐ غار سے باہر نکل آئے تھے۔ سیدہ نے باپ کے زخموں کو دھویا اور جب دیکھا کہ خون  
نہیں تھمتا تو ہجور کی صفت کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھی جس کے بعد خون بند ہو گیا۔

عمان بن جحش سے روایت ہے کہ ایک بار سیدہ فاطمہؓ غیار ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درپٹا کیا کہ پیاری بیٹی کیا ہے  
تو انھوں نے فرمایا مجھے تکلیف ہی ہے اور مزید برآں یہ کہ ہمارے دل کھانے کی شے بھی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۵۔ استیعاب۔ واضح ہو کہ مولانا کافی میں شیخ محمد طینی نے ولادت سیدہ شہر نبوت بتائی ہے در عمر بوقت وفات ۱۰ سال ۵، یوم جس میں  
سے ۵، یوم بعد از وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ولادت ۱۱، یوم حسن سیدہ شہر نبوت بتائی ہے اندر میں سعادت عمر سیدہ بہ وقت ولادت ۱۱، یوم حسن صفت و قیل سال ہوتی ہے  
اور اگر وہ ۱۲، یوم حسن سیدہ مان لی جائے جیسا کہ اسی کتاب کی دوری روایت ہے تب عمر سیدہ ۱۲ سال ہوگی۔ اسی لیے میں نے استیعاب کی روایت کو ترجیح دی  
مدائنی نے ولادت سیدہ ۵ سال قبل از نبوت اور عمر بوقت وفات ۱۱ سال تحریر کی ہے ۱۲ صحیح بخاری باب ۱۰، قی لنبی و اصحابہ من المشرکین۔



یٰبَنیَّةَ اٰمَاتُ رَضِیْنَ اَتْلُکَ سَیِّدَۃ  
نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ قَالَتْ یٰاَبَتِ قَایِنَ مَرِیِّہ  
بَنَتِ عَمْرٰنَ قَالَتْ لَکَ سَیِّدَۃ نِسَاءِ عَالَمِہَا  
وَ اَنْتِ سَیِّدَۃ نِسَاءِ عَالَمِکَ ۔ اَمَّا وَاللّٰہِ  
نَقْدُ زَوْجَتِکَ سَیِّدَۃً فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃ ۔ اور آخرت میں سید ہے۔

بنی ثعلبہ مخشنی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے لوٹ کر آتے تو اہل مسجد میں تشریف لے جاتے  
دور کثرت نفل پر مدھ کر پھر سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے پھر اپنے گھر رزق افزہ ہوتے۔ ابن عباسؓ نے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نساء اہل الجنۃ کی سردار مریمؓ پھر فاطمہؓ پھر خدیجہؓ پھر آسیہؓ زین فرعون ہیں۔  
ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں۔ فاطمہؓ سے برادر کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشابہ بات چیت  
میں نہ تھا۔ وہ جب باپ کے پاس آیا کرتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے برہنہ ہوتے۔ پیشانی پر بوسہ دیتے۔ مرحبا فرمایا کرتے تھے اور  
جب حضرت صلعم بیٹی سے ملنے جاتے وہ بھی اسی طرح مل رتی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہؓ ہی سے روایت ہے:

مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَصْدَقَ لِحُجَّةٍ  
مِّنْ فَاطِمَةَ اِلَّا اَنْ يَّكُونَ الَّذِیْ وَلَدَهَا  
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۔  
میں نے فاطمہؓ سے برادر کو کسی کو سچ بولنے والا نہ  
دیکھا۔ ہاں وہی ایسا ہو سکتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا جایا ہو۔

ام المؤمنین عائشہؓ سے جمیع بن غمیہ صحابی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارا کون تھا عائشہؓ  
نے کہا ”فاطمہؓ“ انھوں نے پوچھا کہ مردوں میں سے کون تھا۔ جواب دیا ”شوہر فاطمہؓ“ در یہ بھی بتایا کہ علیؓ تو بڑے  
صوام و قوام تھے یہ

سہارنبت عمیسؓ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہؓ نے ن سے کہا کہ عورتوں کا جنازہ جس طرح اب لے  
جایا جاتا ہے، مجھے قریہ اچھا معلوم نہیں ہو رہا۔ جنازے کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس میں سے اس کا  
پیکر نظر آتا رہتا ہے۔ اسماءؓ نے کہا میں نے حبشہ میں ایک دستور دیکھا ہے، تمہیں دکھاتی ہوں، پھر انھوں نے  
کھجور کی تازہ شاخیں منگوا کر چار پائی پر لگائیں اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یہ بہت ہی خوب  
اور بہت ہی اچھا ہے۔ مرد و عورت کے جنازے کی پہچان بھی ہو جاتی ہے جب میں مر جاؤں۔ تب تو اور علیؓ مجھے  
غسل دیتا اور کسی کو شامل نہ کرنا۔

لے صحیح ترمذی ان کا ان علمتہ کے الفاظ سے واضح ہے کہ یہ سوال و جواب بعد زوفات علی رضی اللہ عنہ سے تھے۔ ام المؤمنین کو دیکھ کر وہ  
سائل کو کس طرح حضرت سیدہ، در حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بتاتی ہیں اور ان کو احب الناس الی رسولنا ہر کرتی ہیں۔



حضرت سیدہ کی وفات شبِ رُشنبہ ۳۔ رمضان المبارک ۳۰ھ ہجری کو ہوئی۔ ان کی وصیت کے مطابق اسماء بنت عیس زوجہ ابوبکر صدیقؓ اور علی مرتضیٰؓ نے ان کو غسل دیا۔ حضرت عباسؓ یا حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اہل بیت میں سے وہی سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں۔

سیدہ کی عمر کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔ زبیر بن بکر سے روایت ہے کہ ہشام بن عبد الملک کے پاس حضرت عبداللہ بن حسن بن امام حسنؓ آئے، وہاں کلبی پہلے سے موجود تھا۔ ہشام نے دریافت کیا کہ سیدہ فاطمہؓ کی عمر کیا تھی؟ عبداللہ نے کہا تیس سال۔ کلبی نے کہا پینتیس سال۔ ہشام نے کہا، ابو محمد سنتے ہو کہ کلبی جو تاریخ میں سربراہ آورده ہے، انھوں نے کہا میری ماں کا حال مجھ سے دریافت کیجئے اور کلبی کی ماں کا حال کلبی سے پوچھ لیجئے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلعم نے اپنے مرض الموت میں حضرت فاطمہؓ کو بلایا ان کے کان میں کچھ بات کی تو وہ رو پڑیں، پھر ان کو بلایا اور سرگوشی کی تو وہ منہ بند لگیں۔ میں نے فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ وہ کیا باتیں تھیں، فاطمہؓ نے کہا پہلے مجھے بتایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا۔ یہ سن کر میں رو پڑی تھی پھر بتایا کہ میں (فاطمہ) حضور کو خاندان کے سب اشخاص سے پہلے جا ملوں گی، اس پر میں خوش ہو گئی تھی۔ ۱۰

وفات نبوی پر سیدہ علیہا السلام کے اشعار ہیں:

وَعَابَ مَذْغِبَتَ عَنَّا الْوَحْيُ وَالْكِتَابُ

إِنَّا فَقَدْنَا نَاكَ فَقَدْنَا الْأَرْضَ وَإِبْلَهَا

جب آپ غائب ہوئے ہمارے پاس وحی اور کلام الہی کا انقطاع ہو گیا

ہماری محرومی حضور سے ایسی ہے جیسے زمین طرادت کا جاتے رہتا

لَمَّا نُعِيتَ وَحَالَاتِ دُونَكَ الْكِتَابُ

فَلَيْتَ قَبْلَكَ كَانَ الْمَوْتُ صَادِقًا

پر سیدہ کر دیا تھا۔ ہمیں موت آجاتی اور ہم مر گئے ہوتے

کاش! حضور انتقال پیشتر اور اس وقت پیشتر جب مٹی نے حضور کو

سیدہ فاطمہؓ علیہا السلام کو اپنی ہمیشہ کی پرکھی یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں ان ہی کی ذریت چلی اور ان ہی کی ذریت سے ائمۃ العظام ہوئے، جن کی شان اسلام میں نہایت ارفع و اعلیٰ ہے علیہم السلام سیدہ کے بطنِ اطہر سے امام حسنؓ، امام حسینؓ، سیدہ ام کلثومؓ، سیدہ زینبؓ پیدا ہوئیں۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے حالات علیحدہ لکھ دیے گئے ہیں۔

سیدہ ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ کا نکاح عمر فاروقؓ سے ہوا۔ چالیس ہزار درم ان کا مهر تھا۔ ان کے بطن سے حضرت عمرؓ کے ہاں زید اور رقیہؓ پیدا ہوئے۔ حضرت فاروقؓ کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیار سے ہوا تھا۔

۱۱۔ الاستیعاب۔ بیان سنی خادم رسولؐ غسل سیدہ میں سنی خادم رسولؐ سلاۃ صفیہ بنت عبدالمطلب بھی شامل تھیں۔

۱۲۔ صحیح بخاری باب مناقب فاطمہؓ ۱۰۷۱ از کتاب حسن المعابر۔



زید بن عمرؓ کی وفات اسی روز ہوئی جس روز ان کی والدہ ام کلثوم بنت علیؓ کا انتقال ہوا تھا، بنو عدی کسی بات پر جھگڑ رہے تھے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں صلح کرانے کے لیے نکلے۔ تاریکی شب میں ان کو شناخت نہ کی گئی ایک شخص کی ضرب ان کے سر پر پڑی، چند روز مضروب رہ کر دگر آئے عالم بقا ہوئے۔

سیدہ زینب بنت فاطمہؓ کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا تھا۔ میدانِ کربلا میں اپنے برادرِ مکرم امامِ مہتمم حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔ گرفتاری کے بعد انھوں نے نہایت صبر و استقامت سے جملہ مصائب کو برداشت کیا اور اہل بیت حسین علیہ السلام کی صفات فرمائی اور اعداءِ اشقیاء کو خوب جواب دیے ان کے فرزندِ عدی بن عبداللہ بن جعفر بھی میدانِ کربلا میں شہید ہوئے۔

سیدہ نساءؓ عالمین کی ولاد میں بعض نے محسن اور رقیۃ کے نام بھی بڑھا دیے ہیں اور اثر نے یہ نام نہیں لکھے جنہوں نے لکھے ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ محسن اور رقیۃ ہر دو کا انتقال نہایت صغر سنی میں ہو گیا تھا، اس لیے ان کے حالات تاریخ میں نہیں ملے۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی قبر میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ اپنے ہی گھر میں مدفون ہوئیں اور جب مسجد نبویؐ کو وسعت دی گئی تب یہ جگہ شامل مسجد نبویؐ ہو گئی تھی۔ اصول الکافی میں شیخ کلینی نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

اکثر مؤرخین کا رجحان ہے کہ ان کی قبر مبارک بقیع میں ہے۔ امام حسنؑ، امام زین العابدینؑ اور حضرت عباسؑ عم الرسولؐ کی قبور اسی جگہ پہلو بہ پہلو ہیں۔

مسعودی نے مروج الذهب میں تحریر کیا ہے کہ شام میں بقیع میں ایک پتھر ملا تھا جس پر یہ تحریر تھا:

هَذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهَا وَسَلَّمَ

### مرویات

۱۔ نسائی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بانیِ صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے، وہ سونے کا ہار اپنے گلے سے اتار کر منہ بنت ہبیرہ کو دکھا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں، کہ علیؓ نے لا کر دیا ہے، نبی صلعم نے یہ ہار بیٹی کے ہاتھ میں دیکھا اور واپس چلے آئے حضرت فاطمہؓ سمجھ گئیں۔ انھوں نے ہار کو فروخت کر دیا اور ایک غلام خریدا اور اسے راہِ خدا میں آزاد کر دیا۔ نبی صلعم کو اطلاع ہوئی تو خوش ہوئے اور الحمد للہ فرمایا۔

۲۔ فاطمہ بنت الحسینؓ نے اپنی جدہ فاطمہؓ سے روایت کی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھ کر

۱۔ اس پر مکمل بحث میرے سفر نامہ مجلی میں ملے گی۔

رَبِّ اغْضِبْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پر دعا چاہیے اور خروج مسجد کے وقت درود شریف کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہیے رَحْمَتِكَ کی جگہ فَضْلِكَ بدل لین چاہیے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے روایت میں ارسال ہے کیوں کہ فاطمہ بنت الحسینؑ نے اپنی جدہ کو نہیں دیکھا۔

۳۔ ایک نہایت صحیح حدیث جسے نسائی کے سوا باقی جملہ صحاح میں روایت کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے ایک روز ابن عبدالواحد سے فرمایا، میں تجھے فاطمہ بنت الرسولؐ کی ایک بات کہوں جو سارے کنبہ میں بھی بنی کہ بہت پیاری تھیں۔ ابن الواحد نے کہا، ہاں۔

علیؑ نے کہا، فاطمہؑ نے اتنی چلی پسی کہ ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ پانی کے لیے مشک اٹھائی کہ گردن پر نشان پڑ گیا۔ گھر میں جھاڑو دی کہ سب پٹے میلے ہو گئے۔ انہی ایام میں نبی صلعم کے پاس کچھ خادم آئے ہیں نے فاطمہؑ سے کہا تم اپنے آبا کے پاس جاؤ اور ایک خادم مانگو۔ فاطمہؑ گئیں، مگر وہاں سجوم تھا مل نہ سکیں۔ اگلے روز نبی صلعم خود آئے اور دریافت فرمایا کہ کیا ضرورت تھی؟ فاطمہؑ چپ ہوئیں میں نے کہا کہ میں حضورؐ کو بتا رہا ہوں چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں اور مشک اٹھاتے اٹھاتے گردن پر نہیں نے دیکھا تھا کہ حضورؐ کے پاس کچھ خادم آئے ہیں اور میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ حضورؐ کے پاس جائیں، خادم مانگیں کہ بس تکلیف سے رہائی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے فاطمہ! تقویٰ اختیار کرو۔ فراغ نفس الٹی د کرو۔  
بچے کنسبہ کے اعمال کو اپنا دستور بناؤ اور  
جب بستر خراب میں لیٹو تب ۳۳ بار سبحان اللہ  
۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھو۔ یہ پورا  
سو ہو گیا۔ یہ عمل تیرے لیے خادم سے بہتر ہے۔

اتَّقِي اللَّهَ يَا فَاطِمَةُ وَادِّي قَرِيضَةَ  
رَبِّكَ وَامْلِي عَمَلِ أَهْلِكَ وَادِّي  
أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَ  
ثَلَاثِينَ وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَ  
كَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَذَاكَ مِائَةٌ هِيَ  
خَيْرُ لَكَ مِنْ خَادِمَةٍ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

رَضِيتُ عَنْكَ اللَّهُمَّ وَعَنِ رَسُولِكَ صَلَاحًا  
میں خدا سے اور رسول خدا سے اسی حال پر خوشنود ہوں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں دلہا بچہ کو خادمہ نہ دی۔

اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کے کنبہ کی معیشت سیدہ فاطمہؑ کی زبردستی انت اور رضا و تسلیم و نبی صلعم

لے عربی زبان میں لفظ خادم نہ کرو مونت دونوں پر آتا ہے۔ مراد یہاں خادمہ سے ہے۔



کی اپنے لیے: اور اپنے اہل کے لیے دنیا و اموال دنیا سے علیحدگی و برأت بخوبی آشکارا ہوتی ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ تَرْضَى لَهُ

۴۔ ایک ورد دیت ہے جسے ابن عدی و بیہقی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ مَنْ يَتَعَلَّكَ أَنْ تَسْمَعِي مَا أُذِنَ لِي بِدَا أَنْ تَقُولِي يَا خَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ  
أَسْتَغِيْثُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرَفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ۔

مطلب یہ ہے کہ اس وظیفہ کو میری وصیت سمجھ کر پڑھا کرو۔ یا خئی یا قیوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔

## ابنائے فاطمہ علیہا السلام (۱) امام حسن علیہ السلام سبط النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نصف رمضان سترہ سحری میں پیدا ہوئے۔ ان کی دایہ کا نام سودہ بنت مسرح الکندیہ ہے نبی صلعم نے ساتویں دن  
دومینڈ سے عقیقہ کے ذریعے درسر کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسنؑ کا نصف پیکر بالائی اور امام حسینؑ کا نصف پیکر زہریں  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تر تھا۔

احادیث صحیحہ سے یہ تواتر ثابت ہوا ہے کہ نبی صلعم نے ان کی شان میں فرمایا:

ان ابنتی هذا سيّد وعسى الله ان

يبقيه حتى يصلح به بين فئتين عظيمتين

من المسلمين۔

مسند امام احمد میں امام حسنؑ کے دعائے قنوت روایت کی گئی ہے:

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلِمَتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ مَنِّتَ أَقُولُ لَهْنِي فِي الْوُثْرِ۔ اللَّهُمَّ اهْدِنِي  
فِي مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِي مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّيْنِي فِي مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِي مَا أَعْطَيْتَ  
وَقَبِّلْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ ذَالَيْتَ وَلَا يَعْزُّ مَنْ عَازَيْتَ  
تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ حَاكِمِ رِوَايَتِي فِي لَفْظِ عَلِمَتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي وَثْرَتِي يٰمُ۔



امام ترمذی نے لکھا ہے وَلَا تَعْرِفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَتْلِ فِي الْوُثْرِ شَيْءٌ  
أَحْسَنَ مِنْ هَذَا۔

امام حسنؓ حضرت عثمانؓ کی نصرت میں مہازرت کرنے والوں اور ان کی حفاظت کرنے والوں میں تھے۔ علی مرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد چالیس ہزار سے زیادہ بہادروں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ سب وہ تھے جو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے، ان لوگوں کو حضرت امام حسنؓ کی اطاعت و محبت کا ذوق پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ چار ماہ تک امام ہمام نے عراق و عرب اور ماوراءخراسان تک کی خلافت فرمائی اور پھر معاویہ کی جانب کوچ کر دیا۔ معاویہ بھی ان کی طرف چلے۔ جب دونوں فوجوں کا تقابل ہوا تو امام حسنؓ کا دل رسم منزل سمجھ گیا کہ جب تک ان دونوں میں ایک فوج فشانہ ہو جائے گی تب تک لڑائی ختم نہ ہوگی۔ یہ تو سخت خونریزی ہے۔ اس لیے معاویہ کو کھلا بھیجا کہ میں اس شرط پر کہ اس کے بعد حکومت امام حسنؓ کی ہوگی۔ صلح کرنے پر تیار ہوں۔ تھوڑی سی رد و کد کے بعد گفتگو ختم ہوگئی اور کوفہ کی جامع مسجد میں امام حسنؓ نے بہ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۰ھ ایہ معاویہ کو خلافت کی حکومت سپرد فرمائی۔

ابو عامر سفیان بن یسلیٰ ایک شخص جو کوفہ کا باشندہ اور بوڑھا تھا۔ اس نے امام حسنؓ کی خدمت میں آکر کہا اَللّٰهُمَّ عَلَيكَ يَا مُدِلَّ الْمُؤْمِنِينَ۔ حضرت امام نے فرمایا ابو عامر ایسا نہ کہو۔ میں نے جو کچھ کیا مؤمنین کی ذلت کے لیے نہیں بلکہ اس لیے کیا کہ محض سلطنت کے لیے مؤمنین کا قتل کرانا میں پسند نہیں کرتا۔ حکومت چھوڑ کر امام حسنؓ مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ جب بیمار ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا۔ اس دفعہ تو وہ ایسا سخت ہے کہ میرا کلیجہ کاٹ ڈالا۔

امام حسینؓ نے پوچھا بھائی! زہر کس نے دیا؟ امام حسنؓ نے فرمایا پوچھنے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ کیا اُسے قتل کر دو گے؟ امام حسینؓ: ہاں۔ اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کی نسبت میرا گمان ہے، تب تو اللہ تعالیٰ خود ہی انتقام لے گا اور اگر وہ نہیں، تو میں پسند نہیں کرتا کہ کسی بے گناہ کو میری وجہ سے تکلیف پہنچے۔

امام حسنؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند احادیث کی روایت فرمائی ہے، ان میں سے (۱) دعا قنوت ہے اور (۲) اَنَا اِلَاحٌ مَحْمَدٌ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ہے (۳) امام حمد ترمذی و دارمی و نسائی نے یہ حدیث بھی امام حسنؓ کی روایت سے مرقعاً روایت کی ہے۔ دَعَا مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصَّدَقَ طَمَانِيَةٌ وَاِنَّ الْكَذِبَ رَيْبَةٌ۔

آخری وقت امام حسنؓ نے امام حسینؓ سے فرمایا: میں نے عائشہ ام المؤمنینؓ سے ایک بار ذکر کیا تھا کہ مجھے اپنے گھر میں دفن ہونے کی اجازت دیں۔ انھوں نے مان لیا تھا۔ مجھے دیکھ جوتا ہے۔ مہرہ انھوں نے میری شرم سے کہہ دیا ہر اب تم میری وفات کے بعد جانا اور میری درخواست کرنا اگر وہ خوشی سے اجازت دے دیں تو مجھے وہیں دفن کرنا۔ ہاں میرا



یہ بھی خیال ہے کہ بل حکومت مجھے وہاں دفن نہ ہونے دیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں تو مت جھڑنا اور پھر مجھے بقیع الغرقد ہی میں دفن کر دینا۔

جب ۱۰ محسنؑ کے سہم اظہر سے روح انور نے پرواز کیا تو امام حسینؑ حضرت عائشہؑ کے پاس آئے اور ان سے اجازت مانگے تو انہوں نے کہا نعم و کرامت ہاں اور میں اسے عزت سمجھتی ہوں۔

مردان حکم مدینہ نے یہ واقعہ سنا تو یوں کہ وہ بھی تھوڑا سا ہے اور وہ بھی جھوٹی ہے۔ حسنؑ یہاں کبھی بھی دفن نہ ہوگا۔ عثمانؑ تو ترانہوں نے قبرستان میں بھی دبانے نہ دیا اور آج حسنؑ کو عائشہؑ کے گھر میں دفن کرنا چاہتے ہیں۔  
الغرض حضرت امام محمد وح نے ۴۰ سال کی عمر میں بہ ماہ ربیع الاول ۶۱ھ میں وفات پائی اور والدہ مکرمہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت ۱۰ محسنؑ کی شان میں روایت ابنی بکرہ میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں وَإِنَّهُ رَیْحَانَتِی مِنَ الدُّنْیَا دُنْیَا مِیْکُوْدَہِ تَمِیْرٍ اِیْچُول ہے۔

اور حسینؑ شہید بن علیؑ کی منقبت میں یہ حدیث ہے:

اِنَّهُمَا سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ  
یہ دونوں نوجوان بہشت کے سردار ہیں

دوسری حدیث ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبُّهُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ  
اَحَبَّهُمَا  
اے خدا میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما اور جو کوئی ان دونوں سے محبت رکھے تو مجھے محبت فرما

امام حسنؑ کے ایک قانونی مشورہ کا ذکر علامہ ابن القیمؒ نے لکھا ہے، جو دلچسپ ہے:

ایک شخص کو گرفتار کر کے علی مرتضیٰؑ کے سامنے لایا گیا۔ گرفتاری ایک ویران غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اُس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی، یہ کھڑا ہوا تھا اور ایک دُش خاک و خون میں تروپ رہی تھی۔

اس شخص نے حضرت علی مرتضیٰؑ کے سامنے اقبال کر لیا اور انہوں نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اتنے میں ایک اور شخص دوڑا دوڑا آیا اور اُس نے خلیفہ کے سامنے اقبال جرم کیا۔ علی مرتضیٰؑ نے ملزم اِوَل سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں اقبال کیا تھا۔ اس نے کہا کہ جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں قصاب ہوں میں نے جائے وقوع کے قریب

۱۔ مردان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانؑ پر منجانب باغیان قوم جو ظلم و ستم ہوئے اس میں، بل بیت نے بھی کوئی حقہ لیا تھا۔ مگر یہ بہتان عظیم ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان عاملوں نے اپنے افعال کو چھپانے کے لیے حضرت عثمانؑ کے بزرگ نام کو سپر نہایا تھا ورنہ ان کو عثمانؑ غنیؑ سے کوئی منہ بہت نہ تھی۔

۲۔ ماخوذ از استیعاب ص ۱۴۲ ۱۴۱ الاستیعاب ۱۴۰ ہر دو روایات کو امام عبد البر نے الاستیعاب میں روایت کیا ہے۔

ہی بقرہ کو ذبح کیا تھا، گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کا زور پڑا میں جائے وقوع کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی میں اسے دیکھنے کے لیے اُس کے قریب پہنچا، دیکھ رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کر لیا سب لوگ کہنے لگے کہ یہی شخص اس کا قاتل ہے۔ مجھے بھی یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا، اس لیے میں نے اقبال کرین ہی بہتر سمجھا۔

اب دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا۔ اُس نے کہا میں ایک اعرابی ہوں، مفلس ہوں، مقتول کو میں نے بطع مال قتل کیا تھا، اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی، میں ایک گوشہ میں جا چُپا۔ اتنے میں پولیس آگئی اُس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا۔ اب جب کہ اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے مجرم کا اقبال کروں۔

یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام حسنؑ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر اس شخص نے ایک کو ہلاک کیا ہے تو ایک شخص کی جان بچائی بھی ہے اور اللہ نے فرمایا ہے وَمَنْ أَحْيَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا حضرت علیؑ نے مشورہ کو قبول فرمایا، دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دلایا یہ

## اولاد امام حسن علیہ السلام

امام بہام کے بارہ بیٹے تھے:

زید حسن مثنیٰ حسنین طلحہ اسمعیل عبد اللہ حمزہ یعقوب عبد الرحمن عبد اللہ بوکرہ قاسم عمر۔  
پانچ بیٹیاں:

فاطمہ ام سلمہ ام عبد اللہ ام الحسنیہ ام الحسن۔

امام حسنؑ کی نسل ان کے چار فرزندوں یعنی زید حسن مثنیٰ حسینؑ الاثرم اور عمرؑ سے جاری ہوئی تھی مگر حسینؑ اور عمرؑ کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب دنیا میں زید اور حسن مثنیٰ کی اولاد باقی ہے۔

اور حسن علیہ السلام میں سے عمر اور قاسم اور عبد اللہ میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

(الف، زید بن حسن علیہ السلام، التوفی ۲۱ ہجری)

ن ن ن کا نام فاطمہ بنت ابو مسعود عقبہ بن عمر بن ثعلبہ الخزرجی الانصاری ہے حضرت زید کے فرزند ابو محمد حسن سلطنت منصور میں امیر مدینہ ہو گئے تھے۔



حضرت سید محمد گیسو در ز خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی حضرت زید بن حسن کی ورد سے ہیں، ان کا مزار بمقام گھبرہ اعداؤں سے کار نفاذ ہے۔

## (ب) حسن مثنیٰ بن حسن علیہ السلام (المثنوی شہجری)

ان کی والدہ خولہ بنت منصور بن ریان بن عمرو بن جابر بن عقیل بن سمی بن مازن بن فزارہ ہیں۔ صدقات علی مرتضیٰ کا اہتمام حضرت حسن مثنیٰ ہی کے متعلق تھا، یہ میدان کربلا میں شریک ہوئے اور سخت زخمی ہو گئے تھے۔ اختتام جنگ کے بعد ان کو سسکتے ہوئے دیکھا گیا۔ اس کا بن خارجہ فزاری نے ابن سعد سے علاج کرانے کی اجازت حاصل کر لی اور یہ اچھے ہو گئے۔

امام حسینؑ کی دسترفا طمان کے نکاح میں تھی جس سے ابراہیم الغمر حسن مثلث اور عبداللہ محض پیدا ہوئے تھے۔

یہ تینوں وہ پہلے شخص ہیں جو طرین سے فاطمی ہیں۔ یہ شرف اور میں نہیں پایا جاتا۔ ایک رومیہ عورت سے داؤد و جعفر دوا اور فرزند بھی تھے۔

۱۔ عبداللہ محض شیخ بنو ہاشم کے لقب سے ملقب تھے۔

ان کے پانچ فرزند تھے: محمد ذی النفس الزکیہ - ابراہیم - موسیٰ الجون - محمد سلیمان وادریس۔

محمد ذی النفس الزکیہ نے دعویٰ خدفت کیا تھا اور امام ماک نے ان کی رفاقت کا فتویٰ دیا تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ محض نے بھی دعویٰ خدفت کیا تھا اور امام ابوحنیفہ نے ان کو چار ہزار درم بطور امداد بھیجے تھے، ان کے بیٹے حسن اور ان کے فرزند عبداللہ مشہور ہیں۔ دنیا میں ان کی نسل باقی ہے۔

عبداللہ محض کے فرزند موسیٰ الجون کی نسل بھی بہت پھیلی ہے۔ شیخ الجلیل امام الماویہ ابو صالح سیدی الشیخ عبداللہ درجیلانی حضرت موسیٰ الجون ہی کی نسل سے ہیں۔

۲۔ سلاطین لفظ ہاشمی سے سین عمر لفظ کا اہل سے، سلاطین لفظ معشوق الہی سے برآمد ہوتا ہے جنہیں اللہ بہت حقے۔ کرامات کثیرہ کی روایت توڑ کے ساتھ مشہور ہیں۔ سلسلہ تادریہ ذلت کرامی پر مبنی ہوتا ہے۔ تصنیفات سے چند کتابیں ملی ہیں سید عبدالوہاب شعری نے تحریر کیا ہے کہ سید الشیخ جیلانی نے فرمایا ایک روز مجھے نور عظیم نظر آیا جس نے افق کو چھپایا تھا۔ پھر اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی، اس نے کہا: عبداللہ عمار میں تیرا رب ہوں اور تیرے لیے جملہ محرمات کو حلال کرتا ہوں میں نے کہا اے یحییٰ دور، دور، اسی وقت وہ نور ظلمت بن گیا اور وہ صورت بن گئی۔ پھر آواز آئی: عبداللہ عمار تیرے خدا نے تجھے علم دیا اور منازل احوال کا تقفہ عطا کیا، اس لیے تونہ کیا ورنہ ستر بلطریق میں اسی من کر کے چکا ہوں میں نے کہا یہ سب کچھ بفضل ربانی ہے حاضرین نے عرض کیا کہ حضور نے کیوں کر سمجھ لیا کہ وہ شیطان ہے؟ فرمایا اس فقرے کے جملہ محرمات کو حلال کرتا ہوں۔

جلد دوم از لائق الازار لمبقات ناخیا مشعرفی ص ۱۸۱ بقیہ ص ۱۸۲

خواجہ سید گیسو در ز کا نسب

حضرت پیران پیر کا نسب



۲۔ ابراہیم الغریب حسن مثنیٰ کا لقب غم کثرت جوہر کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔ ابراہیم کی کنیت بے شک ہجری میں ۶۹ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ ان کی نسل اسمعیل دیباچ سے جاری ہے۔ اسمعیل دیباچ کی کنیت ابو ابراہیم اور لقب شریف الخداس تھا۔ ان کے فرزند حسن کی نسل دو فرزند ان لتیج اور ابراہیم طباطبایا سے جاری ہے، اور بہ کثرت پائی جاتی ہے۔ سادات بموعدہ کا سلسلہ نسب انہی میں آکر شامل ہوتا ہے۔ بموعدہ میں سے سید محمد دین محمد بن حسین بن قریش کی ولد دہلی میں موجود ہے۔

۳۔ حسن المثنیٰ بن حسن مثنیٰ کی کنیت ابو علی ہے ۷۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی نسل دنیا میں موجود ہے۔  
 ۴۔ داؤد بن حسن مثنیٰ کی والدہ رومیہ ہیں یہ اور امام جعفر صادق باہم ضیع تھے۔ اور یہی صدقات علی مرتضیٰ کے متولی تھے۔ ان کی نسل سلیمان بن داؤد سے جاری ہے۔ سلیمان کی والدہ ام کلثوم بنت امام زین العابدین ہیں۔ سلیمان کی نسل چار فرزندوں موسیٰ، داؤد، اسحق و حسن سے دنیا میں موجود ہے۔  
 ۵۔ جعفر بن مثنیٰ کی کنیت ابو الحسن ہے ۸۵ھ میں وفات پائی۔  
 ان کا بیٹا حسن تھا جس کی نسل عبداللہ اور جعفر ملقب بہ غدار اور محمد الشلیق سے جاری ہے۔ قرزویں، راوند مراغہ میں یہ نسل پائی جاتی ہے۔

## ۲۔ امام حسین علیہ السلام سبط الرسول ﷺ

امام حسن علیہ السلام کے برادرِ خورد ہیں۔ ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔  
 واقعہ غدیر کا قول ہے کہ حسن کی ولادت سے ۵۰ یوم بعد حسین علیہ السلام نے بطن مادر مطہر میں استقرار پزیر کیا۔ امام جعفر صادق عن ایہ کی روایت میں ہے: لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ إِلَّا طَهْرًا وَاحِدًا۔  
 مصعب الزبیری سے روایت ہے کہ امام حسینؑ نے پچیس حج پیادہ پا کئے تھے۔ یہ روایت الاستیعاب کے کافی میں ہے کہ امام حسنؑ نے بیس حج کیے تھے۔ میرے نزدیک یہ دونوں روایات شہیدین سعیدین کے متعلق صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ صورت تطبیق یہ ہے کہ دونوں بھائیوں نے بیس حج شامل کیے ہوں گے۔ امام حسین کے پانچ حج زائد ہیں یہ غالباً بعد از وفات امام حسنؑ ادا کیے ہوں گے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۷) شمرانی نے نسب عالیٰ کی طرح بیان کیا ہے: شیخ عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ بن یحییٰ الزاہری محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما (محمد سلیمان)۔  
 ۱۔ حسن و حسین میں صرف ایک طہر کا فاصلہ تھا ان روایات سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ غلط بات مشہور ہے کہ امام حسینؑ بطنی والدہ مطہرہ ہیں۔  
 صرف پچہ ماہ ٹھہرے تھے۔ کیونکہ، تیرا و انتہا سے محل کی تاریخوں کا تعین ہو چکا ہے۔



ابو ہریرہ کہتے ہیں میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا کہ حسینؑ بچہ ہی تھے کہ نبی صلعم نے ان کی دونوں کھائیوں کو چڑا۔ اُس وقت حسین کے قدم نبی صلعم کی پشت قدم پر تھے۔ پھر فرمایا: چڑھو۔ چڑھو۔ حسینؑ اوپر کو چڑھتے جاتے تھے، حتیٰ کہ ان کے پاؤں نبی صلعم کے سینہ پر تھے اور منہ کے برابر منہ تھا۔ پھر فرمایا منہ کھولو آنکھوں نے منہ کھولا تو نبی صلعم نے اُن کا منہ چوم لیا اور زبان سے فرمایا:

اللّٰهُمَّ اَحِبُّهُ قَرِیْبِيْ اَحِبُّهُ  
مَنْ مِّنْ اِسْلَامِ الْمَدِیْنَةِ تَرَكَهُ مَا لَا یَعْنِیْهِ

امام زہری نے (با سناد عن علی بن الحسین عن ابیہ) امام حسین سے یہ حدیث نبوی کی روایت کی ہے: انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ گناہ آمیز چیز کو ترک کر دے

امام حسن سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں مہدی بن ابی ہار سے جو نبی صلعم کا علیہ مبارک بیان کرنے میں ممتاز تھے۔ نبی صلعم کا علیہ سنا دیکھ کر ہرگز نہ کیا۔ پھر جب میں نے ذکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پیشتر ہی دنیا کر چکے اور اُن چکے تھے، بعد انھوں نے حضور کی آمد و رفت کے متعلق کچھ زاید معلومات بھی حاصل کر رکھی تھیں۔

مسند احمد و سنن ابو داؤد میں ایک اور حدیث مرفوعہ حسین علیہ السلام سے مروی ہے:

اِنَّ لِّلنَّاسِ اِثْلَ حَقِّ وَّ اِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ سَآئِلٌ كَا حَقِّ قَتْلٍ مَّوْجُوْبٍ اَوْ اِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ سَآئِلٌ كَا حَقِّ قَتْلٍ مَّوْجُوْبٍ اَوْ اِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ سَآئِلٌ كَا حَقِّ قَتْلٍ مَّوْجُوْبٍ

امام حسین علیہ السلام شاعر بھی تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار اپنی بیوی رباب بنت امرئ القیس الکلبی اور اپنی بیٹی سکینہ کے لیے جو رباب کے بطن سے ہیں، انشاء فرمائے تھے:

لَعَمْرُكَ اِنِّیْ لَاحِبُّ اَرْضًا  
تَحَلُّ بِهَا سَکِیْنَةٌ وَ الرَّبَابُ

۱۔ شامل ترمذی نے صاحب الامانی نے عون بن غریب المری سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروق کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک انجیل آئی۔ اس شخص رگوں کو پیرتا ہوا آیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ امرؤ القیس الکلبی ہے جس نے یکر بن وائل پر خلیج کا حمل کیا تھا۔ امیر المومنینؑ نے پوچھا۔ اب کیا چاہتے ہو؟ وہ بولا اسلام فاروق نے اسے مسلمان بنایا اور اسے شام کے رہنے والے ہو کر اعراسہ دار بنادیا اور رایت سرداری عطا کر دیا۔ امرؤ القیس اس مجلس سے اٹھا تو اُس کے سر پر رایت سرداری امداد تھا وہ اسی وقت واپس چل دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ حسینؑ کو لیے ہوئے۔ اس کو راہ میں مل گئے۔ امرؤ القیس سے فرمایا میں علیؑ کا زونبی ہوں۔ میرے یہ دونوں فرزند رسول صلعم کے نواسے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ہماری قربت ہو جائے۔ امرؤ القیس بولا۔ میری تین بیٹیاں ہیں میعاد علیؑ کو سلمیٰ حسن کو، رباب حسین کو دیتا ہوں۔ اس طرح رباب ام حسین کے نکاح میں آئی تھیں۔

۲۔ سکینہ صیغہ تصغیر ہے۔ ان کا نام امیر یا آمنہ جو بیان کیا گیا ہے۔ ان کے کئی نکاح ہوئے۔ اول عبد اللہ بن حسن بن علی سے ہوا تھا ایک نکاح، مصعب بن زہری سے ہوا تھا۔ ایک لاکھ ہزار دیا گیا۔ یہ غلط ہے کہ سکینہ کا انتقال زندان شام اور بچپن میں ہو گیا تھا۔ ۳۔ پہلے تین شعرا غانی سے اور چوتھا روضہ کائنات سیل سے نقل کیا گیا ہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے: پس تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے الفت رکھتا ہوں جہاں سکینہ اور رباب ٹھہری ہوئی ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۲۰)



أُحِبُّهُمَا وَابْدَلْ جُلَّ مَالِي ؛ وَلَيْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِي عِتَابٌ  
 فَلَسْتُ لَهُمْ وَإِنْ غَابُوا مُضِيعًا حَيَاتِي أَوْ يُغَيِّبَنِي الشُّرَابُ  
 كَانَ اللَّيْلُ مَوْصُولٌ بِلَيْلٍ إِذَا ذَمَّتْ سُكِينَةُ وَالرَّيَابُ  
 نبی رباب جس کی محبت میں یہ اشعار ارشاد فرمائے گئے۔ وہ بھی مہر و وفا کی پتلی تھی۔ امام بہام کی شہادت کے بعد بہت لوگوں نے ان کے پاس پیغام نکاح بھیجوائے، مگر انھوں نے انکار ہی کر دیا۔ صاحب الاغانی نے سند متصل کے ساتھ ان کے مندرجہ ذیل اشعار جو شہادت کے بعد کہے گئے تھے روایت کیے ہیں:

ان الذی کان نوراً یستضاء بہ بکربلاء قتیل غیر مدفون  
 سبط النبی جزاک اللہ صالحاً عتاً و جنبت خسران الموازین  
 قد کنت لی جبلاً صعباً السوذ و کنت تصحبنا بالرحم والدین  
 من لیتامی ومن للسائلین ومن یعنی و یا وی الیہ کل مسکین  
 واللہ لا یتغی صہر بصہرکم حتی اغیب بین الزمل والظین  
 حضرت امام بہام کی شہادت بروز جمعہ عشرہ محرم سنہ ہجری کو میدانِ کربلا میں جسے طفت بھی کہتے ہیں۔ آغاز وقت زوال میں ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

وَلَا تُحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَوْتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْتَضَوْنَ وَفَرِحِينَ  
 بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَدْحَقُوا بِهِمْ مِنَ خِيفَتِهِمْ إِلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ  
 وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ  
 الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ وَلِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَالْقَوَّاءِ  
 أَجْرٌ عَظِيمٌ (۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱)

بقیہ سہ صفحہ

نہ مجھے ان دونوں سے محبت ہے میں ان پر دولت کثیر خرچ کرتا ہوں اور عاتب کے عتاب کی پروا نہیں کرتا۔ کہ وہ یہاں نہیں ہیں میں ان کی غور و پروا داشت سے بے خبر نہ رہوں گا جب تک زندہ ہوں و جب تک مٹی مجھے پہچان نہ دے گی جب سکینہ اور رباب اپنے اقارب سے ملنے کی ہوئی ہوں تو رات ایسی لمبی نظر آتی ہے کہ یارات کے ساتھ دوسری رات مل گئی ہے۔ لے ان اشعار کے بعد اول حضرت حسان کے نعتیہ اشعار سے یاد کیا ہے۔ ترجمہ اشعار یہ ہے: وہ زور جو روشنی پھیلاتا تھا کربلا میں مقتول پر ڈا ہے اُسے کسی نے دفن ہی نہ کیا۔  
 سبط نبی اللہ تجھے ہماری جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ میزانِ مل کے خسران سے بچائے گئے۔ تم میرے لیے جندِ پیار کی چوٹی تھے جس کی پناہ یا رقی تھی یہ معذرت حضرت داؤد کی زبردستی جبرست ہے، آپ کا برتاؤ ہمارا ساتھ رحم اور دین کا تھا اب تمہیں کا کون ہے؟ اب فیروز کا کون ہے؟ اب کون رہ گیا ہے جس کے پاس ایک مسکین کو پناہ مل سکے اب میں اس قرابت کے بعد اور کوئی خیر خیر پسند نہ کروں گی حتیٰ حریت اور مٹی کے قدم میں جا چھپوں۔ نقل۔



واقعہ ہمارے ہاں مکمل بیان میں نے لکھا تھا اور ارادہ تھا کہ اسی کتاب میں شائع کیا جائے مگر احباب کے مشورہ سے قرار پایا کہ اسے علاحدہ شائع کیا جائے تاکہ تصوری قیمت پر بہت ہاتھوں تک پہنچ سکے۔ اس مضمون میں واقعات کو تنقیدِ صحت کے بعد لکھا گیا ہے۔ اصل خطوط کی عبارتیں نقل کی گئی ہیں اور شہداء کے اسرار اور قبائل کی تحقیقات کی گئی ہے۔

## امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم مبارک علی ہے۔ کثرتِ عبادت کی وجہ سے زین العابدین، سجاد، ذوالثقات لقب پڑ گئے تھے۔ واقعہ کر بلا میں عمر مبارک ۲۳ سال کی تھی۔ شہر میں پیدا ہوئے شہر میں وفات پائی۔ ان کی اولاد بنت یزدجرد ہیں، جو عمر فاروق کے عہد میں اسیر ہو کر آئی تھیں۔

امام زین العابدین کی نسل دنیا میں پچھ فرزندوں محمد باقر، عبداللہ الباہر، زید الشہید، عمر الاشراف حسین الصغر علی الصغر سے باقی ہے۔

دو بیٹیاں ام کلثوم و خدیجہ تھیں۔

ام کلثوم کا نکاح داؤد بن حسین مثنیٰ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے سلیمان پیدا ہوئے۔ سلیمان کی نسل داؤد، اسحاق اور حسن سے جاری ہے۔

خدیجہ کا نکاح محمد بن عمر بن علی مثنیٰ سے ہوا۔ ان کے بطن سے عبداللہ، عبید اللہ، عمر پیدا ہوئے۔ نسل باقی ہے۔

عبداللہ الباہر بن زین العابدین کو

امام باقر کے برادرِ شفیق ہیں ان کی نسل محمد الارقط سے جاری ہے:

اس کا ایک بیٹا تھا، اسمعیل۔ ان کے دو بیٹے تھے حسین اور محمد۔ یہ نسل رے، قم، جرجان میں پانی جاتی ہے۔

### زید الشہید بن امام زین العابدین

ان کی والدہ مہولہ تھیں، انھوں نے عہدِ سلطنت ہشام میں دعویٰ خلافت کیا تھا۔ بہت لوگوں نے بیعت کر لی تھی۔ مدائن، بصرہ، واسط، موصل، خراسان، رے، جرجان کے علاوہ صرف کوفہ ہی کے پانچ ہزار شخص تھے۔ جب یوسف ثقفی ان کے مقابلہ میں لشکر لایا تو یہ سب لوگ امام کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ زید شہید نے فرمایا کہ رَفَعُونَا الْيَوْمَ اَسْ دُنْ رَافِضِي كَالْفِطْرِ لَكَا۔ آپ د اصفرائیہ کہ اس جنگ میں زخم تیر سے شہید ہوئے تھے۔

ان کے چار فرزند تھے یحییٰ جو ۱۰ سال کی عمر میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی ایک دختر تھی باقی تین فرزندوں،

حسین ذی الدعوہ عیسیٰ موقم<sup>۱</sup>، شبان، محمد سے نسل جاری ہے۔

حسین ذی الدعوہ نے ۱۳۰ھ میں وفات پائی نسل کثیر باقی ہے وکتیل، سنبل وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ ترمذی کہلاتے ہیں۔

عیسیٰ موقم الاشبال کی نسل چار فرزندوں احمد، زید، محمد، حسین عصارہ سے جاری ہے۔ سادات بارہ ہجرم کا نسب محمد بن عیسیٰ تک منتہی ہوتا ہے۔ حسان المند میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ المتوفی ۱۳۰۰ھ سے نزدیکی سے ہیں۔

### عمر الانشرف بن امام زین العابدین

زید شہید کے برادر شقیق ہیں۔ ان کی نسل علی الاصغر سے جاری ہوئی۔ ان کے تین فرزند قاسم، عمر الشجری، ابو محمد الحسن تھے۔ نسل کثیر باقی ہے۔

### حسین الاصغر بن امام زین العابدین

ان کی والدہ کا نام ساعدہ ہے، جو ام ولد میں حسین الاصغر نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے عبد اللہ، عبید اللہ الاعرج، علی، ابو محمد الحسن، سلیمان سے نسل باقی ہے اور حجاز و عرق، شام و مغرب میں پائی جاتی ہے۔

### علی الاصغر بن امام زین العابدین

ان کی نسل اقطس سے جاری ہے۔ اقطس کی نسل علی العوری، عمر حسین حسن مکفوف، عبد اللہ شہید سے جاری ہے۔

## امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد نام۔ باقر لقب۔ ابو جعفر کنیت ہے۔ باقر العلوم، وافر الحکم، جلیل القدر تھے۔ صحیح مسلم میں ان کی حدیث عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارہ حج موجود ہے، جس سے دوسو کے قریب قریب مسائل مستخرج ہوتے ہیں۔ صحاح و سنن میں ان کی مرویات خوب ملتی ہیں۔ ولادت مدینہ میں ۳۰ھ میں، وفات ۶۰ھ میں ہوئی، ورجنت البقیع میں دفن ہوئے۔

واقعہ کربلا میں قریباً تیس سال کے تھے۔ ان کی نسل نہف امام جعفر صادق سے جاری ہے۔ ان کی والدہ ام عبد اللہ بنت امام حسنؑ ہیں۔

نے دست بدست لڑائی میں شیر کو ہلاک کیا تھا۔ موقم الاشبال "بچکان شیر کو تیرہ بنانے والا" لقب پر رکھا۔



## امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جعفر نام، صادق لقب، ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ ام فروہ میں، جو ابو بکر صدیق کے پوتے، قائم الفقہ کی بیٹی ہیں۔ ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق ہیں۔ اسی لیے امام جعفر صادق فخرًا فرمایا کرتے تھے وَلَدَنِي أَبُو بَكْرٍ مَرَّتَيْنِ مجھے ولادت میں ابو بکر سے دو بارے واسطے ہیں۔

و فرالعلوم، بشیر الفیوض تھے۔ دوادین، احادیث و سنین میں ان کی مرویات اور فتاویٰ موجود ہیں۔

ولادت ۳۵ھ۔ وفات ۱۲۰ھ۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔

ان کی نسل پانچ فرزندوں موسیٰ کاظم، اسمعیل، علی العریضی، محمد الماموں، اسحاق سے جاری ہے۔

۱۔ اسمعیل اپنے والد کے فرزند اکبر ہیں۔ اسمعیلیہ ن کو جعفر صادق کے بعد امام مانتے ہیں۔ ہزارائیس سرانغاں بالقاب کہ سلسلہ نسب انہی سے ہے۔ ان کی نسل دو فرزندوں محمد اور علی سے جاری ہے۔

علی لقب ضیاء الدین کے سلسلہ نسب میں ممدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعہ ہیں۔

۲۔ علی العریضی بن امام جعفر صادق کی نسل چار فرزندوں محمد، احمد الشعرائی، حسن، جعفر الماصغر سے جاری ہے اور خلق کثیر موجود ہے۔

۳۔ محمد المامون یا محمد وساج۔ انہوں نے دعویٰ خدفت بھی کیا تھا۔ مامون ارشید نے ان کو گرفتاری کے بعد معاف کر دیا تھا۔ ان کی نسل علی النجاشی، قاسمی، حسین سے جاری ہے۔ اکثر مصر میں پائے جاتے ہیں۔

۴۔ اسحاق بن جعفر صادق، مؤمن لقب، ابو محمد کنیت، امام موسیٰ کاظم کے برادر شفیق ہیں۔ شیعہ کا ایک فرقہ ان کو امام مانتا ہے۔

ان کی نسل محمد، حسن، حسین تین فرزندوں سے جاری ہے۔

## امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موسیٰ نام، کاظم لقب، ابو الحسن اور ابو ابراہیم کنیت تھی۔ ان کی والدہ کا نام حمیدہ ہے، جو ام ولد تھیں۔ ولادت ۸۳ھ مقام ابوار۔ وفات ۱۶۰ھ رجب ۱۵۳ھ کو بمقام بغداد ہوئی۔

یہ ۲ پسران اور ۳ دختران کے والد ہیں۔ فرزند ان زینہ میں سے

عبد الرحمن، عقیل، قائم، یحییٰ، داؤد اولد تھے۔

سلیمان - فضل - احمد کے صرف اولاد دختر تھی۔

حسین - ابراہیم الاکبر - ہارون - زید - حسن کی اولاد کے متعلق علماء نسب میں اختلاف ہے۔  
علی - ابراہیم الاسخر - عباس - اسمعیل - محمد شاق - حمزہ - عبد اللہ - عبید اللہ - جعفر کی نسل جاری ہے۔ اختصاراً تفصیل  
چھوڑ دی گئی ہے۔

سلطان الہند خواجہ بزرگ سید معین الدین حسن سنجر رحمۃ اللہ علیہ اجمیری المتوفی ۶ رجب ۷۳۲ھ امام موسیٰ کاظم

ان کی اولاد ہیں۔

## امام علی الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی نام - رضا لقب - ابو الحسن کنیت ہے۔ ولادت ۱۲۰ھ وفات بہ ماہ صفر ۲۰۳ھ بعمر نیچاہ و پنج سال مزار  
مشہد مقدس میں ہے۔ ان کی نسل صرف محمد الجواد سے جاری ہے۔

## امام محمد الجواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد نام - جواد لقب - ابو جعفر کنیت۔ ولادت رمضان ۱۹۵ھ وفات آخری ذی قعدہ ۲۲۰ھ بعمر ۲۵ سال شرمین رانی  
میں انتقال فرمایا۔ علی الہادی اور موسیٰ المبرقع سے نسل جاری ہے۔

۱۔ موسیٰ المبرقع کی نسل ان کے فرزند احمد سے جاری ہے۔ مضافات لکھنؤ خیر آباد، سفیدوں، پانی پت، سامانہ  
میں یہ نسل پائی جاتی ہے۔

## امام علی النقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی نام - عسکری لقب - ہادی و نقی علیہ السلام - ابو الحسن کنیت ہے۔ شرمین رانی میں بعمر ۴۱ سال ۶ ماہ وفات پائی۔ ولادت  
نصف ذی الحجہ ۲۱۲ھ وفات ۲۶ جمادی الآخر ۲۵۴ھ۔

دو فرزندوں ابو عبد اللہ جعفر کذاب اور حسن عسکری سے نسل جاری ہے۔

۱۔ ابو عبد اللہ جعفر کے نام کے ساتھ لقب کذاب بعض لوگ اس لیے شامل کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی  
حسن عسکری کی وفات کے بعد خود امام ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ان کی اولاد ان کو جعفر تو اب کہتی ہے اور اپنے آپ کو  
رضوی کہلاتے ہیں۔

ابو عبد اللہ کی کنیت ابو کریم بھی ہے۔ گرو سادہ تغیز کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ۱۲۰ بچوں کے والد تھے اس لیے اس کنیت  
سے پکارے گئے۔



ان کی وفات ۲۱ھ میں ہوئی۔ ان کی نسل کا صرف چھ فرزندانوں سے جاری ہونا پایا جاتا ہے۔

سمعیل حریف - یحییٰ الصوفی - ہارون - علی المختار - ادیس - طاہر۔

سمعیل حریف اور یحییٰ الصوفی کی اولاد مصر میں پائی جاتی ہے۔

ہارون بن جعفر کی اولاد میں سے سادات امروہ مشہور ہیں۔

علی المختار کی اولاد میں سے سادات کثیر ہیں۔ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی

۳۱ ربیع الاول ۲۵ھ اسی شاخ سے ہیں۔

محمد نازک اور سید جلال الدین بخاری نزہت مند تھے علی المختار کی اولاد ہیں۔

ادیس بن جعفر کی نسل قائم سے جاری ہے اولاد قواکم کہلاتی ہے۔

## امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسن نام عسکری لقب۔ ابو محمد کنیت۔ ولادت ۲۲ھ ماہ رمضان ۲۲ھ والدہ کا نام حدیث ہے جو اُم ولد تھیں۔ وفات ۸ ربیع الاول ۳۲۹ھ کو ترمین رای میں ہوئی۔

ایک فرزند محمد المہدی نصف شعبان ۳۲۹ھ میں پیدا ہوئے تھے جو ترمین رای کے غار میں بہ عمر چار سال غائب ہو گئے تھے۔ ۱۲۰۰ھ میں ان کو زندہ تسلیم کر کے امام منتظر۔ امام زمان مہدی دورن کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحِبُّ وَتَرْضَى لَكَ





(ب) اس مسئلہ پر مذہب کی رُو سے غور کرنا ہے۔ مذہب کا سرچشمہ ملک ایشیا ہے۔ حضرت مسیح بھی شام میں پیدا ہوئے اور ایشیائی ہیں۔

## ایشیا کے مشہور مذہب

ایک سے زیادہ بیوی کی تائید میں ہیں۔ قدیم ہندوستان کو لیجیے :-

(۱) سری رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرت کی تین بیویاں تھیں :-

پٹ رانی کو شلیا .. .. والدہ رام چندر جی

رانی سمتر .. .. والدہ لکھن جی

رانی لیکٹی .. .. والدہ بھرت جی

(۲) سری کرشن جی کی، توات، روں میں سولہ کلں سپورن تھے۔ سینکڑوں بیویاں تھیں :-

(۳) راجا پانڈو کے جو مشہور پانڈوں کا جد اعلیٰ ہے۔ دو بیویاں تھیں :-

کنتی .. .. والدہ یدہشتر و بھیم سین وارجن۔

مادری .. .. والدہ نکل و سہدیو۔

(۴) راجا شنتن کی دو بیویاں تھیں :-

گنڈا .. .. والدہ بھیکم

ستیوتی .. .. والدہ چترانگنہ پچتر ایسج پسران شنتن۔ نیز والدہ بیاس جی پسر پراشتر کھیشتر۔

(۵) پچتر ایسج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی :-

امیکا .. .. والدہ دھرتراشٹ۔ پسر بیاس جی۔

امبالکا .. .. والدہ پانڈو۔ پسر بیاس جی۔

لونڈی .. .. والدہ بدرا۔ بن بیاس جی۔

بقیہ مشیر ہندوستان رواج کہ خالفتہ پیروی کی ہے۔ کیونکہ اگر ہمارے واضعہ قانون اس مسئلہ کو قطعاً غریب اخلاق سمجھتے تو اس کا ضرور

عملی نسخہ دے دیتے۔ خواہ رسم اور رواج اس کی تائید میں پائے ہی جاتے۔ اسناد رسم سستی کے متعلق گورنمنٹ نے ایسا ہی کیا اگرچہ بعض

لوگ اس کی بنیاد مذہب پر بھی بتاتے تھے۔ تعدد شوہران کے بارہ میں ان عدالتوں کا یہی رویہ ہے۔ اگرچہ ان ملاقات کے لوگوں نے

رسم و رواج کو، بد میں بار بار پیش کیا ہے۔ ان انظار پر غور کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ دلیل صحیح ہے (محمد سلیمان عفی عنہ) :-

سہ ماہہ جیت رائے آنجمنی نے اپنی کتاب کرشن چتر میں صرف ۱۸ رانیاں تسلیم کی ہیں ہمارے مدعا کے لیے یہ تعداد بھی کافی ہے :-

## منہاج نبوت اور تعدد زوجات

اب اس مسئلہ کو منہاج نبوت پر دیکھ لینا چاہیے۔  
 عیسائی حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل ہیں اور ان کو خلیل الرحمن تسلیم کرتے ہیں۔  
 حضرت یعقوبؑ کو خدا کا اسرائیل اور نہایت برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں۔  
 حضرت موسیٰؑ کی بابت اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰؑ کی مانند کوئی نہیں اٹھا۔ جس  
 سے خدا آئے سامنے آشنائی کرتا ہے۔  
 ہم حضرت داؤد کی بابت بائبل میں یہ فقرہ پڑھا کرتے ہیں۔ ”خدا نے اس سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے۔  
 میں آج کے دن تیرا باپ ہوا ہے۔“  
 حضرت سلیمان کی بابت عیسائی مانتے ہیں کہ خدا نے اسے فرمایا تھا۔ ”میں نے ایک عاقل اور سمجھدار دل  
 تجھ کو بخشا۔ ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا۔ اور نہ تیرے بعد تجھ سا برپا ہوگا۔“ تسلیم کرتے ہیں کہ  
 خدا نے سلیمان کی بابت یہ بھی کہا تھا۔ ”وہ میرا بیٹا ہوگا۔ میں اس کا باپ ہوں گا۔“  
 حوالجات بالا کے بعد ہم بہ وثوق اپنی رائے قائم کر سکتے ہیں کہ انبیاء صدر کے افعال منہاج نبوت  
 کے ثابت کرنے میں محکم ترین دلائل اور بہترین نظائر ہیں۔

## اب انبیاء صدر کے متعلق ملاحظہ ہو

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین بیویاں تھیں :-

- (۱) سیدہ ہاجرہ۔ کتاب پیدائش ۱۶۔ والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام۔
- (۲) سیدہ سارہ۔ کتاب پیدائش ۱۵۔ والدہ اسحاق علیہ السلام
- (۳) قتورہ خاتون کتب پیدائش ۲۵۔ والدہ زمران۔

حضرت یعقوبؑ اسرائیل کی چار بیویاں:

- ۱۔ لیاہ۔ کتاب پیدائش ۲۹۔ والدہ روبن۔ سمعون۔ لاوی۔ یہودہ۔ آشکار۔ زبولون
- ۲۔ زلفہ۔ کتاب پیدائش ۲۹۔ والدہ جد۔ آشور۔
- ۳۔ راحل۔ کتاب پیدائش ۲۹۔ والدہ یوسف علیہ السلام و بن یامین۔

۱۔ یعقوب کا خط مشمول انجیل ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ خروج باب فقرہ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵



۴۔ بلکہ۔ کتاب پیدائش ۲۹/۲۹۔ والدہ وان و نقتالی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں :-

سنورہ خاتون۔ کتاب خروج ۲/۲۱۔ و مرد تعبیر سوم۔ حینر۔

۲۔ حبشیر۔

۳۔ ایب اور بیوی جس کے باپ کا نام قینی تھا۔ قانیون ۱/۱۶۔

۴۔ یف اور بیوی جس کے باپ کا نام حباب تھا۔ قانیون ۱/۱۶۔

۱۱۔ جب تور لے کر اپنے دشمنوں پر خرمن کر کے

حضرت موسیٰ پر بے تعداد بیویوں کا جواز اور خداوند تبارک و تعالیٰ ان کو تیرے ہاتھوں سے گرفتار

کرے اور تو انہیں اسیر کر لائے۔ ۱۱۔ اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اسے چاہے کہ

تو اسے اپنی جوڑ بنائے۔ ۱۲۔ تو تو اسے اپنے گھر میں لے۔ اس کا سر منڈا و زنا خن کٹوا۔ ۱۳۔ تو وہ اپنا اسیر کا

لباس اتارے و تیرے گھر میں رہے۔ اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اس

کے تو اس کے ساتھ خلوت کر اور اس کا تنہم بن کر اور وہ تیری جوڑ بنے۔ کتاب استثناء ۲/۱۲۔

حضرت داؤد کی ۱۱ بیویوں کے نام اور ان کے علاوہ اب، دس حرموں کا ذکر آج، اور حرموں

اور (د) جو روؤں کا ذکر بائبل سے حسب مراحط ذیل متا ہے۔

نام زوجہ	توالد	کیفیت اور ان کے بچے پیدائشہ فرزند ان کے نام
۱۔ اخنوم	۱۔ سموئیل ۲۳/۲۶	آمنون پہلو تھا اس سے پیدا ہوا۔
۲۔ ابی جیلی	" "	کلیاب اس سے پیدا ہوا۔
۳۔ میکئل بنت ساؤل بادشاہ اسرائیل	۱۔ سموئیل ۲۴/۲۴	بہادور۔
۴۔ معکہ بنت تلمی بادشاہ جبور	۲۔ سموئیل ۳ باب	ابن سمر اس سے پیدا ہوا۔
۵۔ حجیت	"	ابی سلوم۔ و۔ اودیاہ پیدا ہوئے۔
۶۔ ابیطال	"	مقطیاہ پیدا ہوا۔
۷۔ عجلاہ	"	تیرعام اس کے بطن سے پیدا ہوا۔

داؤد کے مندرجہ بالا فرزندان بمقام حرمین پیدا ہوئے

تھے :- ۲۔ سموئیل ۳ باب

حضرت سیمون سے پیدا ہوئے۔

۷۔ سموئیل ۲۹/۲۳

۱۔ بنت سبع دختر ابیعام

نام زوجہ	توالہ	کیفیت اور ان کے بطن سے پیدا شدہ فرزندان کے نام
۹۔ ابی شاگ	۲۔ سموئیل	
۱۹۔ دس حرمین داؤد کی۔	۲۔ سموئیل	

دیگر داؤد نے حبروں سے آکر یروشلم میں اور حرمیں .....

دیگر ..... اور جو روئیں کیں۔ ۲ سموئیل ۵/۱۳

### حضرت سلیمان کی ایک ہزار عورتیں

اس کی سات سو جو روئیں بیگمات اور ۳۰۰ حرمیں تھیں۔ سلاطین ۳/۱۱

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ خدائے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں اور ان کی کثرت زوجات کی بنیاد پر عیسائیوں نے ان انبیاء کی تقدیس میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہم ابھی اور مثالیں پیش کریں گے۔ حزقیل نبی کی کتاب کا ۲۳ باب نکالو اور ایک تا ۴ درس پڑھ جاؤ۔ ۲۳/۱۔ خداوند کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا۔

۲۳/۲۔ اے آدم زاد، دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں۔

۲۳/۳۔ ان میں بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن کا اہولیہ اور وہ میری جو روئیں بنیں اور بیٹے بیٹیاں جنیں۔

اس کلام میں خدا نے ایک سے زیادہ عورتوں کو جو روئیں بنانے کا ذکر کیا ہے۔

عیسائی کہیں گے کہ یہ کلام تمثیلی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ عورتوں کا جو رو بنانا خدا کے نزدیک پسند نہ ہوتا تو وہ تمثیلاً بھی اس فعل کو اپنی جانب منسوب نہ کرتا۔

اس کے بعد انجیل متی کا ۲۵ باب پڑھو۔ حضرت مسیحؑ نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی۔ گھر میں گئیں اور پانچ جو پیچھے رہ گئی تھیں، ان کے لیے دروازہ نہ کھولا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ کبھی اس تمثیل بیان کو زبان پر نہ لاتے، اگر ان کے نزدیک ایک سے زیادہ بیوی کا جو رو پسندیدہ نہ ہوتا۔ انگلستان کا مشہور شاعر ملٹن تو اسی تمثیل سے ایک سے زیادہ بیوی کے جواز کا قائل تھا۔

ان تمام حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو منہاج نبوت ہزاروں سال سے سینئروں انبیاء نے اپنے پاک اور محکم پال چلن سے قائم کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ نبی کے گھر میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی ہیں۔

اگر کوئی شخص بکسی جہاز سے ساتھ نتیجہ بانا میں متفق نہیں ہے تو اسے عبرانیوں ہم ۱۳ پڑھنا چاہیے۔

بیابا کرنا سب میں بھلا ہے۔ اور بہتر ناپاک نہیں۔

لے داؤد نے ان کو یک قصور میں یہ منزادی کہ ان کے پاس نہ گید وہ مرتے دم تک قید میں رہیں درمنا پے میں دن کاٹے۔ ۲ سموئیل ۲۴/۲۰



یہ خدا حرام کاروں اور زانیوں کی عدالت کرے گا۔

یہ درس صرف دو ہی صورتوں کا ذکر کرتا ہے (۱) بیاض (۲) زنا۔ اب اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا ناپاک بستر ہے، تو کیا وہ یہ بھی اقرار کرنے کو آمادہ ہے کہ وہ سب لوگ مقدس جن کی نبوت پر اسے ایمان ہے۔ عبرانیوں کے فقرہ ہم آ کے مصداق تھے۔ ہم جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کوئی بھی ایماندار عیسائی ایسا نہیں پایا جائے گا۔ اس لیے ہم ہر ایک عیسائی کے ایمان ہی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جناب ختمیت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ لفظ کہنے سے اسی طرح رک جائے جس طرح وہ حضرت ابراہیم و یعقوب اور موسیٰ و داؤد علیہم السلام کے سامنے مہربان ہو گیا ہے۔

## فصل اول

### نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کثرت زوجات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر نظر ڈالو کہ ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال حضور کے کمال تجرد سے گزرتے ہیں۔ جس بزرگ نے ۲۵ سال تک عنفوان شباب اور جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت ورع کے ساتھ پورا کیا ہو اور جس کے حسن مردانہ کے کمال نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اس سے تزویج کا آرزو مند کر دیا ہو پھر بھی ربع صدی تک اس کے تجرد و تقویٰ پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ جس مقدس ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ سال تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمریں ان سے ۱۵ سال بڑی اور ان سے پیشتر دوشوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن کر عمر بھر کی ہو اور پھر اس ربع صدی کے زمانہ میں حضور کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو۔ بلکہ اس کے مرجوئے کے بعد بھی ہمیشہ اس کی یاد کو تازہ رکھا ہو کیا ان کی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس تزویج کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستارین حسن کی شادیوں میں پائی جاتی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ۵۹ سے لے کر ۵۷ء تک کی درمیان میں، کا پنجسالہ زمانہ ایسا ہے جب ازواج مطہرات سے ہجرت آباد ہوئے تھے اس لیے ہر ایک شخص کو غور کرنا چاہیے۔ زندگی مبارک کے ۱۵ سالہ رویہ سے بڑھ کر جو عمل ہوا اس کے خاص خاص اسباب کی جتنی خصوصیات ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی موجود ہے: مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ. نو کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر سماج کیسے۔ ان کی بنیاد و فوائد کثیرہ دین اور مصلحت جمیلہ ملک اور تقاضا حسہ قوم پر مبنی تھیں۔

۱۔ مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ داری برہایت سهل بن سعد:







اصول ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کی دستی اس کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔

عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح نے اثنان قرآن و حفاظت کتاب اللہ و نشر احادیث و تعلیم نساء کے بارہ میں فوق سعادت کام کیے اور پھر صدیق و فاضل کی خلفتوں کو زیادہ بابرکت اور زیادہ پر منفعت بنانے میں بہت بڑا کام کیا۔ اور یہ ایسے فوائد ہیں جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمدہ تدبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ہم نے جن فوائد کا ذکر کیا ہے، یہ نمونے ہیں، ان اغراض و مقاصد دینیہ کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہر ایک نکاح سے مد نظر ہوتے تھے اور جن کا حصار کرنا ہمارے لیے قریباً ناممکن ہے۔ لیکن جب اس مختصر بحث کے لیے واضح ہو گیا کہ تعداد زوجات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدعا ئے اعلیٰ انبیائے سابقین کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ اور ضروریات مکی اور مصالح دینی پر بھی مشتمل تھا۔ تو ہر ایک شخص کو جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم صحیح کا مادہ رکھتا ہے، اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسا ہی کرنا شایان و ضروری تھا اور اگر ایسا نہ کرتے تو بہت سی مصلحتوں سے ملک اور نوع اور قوم اور اسلام کو محروم ہونا پڑتا اور یساکر اس مصلح اعظم کی شان کے منافی تھا جسے خدا نے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔

## فصل دوم

# ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف و فضیلت کا ایک شعبہ ہے۔ اس لیے سیرت نبوی میں ان کے فضائل کا ذکر ضروری ہے۔

ہم ان فضیلتوں کا ذکر اس وقت قرآن مجید سے منبر و رکریں گے۔

فضائل واردہ احادیث کا ذکر کسی اور مقام پر ہوگا۔

فضیلت اول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب علی سے یاد فرمایا ہے۔

زبان عرب میں لفظ زوج کا استعمال متشابه، متشکل و متساوی اشیاء پر کیا جاتا ہے۔

مثلاً زَوْجَا خَيْفٍ۔ جراب کے دونوں پاؤں۔

قرآن مجید میں ہے:-

أَحْسَرُوا السَّيِّئِينَ ظَلَمُوا وَأَنزَلْنَا جَهَنَّمَ (۲۲:۳۰) یعنی ظالموں کو اور جو ان جیسے تھے، بتی کرو۔

دوسرے مقام پر ہے:-

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (۸۱:۱) یعنی جب ہر ایک گروہ کو قسم دار کیا جائے گا، مان و صاع کے ساتھ، فی جہنم فاجر

کے ساتھ ملا یا جائے گا۔

پس جب ازواج نبی صلعم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام صدق الیام میں ازواج النبیؐ فرمایا تو یہ خطاب فی الواقع ان کے لیے نبی صلعم کے ساتھ اتصال دوام اور تشاکل تام کا مظہر ہو گیا۔

اس نکتہ کے مزید انشراح کے لیے آپ تمام قرآن مجید پر تہہ برفرائیں کہ ایک بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ کسی عورت کو کسی مرد کا یا کسی مرد کو کسی عورت کا زوج بتایا گیا ہو اور دونوں میں اتحاد ظاہری و باطنی اور وحدت ازدواجی و ایدنی پائی نہ جاتی ہو۔

اس نکتہ کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن پاں نے لفظ مراۃ کے استعمال میں یہ تقید نہیں کیا۔ بلکہ اس کا استعمال ہر چار صورت ہائے ذیل میں ہوا ہے :-

۱۔ جب زن و شوہر ہر دو کافر ہوں۔ ابولہب اور اس کی عورت کے لیے فرمایا :-

وَأَمْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (۴: ۱۱۱) اس کی عورت لڑکیوں کے چننے والی۔

۲۔ جب شوہر مومن اور عورت کافر ہو۔ فرمایا :-

إِمْرَأَةً نُّؤِجَ وَإِمْرَأَةً لُّؤِطِ (۱۰: ۶۶) نوح اور لوط کی عورتیں

۳۔ جب عورت مومنہ اور شوہر کافر ہو۔ فرمایا :-

إِمْرَأَةً فِرْعَوْنِ (۱۱: ۶۶) فرعون کی عورت

۴۔ جب زوجین مومن ہوں :-

حضرت زکریا علیہ السلام اپنی بیوی کی بابت فرماتے ہیں :-

وَكَاُنْتَ اِمْرَاَتِي عَاقِرًا (۵: ۱۹) میری عورت بانجھ ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے قصہ میں ہے :-

فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاَتُهُ فِي صَرَّةٍ (۲۹: ۵۱) اس کی عورت جہمت میں تھی۔

صورت اول کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج عزت کا خطاب ہے۔ ابولہب اور اس کی عورت کو یہ خطاب نہیں مل

سکتا تھا۔

صورت دوم و سوم کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زوج میں تشاکل و تساوی ہوتا ہے، نہ کافر عورت مسلمان شوہر سے مث کلت رکھتی ہے اور نہ مسلمان عورت کافر شوہر سے۔ اس لیے لفظ "امراۃ" پر اکتفا ہوئی۔

صورت چہارم کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زکریا اور حضرت ابراہیمؑ کی بیویوں کے حمل اور ولادت کا ذکر تھا اور

یہ ذکر "امراۃ" کے ساتھ کیا جانا زیادہ بیغ حق۔ کیونکہ لفظ زوج کا اصدق مرد اور عورت ہر دو پر نافذ ہوتا ہے۔

البتہ کوتاہ فہم شنیص کے ازالہ شبہ کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کیا کہ حضرت زکریا کی بیوی کا ذکر دوسری



آیت میں لفظ زوج سے بھی فرمایا۔

وَصُحْبًا لَهُ زَوْجَةً (۹:۲۰) یعنی ہم نے اس کی بیوی کے مرض کی تسخیر کر دی۔

اور حضرت ابراہیم کی بیوی کی بابت زبان ملک سے یہ بیان فرمایا:

رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (۱۱:۲۰)۔ گھر والے تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

غرض لفظ زوج کے استعمال کی بابت اللہ تعالیٰ کا یہ التزام اور لفظ امراة کے استعمال میں یہ عدم التزام ہماری دلیل کو ثبوت مستحکم کرتا ہے۔

اب یاد رکھنا چاہیے کہ ازواجِ نبیؐ کو سورۃ مریم میں دو دفعہ اور سورۃ احزاب میں چار دفعہ ازواجِ انبیؐ فرمایا گیا ہے۔ اسی سے ان کا شرف اور فضیلت آشکار ہے۔

فضیلت دوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنَ الْبَنَاتِ (۳۲:۳۲) تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔

النساء میں جنس انوشت کا ہر ایک فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ پھر لفظ احد بھی موجود ہے اور جب نفی کے لیے لفظ احد کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے۔ تو کرو۔  
وَلَا يَكُنْ لَّكَ نَفْوَ أَحَدٌ زَوْجًا لَّكَ نَفْوَ نَفْسٍ غرض نفی میں احدہ استعمال کسی استثناء کے موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ ازواجِ نبیؐ کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر و متمیز اور شان خاص کا ہے۔

فضیلت سوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا خَلَقْنَاكَ أَزْوَاجَكَ (۵:۳۳) ہم نے تیری زوج کو تیرے لیے جعل رکھی۔

زن و مرد تزیین کے بعد زن و شوہر بن جاتے ہیں۔ خواہ یہ تزویج اسوہ کے مطابق ہو یا مذہب غیر اسوہ کے مطابق ہو جس کے پابند یہ زن و مرد اس وقت تھے۔ لیکن کوئی زن و شوہر دعویٰ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس عقد کا درگاہ رب عزت میں کیا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ انبیؐ کے متعلق إِنَّا خَلَقْنَاكَ أَزْوَاجَكَ کا حکم قرآنی دیکر اعلان فرما دیا کہ نبیؐ کی بیویوں کا ازواجِ انبیؐ ہونا منظور رب العالمین ہے اور ظاہر ہے کہ یہ منظوری فی الواقع ان کے لیے فضیلت عظیمہ ہے۔

فضیلت چہارم۔ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کے حسن معاشرت یا ازواج کی امداد ان الفاظ میں دی ہے۔

تَبَتَّغِي فَرَصَاتِ زَوَاجِكَ (۶۰:۶۰) نبیؐ اپنی ازواج کے رفیقہ کی ابتغا کرتے ہیں یعنی بیویوں کی خوشنودی کا جہم کیا کرتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ نبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان غلطی کے شائبہ سے بالاتر ہیں۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پاک بیویوں کی خوشنودی کے جو یا رہتے تھے تو یہ امر ان کی فضیلت پر مثبت ہوا۔

کسی شخص کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے پہلے یہ الفاظ موجود ہیں يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ خَلَّ اللَّهُ لَكَ







أَحَدَ الْمُحْسِنَاتِ فُكِّنَ أَجْرًا عَظِيمًا (۲۹۵:۲۸:۳۳) جر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ازواج محمد صلعم کیلئے	ایک جانب	دوسری جانب
شق اول کی صورت میں رسول اللہ کا کام	دنیا اور زینت دنیا	خدا اور رسول اور دار آخرت
شق دوم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا کام	ایسی ازواج کو اپنے سے علیحدہ کر دینا تھا	ازواج کو اجر عظیم کا عطا کرنا ہے۔

یہ حکم تبلیغی تھا اور کچھ شک نہیں کہ بنی نسم نے اس حکم کو ضرور ازواج پاک تک پہنچایا۔ اب نتیجہ کی تلاش کرنا چاہیے کہ کیا ازواج نے حیاۃ دنیا اور زینت دنیا کو پسند کیا تھا؟ اگر ایسا ہوا ہوتا تو ضرور تھا کہ بنی نسم اس فرض کو جو خدا نے حضور پر عائد کیا تھا، پورا کرتے اور ایسی بیویوں کو یا ایسی بیوی کو اپنے سے الگ کر دیتے اس بارہ میں شہادت اور اسامی فرقوں کی متفقہ کتب تاریخ سب کی سب متفق ہیں کہ بنی نسم نے کسی ایک بیوی کو بھی ترک نہیں کیا۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ وہ شق دوم کی بشارت میں داخل ہیں۔ اس کا ثبوت ایک اور آیت سے بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ  
بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَجَبَتْ حُسْنَهُنَّ (۵۲:۳۳)  
تجھے ان ازواج کے بعد اور دوسریں حلال نہیں، تجھے یہ بھی حلال نہیں کہ ان ازواج میں سے کسی کے بدلے کسی کو اپنا زوج بنائے گا اس کا حسن تجھے پسند بھی ہو۔

پہلی آیت میں بنی نسم کو ازواج کے چھوڑ دینے کا اختیار دیا گیا تھا اور اس پچھلی آیت میں وہ اختیار واپس لیا گیا کہ ازواج موجودہ تبدیل کرنا بھی بنی کو حلال نہ ہوگا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ ازواج بنی نسم کی بابت جب امتحان میں ثابت ہو گیا کہ وہ خدا اور رسول اور دار آخرت ہی کی خواستگار ہیں تو اب ان کو دوام کے لیے خدا نے اپنے رسول کے واسطے پسند کر لیا اور پھر ان کی تبدیلی کا اختیار بھی رسول کو نہیں رہا۔ دونوں آیتوں سے ازواج بنی نسم سے معاملات متعلق عقائد و کیفیات قبی و قبولیت ربانی بخوبی ظاہر ہو گئے ہیں۔

اس دلیل کے زیادہ روشن کرنے کے لیے آیت ذیل کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا  
أَنْ تُنْكِرُوا زَوْجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ  
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (۵۳:۳۳)  
اے ایمان والو! تمہیں یہ شایان نہیں کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور تمہیں یہ بھی سمجھی شایان نہیں کہ رسول اللہ کے بعد ان کی ازواج سے منکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بہت بڑا عظیم ہے۔

پہلی آیت میں چونکہ ازواج بنی نسم کا انصاف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوام کے لیے ظاہر کیا گیا تھا۔ اور اسی لیے بنی نسم سے بھی اختیار تبادلہ لے لیا گیا تھا۔ اس لیے اس آیت میں امت پر ان کی حرمت دوام کا اعلان کیا گیا۔

آخری آیت میں قابل غور بات یہ ہے کہ مومنین کو پہلے تو ایذائے رسولؐ سے روکا گیا ہے اور پھر خصوصیت کے ساتھ حقوق ازدواج النبیؐ صلعم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذائے رسولؐ کی جہت اقسام ہو سکتی ہیں، ان سب میں سے زیادہ سخت وہ صورت ہوگی جس میں ازدواج النبیؐ صلعم کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو۔ کیوں کہ قرآن پاک نے ایذائے رسولؐ اللہ کے تحت میں خصوصیت سے اسی جزئیہ کا ذکر فرمایا ہے۔

فضیلت ہفتم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ (۳۳:۳۳)

اے بیویو، تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت الہیہ کی جو تلاوت کی جاتی ہے تم اس کا ذکر کرتی ہو۔

اس آیت میں ”بیوت“ کو ضمیر جمع مونث ”کُنَّ“ سے مضاف کیا گیا ہے اور اسی سورت کے رکوع ۷ میں رَفَعْنَا بُيُوتَ النَّبِيِّؐ فرما کر ان بیوت کو نبیؐ صلعم کی جانب مضاف فرمایا گیا ہے اور یہ امر اتحاد زوجین طیبین پر دلیل مریح ہے کہ ایک دفعہ ان گھروں کو نبیؐ کے گھر بتایا اور ایک دفعہ انہی گھروں کو ازدواج کے گھر فرمایا۔ اب آیت بالا پر غور کرو کہ ازدواج نبیؐ کے بیوت (گھروں) کی اللہ پاک نے کس قدر صفت و ثنا فرمائی ہے۔ ان گھروں کو مضبوطی الہی بتایا۔ ان گھروں کو حکمت ربانی کا گہوارہ ٹھہرایا۔ سب جانتے ہیں کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔ اب ازدواج النبیؐ صلعم کی عزت ربانیہ اور حرمت الہیہ کا قیاس خود ہی کر لیجیے۔ بیشک یہ ایک بڑی فضیلت ہے۔

فضیلت ہشتم۔ اللہ تعالیٰ نے ازدواج النبیؐ صلعم کی شان بلند میں آیت تطہیر کو نازل کیا اور وحی متلو میں فرمایا :-

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفٌ خَبِيرًا (۳۳:۳۳)

سے ازدواج نبیؐ، تم اپنے گھروں میں ٹھہرو اور جاہلیت و سالی عروج باہر مت پھرو۔ نہ زکوٰۃ تم کرو۔ زکوٰۃ کو ادا کرو۔ اور خدا اور رسول کی طاعت کرو۔ اے گھر والو! خدا یہ چاہتا ہے کہ جس کو تم سے دور کرے اور تم کو باطل پاک بنادے اور تمہارے گھروں میں جو آیات اللہ کی اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں، جن سے یاد رکھو۔ خدا لطیف و خبیر ہے۔

اول سے اخیر تک تمام کلام کی مخاطب ازدواج النبیؐ صلعم ہیں، و اس لیے اہل البیت کے لفظ کا خطاب بھی نہیں کے لیے ہے جیسا کہ بیوتکن کا خطاب بھی ان کے لیے ہے۔ اس کی مزید تائید قرآن پاک کے کوم معجز نظم کے سیاق سے بھی ہوتی ہے اور عرف عام سے بھی۔ کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی کو کہا جاتا



ہے اور اہل البیت گھر والی کا لفظی ترجمہ ہے، مگر احقاقِ حق کے لیے ہم پھر قرآن مجید کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ کیا اس لفظ کا استعمال کسی دوسرے مقام پر بھی کسی نبی کی زوجہ کے لیے ہوا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ہے اور چونکہ نبی صلعم کو حضرت ابراہیم سے حکم اُن اُولٰٓئِکَ مِنْ بَنٰی اِبْرٰہِیْمَ لَکَیْنِ اَتَّبِعُوْکَ وَهٰذَا النَّبِیُّ مُشَابِهٌ تَامِرٌ ہے۔ اس لیے ان کے قصہ کا حوالہ زیادہ خصوصیت بخش ہے۔

وَاَمَرَآتُہٗ قَائِمَةً فَضَحِکَتْ فَبَشَّرَنَاہَا  
ابراہیم کی بیوی کھڑی تھی۔ وہ ہنس پڑی۔ ہم نے اسے اسحق  
یَا اِسْحٰقَ وَمِنْ ذَرَّآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ قَالَتْ  
کی در اسحق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔ وہ بول پائے اب  
یَا وَیْلَتِیْ ؕ اِلٰہُ دَرَانِ یَخُوْزُ وَهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخٌ  
میں جنوں کی۔ جب میں بوڑھی ہو گئی اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا۔ یہ تو  
اِنَّ هٰذَا الشَّیْءُ یُحْجِبُہٗ قُلُوْبُا تَعْجِبُیْنِ مِنْ اَمْرِ  
عجب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔  
اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ وَبَرَکَۃً عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ  
گھر والو! تم پر خدا کی رحمت اور برکتیں ہیں اور خدا حمد و مجد دالاف ہے۔  
اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (۲۴: ۳۰، ۳۱)

اس جگہ نبی کی بیوی حضرت سارہؓ کو اہل البیت کے لفظ سے مخاطب کیا گیا۔  
پس آیت سے معلوم ہوا کہ ازواج النبی صلعم کو یہ فضیلت بزرگ حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے  
وعدہ تطہیر فرمایا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آل اور اہل دونوں لفظ یک ہی ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ آل کی تصغیر اُحْمِل  
آتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت مذکورہ بار میں اگرچہ اہل البیت سے مراد بالخصوص ازواج النبی صلعم ہیں۔ لیکن  
احادیث صحیحہ میں لفظ اہل یا آل زیادہ وسیع معنی میں آیا ہے۔

الف :- یہ لفظ ازواج کے لیے بھی آیا ہے (دیکھو ابو نعیم محمد کی حدیث میں اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ  
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ہے اور ابو سعید ساعدی کی حدیث میں اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ ہے۔  
یعنی حدیث دوم حدیث اول کی تفسیر کرتی ہے۔

ب :- یہ لفظ جملہ بنو ہاشم و بنو مہدی کے لیے آیا ہے، جن پر صدقہ کا لینا حرام ہے حدیث میں ہے :-  
اِنَّہٗ لَا یَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَ لَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ صدقہ تو محمد اور آل محمد کو حاصل نہیں۔

ج :- یہ لفظ حضور صلعم کی ذریت کے لیے ہے۔ بیہقی نے سند حیدر کے ساتھ واثر بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین علیہما السلام کو بلایا اور ان کو اپنی رانوں پر بٹھایا۔ پھر  
سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے شوہر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود سے قریب کیا اور ان پر

نہ زیادہ دیکھا ہے کہ مرد اور عورت دونوں گھروں سے جوتے میں۔ حکیم اہل بیت سے لیے ہیں کہ ابراہیمؑ بھی میں داخل ہیں۔

چہ در ذال کر فرمایا: "أَتَهُمْ هَؤُلَاءِ أَهْلِي"۔ انہی یہ میرے بل میں ہیں۔ پس تتبع آثار و احادیث نبویہ علیٰ صہما لقصوة و لہم سے واضح ہوتا ہے کہ نبوہ شہ و نبوہ مطلب بھی زیادہ وسیع معنی میں اور آل عباس بھی خاص معنی میں بروئے ارشادات نبوی داخل اہل بیت ہیں۔ جیسا کہ ازواج النبی بروئے قرآن پاک مخاطب بہ اہل بیت ہیں ان میں سے کسی ایک امر کا انکار احادیث سے ناواقفیت یا منطوق قرآن سے عدم مہارت پر داں ہے۔

**فضیلت نعم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-**

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ  
أَزْوَاجَهُ مِمَّا تَكْتُمُونَ (۶:۳۳)

مؤمنین پر نبی کی جانوں سے بڑھ کر ہے ورنہ کی زوج  
مومنوں کی مائیں ہیں۔

یہ روشن ہے کہ انفسہم اور مہما تہم کی تفسیروں کا مرجع مومنین ہیں اور اسی لیے ازواج النبی صلعم کا عقب اہمات المومنین ہے نہ کہ اہمات امت وغیرہ۔ لفظ مومنین کے استعمال کا راز یہ ہے کہ مومن کے متمیز و مشخص کرنے کی علامات کو واضح کر دیا جائے۔ چنانچہ اس آیت میں دو علامتیں بتائیں:-

اول۔ مومن وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان شیریں سے زیادہ محبوب رکھتا ہو اور حضور کو جان سے بڑھ کر اول سمجھتا ہو۔

دوم۔ مومن وہ ہے جو ازواج نبی صلعم کو ماں جانتا ہو وہ ماں نہیں جس سے جسم منصرمی کا ظہور ہوا۔ بلکہ وہ وہ جس کی فرزندگی کا شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب ولد نبوی اور ایمان میں کامل حاصل ہوتا ہے۔

الغرض اس آیت میں ازواج مطہرات نبوی کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ذرا غور کرو کہ کس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف و تعظیم کے ساتھ ساتھ ازواج النبی کی تجلیل و تکریم کو بیان فرمایا اور تکمیل ایمان کے لیے محسن انبائی بالثمومنین من انفسہم پر اختصار نہ کر کے وَ زَوْجُهُ أُمَّهَاتُكُمْ کے اخبار و احسان کو حقوق نبی اور شرائط ایمان کے ساتھ منضم کیا ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ تَبِيبٌ صَافِي

ہاں کی فضیلت کے متعلق صحیح نسائی میں حدیث ہے:-

ان جہ بر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقی رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول  
اللہ ردت مغزوہ وقد جئت سثیریث  
فقد هلک من بہ قد نعمت فی زہد  
جہ بر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں  
مغزوہ جوڑی کہ میرا رادہ جہ و گرنے کا ہے۔ میں اس بارہ  
میں حضور کے مشورہ لینے آیا ہوں۔ رسول اللہ نے پوچھا تیری  
کوئی ماں ہے۔ وہ بول ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت میں رہ رہ۔

امت میں شرار و خیر سب ہی شامل ہیں۔ ازواج مطہرات کو سب سے محبت مومنوں کا۔ شرار و خیر فرزندگی کا شرف نہیں ہو سکتا۔



فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا ۖ اس کے پاؤں کے ساتھ جنت ہے۔

فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔ اس کا ترجمہ میرا نہیں نے کیا ہے: ۷

کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے۔

میرزا دبیر نے ترجمہ کیا: ۶۔ تحت قدم والد فردوس بریں ہے۔

حدیث شریف کے درج کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جب جسمانی ماں کی خدمت کا، اس قدر اجر جمیل ہے تو ایمانی ماں کی خدمت کا اجر عظیم ہونا بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

سچ ہے کہ ماں کا درجہ جاننے والے اور ماں کی خدمت کرنے والے تھوڑے ہیں۔

اس فصل کو اس وقت فضائلِ تسبیح پر ختم کیا جاتا ہے۔ تمیل پھر کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

## فصل سوم

### ازواجِ مطہرات کے ساتھ نبی صلعم کا حسن سلوک

حدیث میں ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ بِأَهْلِيهِ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ بِأَهْلِي۔ سب لوگوں میں اچھا وہ ہے جو

اپنی بیوی (کنہ) کے ساتھ اچھا ہے ورنہ تم سب سے بُرے کرپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں۔

نبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شوہر کے لیے نہ ورمی بتایا کرتے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش مذاق

ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول یہ تھا کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو السلام علیکم بخود فرمایا کرتے۔ رات کے وقت

سلام۔ یہی آہستہ سے فرماتے کہ بیوی جاگتی ہو تو رنجش لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔

کھانے پینے، مکان اور گزارد اور ملاقات میں ہر ایک بیوی کے ساتھ مہربانی سلوک فرمایا کرتے۔ ٹوٹا بعد عصر ہر

ایک کے مکان پر تشریف لے جاکر ان کی ضروریات کو معلوم فرماتے اور بعد نماز مغرب سب بیویوں سے ایک مکان

میں مختصر ملاقات فرماتے۔ شب کو نوبت بہ نوبت ہر ایک کے گھر میں استراحت فرمایا کرتے۔

بیویوں کی سیلیوں کی عزت فرمایا کرتے، دوران کے عزیز و اقارب کو حسن سلوک سے شاد کام رکھتے۔ سفر میں

رو نہ ہونے کے وقت قرعہ اندازی کی ہاتھی جس بیوی کا نام نکلتا اسی کو ساتھ لیتے۔ ہر ایک بیوی کے رہنے کا

مکان ملتا تھا اور یہ سب مکان جن کو اللہ پاک نے حجرات اور بیوتِ نبیؐ اور بیوتِ کنہ فرمایا ہے۔ باہر

بیوتِ ستھ تھے۔ مکان نہایت مختصر تھے۔ مثلاً عائشہؓ طیبہ کا حجرہ جس کا در پھر مسجد نبویؐ کے اس حصہ پر کھلتا ہے۔

جسے رَفْضَةُ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ خیابانِ جنت میں سے ایک چمن فرمایا گیا ہے۔ اس قدر مختصر تھا کہ جب

نماز جنازہ مطہر کے لیے لوگ اندر داخل ہونے لگے تو دس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ حجرت کے اندر سامان برائے نام ہوتا تھا۔ مثلاً حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں حضورؐ کے آرام فرمانے کے لیے ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا جسے دوتہ کر کے بچھا دیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں حضورؐ کا بستر چڑے کا تھا۔ جس کے اندر کھجور کے پٹھے بھرے ہوئے تھے۔ ام سلمہؓ کو ام المؤمنین ہونے کے بعد ام المساکین زینبؓ کا گھر ملا تھا۔ ان کو اس گھر میں جو اثاثا البیت نظر آیا وہ ایک چکی اور چند سیر جو تھے۔ ابن عباسؓ نے بتایا ہے کہ ان کی خالہ ام المؤمنین میمونہؓ کے گھر میں پانی ایک مشک میں ہوتا تھا۔ انسؓ نے نبی صلع کے ایک پیالہ چوبی کا ذکر کیا ہے۔ جسے مختلف اشربہ میں برتا جاتا تھا۔ فتح خیبر کے بعد نبی صلع نے ہر ایک بیوی کے لیے ۸۰ وسق کھجور کے اور ۲۰ وسق جو کے سالانہ مقرر کر دیے تھے۔ دودھ کے واسطے عموماً ہر ایک بیوی کو ایک ایک ناقہ شیردار ملا کرتی تھی۔ ازواج مطہرات بھی ہر ایک شے میں مایحتاج رکھ کر باقی سب چیزوں کو رانڈوں، تیبوں پر خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

باوجود اس قدر ولداری اور عطوفت کے نبی صلع کو یہ گوارا نہ تھا کہ کسی بیوی کے منہ سے اپنی سوت کی نسبت کوئی ایسا لفظ بھی نکلے، جو ان کی شان بلند سے گرا ہوا ہو۔

ام المؤمنین زینبؓ بنت جحش نے ایک بار ام المؤمنین صفیہؓ کو یہودن کہہ دیا۔ کچھ شک نہیں کہ ان کا نسب یہود ابن یعقوب تک منتهی ہوتا تھا۔ مگر کہنے کا انداز اور لہجہ حقارت آمیز تھا۔ اتنی بات پر حضورؐ کچھ عرصہ تک ام المؤمنین زینبؓ کے گھر نہ گئے جب انھوں نے توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی بات یہودن کہنا بھی مرویات میں نقل کی گئی ہے تو ہم کو ازواج النبی صلع کی پاک زندگی کا صحیح تصور بندھ جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ کوئی بات تلخ بھی کہی گئی ہوتی تو وہ بھی ضرور روایت میں آجاتی۔ اللہ اکبر! یہ نتیجہ نبی صلع کے فیضانِ عالیہ کا تھا کہ زوجات کو تاثرات طبعی و جنسی سے ارفع و اعلیٰ بنا کر محبت صادقہ ایمانیہ میں متفق و متحد بنا دیا تھا۔

اس سب کے سمجھنے سے وہ افرادِ سر میں جو تعققات زوجین کی حقیقت صرف خواہشاتِ طبعی کے لذت کو سمجھارتے ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں نے بہشت میں زن و شوہر کے زن و شوہر ہو کر رہنے سے انکار کیا ہے۔

انسان امت کو تعلیم دینا۔ ان کے معروضات کو حضورِ نبویؐ میں پہنچانا۔ پھر جواب سمجھانا۔ نبی صلع کے افعال و اقوال و عبادات کو حجرات کے اندر کیا کرتے تھے، حفظ و اتقان کے ساتھ امت تک پہنچانا۔ مشق و عمل میں فرزندانِ امت کی رہبری کرنا تھا۔



اقدمات المومنین کے مہر | بنی صلعم کی بیویوں اور بیٹیوں کے مہر سو بارہ اوقیہ نقرہ سے زیادہ نہ تھے۔

### فصل چہارم

## ازواج النبیؐ کے نسب ناموں کا نسب نامہ نبویؐ سے قریب تر ہونا

چونکہ اکثر ازواج مطہرات کو بنی صلعم کے ساتھ یہ اعتبار نسب بھی قرابت حاصل ہے اس لیے ایک نقشہ بنا دیا گیا ہے تاکہ ہر ایک ام المومنین کی قرابت نسب کا حال بخوبی واضح ہو سکے۔

### نقشہ عمود نسب نبی صلعم اور اس کے ساتھ انساب ام المومنین کا اتصال

				۲۰۔ معد بن عدنان					
				۱۹۔ نزار					
				۱۸۔ مضر					
				۱۷۔ الیاس				عیلان	
				۱۶۔ مدرکہ				قیس	
				۱۵۔ خزیمہ				خضعہ	
				۱۴۔ کننہ				عمرہ	
				۱۳۔ نضہ				منصور	
				۱۲۔ مالک				ہوازن	
				۱۱۔ فہر				بکر	
				۱۰۔ غائب				معاویہ	
				۹۔ دؤقی				صعصعہ	عدی
				۸۔ کعب				عام	نہج
				۷۔ مرہ				حسل	قط
				۶۔ کعب				مک	عبداللہ
				۵۔ قس				نصر	رباع
				۴۔ عبد مناف				عبدود	عبدالغزی
								صبیرہ	عرو
								برم	

نفیل	عامر	عبدالغزی	امیہ	۳۔ یاشم	عبداللہ	عبدشمس	عمر	بحیر
خطاب	الہرقانہ عثمان	اسد	حرب	۲۔ عبدالغلب	مغیرہ	قیس	رکاب	حزانہ
عمر بن	ابو جبر عبداللہ	خولید	ابو سفیان صخر	۱۔ عبداللہ	الوامیہ	زمرہ	بحش	حارث
حفصہ زین	عائشہ	خدیجہ کبریٰ	ام حبیبہ	محمد رسول اللہ صلی	ام سلمہ	سودہ	زینب	میمونہ

## فصل پنجم

# اُمّات المؤمنین ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جداگانہ حالات

## ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالغزی بن قسّی قریشیۃ الاسدیہ۔

ان کے والد خویلد عرب کے مشہور تاجراور قریش میں معزز و نامور تھے۔ ان کی والدہ کانام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں شامل ہو جاتا ہے ویکونمبر ۹۔ شجرہ نبوی۔ حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ مہر کے چھ اونٹ مقرر ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۲۰ سال اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔

ان کا پہلا نکاح عتیق بن عامر مخزومی سے ہوا تھا۔ اس سے کچھ ولد نہیں ہوئی۔ اس کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح ابوہریرہ بنند بن نیشانی سے ہوا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پہلا نکاح تھا۔ اس نکاح کی درخواست حضرت خدیجہؓ کی جانب سے کی گئی تھی۔ نکاح کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فکر معیشت سے آزاد ہو کر ذکر ربانی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے تھے۔ پانی کی مشک اور ستوؤں کی تھیلی سے کرغار حرا میں عبادت کیا کرتے۔ حضورؐ کی واپسی تک ان پر خدیجہؓ کی کفالت اور ستوتیار کر چھوڑ تیں۔

ابو ذر غفاری نے منقول سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ یہ روایت شاذ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب میں اختلاف ہے کہ عتیق سے پہلا نکاح ہو یا ابوہریرہ سے۔ قتادہ سے عتیق کو پہلا بتایا ہے اور جریر نے ابوہریرہ کو صحابہ سے متعجب کرنے والی قول جریر بنی کہ صحیح ہے۔ میں نے قوت قتادہ کو اس لیے پسند کیا ہے کہ اس سے ابواب شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اور یہ بھی صحیح ہو سکتا ہے کہ ابوہریرہ کے بعد ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا ہو۔



حضرت خدیجہؓ کا لقب جاہلیت میں بھی طاہرہ تھا۔ یہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں۔ ان پر کسی مرد یا عورت کو تقدم فی الاسلام حاصل نہیں۔

جب بنی سلم نے ان سے نزول وحی کا ذکر کیا تو مشکلاتِ نبوت پر غور کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:۔ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي۔ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب میں عرض کیا:۔ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ تَصِلُ الرِّحْمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے مزید الشراح صدر اور طمانیت قلب خود کے لیے یہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں۔ ورقہ عیسائی تھا اور الہیات کا بڑا عالم تھا۔ خدیجہؓ نے بنی سلم سے عرض کیا کہ حضورؐ ان کو واقعہ سنائیں۔ بنی سلم نے جبریل کے آنے اور وحی پہنچانے کا حال اسے بھی سنا دیا۔ اس نے اقرار کیا کہ یہ وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہؓ کو شمار کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ بنی سلم نے حضرت خدیجہؓ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:۔

اَمَنْتُ بِى حَيْثُ كَفَرَتِ بى النَّاسُ۔ صَدَّقْتَنِى حَيْثُ كَذَّبَنِى النَّاسُ۔ وَاشْرَكْتَنِى فِى مَا لَهَا

۱) وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر اختیار کیا۔

۲) اس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا۔

حَيْثُ جَرَّ مَنِيَّ النَّاسُ۔ وَرَقْنِى اللّٰهُ وَلَدَهَا وَ

۳) اس نے اپنے دل میں مجھے شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا۔

حَرَمَ وَلَدَ غَيْرِهَا۔

۴) حملنے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جب کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حسنہ مزینہ بنی سلم سے ملنے آئی۔ بنی سلم نے نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے ہوئے کہا کہ ہمارے بعد تمہارا کیا حال رہا۔ وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی جس سے ایسی عنایت سے حضورؐ باتیں فرماتے رہے۔ فرمایا خدیجہؓ کی سہیلی ہے۔ اسے خدیجہؓ کے ساتھ بہت محبت تھی۔

۱) بخاری باب بدأ الوحی۔ ترجمہ یہ ہے: نہیں میں آپ کو ڈرکا ہے ما ہے۔ بخدا اللہ آپ کو ہر یک مشقت سے چلے گا۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ اہل قربت سے عمدہ سلوک فرماتے۔ درمائدوں کی دستگیری کرتے تھے دستوں کی امداد فرماتے، مہانوں کی دعوت کرتے، اصلی مصیبت زدوں کی امداد کیا کرتے ہیں۔

ناظرین غور کریں کہ قبل از نبوت بھی بنی سلم کیسے اصدق فاضلہ سے متصف تھے۔ نیز طاہرہ خدیجہؓ کی زیرک و لطافت کو ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے تبر سے مٹا لے لیا تھا۔

۲) صحیح بخاری من عائشہ صدیقہ۔ اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ ورقہ نے کہا: کاش آج میں جہان ہوتا کہ حضورؐ کی خدمت کرتا۔ کاش میں زندہ رہتا کہ تنہا رہت ہو۔

۳) فیضانِ پناہ۔ یہ دور ورقہ اس واقعہ سے تھوڑے دنوں کے بعد ہی واصل بحق ہوا۔ بنی سلم اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں اسے اچھی حالت میں معائنہ فرمایا۔

۴) الاستیعاب جلد ۲، مخصّصاً:



امام محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح کے باب تزویج النبی خدیجہ وفضلہا میں بروایت ابوہریرہ روایت کی ہے:

اتی جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال  
یا رسول اللہ هذه خدیجة قد اتت معہا  
اناء فب اداہم او طعام او شراب فاذا  
ہی امتک فاقرأ علیہا السلام من ربہا  
ومتی وبشرہا ببیت فی الجنة من قصب  
لا صخب فیہ ولا نصب۔  
جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ کہا۔ ابھی  
خدیجہ حضور کے پاس ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی  
چیز ہے لے کر حاضر ہوتی ہیں۔ آپ ان سے رب العالمین کا  
سلام۔ نیز میرا سلام کہہ دیجیے۔ اور ان کو ایک ایوان جنت  
کی بشارت دے دیجیے۔ جو خالص مردارید سے ہوگا۔ جس کے  
اند کوئی رنج و الم نہیں۔

### فرزندان خدیجہ الکبریٰ

۱۔ ہالہ اور طاہر اور ہند۔ حضرت خدیجہؓ کے فرزند ابو ہالہ سے ہیں۔ یہ تینوں بھائی صحابی ہیں۔  
۲۔ ہالہ بن خدیجہ الکبریٰ کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر  
ماضر ہونے کے لیے اذن چاہا تو حضور صلعم نے نام سن کر فرمایا اللہم ہالہ۔ ہالہ کے فرزند کا نام ہند تھا۔ اور  
وہ اپنے باپ سے روایت بھی کرتے ہیں۔

۲۔ طاہر بن خدیجہ الکبریٰ کو نبی صلعم نے ایک ربیع یمن کا حاکم مقرر فرما دیا تھا اور انتقال نبوی صلعم تک یہ بدستور  
برسر حکومت رہے تھے۔ ان کی حکومت میں قبائل نکت اور اشعرئین تھے۔ وفات نبویؐ کے بعد یمن میں یہی قبائل  
سب سے پہلے مرتد ہوئے۔ ابو بکر صدیقؓ نے طاہر کو ان سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ طاہر نے ہر محیت مسروق  
بن الاعدع لشکر کشی کی اور فتح عظیم حاصل ہوئی۔ جس سے یہ فتنہ فوراً دب گیا۔ اس واقعہ کے متعلق طاہر کے  
مندرجہ ذیل اشعار ہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ لَا شَيْءٌ غَيْرُهُ  
فَلَمْ تَدْعِنِيْ مِثْلَ جَمِيعِ مَا اَيْتُهُ  
قَتَلْنَا هُوَ مَا بَيْنَ قَتْلِهِ خَاصِرٌ  
أَمَّا نَصْرٌ بِالْأَجْرِ أَيْ جَمْعُ الْقَتْلِ  
رَجَبٌ مَّجَازٌ فِي جَمُوعِ الْأَخَابِثِ  
إِلَى الْقَيْعَةِ الْبَيْضَاءِ ذَاتِ الْبَابِثِ

۱۵۱۸ ہجری جمعہ ۱۳ شول ۱۹۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ شب عید فطر ۱۳۹۷ھ میں وفات پائی غفہ صدق سے سال و ردت، لفظ نور سے سر وفات نکلتا ہے۔  
رب العالمین کا سلام یہ ایسا شرف ہے جو حضرت خدیجہ کے سوا دنیا کی کسی عورت کو حاصل نہیں۔ یہ الاستیعاب۔

۱۔ حسن اصغر ہر جزو دل ۱۹ مشہور قسطنطنیہ و معجم لہذاں۔ ترجمہ شعریہ ہے۔۔۔ بند گزیدہ کی مدد جو تون فنادی کرد ہوں کو رگستان میں شست  
۲۔ دوزخ جہنم میری تنکھوں نے ایسا کوئی گردہ نہیں دیکھا جب کہ میں نے سرزہ ان خبیث گرد ہوں کو دیکھا ہے۔ ہم نے ان پناؤں کو بند اور ڈھکی پ  
لئے دال چوڑوں و رصاف زمین پر قتل کیا۔ ہم نے ان کے مال و زر پر جنگ میں قوت سے قبضہ حاصل کیا۔ و رشور دشمنی کی طمان متوجہ نہ ہوئے۔



دَفَنَّا بِأَمْوَالٍ رَاخِبَةٍ عَنْوَةٍ جَهَارًا وَلَمْ نُخْفِلْ بِتَيْتِكَ اللَّهُمَّ شَاهِدٌ

۳۔ ہند بن خدیجہ الکبریٰ، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب (پروردہ) ہیں۔ جنگ جمل میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب تھے اور وہیں شہید ہوئے۔  
ہند فصاحت و بلاغت میں مسلمہ تھے اور وصاف النبیؐ مشہور تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ نہایت خوبی اور صحت سے بیان کیا کرتے تھے۔

۴۔ ہند بن ہند کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ ان دنوں طاعون کا زور تھا اور لوگ اپنے اپنے مردوں کی بھینروں تکفین میں مصروف تھے۔ ان کی چار پائی اٹھانے والے صرف چار آدمی تھے۔ ایک عورت نے یہ دیکھا۔ اور وابند بن ہندہ و ابن ربیب رسول اللہ کا نعہ لگایا جسے سُن کر تمام لوگ اپنے اپنے مردوں کو چھوڑ کر ان کے جنازہ پر جمع ہو گئے اور دن بھر تمام بازار بند رہے۔

اقارب:- حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی ایک بہن ہلد بنت خویلد تھیں۔ جو صحابیہ ہیں۔ ان کے فرزند ابوالعاص بن ربیع ہیں جو سیدہ زینب کے شوہر اور نبی صلعم کے اولین داماد ہیں۔ ایک بہن کا نام رقیہ ہے۔ جن کی بیٹی امیمہ بنت عبد صحابیہ ہیں۔ امیمہ سے روایت حدیث ان کی بیٹی حکیمہ اور محمد بن المنکدر نے کی ہے۔ عوام حضرت خدیجہؓ کے برادر حقیقی ہیں۔ ان کے فرزند زبیر بن العوام (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) اور سائب بن العوام حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے ہیں۔

اولاد النبی:- طاہر خدیجہؓ کے بطن سے جو اولاد نبی صلعم کی ہوئی۔ اس کا ذکر اولاد نبویؐ کی ذیل میں درج ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا انتقال رمضان سنہ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا۔ بیت النبی صلعم میں ان کی مدت قیام ۲۴ سال ۵۶۶ یا ۲۵ سال ہے۔

### ام المؤمنین سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مائک بن حسل بن عامر بن لوی۔ ان کی والدہ کا نام شمس بنت قیس تھا۔ قیس برادر سلمیٰ زوجہ ہاشم ہیں۔ گویا حضرت سودہؓ کے ننھیال نبی صلعم کے دادا عبدالمطلب کے نانہال تھے۔

یہ سکران بن عمرو بن عبدود کے نکاح میں تھیں۔ یہ پہلے ایمان لائیں اور پھر ان کی ہدایت اور ترغیب سے سکران بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ پھر انھوں نے فوند کے ساتھ مع اپنی والدہ کے ہجرت حبش کی تھی۔ سکران

نے حبش میں انتقال کیا۔ تب نبی صلعم نے ان کے مصائب کو جملہ ختم کرنے کی غرض سے سلسلہ نبوت میں بعد از وفات خدیجہ الکبریٰؓ ان سے نکاح کر لیا تھا۔

انھوں نے چند سال بعد اپنا وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دے دیا تھا۔ یعنی اپنی ذات پر محبوب کی محبوبہ کو تقدیم دی تھی۔ عشق میں ایثار ان ہی کی خصوصیات میں سے ہے۔

اقارب :- حماد الرحمن اور عبد بنائے زمعہ باپ کی طرف سے ان کے بھائی ہیں۔ اور قرظہ بن عبد عمرو ان کا بھائی ماں کی جانب سے ہے۔

مالک بن زمعہ ان کا برادر شفیق ہے۔ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ انھوں نے بھی مع زوجہ خود عمرہ بن السعدی العامری ہجرت حبشہ کی تھی۔

حضرت سودہؓ کا ام المؤمنین کے درجہ پر فائز ہونے کا سبب اصلی ان کا اور ان کے خاندان کا قدیم الاسلام ہونا اور اسلام کے لیے ہجرت حبش کرنا تھا۔

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محاسن اخلاق اور مکارم افعال میں ابتدا ہی سے معروف تھیں۔ انھوں نے آخر خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وفات پائی۔

کتب احادیث میں ان سے پانچ احادیث مروی ہیں۔

صحیح بخاری میں ایک۔

سنن اربعہ میں چار۔

## اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(صدیقہ بنت صدیق - طیبہ زوج طیب - حبیبہ اللہ)

ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے۔ جس کا سلسلہ نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا

ہے۔ عبد اللہ بن عثمان نام۔ ابوبکر کینت، صدیق خطاب، عقیق علم، صاحب الفار لقب ہے۔ شہر روایات یہ ہے کہ رجال میں سب سے پیسے ہی سدا رہے

تھے۔ (۱) ان کے ذریعہ مجھے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان میں سے کئی بزرگ عشرہ ہجرہ میں داخل ہیں (۲) یہی وہ بزرگ ہیں جنھوں نے مکہ میں سب سے

پہلے مسجد تعمیر کی جب کفار مکہ میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ (۳) انھوں نے اپنے مال سے حضرت بلال و حضرت عمرؓ فیرو جیسے سات قدیم و سدا

بزرگوں کو کفہ کی غلامی سے آزاد کر دیا (۴) یہی شب ہجرت نبوی صلعم کے سات غار ثور میں تھے (۵) انہی ذکر صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے (۶) نبی

کونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حبش بدر میں اپنے ساتہ عیش میں ٹھہرایا تھا۔ (۷) نبی کونبی صلعم نے غزوہ تبوک میں جب سب سے زیادہ فوج کا جتہ ہوا تھا تب

عطش ہوا تھا۔ (۸) نبی کونبی صلعم نے فرغیت حج کے بعد پہلے ہی سال امیر الحجاج مقرر فرمایا تھا (۹) انہی کونبی صلعم نے اپنے سامنے (مرض الموت میں) اپنی جگہ

نازہ فرمایا تھا (۱۰) یہی سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے خلیفہ ہوئے اور صرف نبی کو خلیفہ رسول اللہ کے لقب سے مقرر کیا گیا۔ باقی ہر شخص کے

(بقیہ صفحہ ۱۴۹ پر)



ہے۔ ان کا نکاح شوال سنہ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا اور خستی شوال سنہ ہجرت میں مدینہ میں ہوئی۔ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بقیہ) راشدین صرف امیر المومنین کھائے۔ (۱۱) انہی کے انتقام سے سود غنی سید کذاب و طلحہ اسدی کے جھوٹے نبوت کے دعویٰ برپا ہوئے۔ طلحہ بعد توبہ اسد میں داخل ہوئے۔ (۱۲) انہی کے وقت میں حرق نیز شام کا کچھ حصہ فتح ہوا (۱۳) انہی کی کوششوں سے مانعین زکوٰۃ فریضہ زکوٰۃ پر قائم ہوئے۔ (۱۴) انہی کے حکم سے قرآن پاک صحیفہ واحد میں لکھا گیا اور مصحف کے نام سے موسوم ہوا۔ ان کے فضائل میں اہل دین محمد بکثرت وارد ہیں۔ ان کی تعریف میں صحابہ کرام کے اشعار بھی بکثرت پائے جاتے ہیں:-

اذا تذکرت شجوا من اخي ثقة  
جب تم رنج و غم کے ساتھ کسی معزز بھائی کو یاد کرو.....  
خير البرية اتقاها واعد لها  
وہ نبی صلعم کے بعد تمام خلقت میں بہتر، سب سے زیادہ متقی۔  
والثاني التالي المحمود مشهدا  
وہی ہیں جن کو ثانی رسول قرآن میں کہا گیا ورنہ ان کی ہنری غار کی تحریف  
وكان حب رسول الله قد علموا  
سب جانتے ہیں کہ ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے۔  
خير البرية لم يعدل به رجلا  
خیر البریہ تھے۔ نبی صلعم ان کے برابر کسی کا درجہ نہ سمجھتے تھے.....

خفان بن ندر بنہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ہیں:-

ان ابا بكر هو الغيث اذا  
جب بادل زمین پر پانی نہ برسائے۔ تو اس وقت  
تالله لا يدرك ايامه  
مجھے خدا کی قسم ہے کہ کوئی انسان (پا برہنہ ہو یا نعل پوش ہو)  
من يسمع كي يدرك ايامه  
اگر کوئی شخص بروئے فکر نہ کرے کی سعی جس کرے تو اس کی  
الرحمن ثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ہیں۔

وسميت صديقا وكل مهاجر  
تم ہی ہو مجھے صدیق کہہ کر بلایا جاتا ہے۔ حالانکہ باقی سب مہاجرین کو  
سبقت الى الاسلام والله شاهد  
خدا گواہ ہے کہ تم ہی کو سبقت الی الاسلام حاصل ہے.....

سوالك يسمي باسمه غير منكبر  
نام لے کر بلایا جاتا ہے۔ اسی پر سب کا عمل بلا انکار اُحدے ہے۔  
وكنت جليسا بالعرش المشهر  
اگر عرش کے اندر نبی صلعم کی ہم نشینی کا درجہ تم ہی کو ملا ہے۔

میں یہی وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ اہمات المؤمنین میں وہ طیبہ  
یہی ہیں جن کا پہلا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ حدیث میں ہے :-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ارأيتك في المنام ثلاث ليال جاءني ملك  
الملك في سرقة من حرير فيقول هذه  
امرأتك فاكشف عن وجهك فاذا انت  
هي فاقول ان يكن هذا من عند الله  
يَمُضُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عائشہ سے) فرمایا۔ میں تین شب تجھے خوب  
میں اس طرح دیکھتا رہا۔ کہ ایک فرشتہ حریر سفید کے پارچے میں  
تیری تصویر کو میرے سامنے لاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ حضور کی ہوگی ہے  
اور میں تصویر کا پردہ اٹھا کر چہرہ دیکھتا تھا جو بالکل تیرا ہی چہرہ ہوتا  
تھا میں یہ دیکھ کر کہہ دیا کرتا تھا کہ اگر یہ (اطلاع) خدا کی جانب سے  
ہے تو وہ خود ہی اسے پورا بھی کر دے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ کی شادی کا اہتمام خیرۃ القدس میں کیا گیا تھا اور نبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے اس شادی کو منجانب اللہ قرار دیا تھا۔

**محبت کا امتحان** حضرت صدیقہ کو رسول کی محبت میں سخت امتحان بھی دینا پڑا۔ غزوہ انمار میں ان کی سواری کیمپ  
میں دیر سے پہنچی اور اس پر منافقین نے ان کی شان پاک میں گستاخانہ لفاظی کئے۔ جنس  
لطیف کے لیے ایسا موقعہ سخت مصیبت کا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت بھی ان کی قوت ایمانیہ اور پانی نظرت

ابن عباسؓ و بالغار اذ سميت بالغار صاحباً  
غار میں تم ہی تھے۔ اور صاحب الغار تمہارا ہی نام ہے۔  
دکنت رفيقاً للنبي المطهر  
نبی مطہر کے رفیق تم ہی تو ہو۔

حدیث تحریر میں حضرت علی رضی کا قول ہے وہاں ابوبکر علمنا بہ ابوبکر ہم سے زیادہ علم والے تھے۔ بیعت خلافت کی بات حضرت علی کم شد  
وجہ کا ارشاد ہے :- ان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
مريض ليالي و اياماً ينادي بالصلاة فيقول مؤدوا ابا بكر  
يصل بالناس فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم  
نظرت فاذا الصلاة علم الاسلام وقوام الدين  
فرضينا الدنيا من رضى رسول الله صلى الله عليه  
وسلم لدنيا فبايعنا ابوبكر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند شب دروز بیمار رہے۔ حضورؐ کے نازکے  
یہ عرض کیا جاتا تو فرمادیتے کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر جب نبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو میں نے غریب کو نماز تو اسلام کا  
رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لیے ہم نے دنیا کی حکومت کے  
لیے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے  
دین کے لیے پسند فرمایا تھا اور اسی لیے ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیق کی دہ بندہ دوستی میں محمد بن ابوبکر کی نسل سے بکثرت پائی جاتی ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سیّدنا ان علی سے ہیں  
علی حضرت میر محمد عثمان علی خاں سابق خمدوکن کا سلسلہ نسب حضرت شیخ الشیوخ ہی سے ملتا ہے۔

(محمد سلیمان) :- و۔ اقول علی رضی الاستیعاب سے منقول ہوئے ہیں :-

بحاشہ صفحہ ہذا، ص ۱۵۰ صحیح مسلم کتاب الفضائل و صحیح بخاری۔



کی عجیب شان نظر آئی۔ جب بنی مسلم نے ان سے اس بارہ میں دریافت کیا تو حضرت صدیقہ نے اپنے میکے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

فَلَنْ تَلْتُمْ لَكُمْ اَتَىٰ بَرِيَّةٌ لَا تَصْدُقُونَ  
وَلَنْ اعْتَرَفْتُمْ لَكُمْ بِاَمْرِ اللَّهِ يَعْلَمُ اَتَىٰ بَرِيَّةٌ  
مِنْهُ لَتَصَدَّقَنِي فَوَاللَّهِ لَا اَجِدُ لِي وَلَكُمْ مِثْلًا اِلَّا اَبَا  
يُوسُفَ حِينَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ  
عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

اگر میں بکوں گی کہ میں پاک ہوں تو میری بات باور نہ ہوگی کہ میں  
کسی بات کا قرار کروں حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اس سے باخبر پاک  
ہوں تو وہ باور کر لی جائیگی پس مذہب میں اپنے لیے صرف حضرت یعقوب  
کی مثال پاتی ہوں جنہوں نے کہا تھا کہ آزمائش میں صبر کرنا ہی خوب ہوتا  
ہے۔ اس بارہ میں خدای مدد رسان اور کار ساز ہے

صدیقہ کہتی ہیں کہ مجھے اپنی پاک اور صفائی کی وجہ سے وثوق تھا کہ میری بابت روایا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا جائے گا۔ مگر اس کا مجھے شان گمان بھی نہ تھا کہ میرے حق میں وحی الہی کا نزول ہوگا۔ لیکن بنی مسلم جی اسی جگہ تشریف لے گئے تھے کہ قرآن پاک اترنا۔ اللہ پاک نے صدیقہ کی نصرت فرمائی۔ بے قصوری ظاہر کی۔ ان کو طیبہ ٹھہرایا۔ اور خبر دی کہ مغفرت اور رزق کریم ان ہی کے لیے ہے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ اس بہتان سے ان کی شان میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ بلکہ رتبہ بڑھ گیا۔ ان کی پاکی اور طہارت کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے۔ وہ وحی اتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی۔ جب الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ کو کوئی ایمان والا شخص پڑھے گا تو اسے عائشہؓ کی پاکی و طہارت کا اندازہ بنی مسلم کی پاکی و طہارت سے کرنا ہوگا۔ اللہ اکبر! یہ نتیجہ اس تواضع و انکسار کا ہے جو حضرت عائشہؓ صدیقہ میں تھا کہ اپنے آپ کو ناجیز سمجھا باوجود بے قصوری و مظلومی کے اور باوجود افترا پر دانوں کو تھوٹا جانے کے آپ اپنا یہ درجہ نہ سمجھا کہ ان کے لیے قرآن اترے۔ ہر چند ان کو علم تھا کہ ان کے رنج و اندوہ سے ان کے والدین کو بھی صدمہ پہنچا ہے اور جمع اہل ایمان کے دل ہی درد مند ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو بھی ایذا پہنچی ہے پھر بھی وہ تواضع و انکسار سے یہی سمجھتی ہیں کہ ان کی پاکی عالم رویا میں ظاہر فرمائی جائے گی۔ لیکن رب العالمین ان ہی کے رتبے بلند فرماتا ہے ہوا اس کی بارگاہ میں تواضع و انکسار اختیار کرتے ہیں۔

فضائل:- حضرت عائشہؓ کے فضائل میں بہت سی احادیث صحیحہ ہیں۔ صحیح بخاری میں موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ بنی مسلم نے فرمایا:-

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرًا وَلَمْ يَكْمَلْ مِنْ  
النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاسْمَاءُ

مردوں میں تو بہت لوگ تھے مگر نہایت کچھ نہ۔ مگر عورتوں کے  
اندر صرف مریم دختر عمران اور اسماء بنت عمیس ہی تکمیل و پختگی

سے صحیح بخاری غزوہ انار پر آئے پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔ سورہ نور

امراة فرعون وفضل عائشة علی النساء  
اور عائشہؓ کو سب عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے زید کو  
کفضل الثرید علی سائر الطعام ۛ سب کھانوں پر ۛ

انس بن مالک سے بھی صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے:-  
اس فضیلت کی وجہ حضرت صدیقہؓ کے وہ کمالات روحانیہ ہیں جن کی وجہ سے ان کا منصب بارگاہ الہی میں  
ہزایت بلند تھا اور جن کے وجود سے ان کو انوار نبوت سے بدرجہ اتم منور ہونے کی قابلیت حاصل ہو گئی تھی  
اس کا ذکر صحیح بخاری کی اُس حدیث میں ہے جسے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے۔  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

وَاللّٰهُ مَا نَزَّلَ عَلَیَّ الْوَحْیَ وَاَنَا فِیْ لِحَابِ  
امْرَاةٍ مِنْکُمْ غَیْرَهَا  
یہ عائشہؓ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی وحی ہ  
نزل ہوتا ہے گویا زواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔

یہی وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدۃ العالمین فاطمہؓ زہرا کو محبت عائشہؓ کا حکم دیا تھا۔ صحیح  
مسلم میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا:-

اِیْ بَنِیَّةَ السَّیِّدَتِیْنِ مَا احَبَّ فَقَالَتْ  
بَلٰی فَقَالَ فَاحْبِیْ هٰذِهِ  
پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں  
رکھتی۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا بالکل یہی درست ہے۔ فرمایا تب  
تو بھی عائشہؓ سے محبت رکھا کر۔

حضرت عائشہؓ کے کمالات علیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے صحیحین میں روایت کیا گیا ہے:-  
اِنَّ النَّبِیَّ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَهَا  
اِنَّ جَبْرِیْلَ یَقْرَا عَلَیْكَ السَّلَامَ قَالَتْ  
قُلْتُ وَاَلِیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ  
بنی مسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ یہ جبریل ہیں اور تم کو سلام  
کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر اللہ کا سلام  
اور رحمت ہو ۛ

حضرت عائشہؓ کے احسانات برامت میں سے ہے کہ آیت تیمم کے نزول کا سبب ظاہری بھی وہی ہیں۔  
صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک بار حضرت اسماءؓ (اپنی بہن) کا مانگا ہوا تھا۔ جو راستہ  
میں کہیں گر پڑا۔ بنی مسلم نے چند صحابہ کو اس کی تلاش کے لیے بھیجا۔ انھیں راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ اور  
انھوں نے (پانی نہ ہونے کی وجہ سے) بلا وضو کے نماز پڑھی اور جب حاضر ہوئے تو انھوں نے بے وضو نماز  
پڑھنے کا ذکر بھی سرنج کے ساتھ کیا۔ اسی وقت آیت تیمم کا بھی نزول ہوا۔ اُسید بن خضیر نے حضرت عائشہؓ کو

لے اہام مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ نام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۳۱ھ سنہ وفات ۲۴ رجب ۳۱ھ ہے۔

لے اس حدیث کو اہام مسلم نے بھی روایت کیا۔ یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔



مخاطب کے کہا جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

ماننل بک امر قَطَّ اَلَا جَعَلَ اللهُ لَكَ  
منہ فرجاً وخرجاً وجعل للمسنین بركة  
جب کوئی آپ کا کام اٹکا تو خدا نے خود اس میں کشود کار فرمائی اور  
مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت ہوئی۔

حضرت صدیقہؓ کی محبت رسولؐ کے دو تین واقعات درج کرتا ہوں:-

۱۔ صحیح مسلم میں ایک سفر میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بنی صلعم کے ہم سفر تھیں۔ اس روز حضرت حفصہؓ نے اپنی سواری کا اونٹ حضرت عائشہؓ کے اونٹ سے تبدیل کر لیا۔ راستے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی طرف گئے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں اور ان ہی کے ساتھ چل پڑے۔ حضرت عائشہؓ کو اس مفارقت کی برداشت نہ ہوئی۔ جب وہ منزل پر پہنچ کر سواری سے اتریں۔ تو انہوں نے اپنا پاؤں گھس کے اندر ڈال دیا اور زبان سے کہا:-

يَا ذِي سَلِطٍ عَلَى عَفْرِ بَا أَوْ حَيَّةٍ  
تَلْدِي غَنِيٍّ - رَسُوْلَتٌ وَلَا اُسْتَطِيْعُ اَنْ  
اَقُوْلُ لَكَ شَيْئًا  
اے رب کسی سانپ یا بچھو کو بھیج کہ مجھے کاٹ کھائے۔  
اور وہ تیرے رسول ہیں..... ان کی شان میں تو  
میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتی۔

۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ نبی صلعم کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ رہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ فرمایا عائشہؓ: توحیران سی کیوں ہو رہی ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ حضور کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر چمکتا نور ہے (اس پاک نظارہ نے مجھے سراپا حیرت کر دیا ہے)

اے شنگ چٹھے کہ ادحیران دوست

وے ہمایوں دل کہ آن قربان دوست

بخدا اگر ابو کبیرؓ کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضورؐ ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے شعر کیا ہیں۔ میں نے یہ شعر پڑھ کر سنا دیے:-

ومبرئ من كل غبر حيصنة !  
واذا نظرت الى اسرة وجهه  
و نساد مريضه و داء معضل  
بدقت كبرق اعراض المتهلل

اے بے جا بیت کا مشعر شاعر! وہ دودھ و در فضاہت کی آلودگیوں سے بھرا ہیں۔ ان کے درخشاں چہرہ پر نظر کر دو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے!

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر عائشہ صدیقہ کی پیشانی کو چوما اور زماں مبارک سے فرمایا مَا سَرَّ زَيْتِ بَيْتِي كَسْرُ دُرِّي مِنْكَ . جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا۔ اس قدر سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا۔

۳. حضرت صدیقہ کی محبت رسول کی ایک مثال وہ ہے جو قرآن مجید کی آیت تخییر کے نزول پر ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

بَايَئُهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمْتِغِلْنَ وَاسْبِرْ حُكْنَ سَرَاحًا جَبِيلًا وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْاٰخِرَةَ فَاِنَّ لِلّٰهِ اَعَدَّ لِمُحْسِنَاتِهَا مِثْرًا عَظِيْمًا (۳۳: ۲۸، ۲۹)

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی و زینت چاہتی ہو تو آؤ تمہیں رخصت کر دے ورنہ اپنے سے خوبی کے رفقہ عظیمہ کر دوں۔ لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ اور رسول مسلم اور آخرت کی خواہاں ہو، تب تم میں سے جو نیکی کرنے والیاں ہیں، ان کے لیے خدا تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت صدیقہ ہی کو یہ آیت سنائی اور تودت آیت سے پیشتر یہ بھی فرمایا کہ میں ایک بات کا تم سے ذکر کرتا ہوں۔ تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت صدیقہ نے آیت سنتے ہی جھٹ سے کہا۔ کیا میں اس معاملہ میں بھی والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں تو اللہ اور رسول اور آخرت ہی کو اختیار کرتی ہوں۔ اس جواب میں انھوں نے اپنی محبت با خدا اور محبت رسول کا ثبوت بھی دیا۔ نیز دیگر ازواج کے لیے ایک سنت بھی قائم فرمائی جس کا اتباع سب ازواج النبی نے فرمایا۔ فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑا شرف ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر جو فقہائے سبعہ کے اندر ایک درخشاں کوکب تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایک کو بھی معافی قرآن اور احکام حلال و حرم اور اشعار عرب اور علم الانساب میں عائشہ سے بڑھ کر نہیں پایا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ کی خصوصیت تھی کہ جب کوئی نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہ میں آ پڑتا تھا۔ تو وہ حضرت صدیقہ کی جانب رجوع کرتے تھے۔ اور ان کے پاس اس کے متعلق ضرور حل پایا جاتا تھا۔

ام المؤمنین عائشہ جس طرح اپنے فرزند ان شریعت کی شیر علم سے پرورش فرمایا کرتی تھیں۔ اسی طرح اپنی خود و سخاوت سے فقراء و مسکین کی تربیت بھی فرماتی تھیں۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں۔ میں نے عائشہ صدیقہ کو دیکھا۔ انھوں نے ایک روز میں ستر ہزار درہم راہ خدا میں صرف کیے۔ خود ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا لٹا تھا۔ ایک روز عبداللہ بن زبیر نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ انھوں نے سب کے سب سی روز راہ خدا میں صدقہ

لے صحیح بخاری کتب التفسیر





على متونها تفر غانہ فی افواہ القوم ثم ترجعان فتملاها ثم تجیان فتفر غانہ فی افواہ القوم۔

صحیح بخاری کے باب غزوہ احد میں ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا۔ کندھوں پر مشکیں اٹھائے ہوئے زخمیوں اور مومنین کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پانی ختم ہو جاتا تو پھر مشک بھر لاتی تھیں اور زخمیوں کے منہ میں پانی پڑکاتی جاتی تھیں۔

جنگ بدر میں رایت نبوی کا پرچم مرطہ عائشہ صدیقہؓ تھا۔ یعنی جس نشان کے تحت میں ملائکہ نے خدمت اسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی اولین نصرت و فتح نازل ہوئی۔ وہ نشان عائشہ طیبہؓ کی اور صنی کا بنایا گیا تھا۔ یہ امر صدیقہؓ کی بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت حسان ثابِت (الموید بروح القدس) ان کی شان میں فرماتے ہیں :-

جِصَانُ رِزَانٍ مَا تَنْبِرُونَ بِرَيْبَةٍ  
عَقِيدٍ أَصْلٌ مِّنْ لُّوَيْ بْنِ غَالِبٍ  
مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَهَّرَ اللَّهُ خِيَمَهَا  
فَإِنْ كَانَ مَا قَدْ قِيلَ عَنِّي قُلْتُ  
وَإِنَّ الَّذِي قَدْ قِيلَ لَيْسَ بِلَا تُطِ  
فَكَيْفَ دَرَيْ مَا حَيَّيْتُ وَنُصَرِّقِي  
رَأَيْتُكَ وَلِيغْفِرَ لَكَ اللَّهُ حُرَّةٌ  
وَلُصْبِي عَزَّتِي مِّنْ لُّوَيْ غَوَا فِل  
كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهُمْ غَيْرُ زَائِلٍ  
وَلَطَمَرَهَا مِنْ كُلِّ بَغْيٍ وَبَا طِل  
فَلَا رَفَعْتُ صَوْتِي إِلَى أَنَا مِل  
بِهَا الدَّهْرُ بَلْ قَوْلِ أَصْرٍ مَّتَاحِلٍ  
لِّأَيِّ رَسُولٍ اللَّهُ زَيْنُ الْمُحَافِلِ  
مِنَ الْمُحْصَنَاتِ غَيْرِ ذَاتِ الْغَوَائِلِ

عائشہ صدیقہؓ کے انصاف اور صداقت کے لمحات اس وقت زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ جب وہ اپنی کسی سوت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا کرتی ہیں۔

(الف) ام المومنین زینب بنت جحش کی تعریف میں کہتی ہیں :-

۱۱۔ عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت  
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
يومًا للنساء امرعن لحوق بن اطلولكن  
يذاقن لث فكنن اطلولنا يدا من يئنب  
رئنها كائنن تعلم بيدها رتصدق  
۱۲۔ ائب روزنب صلي الله عليه وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا۔ تم میں سے وہ  
عورت مجھے جلد کرے گی جو زیادہ سخی ہوگی۔ یہ سن کر سب ازواج بڑھ  
بڑھ کر کام کرنے لگیں لیکن ہم میں سب سے زیادہ سخی زینب رضی اللہ  
تعالیٰ عنہا ثابت ہوئیں کیونکہ وہ اپنے ماعتوں کی محنت سے کاتی اور  
پھر اس کو راہ خدا میں صدقہ دیا کرتی تھیں۔

۱۳۔ میں نے کوئی عورت زینب سے دین میں بہتر نہیں دیکھی۔ وہ اللہ کا

۱۴۔ سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۴۲۱ سیرت مجدد جلد ۲ ص ۲۸۱ اطلول طول سے ہے۔ طول کے معنی جود و سخاوت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام دہ لطلول ہے۔



من زینب و اتقی اللہ و اصدق حدیثاً و  
اوصل للرحم و اعظم صدقة۔  
نیاہ تقویٰ رکھنے والی بہت زیادہ سچ بولنے والی اقرب سے بہت  
بڑھ کر سلوک کرنے والی و بہت زیادہ دینے والی تھیں۔

(ب) ام المومنین صفیہؓ کی تعریف میں فرماتی ہیں :-

وما دایت صالعة طعام مثل صفیة (صحیح بخاری)  
میں نے صفیہؓ جیسی کوئی عورت عمدہ کھانا بنانے والی نہیں دیکھی۔

(ج) ام المومنین سوودہؓ کی تعریف میں فرماتی ہیں :-

ما من الناس احدا احب الی من ان  
سوودہؓ میں ذرا تیزی تو تھی۔ ورنہ اور کوئی بھی ایسا نہیں۔ جس

اکون فی سلاخہ من سوودہ بنت زمعة  
کے درجہ میں برتا مجھے سب سے زیادہ پیارا ہو۔

الا ان بها جدۃ۔

(د) ام المومنین جویریہؓ کی صفت جمال بیان کرتی ہیں :-

کانت جویریة علیہا حلادة وملاحة  
جویریہؓ میں شیرینی و دل کشی پائی جاتی تھی کہ دیکھنے والے کے

لذی کاد یدبھا احدا الا وقعت فی نفسہ۔  
دل میں ان کی جگہ ہو جاتی تھی۔

امومت امت :- بشر بن عقرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد کے دن میرے والد شہید ہو گئے تھے۔

میں وہاں بیٹھا رو رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

اما ترضی ان تكون عائشة ملك و  
کیا تو اس سے خوش نہیں کہ عائشہؓ تو تیری ماں ہو اور میں تیرا

اکون انا اباک۔  
باپ ہوں۔

اس حدیث میں بمقابلہ دیگر ازواج کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

تخصیص امومت فرمائی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی زلت بشری میں سے یہ سب سے کہ وہ جنگ جمل میں شریک ہوئیں، اس جنگ کا نام جنگ  
لغزش | جمل اسی لیے مشہور ہوا تھا کہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کا ہودج ایک اونٹ پر تھا۔ اونٹ کا نام عسکر تھا۔ اس

لے۔ سیلاب جداول صلا بد لے یہ واقعہ جمادی الاخرہ ۳۵ھ کو ہو۔ رٹی صبح سے تیسرے پہر تک رہی۔ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغا زجبت سے پہلے ہی صف

سے عمدہ ہوئے تھے۔ طبرہ زخمی ہوئے اور جان بحق ہوئے سے پیشتر انھوں نے بیعت مرتضوی کی تجدید حضرت علیؓ کے یکا فرمے : حق پرک۔ ابن حزم و ابن تیمیہ لکھتے ہیں

کہ فریقین میں سے کوئی بھی آغا زجبت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چند شریروں نے جو قتل عثمانؓ سے طوٹ تھے، جنگ اس طرح کرا دی کہ رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر چھا پڑا۔

وہ سمجھے یہ فعل کبہ و بعلم حضرت علیؓ ہوئے، انھوں نے جی مدافعت میں حمل کیا و جنگ ہو گئی۔ ہر ایک طرف گمان یہ تھا کہ بتداد دوسرے کی جانب سے ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں

کہ اس پر برہان یہ ہے کہ ام المومنینؓ اور زبیر و طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے رفقاء نے امومت علیؓ کے بطلان یا معنی یا جرت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ نہ

انھوں نے نقض بیعت کیا۔ نہ کسی دوسرے کی بیعت کی اور نہ اپنے لیے کوئی دعویٰ کیا یہ جمل و دو یقین دلاتے ہیں کہ جنگ صرف حادثہ اتفاقیہ تھی جس کا ہر دو جانب

کسی کو خیال ہی نہ تھا۔ کتاب الفس فی المسل جزو چہارم ص ۱۵۵ مطبعة الادبیہ مصر ۱۳۱۶ھ

جنگ میں سامنے کی طرف خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ امیر المومنینؓ تھے۔ جنگ کے خاتمے پر حضرت صدیقہؓ نے فرمایا  
تھا کہ میری اور علیؓ کی شکر۔ بنی ایسی ہی ہے جسے عموماً بجاوج اور دیور میں ہو جایا کرتی ہے حضرت علی مرتضیٰؓ نے  
فرمایا بخدا یہی سچی بات ہے۔

قرآن مجید میں ہے :-

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا  
فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا۔ (۱۰:۴۹)  
اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں۔ تو ان میں صلح  
کرا دو۔

میرے نزدیک یہی وہ پہلی جنگ ہے جس کے دونوں فریق مومن تھے۔ اس مصداق کو پیش نظر رکھتے ہوئے  
اس آیت سے آگے چند آیات کو اِنَّ اللہَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ تک پڑھ لینا چاہیے۔ کہ بہت سے شبہات کا ازالہ  
ہو جائے گا۔ عائشہؓ کی صداقت اور موت علیؓ و فاطمہؓ سلام اللہ علیہم کی توثیق ترمذی کی حدیث عن جامع  
بن عمیر سے ہوتی ہے :-

قال دخلت مع عمتی علی عائشة رضی  
اللہ تعالیٰ عنہا فسئلت اى النساء کان احب  
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت  
فاطمة قیل من الرجال قالت زوجہا۔  
راوی نے کہا۔ میں اپنی چوچھی کے ساتھ عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئی۔  
ان سے سوال ہوا کہ عورتوں میں سے سب سے پیاری بنی مسلم کو  
کون تھی۔ انہوں نے کہا فاطمہؓ۔ پھر سوال ہوا کہ مردوں میں سے  
کون تھا۔ فرمایا شوہر فاطمہؓ۔

دوسری حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ حُسَيْنٍؓ اور علیؓ و فاطمہؓ  
داخل ہیں۔ اس حدیث کو عائشہ صدیقہؓ ہی نے بیان کیا ہے۔

جن دنوں جنگ جمل کی ابتدا تھی حضرت عمار یا سر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کوفہ میں رفقاء مرقضویؓ کے  
سامنے خطبہ فرمایا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں :-

إِنِّي لَا أَعْمَانَهَا زَوْجَةً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ  
يَا هَاهُنَا۔  
میں جانتا ہوں کہ عائشہؓ بنی مسلم کی زوجہ دنیا و آخرت میں  
ہیں۔ لیکن خدا نے تم سب پر آزمائش ڈالی ہے کہ ایسی حالت میں تم  
اس کا اتباع کرتے ہو۔ یا حضرت علی مرتضیٰؓ کا۔

عائشہ صدیقہؓ جن خصوصیات کا ذکر بطور فخر فرمایا کرتی تھیں، ان میں سے ایک یہ فقرہ بھی ہے :-

تَوَقَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَ  
فَرَّقَتِي وَبَيْنَ سَخِرِي وَتَخَرُّي وَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رُبِّي  
نبی صومنے میرے گھر میں میری قربت میں میرے سینے و گھوکے درمیان  
دو تہ پائی اور آخر میں اللہ نے میرے لعاب کو آنحضرتؐ کے ساتھ مل



وَرِيقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسَوَالٍ  
فَضَعَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَخَذَتْهُ فَمَضَضَتْهُ ثُمَّ شَتَّتْهُ

دیا وہ اس طرح کہ میرے بھائی عبدالرحمن مسواک لے کر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضع قرار دیکھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانا چاہتے ہیں میں نے مسواک لے کر اپنے ہاتھوں سے نرم کی درپھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کرادی۔

حضرت عائشہ کا قول ہے۔ درجنت کو کھٹکھٹا ڈکھولا جائے گا۔ لوگوں نے کہا۔ کیوں کر کھٹکھٹا میں۔ فرمایا بھوک اور پیاس کی برداشت سے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹا سکتے ہیں۔

ایک بار ایک شخص نے سوال کیا۔ میں اپنے آپ کو نیک کب سمجھوں؟ فرمایا جب تجھے اپنے برے ہونے کا گمان ہو جائے۔ اس نے کہا کہ اپنے کو برا کب سمجھوں؟ فرمایا جب تو اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

انتقال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ ۹ سال کی مصاحبت قدسیہ میں جو علوم عالیہ سیکھے تھے۔ قریباً نصف صدی تک فرزندان روحانی کو ان کی تعلیم دیتی رہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اقارب :- حضرت عائشہؓ کی والدہ ام رومان کنانیہ ہیں۔ جن کا انتقال رمضان سنہ ہجرت میں ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر میں خود اترے تھے اور یہ فرمایا تھا :-

اللَّهُمَّ لَا تَخَفْ عَلَيْكَ مَا لَقِيََتْ أُمُّ رُومَانَ  
فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ

الہی تجھ سے پوشیدہ نہیں کہ ام رومان نے تیرے لیے تیرے رسولؐ کے لیے کیا کچھ برداشت کیا ہے۔

نیز فرمایا :-

مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى إِحْرَاةٍ مِنَ الْخَوَرِ  
الْعَيْنِ فَيَنْظُرَ إِلَى أُمِّ رُومَانَ

اگر کوئی شخص حوران جنت میں سے کسی عورت کا دیکھنا پسند کرتا ہو تو وہ ام رومان کو دیکھ لے۔

اقارب :- عبدالرحمن بن ابوبکرؓ ان کے حقیقی بھائی ہیں۔ بہادران عرب میں سے تھے۔ جنگ یمین میں فتح گویا ان ہی کی شجاعت سے ہوئی۔ امیر معاویہ نے صحابہ کے سلمے جن میں امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جب دلی عہدئ یزید کا ذکر کیا تو انہی نے جواب میں لکھا تھا :-

أَهْرَ قَلِيلًا إِذَا مَا تَكْسِرُ قَامَ كَسْرِي  
مَكَانَهُ لَا تَفْعَلْ وَ اللَّهُ أَبَدًا

کیا یہ بھی دنیا کی سلطنت ہے کہ جب کسریٰ مر گیا تو دوسرا اس کی جگہ کسریٰ بن بیٹھا۔ بخدا ہم ایسا کبھی نہ کریں گے۔

حضرت عبدالرحمن کا بیٹا بھی صحابی ہے۔ اس طرح ابوبکر صدیقؓ کے خاندان میں چار نسلیں صحابی ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔

۱۔ استیعاب ۲۔ صحیح بخاری میں مسروق تابعی نے ایک حدیث ام رومان سے روایت کی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک ام رومان کی وفات بعد از وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی تھی۔

حضرت عائشہؓ نے ان کی وفات پر یہ دو شعر بطور تشیل پڑھے تھے:-

لَمَّا كُنْتُ مَا فِي جَذِيمَةٍ حُقْبَةٍ مِّنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَّصِدَ عَا

قَدَمًا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَا يَكَا لِيَطُولَ اجْتِمَاعُ لَمْ نُبْتَ كَلِيلَةً مَّعَا

۲۔ طفیل بن سنجہ ان کا خیانی بھائی ہے۔

۳۔ عبداللہ بن فضالہ لیشی حضرت عائشہؓ کا پدر رضاعی تھا۔ ابا عائشہؓ کنیت کرتا تھا۔ قاضی بصرہ ہو گیا تھا۔

عبداللہ اور فضالہ دونوں صحابی تھے۔

۴۔ ان کی علاقائی بہن اسماء بنت ابوبکرؓ ذات النطاقین ہیں۔ ان کا اسلام ۷۱ شخصوں کے بعد تھا۔ قریباً سو سال کی

عمر میں (ماہ جمادی الاول ۳۷ھ) وفات پائی۔ زبیر بن العوام کی بیوی اور عبداللہ بن زبیر کی والدہ ہیں۔

۵۔ ان کے علاقائی بھائی عبداللہ بن ابوبکرؓ ہیں۔ جو غزوہ حنین میں زخمی ہو کر اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہوئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمان عیسائیوں کو ان کے حقوق کے متعلق دیا تھا۔ اس کے کاتب ہی عبداللہ بن ابی بکر تھے۔ ان کی ایک بہن اور ہیں جو اسماء بنت عیس کے بطن سے تھیں۔ یہ وفات صدیقؓ سے چند ماہ بعد پیدا ہوئی تھیں۔

۶۔ ان ہی کے علاقائی بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو ربیب علی مرتضیٰؓ ہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت

میں ان کو حاکم مصر بنایا تھا۔

۷۔ حضرت صدیقہؓ کی ایک لونڈی بریرہ تھیں۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ سلطنت طے سے پیشتر وہ مدینہ میں

بریرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اور بریرہ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ عبدالملک! تجھ میں کچھ خصلتیں اچھی ہیں۔ اور میں سمجھتی

ہوں کہ تو سلطنت کے شایاں ہے۔ پس اگر تو صاحب سلطنت ہو گیا تو خون ریزی سے بچنا۔ کیونکہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:-

ان الرجل ليدفع عن باب الجنة

بعد ان ينظر اليها بملاء محجمة من

دم يدريه من مسلم بغير حق

کون شخص جنت کے قریب پہنچ جائے گا۔ حتیٰ کہ اسے دیکھنے لگے۔

پھر اسے دخل ہونے سے روک دیا جائے گا۔ کیوں کہ اس نے

مسلمانوں کا بہت سا خون بے وجہ کیا ہوگا۔

نہ ہم دونوں نعان کے مصاحبوں کی طرح ایسے لکھے رہتے تھے کہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ کبھی جدا ہی نہ ہوں گے۔ لیکن جدائی ہوئی تو فرق میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا جی یک شب بھی اکٹھے نہ رہے تھے۔ لندن شہ عرب کے مصاحبوں کا مختصر قصہ یہ ہے کہ نعان نے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا۔ یہاں میر نے سے اپنی ضمانت پر چند یوم لڑائی دلا دی۔ جب وہ مقرر دی پہنچا تب حکم دیا کہ اس نسا من کو قتل کر دیا جائے۔ جدو نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی کہ تنے میں ایک شخص لپکتا ہوا آگیا۔ باوجود کہ وہ نعان کو اپنا مصاحب بتایا۔ اب ہر ایک شخص دوسرے کو اپنا نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ وہ مدت العرجانہ ہوئے۔

یہ کتاب عراق صفا قاضی القضاات ابو یوسفؒ ولادت ۱۸۱ھ وفات ۲۵۵ھ ربيع الاول ۱۸۱ھ ولدت ۱۸۱ھ



ذاتی رنج پر اسلامی خدا کو ترجیح | معاویہ بن خدیج نے حضرت صدیقہؓ کے بھائی محمد بن ابوبکر کو قتل کیا تھا اور اس لیے  
حضرت صدیقہؓ کو معاویہ کی طرف سے سخت سبوتا تھا۔ لیکن معاویہ مذکور نے افریقہ  
میں فتوحات اسلامی اور غزوات دینی میں بڑی شہرت حاصل کی تھی۔

عبدالرحمن بن شماسہ المہری کا بیان ہے کہ معاویہ کی ماتحتی میں میں نے افریقہ میں کام کیا تھا۔ میں ایک روز  
ام المؤمنین عائشہؓ سے ملنے گیا۔ انھوں نے پوچھا کہ افریقہ میں تمھارے سرشکر کا حال کیسا تھا۔ پھر فرمایا میری طبیعت  
کا خیال نہ کرو۔ بلکہ اس کی خوبیاں بتاؤ۔

عبدالرحمن نے عرض کیا کہ میدان جنگ میں اگر اونٹ مر جاتا تو سپہ سالار اسی وقت دوسرا اونٹ مہیا کر دیتا تھا۔  
گھوڑا مر جاتا تو فوراً گھوڑا ہم پہنچا دیتا تھا۔ کوئی غلام فرار ہو جاتا تو دوسرا آدمی جھٹ بھج دیتا تھا۔  
یہ سن کر حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:-

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي أَنْ كُنْتُ  
لَا بَغْضَاءَ مِنْ أَجْلِ نَهْ قَتْلِي أَخِي وَقَدْ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ اللَّهُمَّ مَنْ رَفَقَ بِأَقْرَبِي فَارْفُقْ بِهِ وَمَنْ  
شَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْتَقُّ عَلَيْهِ  
میں خدا سے بخشش چاہتی ہوں۔ خدا مجھے معاف فرما۔ میں تو اس سے  
بغض رکھتی تھی کہ میں نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا اور میں نے تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! جو کوئی  
میرے امت کے ساتھ مہربانی کرے اس پر مہربانی فرما اور جو کوئی امت  
پر سختی کرے تو مجھ پر سختی کرنا۔

۲۔ ام کلثوم بنت خالد اور ام کلثوم بنت عبداللہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ طواف کعبہ میں شامل تھیں۔ حسان  
بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل پڑا۔ دونوں نے انھیں گالی کے ساتھ یاد کیا۔ حضرت صدیقہؓ نے فرمایا تم اسے گالی دیتی ہو  
اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے داخل جنت فرمائے گا۔ دیکھو تو سہی کہ حسان بن مسلم کی شان میں کس طرح کتنا ہے۔

هَوَتْ مُحَمَّدًا فَاجَبَتْ عَنْهُ  
فَإِنَّ رَأَى وَدَالَ دَقِي وَعِزُّ رَضِي  
وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ  
لِعَرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

یہ سن کر دونوں نے کہا کہ ہم تو اس لیے کہتی تھیں کہ اس نے آپ کی شان میں کچھ کچھ کہا تھا۔ صدیقہؓ نے کہا  
وہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

۱۔ سنیاب مہذبہ اس بارہ میں ختم و روایت سے حضرت حسان نے قصائد میں مصدلیا یا نہیں۔ میرے نزدیک حضرت حسان کا مندرجہ ذیل شعر  
اس بارہ میں عمدہ دلیل بن سکتا ہے۔ وہ حضرت صدیقہؓ کی تعریف کرتے ہوئے اس قہمت سے اپنی برکت بھی ظاہر کرتے ہیں:-

ذُرْكَانَ مَا قَدْ قِيلَ عَنِّي قَلْبُهُ  
فَلَا رَقَعْتَ سَوَطِي إِلَى أَنْ مَلَى  
کہ ہوتا ہے کہ میرے دل کی شان میں کوئی سناغہ لفظ کہا ہے۔  
گرچہ سچ ہے تو خدا کے کہ میری بات ہی بکھل نہ ہو جائے۔

عائشہ صدیقہؓ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۷ رمضان ۷۰ھ کو مدینہ منورہ میں اجل طبعی سے وفات پائی اور جنت البقیع میں استراحت فرمائی۔

## ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عمر فاروقؓ کی بیٹی ہیں۔ بنی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پیشتر خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی اسلمی کے گھر میں تھیں۔

خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین میں سے تھے انھوں نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کی تھی۔ بدر و احد میں شہید ہوئے اور جنگ احد میں زخمی ہو کر مدینہ میں وفات پائی۔ ان کے بھائی عبداللہ بن حذافہ اسلمی بھی صحابہ میں نہایت مشہور بہادر و شاعر ہیں۔

حضرت خنیسؓ کی شہادت کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے حفصہؓ کا ذکر کیا۔ انھوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ جس سے حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کا ذکر حضرت عثمانؓ سے کیا کیونکہ ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا انتقال بھی انھی دنوں میں ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: آج کل تو میں شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا۔ بنی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

یتزوج حفصۃ من ہو خیر من عثمان و حفصۃ کی شادی اس شخص سے ہوگی جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان

یتزوج عثمان من ہی خیر من حفصۃ۔

لأنکاح اس سے ہوگا جو حفصہ سے بہتر ہے۔

بعد ازیں بنی سلی نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمانؓ کو اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم بیاہ دی۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے مل کر فرمایا: تم اس بات کا میری طرف سے رنج نہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ حفصہؓ کا ذکر مجھ سے فرما چکے تھے اور میں اس وقت بنی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ راز ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ ہاں اگر آنحضرت ﷺ نکاح نہ کرتے تو میں ضرور کر لیتا۔ ان کا انتقال بہ عمر شصت سالہ جمادی الاولیٰ ۸۰ھ میں ہوا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جبریلؑ نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی:-

وَذَیْقَاتُ امَمَةٍ صَوَامَةٍ وَ اِنَّهَا

وہ بہت عبادت کرنے والی، روزے رکھنے والی ہے۔ اور

رُزُوحُکَ فِی الْجَنَّةِ :-

وہ بہشت میں بھی آپ کی زوجہ ہے۔

ولادت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانچ سال قبل از بعثت ہے۔

مرویات حفصہ ام المؤمنین :-

۴

متفق علیہ

۶

صحیح مسلم میں



## دیگر کتب احادیث میں ۵۰..... کل ۶۰

بعض لوگ آیت **وَإِذَا سَأَلَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا** کی تفسیر میں ام المؤمنین حفصہؓ کا ذکر کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب رب العزت کو اپنے حبیب کے گھرانے کی عزت و حرمت کا اتنا پاس ہے کہ کسی کا نام نہیں لیا تو ہم کو بھی اس بارہ میں جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ بعض لوگ یہ بھی بحث کیا کرتے ہیں کہ وہ راز کیا تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو کوئی حق نبی صلعم کے راز میں دخل دینے یا اس کے افشا کرنے کا نہیں۔

اقارب :- ۱۔ عمر فاروق جو اشہر المشاہیر فی الاسلام ہیں، ان کے والد بزرگوار ہیں۔ وہ ۳۱ھ میں بعد وفات ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تھے۔ اور کسی ایک شخص نے بھی ان سے بیعت کرنے میں تامل یا انکار نہیں کیا تھا۔ دس سال چھ ماہ خلافت کی۔ ۲۴ ذی الحجہ ۳۳ھ کو شہید ہوئے۔ زخمی ہونے کے بعد انھوں نے اپنے قاتل کی بابت تفتیش کرائی جب ان کو پتہ لگا کہ وہ ابو لؤلؤ نسرانی ہے تب فرمایا **أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يُجْعَلْ قَتْلِي بِإِيدِ رَجُلٍ يَحَاجُّنِي بِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ**۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے برادر شفیق ہیں۔ ان کا انتقال ۳۲ھ میں مکہ میں ہوا تھا۔ حضرت عبد اللہ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔

۳۔ حضرت حفصہؓ کی والدہ زینب بنت مطلقہ ہیں جو نہایت قدیم اسلام تھیں۔ انھوں نے قبل از ہجرت مکہ میں وفات پائی تھی۔ ان کا سلسلہ نسب بنی صم سے کعب میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور ان کی نانی کا سلسلہ نسب بھی کعب میں شامل ہوتا ہے۔

۴۔ ان کے ماموں عثمان بن مظعون ہیں۔ ۳۱ھ کے بعد اسلام میں داخل ہوئے۔ ذوالہجرتین ہیں۔ مہاجرین میں سے مدینہ میں سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تھا۔ بنی صم نے کفنانے کے بعد ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اور اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کی قبر ان کے پاس بنا کر فرمایا تھا الحق بالسلف الصالح مٹا۔

## اُمّ المساکین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جاہلیت میں ان کا لقب ام المساکین تھا۔ ان کا پہلا نکاح ظنیل سے ہوا اور سہرا عبیدہ سے ہوا۔ یہ دونوں بنی صم کے تھے جب بنی صم نے اپنی ایک بچی سے رزق کی بات کہی اس پر خزیمہؓ نے اس خدیجہ کے کہ میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہو جوتا کہ اللہ کا سارا سے سکتا ہو۔ کہ عمر فاروقؓ نے اس بندہ سے کثرت بائی بات ہے۔ قصبات تک بخواہ فریاد کرتی تھیں۔ حضرت ابو اسحاقؓ نے شیخ محمد سرمدیؒ مام بان و حسیہ الامت شہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم سب بنی روقیہ شہ ابو خزیمہؓ دہلوی مسکن مجددی و فاروقی میں حضرت نور محمد صاحب ترین چار باغ دہلی کا خاندان بھی اسی خزانہ سے ہے۔



عم زاد بھائی یعنی حارث بن عبد المطلب کے فرزند تھے۔ ان کا تیسرا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہوا۔ جو بنی مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم زاد ہیں۔ اور ام المومنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں۔ جنگ اُحد میں وہ شہید ہو گئے تو بنی مصلی نے ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد صرف دو مہینے یا تین مہینے زندہ رہیں۔ ماں کی جانب سے یہ ام المومنین میمونہؓ کی بہن ہیں۔

## اُم المومنین ام سلمہ (ہند) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہند بنت ابی امیہ العوفیہ بزاوار اکب بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔ بنی مصلی اللہ علیہ وسلم سے پیشہ ام سلمہ حضرت ابوسلمہ عبد اللہ بن عبد اسد بن بلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم کے نکاح میں تھیں۔ ان پر دوہا نسب عبد اللہ بن عمرو مخزومی میں شامل ہو جاتا ہے۔

ام سلمہ نہایت قدیم الاسلام ہیں اور ابوسلمہ غالباً گیا۔ جویں شخص اسلام لانے والوں میں تھے۔ ابوسلمہ کی والدہ برہ بنت عبد المطلب بنی مصلی کی حقیقی چچو چچی تھیں۔ علاوہ ازیں بنی مصلی اور حضرت حمزہؓ اور ابوسلمہ تینوں برادران رضاعی بھی ہیں۔ ام سلمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ اول ہجرت حبش کی تھی۔ اور پھر مکے میں واپس آ گئے تھے مگر ترتیباً ابوسلمہ و ام سلمہ مع اپنے بچے سلمہ کے ہجرت مدینہ کے لیے نکلے تو ابوسلمہ کے گھروالوں نے ان کے بچے سلمہ کو چھین لیا اور کہا کہ تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ مگر بچے کو جو ہمارے خاندان کا فرد بت نہیں لے جا سکتے۔ علیٰ ہذا ام سلمہؓ کے گھرانے والوں نے ام سلمہ کو چھین لیا کہ ام سلمہ کو جو ہمارے خاندان کی لڑکی ہے۔ تم نہیں لے جا سکتے۔ ابوسلمہ نہایت قوی السلام اور راسخ العزم تھے۔ بیوی اور بچے کے چھین جانے پر بھی انھوں نے سفر ہجرت ترک نہ کیا اور خدا و رسول خدا کی راہ میں جیل پڑے۔ ام سلمہ مکے ہی میں رہیں۔ وہ ہر روز شام کو اس مقام پر آ بیٹھا کرتی تھیں جہاں شوہر سے ملکہ ہوئی تھیں۔ ایک سال تک برابر روتی رہیں۔ حتیٰ کہ سنگ دل عزیز دل کا دل جی ان کے گریہ و آہ و بکا پر نرمایا۔ انھوں نے کچھ بھی دیدیا اور ان کو سفر کی اجازت بھی دے دی۔ یہ اللہ کی بندی یکہ و تنہا مدینے کو جیل پڑیں۔ عثمان بن طلحہ جو کلید بردار بیت الحرام تھے۔ گوا بھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ لیکن ان کو ام سلمہ کی بے کسی و تنہائی پر رحم آیا۔ وہ ساتھ ہو لیے۔ حضرت ام سلمہ کو اونٹ پر سوار کراتے۔ خود پیدل چلتے منزل پر پہنچ کر ان سے دور جا کر ٹھہرتے۔ جب منزل بہ منزل مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے اور نخلستان مدینہ کے درخت نظر آنے لگے۔ تو کہا: ”دیکھو جس شہر میں تجھے جانا ہے وہ سامنے ہے۔ تم آگے بڑھو۔ میں واپس جاتا ہوں۔“ یہ کہہ کر واپس چلے آئے۔

ابوسلمہؓ جناب بدر میں شریک ہوئے اور پھر جنگ اُحد میں زخمی ہوئے زخموں سے جانبر نہ ہو سکے۔ وہ



جمادی الآخرہ میں انہوں نے شہادت کی موت پائی۔ مرتے وقت ان کی زبان پر تھا۔ اللہم اخلصنی فی اہلی بخیر۔  
چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو محبت اور قرابت ابو سلمہ سے تھی۔ اور مدت العمر  
انہوں نے اسلام میں جو صداقت اور استقامت دکھائی تھی۔ نیز ام سلمہؓ نے اسلام کے لیے ہجرت بستی اور  
ہجرت مدینہ کرتے ہوئے جن سخت آزمائشوں کو بھرا کیا تھا۔ ان سب امور پر خیال کرتے ہوئے بنی مسلم نے  
ام سلمہؓ سے نکاح کر لیا۔ اور ان کے بچے عمر وسلمہ اور لڑکیاں زینب و درہ حضور کے ربیب بنتے اور انہوں نے  
زیر تربیت بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرورش پائی۔

**اقارب :-** ۱۔ عمر بن ابو سلمہؓ ہجرت میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانب سے فارس اور  
بحرین کے نام رہے۔ سلمہؓ میں وفات پائی۔ سعید بن مسیب اور ابو امامہ بن سہل اور عروہ بن زبیر نے ان سے  
احادیث کی روایت کی ہے۔

۲۔ سلمہ بن ابو سلمہؓ کے ساتھ بنی مسلم نے امامہ بنت امیر حمزہؓ کا نکاح کر دیا تھا۔ انہوں نے عبدالملک کے عہد  
میں وفات پائی۔ ان سے روایت حدیث جاری نہیں ہوئی۔

۳۔ زینب بنت ابو سلمہؓ کا نکاح عبداللہ بن زمعہ بن اسود الاسدی کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ اپنے زمانہ میں  
سب عورتوں سے زیادہ فقیہہ تھیں۔ اور ان کی ولادت حبش میں ہوئی تھی۔ جب ان کے والدین ہجرت حبش  
کر کے گئے تھے۔

ان کا بیان ہے کہ یہ ابھی بچہ ہی تھیں کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔ یہ حضور کے قریب پہنچ  
گئیں۔ بنی مسلم نے پیار سے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے پھینکے۔ جس کی یہ برکت ہوئی کہ ان کے چہرے کی رونق  
اور تازگی تازہ گی شباب جیسی ہی قائم رہی۔

یوم الحزہ میں ان کے دونوں بیٹے مارے گئے تھے۔ دونوں کی لاشیں ان کے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔ زینب  
نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ واللہ ان دونوں کا مرنا میرے لیے بڑی مصیبت ہے۔ لیکن ایک کی مصیبت  
دوسرے کی مصیبت سے بڑھ کر ہے۔ پہلا تو گھر میں رہا۔ اور اس نے جنگ سے اپنے ہاتھ کو روکا اور مظلوم مارا گیا۔  
مجھے امید ہے کہ اسے جنت ملے گی۔ دوسرے لڑکے نے ہاتھ نکالا اور مارا گیا۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس  
کا انجام کیا ہوگا اور یہی وہ امر ہے جسے میں مصیبت عظمیٰ سمجھتی ہوں۔

۴۔ ام کلثومؓ بنت ام سلمہؓ سے ایک حدیث موسیٰ بن عقبہ نے روایت کی ہے کہ بنی مسلم نے نجاشی کی موت  
اور اپنی مرسلہ ہدایا کی واپسی کی پیشین گوئی فرمادی تھی۔

۵۔ درہ بنت ام سلمہؓ کا ذکر صحیح بخاری میں ہے کہ ام المؤمنین ام حبیبہؓ نے دریافت کیا تھا کہ کیا حضورؐ

لے۔ انہی میرے کہہ کی اچھی طرح نگہداشت فرماتا؟

..... درہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ فرمایا اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی۔ تب بھی وہ حلال نہ تھی۔ اس کا باپ ابوسلمہ تو میرا دودھ کا بھائی تھا۔

۶۔ زہیر، عامر، عبداللہ، مہاجر ام المومنین کے بھائی اور عبداللہ و معبد براور زادے اور عبداللہ بن زہیر جہنم میں۔

۷۔ عبداللہ کی ماں عاتکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدید العداوت تھا۔ لیکن ہم الشیخ کو توفیق ازلی سے قبل از فتح مکہ مدینے کو روانہ ہوئے اور راہ ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہو کر اسلام پائے۔ اور غوثِ قصیرات سے شاد کام ہوئے۔ فتح مکہ اور حنین اور غزوہ طائف میں شامل اور طائف ہی میں تیرکھا کر شہید ہوئے۔

۸۔ عامر مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں۔

۹۔ مہاجر حضرت ام سلمہ کے برادر شفیق ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حارث بن عبدکلال حمیری شہ یمین کے پاس بطور سفارت بھیجا تھا۔ اور پھر صدقت کندہ اور صدق کا عامل بھی بنا دیا تھا۔ اور پھر ابو بکر صدیقؓ نے ان کو یمین کی حکومت پر بھیجا تھا۔ اور حضرت موت میں قلعہ نجرا نخی نے فتح کیا تھا۔

ام المومنین ام سلمہؓ کا انتقال مدینہ منورہ میں ۵۹ھ کو بعمر ۸۴ سال ہوا۔ بعض نے سنہ ۶۰ھ میں روایت کیا ہے مرقیات ام سلمہؓ ام المومنین۔ کتب احادیث میں حسب ذیل ہیں :-

صحیحین میں	۱۳
مرتب صحیح بخاری میں	۳
مرتب صحیح مسلم میں	۱۳
دیگر کتب حدیث میں	۳۴۹..... کل ۳۷۸

ام المومنین ام سلمہؓ نے اپنے چہا زاد بھائی ولید کی وفات پر یہ اشعار فرمائے تھے :-

یا عین فابکی الولیدؓ	ابن الولید بن المغیرہ
قد کان غیثاً فی السنین	ورحمۃ نینا و میرہ
ضخم الہ سيعہ ماجدا	یسموا فی طلب الوتیرہ
من الولید بن الولید	الی الولید کفی العشیرہ

۱۔ ولید بن ولید اور خالد بن ولید اور حشام بن ولید اور حضرت ام سلمہؓ کا دادا ایک ہے۔ یعنی مغیرہ۔

۲۔ ولید بن ولید حضرت خالد بن ولیدؓ کے والد ہیں اور بنی ہاشم میں حضرت خالد کو غبتِ سلام نبی نے درائی تھی۔ مستحب ہے



# اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

زینب بنت جحش بن ایاب بن یعمر بن سبیرہ بن مردہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمۃ الاسدی۔ ن کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

ان کا پہلا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا تھا۔ زید بن حارثہ کا نسب آبائی قنفذ تک فتنی ہوتا ہے اور ان کی ماں کا نسب بھی معن بن حلی سے ملتا ہے۔ گویا حضرت زید بن حارثہ کے گھر لڑکپن میں ایک گروہ نے ان کو اٹل لیا اور سوق حبشہ میں (جو مکہ کے قریب سالانہ منڈی لگا کرتی تھی) فروخت کیا۔ حکیم بن حزام ان کو خرید کر حبشہ کے لیے نذیر لائے۔ جب خریدتے ہوئے ان کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ تب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زید حبشہ کر دیا۔ زید کے والدین ان کی تلاش میں تھے۔ وہ پتہ لگاتے لگاتے مکہ معظمہ پہنچ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ زید کو واپس دیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمایا۔ مگر زید پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتفاق و اشتقاق کا اس قدر گہرا اثر تھا کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور ماں باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ان کے والدین نے بھی جب دیکھا کہ ان کا بیٹا اس گھر میں بحالت غلامی نہیں بلکہ فرزندانہ تربیت پا رہا ہے۔ تو وہ بھی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الفت و محبت دیکھ کر زید کو زید بن محمد کا خطاب مل گیا تھا۔ یہ سب واقعات بعثت نبوت سے پیشتر کے ہیں۔ نبوت کے بعد جن مورکی صلاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ ان میں غلاموں کی حالت کی درستگی بھی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! تم نے ان کو غلام کیونکر بنایا۔ ان کے پیٹ سے تو یہ آزاد پیدا ہوئے تھے۔ یہ عملی طور پر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ غلامی کا جھوٹا خطاب کوئی وقعت نہیں رکھتا اور کوئی شخص صرف اس وجہ سے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا کہ اسے ایک نے زبردستی پکڑ کر بیچ ڈالا ہو۔ اور دوسرے نے چند دم دے کر خرید لیا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برترین مثال قائم فرمانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ یہ تجویز فرمائی کہ اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش کا نکاح زید سے کر دیں۔ یہ تجویز فی الواقع اسی غرض کے لیے تھی کہ غلامی کے غرضی خطاب کی حقارت ہمیشہ کے لیے دفن کر دی جائے اور کوئی شخص کسی شخص کو اس کے جائز حقوق انسانیت سے اس لیے محروم نہ ٹھہرائے کہ وہ کبھی خریدا یا بیچا گیا تھا۔ جو لوگ غلامانی غورو تکبر پر مٹنے والے تھے۔ وہ سید ولد آدم اور مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تجویز پر آسانی سے متفق نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے زینب اور ان کے اقرباء نے بھی اس رشتہ سے انکار کیا۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس صلاح کا عزم فرمایا اور جس بہترین مثال کے قائم کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ اس پر برابرقائم رہے۔ حتیٰ کہ قرآن مجید میں بھی اس آیت کا نزول ہو گیا۔

زید بن حارثہ کا نسب

جحش آزاد پیدا ہوا ہے

صلاح غلامی



مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا  
قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ  
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (۳۶:۳۳)

جب خدا اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ فرمادے۔ تب کسی  
مومن مرد یا عورت کے لیے اس امر میں اپنا کوئی اختیار نہیں  
رہتا :

اس حکم کے بعد اقربائے زینب اور زینب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے سامنے  
اپنے ذاتی اور قومی خیالات کو چھوڑ دیا۔ اور اس نکاح کا ہونا انسانیت پر احسانِ عظیم ہوا۔ اور حضرت زینبؓ بھی  
خاص تعریف کی مستحق ٹھہریں۔ اب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ حضرت زینبؓ ہی کی شاندار زندگی سے ایک دوسری  
اصلاح کو مشتمل فرمائے۔

عام طور پر مختلف ممالک میں یہ رواج چلا آتا تھا کہ جب کسی شخص کے اولاد نہ ہوتی تو وہ کسی دوسرے کے  
فرزند کو لے کر اپنا فرزند بنالیا کرتا جسے متبنیٰ کہا جاتا۔ اس کے بعد شخص متبنیٰ اپنے باپ کی جانب اپنے آپ کو  
منسوب نہ کیا کرتا اور فرزندی میں لینے والا شخص اسے اپنا بیٹا کہہ کر پکارا کرتا۔  
یہ رسم فی الحقیقت قدرتِ خداوندی کا گستاخانہ جواب تھی۔ متبنیٰ کرنے والا شخص گویا خدا سے یہ کہا کرتا تھا  
کہ اگر تو نے مجھے فرزند نہیں دیا تو کیا ہوا۔ یہ دیکھا۔ میں نے بیٹا حاصل کر ہی لیا۔ اس کے علاوہ :-

الف :- اس رسم کا خاندانی دارثان بازگشت کے حقوق پر زہریلا اثر پڑتا تھا۔ کیونکہ ورثاء تو حقیقی طور پر وارث  
ہوتے تھے اور یہ محروم کنندہ مصنوعی طریقہ سے وارث بنایا جاتا تھا۔ خصوصاً جب اہلک و جائداد جدی پیدا کردہ  
ہوتی تھیں۔ تب رسم تبیت سے تمام خاندان میں خصومتوں اور عداوتوں کی بنیاد قائم ہو جاتی تھی اور کبھی ختم نہ ہونے  
والے جھگڑے برپا ہو جاتے تھے۔

ب :- بننے والا فرزند جو شجرہ خاندان سے شاخ بریدہ کی مانند ہوتا تھا، اس کے دل اور روح میں یہ حقیقت  
ہمیشہ ناز کی طرح کھٹکتی رہتی تھی کہ اس نئے خاندان سے سچے سچے اس کا کوئی تعلق خون کا نہیں، بلکہ اس دکھاوے کی  
ساری بنیاد نہ ہری اور اوپری رسوم پر ہے۔ وہ اگر اپنے برادران حقیقی کو اچھی حالت میں دیکھتا تو ان پر حسد رکھتا تھا  
اور اگر اس کے برادران حقیقی اسے اچھی حالت میں دیکھتے تو اس سے حسد کیا کرتے تھے۔

ج :- متبنیٰ کرنے والا اگرچہ متبنیٰ کو اس کے لڑکپن میں بڑے لاد، چاڈے پرورش کیا کرتا لیکن اس کے  
بوغ کے بعد جب دیکھتا کہ اس شخص کے خاندانی اوصاف سے وہ متبنیٰ کس قدر معتر ہے اور اس کے اقارب  
کے ساتھ اس کو کس قدر بیگانگی ہے۔ اس کا دل بھی بکھ جاتا۔

د :- ادھر اس کا اہلی باپ جس نے اپنے شجرہ انواد سے خود محرومی گوارا کی تھی۔ اور جس کے قلبی تعلق کوئی نہ ہری  
رسوم تنوع نہیں رکھتے ہیں۔ جب دوسرے گھر میں اپنے فرزند کو کسی مصیبت میں دیکھتا۔ تو وہ جھٹ اس مصیبت



بینی کی تشبیہ خطاب ہے۔

کو اپنے ہر فعل کا نتیجہ قرار دیتا۔ اس پر وہ خود اپنے کو طرمت کرتا اور اپنے کیے پر پچھتا تا۔ ان تمام احوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تنہیت کا مصنوعی اثر ہر جگہ کڑوا پھل ہی ثابت ہوتا تھا۔ ہاں اس بناوٹی حالت کو غضاب کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ جس کی بابت کوئی شاعر کہہ گیا ہے۔ ۶ :-

آخر تو کھل ہی جاتی ہے۔ رنگت خضاب کی۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسلام اس رسم زبوں کی بھی اصلاح کرے۔ اور خدا کا رسولؐ جو عالم کے لیے رحمت اور دنیا کے لیے مصلح اعظم ہے۔ خود اپنی نورانی شخصیت اور جوہد پاک سے ایک زبردست برہان اس کے بطن پر قائم فرمائے۔

قرآن مجید میں بہت پہلے سے یہ نازل ہو چکا تھا :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کا بھی باپ

(۳۳: ۴۰) نہیں ہے۔

نیز قرآن مجید میں بہت پہلے یہ نازل ہو چکا تھا :-

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ  
قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ  
يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ أَدْعَوْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ  
أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ (۳۳: ۵۷)

ہر دو آیات بالا میں نہایت وضاحت اور زور قوت سے اس جھوٹی رسم کا بطلان کر دیا گیا تھا۔ جس کے اندر نہ صرف اُسید عرب جگہ سارا جہان گرفتار تھا۔ لیکن رسم اتنی قدیم تھی اور اس قدر مستحکم تھی کہ اس کے ساتھ ایک زبردست نمونہ کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ فرما چکا تھا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَدْرِي أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ اس لیے اس بہالت کا پہاڑ اکھاڑ پھینکنے اور بطلان کا سمندر پاٹ دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو نمونہ بنایا گیا اور اس کی تقریب یہ ہوئی کہ زینب کی اپنے شوہر کے ساتھ نہ بنی۔ وہ زید بن حارثہ جو اپنے علم و تقویٰ سے ام ایمن جیسی بیوی کے ساتھ (جو عمر میں زید سے قریباً دو چند بڑی بیوہ اور حبشی الاصل تھی) خوش خوش بسر کر رہا تھا۔ زینب کے ساتھ بسر نہ کر سکا اور نوبت بجائے رسید کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک تک انھوں نے شکایت پہنچائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو اَمْرُكَ عَلَيْكَ ذَرِكْہ کی نصیحت فرمائی اور وَاتَّبِعْہ اللہ کے کہ اسے زیادہ برواشت کے لیے آمادہ بھی بنایا۔ لیکن خاوند بیوی کا

۱۰ اپنی جیوی کرا اپنے پاس رہنے دے (احزاب ۵) ۱۱ اللہ سے ڈر۔

تیسرا دورہ

محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زندگی دنیا بھر کے لیے نمونہ ہے۔

خاندان پوری کا رشتہ



عجب رشتہ ہے کہ جب دل پھٹ جاتا ہے تو کوئی نصیحت بھی کارگر نہیں ہوتی۔ زید نے زینب کو طلاق دے دی۔ اس طلاق کا اثر زینب اور اس کے خاندان پر کیا ہوا ہوگا؟ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ تو زید کو پہلے ہی سے اس شادی کا اہل نہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کیا تھا، اپنے پسند و اختیار کو چھوڑ کر صرف حکم خدا اور رسول پر عمل کیا تھا۔ اور یہ بات ان کے شان گمان سے بھی باہر تھی کہ حکم خدا اور رسول پر عمل کرتے ہوئے زینب کو طلاق کی ذلت بھی اٹھانی پڑے گی۔ اور اسے دنیا کے منہ سے یہ بھی سننا پڑے گا کہ اس میں شوہر کی اطاعت کی قابلیت ہی نہیں۔

اس طلاق کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا اثر ہوا ہوگا؟ اول تو حضور مسلم کی اس مصلحت دینیہ کو صدمہ پہنچا۔ جس کے استحکام کے لیے اس نکاح پر حضور نے زور دیا اور اپنے خاندان کی ممتاز عورت کو ایک ایسے شخص سے تزویج پر رضامند کیا جو غلام ہو کر بکا تھا۔ اور مٹلی کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ دوم زینب اور اس کے خاندان والوں کی اطاعت اور اس اطاعت کے ضمن میں ان کی آماج مصیبت ہونے کا واقعہ بھی حضور کے رحم پر در قلب کے لیے کچھ کم صدمہ رساں نہ تھا۔ اس پیچیدہ حالت میں اللہ تعالیٰ کی وحی قرآنی حضور کو مطلع کرتی ہے کہ زینب کو ام المومنین کا درجہ عطا کیا گیا اب خدا کا نبی بذات خود اس کی دل شکنی کا معاوضہ ہو گیا۔

اللہ اکبر! ایک وقت تھا۔ جب ایک رسم کی پابندی نے زینب کو زید سے شادی کرنے میں روک دیا تھا۔ اور ایک وقت وہ ہے جب رسم کے اندر پھنسے ہوئے عوام کے خیال سے نبی صلعم نے حضرت زینب سے شادی کرنے میں تامل فرمایا۔ لیکن خدا کا حکم پورا ہوا۔ اور نبی صلعم نے حضرت زینب کو بطور زوجہ قبول فرمایا۔ اب متنبی گری کی اس رسم کی جڑیں کٹ گئیں۔ جس نے دنیا بھر کو مغالطہ میں ڈال رکھا تھا۔ اس بطلان کے بت کو چلنا چور کر کے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ کیوں کہ اسلام قرار دے چکا تھا کہ فرزند کی بیوی ہمیشہ کے لیے اس کے باپ پر حرام ہوتی ہے۔ اب کہ زید کی بیوی کو حکم قرآنی سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی بنا دیا گیا تو تنہیت کی تائید میں نہ جی چھوٹی بڑی تاویل کی گنجائش نہ رہی۔

کچھ تعجب نہیں کہ اس زمانہ کے کافر اپنی پرانی رسم کو برباد ہوتے دیکھ کر روئے چلائے ہوں اور انہوں نے اس جھوٹی رسم کا ردنا روتے ہوئے نبی صلعم یا قرآن پاک کی شان میں اس رسم کے قاتل ہونے کی وجہ سے کچھ کچھ الفاظ کہے ہوں۔ لیکن آپ تعجب کریں گے کہ اب ہمارے زمانہ میں سب سے زیادہ عیسائی لوگ اور مسیحی مناد اس قصہ سے اپنی ناراضگی ظاہر کیا کرتے ہیں۔

عیسائی اس قصہ پر کیوں معترض ہیں | ہمارے لیے قابل غور یہ امر ہے کہ عیسائیوں کو اس واقعہ سے رنجیدہ و ملول ہونے کی خاص وجہ کیا ہے؟ کیا تورات

لے آنا کردہ غلام کو بون لکا کرتے تھے۔



نے تنہیت کو حق ٹھہرایا ہے؟ کیا مسیحؑ نے تنہیت کو جائز تسلیم کیا ہے؟ اور ایک حرف بھی اس کے جواز میں کہا ہے؟ اگر نہیں تو عیسائیوں کو کیوں رنج ہے؟

ہاں رنج کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک نکاح سے نہ صرف کافروں کی رسم تنہیت ہی کا بطلان ہوا۔ بلکہ تثلیث کا بطلان بھی ساتھ ساتھ ہو گیا۔ کیونکہ جب اسلام نے ثابت کر دیا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان کا بیٹا کہنا، ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان خون کا رشتہ نہ ہو، بالکل جھوٹ اور باطل اور کامل افترا و بہتان ہے۔ تب یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک انسان کو خدا کا بیٹا کہنا قطعاً و حتماً باطل ہے۔ پورا پورا افترا ہے اور صریح بہتان ہے اور کھلم کھلا دروغ۔ کیوں کہ انسان کو خدا کے ساتھ کوئی مشابہت ہے ہی نہیں، یہ جسم اور روح سے مرکب انسان جو سینکڑوں حوائج انسانی کا محتاج ہے۔ جو ایک دن پیدا ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے نہ تھا۔ جو ایک دن مر جائے گا۔ وہ لقمہ فنا ہو گا۔ کیوں کہ اس حی القیوم زندہ خدا کا فرزند ہو سکتا ہے، جس کی ذات سرمدی ازل سے بھی اول اورابد سے بھی آخر ہے۔

پس یہی ہے وہ راز جس کی وجہ سے عیسائی و اعلیٰین اس قصے سے زیادہ ناراض رہا کرتے ہیں۔ ہمارا مقصود اس جگہ صرف زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت لکھنے کا تھا۔ اور ہم کو اپنی تحریر صرف اسی مقصود کے اندر محصور رکھنی چاہیے۔ تاہم واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینبؓ کا وجود تعلیم اسلام کے اظہار اور رسوم ضالہ کے ابطال میں بہت بڑی برکت ثابت ہوا ہے۔ اور اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں فرمایا کرتی تھیں:-

هِيَ النَّبِيُّ تَبَ دِيْنِي فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ  
 زینبؓ یہی تہ جو بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میری منزلت  
 میں برابر رہتی تھی۔

جب حضرت زینبؓ کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال کی تھی اور اسلام میں حجاب و عمامہ اس وقت تک نازل نہ ہوا تھا۔ ان دونوں فقروں کو یاد رکھنے کے بعد کوئی شخص اس لغو داستان کو باور نہ کر سکے گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے حسن کو یکایک دیکھ کر ان پر مائل ہو گئے تھے۔ زینبؓ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چھوٹی بہن تھیں، آنکھوں کے سامنے پلیں بڑھیں۔ ان کی شکل و صورت کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ رہ سکتی تھی۔ خصوصاً جب پردے کا حکم بھی ابھی جاری نہ ہوا تھا۔ پھر ۳۶ سالہ عورت ۶۳ سالہ عورت کی جیسے گرم ملک کی عورت جہاں عورتوں کا شباب جلد ڈھل جاتا ہے۔ ایسا کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک آزاد کردہ غلام، تو اس سے بیزار ہو جائے اور سید الانبیاء، امام الاتقیاء اس پر شیفٹنگی کا اظہار کریں۔

۱۔ انسان بعینہ نے ۲۵ سال کا بتائی ہے مگر حساب سے ۳۶ سال نکلتی ہے :-

جلد دوم

عقل اور عادت، تجربہ اور مشاہدہ ایسی وہابی باتوں کی تخریب کے لیے کافی ہیں۔

حضرت زینبؓ نے سلسلہ میں وفات پائی بلکہ اس وقت ان کی عمر ۵۲ سال کی تھی۔ ان کی کنیت ام المومنین لکھی ہوئی ہے۔

اقارب :- ان کے تین بھائی۔ عبد اللہ (المجتبٰی فی اللہ) ابو محمد عبد اللہ و عبید اللہ اور تین بہنیں، زینب، حمزہ اور ام حبیبہ ہیں۔

۱۔ عبد اللہ بن جحش نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ سے مشرف ہوئے۔ ان کو سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطن نخلہ کی جانب ۱۲ ہاجرین پر افسر کر کے روانہ کیا۔ اور امیر المومنین کے خطاب سے معزز فرمایا بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ اور احد ہی میں شہید ہو کر حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ ان کی قبر میں مدفون ہوئے۔ سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ جنگ احد سے پہلے مجھ سے عبد اللہ نے کہا۔ اے خدا سے اپنی اپنی آرزوؤں کی دعا کریں۔ میں نے کہا اچھا۔ ہم ایک کنارہ جو گئے۔ پہلے میں نے دعا کی، الٰہی جب کل دشمن سے مقابلہ ہو تو میرا مقابلہ ایسے شخص سے ہو، جو حملہ میں بھی سخت ہو اور مدافعت میں بھی پورا ہو۔ میں اور وہ لڑیں۔ میرا اثرنا تیرے لیے ہو۔ پھر مجھے فتح ہو۔ میں اسے قتل کروں۔ اور اس کا سامان لے لوں۔ میری اس دعا پر عبد اللہ نے کہا، آمین۔ پھر عبد اللہ نے اپنے لیے دعا کی :-

اللہم اذقنی غدا رجلاً شديداً باسہ  
شديداً حردہ اقاتلہ فیک دیقاً تلنی  
فیقتلنی ثم یاخذ فی فجدع النفی و  
اذنی فاذا القیتک قلت یا عبد اللہ فیہ  
جدع نفک و اذ ذلک فاقول فیک و فی  
رسولک فتقول صدقت  
النفی کل سے مرد سے بڑا ہو جو تھلا اور مدافعت میں ہل ہو۔ ہم  
دونوں لڑیں۔ میرا اثرنا تیری راہ میں ہو، پھر وہ مجھے قتل کر دے  
پھر جب میں تیرے سامنے حاضر ہوں، تو دریافت فرمے کہ  
عبد اللہ تیری ناک اور کان کاٹے گئے۔ تب میں عرض کروں، یہی  
راہ میں، تیرے رسول کی راہ میں۔ تب تو فرمائے کہ ہاں یہ  
کتاب ہے۔

سعد کا قول ہے کہ عبد اللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ چنانچہ یہ بزرگوار اسی کیفیت سے شہید ہوئے۔  
بطن نخلہ کے متعلق ان کے اشعار ہیں :-

تَعْدُونَ أَمَلًا فِي الْحَرَمِ عَظِيمَةٍ  
وَأَعْظَمُ مِنْهُ لَوِیْرَى الرَّشْدِ ارْشَدِ  
حرمت کے دنوں میں قتل کو بہت بڑے سمجھے ہوئے۔ ایسے اردہ  
صد و کسو عطا یقول محمدؐ  
کہ تم لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے اور خود غر پرڑے ہوئے ہو۔  
دکھ رہے ہیں واللہ راہ و دشت ہذا  
خدا تعالیٰ کی باتوں و دیکھ رہا ہے (ہاں قتل سے جی بڑھ رہا تھا یہ فعل ہے)

نہ کتاب، شیعوں نے ماریق نبوت شاہ عبد الحقؒ کو اس نسبت و درجہ معلوم نہ ہوئی۔ بلکہ ہے کہ صرف تو صیغہ کنیت ہو۔



وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللَّهِ أَهْلِهِ

میں نے مسلمانوں کو بیت اللہ سے اس لیے نکال دیا ہے کہ خدا کو سجدہ کرنے پر یکتا نہیں

قَرْنَا وَإِنْ عَيْرُ تُمُونَا بِقَتْلِهِ

اگرچہ تم اس قتل پر ہم کو الزام لگاتے ہو اور اسلام

سقینا من ابن الحضرمی رماحنا

لیکن بات یہ ہے کہ جب درخواست خواہ جنگ کرنے والے نے جنگ کی آگ کو سکایا

لَسَلَا يُدْرَى إِلَهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدٌ

بھی نظر نہ آئے۔ مشتبہ ہے کہ ایک قوم کی آزادی مذہب کا سبب رہی نہ تھی۔

وَارْجَعْنَا بِالْإِسْلَامِ بَاغٍ وَحَامِدٌ

کی بات ہر ایک باغی و حامد نے بہت کچھ لکھا اس بھی کی ہے۔

بِخَلَّةٍ لَمَّا وَقَدَّ الْحَرْبُ وَقَدْ

تب ہم نے غلہ میں اپنے نیزے کو ابن الحضرمی کے خون سے تیرا پ کیا

۲۔ ابراہیم عبداللہ شاعر تھے۔ انہوں نے بھی ہجرت حبش و مدینہ کی تھی۔ ان کی ظاہری آنکھیں نہ تھیں۔ فارغ

بنت ابوسفیان اموی ان کے گھر میں تھیں۔ سلسلہ میں اپنی بہن ام المومنین زینب کے بعد وفات پائی۔

ہجرت کے متعلق ان کے اشعار ہیں:-

لَمَّا رَأَتْني ام احمد غاديا

جب میری بیوی ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں خدا کے بھروسے پر

تقول فاما كنت لابنة فاعلا

تب اس نے کہا۔ اگر بیان سے جانا ہی ہے۔ تب

فقلت لها بل يثرب اليوم وجهنا

میں نے کہا۔ اب تو یثرب ہی ہمارا مقصد ہے۔

إلى الله وجهي والرسول دمن يقطع

میرا رخ خدا اور رسول کی جانب ہے۔ اور جس نے

فكم قد تتركنا من حبيم منا صبح

ہم نے بہت سے گرم جوش خیر خواہ دوستوں کو بھجھوڑا

تري ان وترا فامنا عن بلادنا

جو سمجھتی تھی کہ ہمارا شہر سے جانا تباہی ہے۔

دعوت بني غنم لحقن دما ثم

میں نے بنی غنم سے کہا کہ خون ریزی سے بچو !

بدممة من اخشي لغييب وآرهب

سفر کو تیار ہوں۔ وہ خدا جس سے میں بن دیکھے ڈرتا ہوں۔

فيمم بنا البلدان ولتنا يثرب

ہمیں کسی اور شہر میں سے چل اور یثرب کا خیال چھوڑ دے۔

وما يشا الرحمن فالعبد يركب

اور عبداللہ تو ادھر ہی جائے گا، جدھر رحمن چاہتا ہے۔

إلى الله يؤمنا وجهه لا يخيب

آج اپنا رخ خدا کی جانب کر لیا وہ خسارے میں نہ رہے گا۔

ونا صحتة تبكي يد مع وتدب

اور خیر خواہ بھی روتی اور چھلاق سے منہ موڑا ہے۔

ونحن ندري ان الدغائب نطلب

اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد کی تلاش میں جا رہے ہیں۔

واللحق لمتلاح لنا من ملحب

یہ سچی بات تھی: جو سیدھی سڑک جیسی ہے۔

لما اودق الحرب واقده الفناء پر غور کرو ان سے مراد ثابت ہے کہ جنگ میں بتدریج مسلمانوں کی جانب سے نہ ہونے والی ترقی کی طرف سے تھی۔

تھ مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت ہو چکی ہے۔ یہ شعر اس ممانعت سے پہلے کے ہیں۔

اجابوا بحمد الله لسادعاهموا

الحمد للہ کہ جب حق اور نجات کے لیے والی نے ان کو بلایا۔ تو

دکنا واصحابنا لنا فارقوا الهدى

اب ہم اور ہمارے وہ پرانے ساتھی جو ہدایت سے دور پڑ کر

کفوجین اما منہما فموفق

دو جماعتیں بن گئی ہیں جن میں سے ایک تو حق پر ہدایت یافتہ

طفوا وتمنوا کذبة واذلہم

اکھڑے سرکش کی اور خوب جھوٹ کے طوفان باندھے اور شیطان نے

درعنا الى قول النبی محمد

ہم تو محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے فرمودے پر جھک پڑے ہیں۔

تَمَّتْ بِأَرْحَامِ إِيْنَا كَرِيْبَة

ہم نے قریب کی رشتہ داریوں سے توسل ڈھنڈا۔ مگر رشتہ داری

فای بن اخت بعدنا یا منکم

بتو کہ ہمارے بعد اب کو نہ صاحبِ بھائی ہوگا جو تم پر جھڑکے اور کوفہ دہا دہڑا جو تم سے فوت کی امید کرے گا کیونکہ میں تو نبی جی تھا اور داماد بھی و تم نے میرا لہجہ نکال

وزیل اھم الناس للھق اصوب

اور ہر ایک حالت میں میری جانی کی جائیگی یہ دشمن جان لیں گے کہ ہم میں سے حق پرست

۳۔ عبید اللہ بن جحش جو بنی مویوں کے ساتھ حبش چلا گیا تھا۔ بڑا شریف تھا۔ عیسائی ہو گیا اور وہیں مر گیا۔

خواہر ان ام المؤمنین :-

۴۔ ام حبیب بنت جحش جس کا نام حبیبہ سے۔ زید بن حارثہ کے گھر میں تھیں۔

۵۔ آمنہ۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ مقرر رہا۔ اُسے گھر میں تھیں۔ وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو طلحہ بن عبید اللہ

سے نکاح کیا۔ محمد اور عمران اُن کے فرزند ہیں۔

## اُم المؤمنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جویریہ بنت الحارث بن بنی نضار بن حبیب بن خاند بن مالک بن خزیمہ (وہو المصطلق) من خزاعہ۔ رشتہ ہجرت

لہ منقول از حسن الصحابہ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۲۳ھ





ام المومنین جو یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عابدہ و زاہدہ تھیں۔

مرویات حدیث :- صحیح بخاری میں ۲

صحیح مسلم میں ۲

دیگر کتب میں ۳ ..... کل ۷ ہیں یہ

حضرت جویریہؓ کے بھائی عبداللہ بن حارث ہیں۔ یہ اپنی قوم کے قیدیوں کی رہائی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گفتگو کرنے آئے تھے۔ ان کے ساتھ چند مادہ شتر اور ایک حبشن لونڈی تھی۔ یہ ان سب کو پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چھپا کر چھوڑ گئے تھے۔ جب انہوں نے بنی مسلم سے رہائی اسیران کی بابت گفتگو کی، تو بنی مسلم نے فرمایا کہ تم فدیے کے لیے کیا لائے ہو؟ عبداللہ نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ اوٹنیاں کیا ہوئیں، لونڈی کہہ کر گئی؟ جسے تم فلاں جگہ چھپا کر آئے ہو۔ اب تو عبداللہ حیران ہوا، اس نے عرض کیا کہ میرے ساتھ اور کوئی بھی شخص نہ تھا اور مجھ سے پہلے حضورؐ کے پاس اوھرتے اور کوئی آیا بھی نہیں۔ میں اسلام لاتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بنی مسلم نے فرمایا: اَلَيْكَ الْهُجْرَةُ حَتَّى تَبْلُغَ بَرَكَ الْغَمَادِ۔

ام المومنین جو یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسرے بھائی عمرو بن الحارث ہیں، ان سے یہ حدیث روایت کی گئی :-

قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا أَوْ دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَةً أَلْبِيضَاءَ وَسَلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرْكُهَا صَدَقَةٌ۔  
خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ روپیہ نہ غلام، نہ لونڈی، نہ کوئی درہیز من ایک سفید رنگ کا خیر تھا، یا بھتیا رتھے، یا کچھ زمین تھی جسے آپ نے صدقہ فرما دیا ہے۔

ان کی بہن کانام عمرو بنت الحارث ہے جو حدیث الدُّنْيَا خَصْرَةٌ خُتُوٌّ کی راوی ہیں۔

## ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام حبیبہؓ، رملہ بنت بوسقیان بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی ماں صفیہ بنت ابوالدناصل بن امیہ ہے۔

نہایت قدیم از اسلام ہیں۔ ان کا پہلا شوہر عبید اللہ بن جحش تھا، جو حبش کو ہجرت کر گیا تھا۔ دام الحزین تھا، اس

لے دارج نبوت، لے کتب، استیعاب، لے برک الفار یک مقدم کانام ہے جس کے پانچ منزل ہیں۔ ہمتی، ناب، لے ناب، استیعاب، زمریہ ہے، دنیا شاداب و شیریں لگتی ہے۔



لیے عیسائیوں میں بیچ کر عیسائی ہو گیا۔ مگر ام حبیبہ سدم پر قائم رہیں، اسلام کے لیے انھوں نے باپ، بھائی، خویش و قبیلہ اور وطن کو چھوڑا تھا۔ پر دس میں خاندان سمارا تھا۔ ارتداد سے وہ بھی جاتا رہا۔ بنی مسلم کو ان کا حال معلوم ہوا تو عمر بن امیہ انھری کو مکہ حبشہ کے پاس بھیجا۔ اسے تحریر فرمایا تھا کہ ام حبیبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام شادی پہنچائے۔ بادشاہ نے اپنی ایک لونڈی جو بادشاہ کی طبوسات و عطریات کی تحویل دارتی تھی۔ حضرت ام حبیبہؓ کے پاس بھیجی۔ ام حبیبہؓ اس سے پیشتر خواب میں دیکھ چکی تھیں کہ ان کو کوئی شخص ام المؤمنین کہہ کر پکار رہا ہے اب لونڈی سے یہ پیغام سن کر انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور شرانہ میں لونڈی کو اپنا تمام زیور جو جسم پر تھا، عطا فرمایا۔ نجاشی نے مجلس نہاج خود منعقد کی جس میں حضرت جعفر اور دیگر تلمذ مسلمان مدعو تھے۔ نجاشی نے خطبہ پڑھا:

الحمد لله الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر. اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله وانه الذي بشر به عيسى بن مريم. صلى الله عليه وسلم. اقا بعد فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى ان ازوجه ام حبيبة بنت ابي سفيان فاجبت الى ما دعا اليه رسول الله صلعم وقد اصدقتهاربع مائة ديناراً. اس کے بعد اس نے قوم کے سامنے دینار رکھ دیے۔

پھر خالد بن سعیدؓ نے جو حضرت ام حبیبہؓ کے وکیل تھے، خطبہ پڑھا:

الحمد لله حمده واستغينه واشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون. اما بعد فقد اجبت وما دعى اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وزوجته ام حبيبة بنت ابي سفيان فبارك الله رسول الله عليه السلام۔

اس کے بعد نجاشی کی جانب سے حمد حاضرین کو سنانا کھدیا گیا۔ نجاشی نے بیان کیا کہ انبیاء کی سنت یہ ہے کہ تزویج کے بعد کھانا جوتا ہے۔

ام المؤمنین ام حبیبہؓ نے سلمہ میں مہینے میں وفات پائی۔ وفات کے وقت حضرت عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ سے کہ کہ سوت ٹوٹوں کے درمیان کبھی کبچہ نوک جھونک ہو بایا کرتی ہے۔ جو کچھ میں نے کہ سنا ہو، مجھے معاف کر دو۔ دونوں نے کہا کہ ہم نجاشی سے معاف کرتی ہیں۔ ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ تم نے مجھے شادیاں کیا، خدام کو شادیاں کرے۔ ام المؤمنین ام حبیبہؓ، پایزہ ذات، میدہ نغات، جو آدمی ہمت تھیں۔ ان کی مرویات حسب ذیل ہیں:-

۲

متفق علیہ

۱

صحیح مسلم

## دیگر کتب احادیث ۶۲ ..... کل ۶۵

ان کی بیٹی حبیبہ رضی اللہ عنہا بنی سلیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ مکہ میں پیدا ہوئی تھیں اور والدین کے ساتھ ہجرت حبشہ کی تھی۔  
 ام المؤمنین ام حبیبہؓ کے فضائل میں سے وہ قصہ ہے جسے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کا باپ ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینہ منورہ میں آیا۔ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ سے منے گیا۔ ابوسفیان بستر پر بیٹھنے لگا تو انہوں نے بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا بیٹی! میں نہیں سمجھا کہ تو بستر کو مجھ سے دور رکھنا چاہتی ہے یا تجھے بستر سے۔ ام المؤمنین نے فرمایا۔ اے باپ! یہ بستر رسول خدا صلعم کا ہے، تو مشرک ہے، میں پر نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے کھسیانا ہو کر کہا کہ بیٹی تو ہم سے جدا ہو کر بڑ گئی ہے۔  
 اللہ اکبر! یہ نمونہ اس ایمان کامل کا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ام المؤمنین کے درجے پر ممتاز فرمایا۔ اور یہی ہے وہ محبت رسول جس کے بغیر کبھی کوئی شخص کامل یا نیک نہیں ہو سکتا۔ بنی سلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا يَرْمِي أَحَدٌ كُمَ حَتَّىٰ أَكُونَ حَبِ  
 الِیْهِ مِنْ وَلَدَةٍ وَوَالِدَةٍ وَالنَّاسِ  
 تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک میری محبت  
 میں کوئی سون اولاد اور ماد پدر و اولاد نہ ہوگی۔  
 اجمعین

اقارب :- ابوسفیان صخر بن سرب ان کا باپ ہے جو بتداء میں مشہور دشمن اسلام اور جاہلیت میں مشہور سرداران قریش میں سے تھا۔ غزوہ احد میں بھی کافروں کی فوج کا سردار تھا۔ اور غزوہ خندق میں بھی قریش اور خلفائے قریش اس کے ماتحت تھے۔

قریش کا سب سے بڑا نشان جس کا نام عقب تھا۔ وہ اس کے خاندان اور اسی کے پاس ہوتا تھا۔ فتح مکہ سے ایک دو روز پہلے مسلمان ہوئے۔ پھر جنگ حنین اور طائف میں ہمرکاب نبوی صلعم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ جنگ یرموک میں نہایت استقامت دکھائی اور ردیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کمال دلیری اور جرات سے بڑھاتے رہے۔ سترہ میں بعمر ۵۰ سال وفات پائی ولادت عام الفیل سے دس سال پہلے کی تھی۔

ام المؤمنین ام حبیبہؓ کے سگے بھائی یزید بن ابوسنیان ہیں جو یزید الخیر کے نام سے مشہور ہیں۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ اور عمدہ اسد سے مشرف تھے۔ فتح شام کے یہ جن سرداروں کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مامور کیا تھا۔ ان میں سے یہ بھی تھے۔ انہوں نے سلسلہ میں دمشق میں وفات پائی۔ اس وقت علی شام کے حاکم بھی تھے۔





شیطان نے بہکایا۔ ام المومنین نے کہا، جاؤ تم راہ خدا میں آزاد ہو۔ ان کا انتقال رمضان ۳۷ھ میں ہوا۔  
 مرویات دس ہیں:

متفق علیہ

دیگر کتب احادیث میں

۱۰..... کل

ان کے مامون رفاعہ بن سموال صحابی تھے۔ ان کی حدیث موطا امام مالکؒ میں موجود ہے۔

## اُمّ المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

میمونہ بنت الحارث بن بکیر بن محرم بن فہیمہ بن عبد اللہ بن بلال بن عامر بن معصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن مغیرہ بن عمرو بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضرؒ

حضرت میمونہ پہلے ابی رہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ اور اس سے پیشتر حوٰطیب بن عبد العزیٰ کے نکاح میں۔ جب نبی صلعم نے ۳۷ھ میں عمرہ فرمایا تو اس وقت یہ رائد بن حکی تھیں۔ حضرت عباسؓ عم النبیؐ نے ان کے بارے میں آنحضرت صلعم سے ذکر فرمایا اور نبی صلعم نے ان سے نکاح کر لیا۔ حضرت میمونہؓ کی حقیقی بہنیں چار ہیں۔

۱۔ ام الفضل لبابۃ الکبریٰ حضرت ابن عباس مفسر قرآن کی والدہ ہیں۔

۲۔ لبابۃ الصغریٰ جو حضرت خالد سیف اللہؓ کی والدہ ہیں۔

۳۔ عصماء جو ابی بن خلف کے گھر میں تھیں۔

۴۔ عتہ، جو زیاد بن مالک الملک کے گھر میں تھی۔

حضرت میمونہؓ کی بہنیں جو صرف ماں کی جانب سے ہیں، یہ ہیں:

۵۔ اسماء بنت عیسیٰ جو حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں تھیں۔ ان سے عبد اللہ، عونؓ اور محمدؓ پیدا ہوئے۔

۱۔ سیدہ بنت النبیۃ، ام المومنین، ام المصعبی، ممدان ہجرت کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۸ سال ۳۸ھ میں رہ گئے علما بق ہوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے شرح موطا میں تحریر کیا ہے کہ جب کسی حدیث کی سند مالک تک پہنچ جاتی ہے تو بھی جاتا ہے کہ وہ حدیث درود، علی صحت تک پہنچ گئی۔ ام شافعہؓ ان کے شاگرد ہیں۔ محمد بن حسن ابن واہب بن القاسم یحییٰ بن سعید قطان عبد الرحمن بن مدنی عبد الرزاق، یزید بن رشید مامون وغیرہ محدثین و ملوک ان کے شاگرد ہیں۔ ان کے مشہور شاگردوں کی تعداد ایک ہزار تک شمار ہوتی ہے جو من بعد استاد تسبیہ ہوئے۔ ۳۷ھ و ۳۸ھ ولید شہر الشیر سے ہیں۔ قریش میں صاحب خبہ والا ہے تھے۔ قبہ سے مراد وہ خیمہ ہے جس میں نشست کرنے کے بعد کسی جنت کا عدن کیا جاتا تھا۔ منہ سے مراد سارے سواروں کا ہے۔ بنی سلم نے بھی ہمیشہ ان کو سورہ فوج کا تفسیر کی تھی۔



پھر ان کا نکاح حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ہوا۔ ان سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ سے ان کا نکاح ہوا۔ ان سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

۶۔ سلمیٰ بنت عیسیٰ، حضرت حمزہؓ کے گھر میں تھیں۔ ان سے امہ اللہ پیدا ہوئی۔ پھر سلمیٰ کا نکاح شداد بن اسامہ الہادی سے ہوا۔ ان سے عبداللہ و عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

۷۔ سلامہ بنت عیسیٰ، ان کا نکاح عبداللہ بن کعب بن ابن مذہب الحشمی سے ہوا تھا۔

۸۔ ام المومنین زینب بنت خزیمہ، جو طفیل اور عبیدہ فرزند ان صارت بن عبدالطلب اور عبداللہ بن جحش کے گھر میں رہیں اور آنحضرتؐ کا بی بی صلعم سے ہوا۔

ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرویات حدیث مندرجہ ذیل ہیں:

۷	متفق علیہ
۱	صرف صحیح مسلم میں
۱	صرف صحیح بخاری میں
۶۷	دیگر کتب احادیث میں

کُل ۷۶

۱۔ استیعاب، مدارق النبوة میں عون بن علی سے۔ مزنی زیادہ صحیح ہے۔

# نقشہ

متعلق حالات تاریخی اہمات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
تتمہ باب اہمات المؤمنین مشمولہ جلد دوم کتاب  
"رحمة للعالمین"

نمبر شمار	نام ازواج مطہرات	نام بچان	ام المؤمنین کی عمر وقت	نام	ذاتی	مقام	بی بی مسلم کی عمر وقت	بی بی بنت	بی بی سلمہ کی عمر وقت	تاریخ
۱	خدیجہ الکبریٰ	سیدہ ابی	۴۵ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۱۲۵ سال
۲	سودہ	نہر	۵۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۰ سال
۳	عاتقہ صدیقہ	نہر	۶۹ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۴ سال
۴	حفصہ	نہر	۲۲ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۵ سال
۵	زینب بنت جحش	نہر	۳۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۵ سال
۶	ام سلمہ	نہر	۲۴ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۶ سال
۷	زینب بنت جحش	نہر	۳۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۷ سال
۸	جورہ	نہر	۲۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۸ سال
۹	ام حبیبہ	نہر	۳۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۵۹ سال
۱۰	صفیہ	نہر	۱۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۶۰ سال
۱۱	میسونہ	نہر	۲۰ سال	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	نہر	۶۱ سال



## باب سوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 وَيَوْمَئِذٍ يَقَرَّحُ الْمُؤْمِنُونَ يُبْصِرُ اللَّهُ ۖ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ  
 وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۖ وَعَدَ اللَّهُ ۖ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ  
 وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۖ

## غزوات و سرایا

دشمنان اسلام کی روایاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ اس وقت شروع ہوئیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تھے نبی صلعم نے مکہ میں ۱۳ سال تک تبلیغ فرمائی اور اس ہجر میں چھوٹے معبودوں کے ماننے اور گندے عقیدے رٹھنے والوں کو خدا سے یقین کی وحدانیت کا وعظ فرماتے رہے۔  
 توحید کے وعظ ہی دشمنوں کی عداوت کا سبب بنے اور سب سے وعظ و نصیحت کے روکنے کی غرض سے دشمنوں نے مختلف و متعدد تدابیر پر عمل کیا۔

مستزینین کی ایک جماعت مقرر کی گئی تھی۔ ان کا کام یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک فعل کی منہ چڑھیں، باہر سے آنے والے نوواردوں میں مسلمانوں کے خلاف بدظنی پھیلایں تاکہ نووارد شخص نہ کسی مسلمان سے بات چیت کرے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے ملاقات کرے۔ اس جماعت کے تحت میں کئی کمیٹیاں تھیں اور ہر ایک کمیٹی اپنے اپنے کام کو پوری مصروفیت سے انجام دیتی تھیں۔

ایک کمیٹی کا کام یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں کہیں وعظ کے لیے کھڑے ہوں اور تعلیم اسلام پر تقرر فرمائیے وہاں یہ لوگ شور و ثغیب کرتے اور مجمع میں بد امنی و پریشانی پھیلاتے رہیں۔

ایک کمیٹی کا کام یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گلی کو چرسے اتے جاتے وقت کا را کیچر مٹی ڈالیں پتھر ماریں۔ عبادت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں تو گردن پھینکیں۔ اندھیری راتوں میں حضور کے راستے پر گڑھے کھودیں، غار بچھائیں، دروازہ پر سندس پھینکیں۔

چند ٹولیاں شریر لوگوں کی ہاتھیں جن کا کام تھا کہ اسلام مستحیال کرنے والوں کے ساتھ ہر طرح کا ظلم و ستم اور سبیب و دن کرنا مستحسن سمجھتے تھے اور موقع مل جانے پر قتل کر کے ان کی ہڈی کو پھاڑ کے نالوں میں پھینک دیا۔

کرتے تھے۔ اس جو ردِ مستم کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اکثر مسلمان وطن چھوڑ چھوڑ کر ملک حبش میں چلے گئے تھے۔ بنیِ مسلمہ ہنوز ان سنگِ دلوں کے راہِ راست پر آ جانے سے مایوس نہ ہوئے تھے۔ اس لیے مکہ ہی میں قیام پذیر رہے مگر دشمنانِ دین نے اب معاہدہ کیا کہ کھانے کی کوئی چیز مسلمانوں اور ان کے خیر اندیش لوگوں کے ہاتھ نہ فروخت کی جائے۔ تین سال تک بنیِ مسلمہ نے اس سختی کو بھی برداشت کیا اور اس کے بعد انہوں نے مکہ کے قرب و جوار میں دورے لگانے اور وعظ فرمانے شروع کیے۔ لیکن اطرافِ مکہ نے سب قبائل بلِ مکہ ہی کے حلیف تھے اس لیے وہ حضورِ مسلمہ کی نصیحت پر ذرا کان نہیں دہرتے تھے۔

حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناکامیابی کی داستان سن کر اہل مکہ خوش ہوا کرتے تھے، لیکن ان کے تعجب و حسرت اور غصہ کی کوئی حد نہ رہ گئی جب انہوں نے یہ سُن یا کہ بنیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک تعلیم اہلِ یثرب و مدینہ کے قلوب کو مسخر کر رہی ہے۔ اہل مکہ کو اب یقین آنے لگا کہ تعلیمِ محمدی میں دُور دور تک اثر پہنچنے کی طاقت مخفی ہے۔ اس لیے سب نے یہ ارادہ کیا کہ بنیِ مسلمہ کی حیات کا چرچا غل کر دیا جائے۔

ایک ایسے ملک میں جہاں نہ کوئی حکومت ہو نہ آئین ہو اور جہاں جان و مال کے تحفظ کا کوئی بھی ذریعہ موجود نہ ہو، جہاں کے وحشی اور جاہل قوم کی جنگ جوئی و خونریزی صدیوں سے ضربِ المثل ہو۔ جب تمام ہتھیارے یک نیتے شخص کے قتل پر متفق ہو جائیں اور اس کے لیے تدبیر بھی یہ کی جائے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک بہادر شمشیر زن کا انتخاب کیا جائے اور وہ سب انتقام کے کیمینہ جوش سے فراہم کیے جائیں تو بد یہی ہے کہ غرہِ سب ظاہری اس کا بیج جانا مکان سے بالاتر ہے، لیکن بنیِ مسلمہ ان محاصرہ میں کے محاصرہ سے صاف نکل کر چلے گئے اس واقعہ پر ہر ایک منکر غور کرے تا کہ اسے قدرتِ ربانی کا اعتراف مل ہو جائے۔ ہر ایک مسلم شکر کرے کہ اُسے حفاظتِ الہی کا جو خاص خاص بندوں کے لیے بارگاہِ رب العزت سے کی جاتی ہے وجودِ مستم نفع دے۔

بنیِ مسلمہ کا بیج کر مدینہ پہنچ جانا دشمنوں نے اپنی ذلت کا موجب سمجھا اس لیے کینہ کی آگِ حسد کی مٹی میں اور زیادہ تیز ہو گئی اور سب نے سوئدیں کھینچیں کہ ہادیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی چیز مسلمانوں کو ضرور برباد کر دے زمین سے محو کر کے دیں گے۔

بنیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان خونخوار وحشیوں کی فارت گراں دلت سے بخوبی کھاد تھے۔ حزم و احتیاط کا تقاضا تھا کہ ایسے دشمن کی عکات و سکناات کی خبر لکھی جائے۔ بیدار مغزی و دور بینی سے دشمن کی تدابیر متعلق و سر بھی افواج اور تیاری جنگ کو سرسبز نہ ہونے دیا جائے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر عمل کیا۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی ہر ایک کوشش بہ نام جویشوں نے ہمارے بچے کے لیے کی ہوئی تھی جنگ رکھ رہی ہے۔ یہ لوگ نہ واقعہ کی حقارت دریافت کرتے ہیں نہ مسلمانوں کے مدد کی تلاش نہ مسلمانوں کے



انفال کا تفحص اور پھر جلدی سے اپنی رائے بھی قائم کر لیتے ہیں۔ اسی غلطی کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ بے خبر مسلمان بھی سمجھنے لگے کہ مسلمانوں کی ہر ایک نقل و حرکت جنگ ہی کے لیے تھی۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قدیم سے قدیم مسلمان مؤرخین نے اس نقل و حرکت کا نام غزوات و سرایا ہی رکھا ہے لیکن یہ زمانہ حال کی خوش فہمی ہوگی کہ غزوات و سرایا کے الفاظ کو لفظ جنگ کا مترادف سمجھا جائے حالانکہ ان کے لغوی معنی قصد اور سیر کے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہر ایک قسم کی نقل و حرکت کو دو قسموں پر منقسم کیا تھا۔ الف۔ وہ نقل و حرکت جو نبی صلعم نے فرمائی ہو اس کا نام ”غزوہ“ ہے۔ غزوہ کی تعداد امام بخاریؒ نے ہر روایت زید بن ارقمؓ ۱۹ بیان کی ہے۔ ۵

ب۔ وہ نقل و حرکت جو کسی مسلمان نے (ایک ہو یا ایک سے زائد) کی ہو اس کا نام ”سریہ“ ہے اب ہم ذیل میں ایک نقشہ مبدع غزوات و سرایا کا درج کرتے ہیں جس طرح قدیم تاریخوں میں ان کو اسی عنوان سے درج کیا گیا ہے۔

اندراج میں ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ نقشہ کا نمبر شمار بہت ضروری نہیں ہے۔ نقشہ کے اختتام پر جو بحثیں لکھی گئی ہیں ان میں ہر ایک جگہ اسی نمبر شمار کا حوالہ دیا گیا ہے۔

## نقشہ غزوات و سرایا جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

سہ سترہ سال تک (۸ سال کے اندر) ہوئے تھے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سریہ کا نام	موت تاریخ	نشر اسلام کی تعداد	نام کردار	نشر دشمن کی تعداد	نام کردار	نقشہ غزوات و سرایا
۱	سریہ سیف البحر	۲۰	۲۰۰	ابو جہل	۰	۰	نشت نکار
۲	رمضان	امیر حمزہ بن عبد المطلب	۰	۰	۰	۰	مسلمان واپس آئے
۳	سریہ	۰	۰	۰	۰	۰	یہ سریہ احوال مذکورے تختہ کے لیے بھیجا گیا تھا دشمن نے مسلمانوں کو یا خبر پایا اور لوٹ گیا۔

۵ صحیح بخاری باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرک	شکر اسلام کی تعداد	مع نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	مع نام سردار	سبزون کا نقصان	دشمن کا نقصان
						زخمی یا کیر	زخمی یا کیر
						شکست	شکست
۱	سریہ رابغ	۶۰	۲۰۰	عکرمہ یا	ابوسفیان	مسلمان واپس آئے	یہ سریہ احوال اہل مکہ کے عیسائی کے لیے بھیجا گیا تھا غزوہ الرہ پر موجود دیکھا گیا
۲	سریہ نزار	۸۰	سعد بن ابی وقاص	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
۳	غزوہ دوان	۷۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
۴	غزوہ بواط	۲۰۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۰	امیہ بن خلف	رضوی اور بواط جو کر واپس مدینہ تشریف لائے راہ میں قافلہ کشی مع امیہ مل تھا۔	رضوی پہاڑ پر رہے جو غزوہ کے قریب ہے
۵	غزوہ سفوان	۷۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کرز	بن جابر	کرز بن جابر اہل مدینہ کے پیش رو کرے گیا تھا جس کا تعاقب کیا گیا	سفوان تک دشمن کا تعاقب کیا گیا مگر باہر نہ لگا
۶	غزوہ ذو العشرہ	۱۵۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
۷	غزوہ بدر	۱۰۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۰	امیہ بن خلف	رضوی اور بواط جو کر واپس مدینہ تشریف لائے راہ میں قافلہ کشی مع امیہ مل تھا۔	رضوی پہاڑ پر رہے جو غزوہ کے قریب ہے

نہ ان کا ذکر شہداء کے ساتھ کیا گیا۔ ۱۵۰ کے عشرہ مبارکہ کے اڑھائی جن کو فاطمہ نے خلافت کا بل بیا یا تھا جس نے اس بات کو رد کیا تھا نبی صوم اول من رمی فی سبیل اللہ۔ ۱۵۰ کے عشرہ مبارکہ کے بعد ساتویں شخص تھے جس نے وفات پائی۔



۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سریر کا نام مع تاریخ	شکر اسلام کی تعداد	مع نام سردار	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان	زخمی یا کئے گئے	مقتول
۸	سریر خند رجب سہ	۱۲ عبداللہ بن جحش	ایک قافلہ زیر سرداری بنائے امیہ	۰	۰	تیدی ۲	۱
۵	غزوہ بدر اکبری رمضان سہ ہجری	۳۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۰۰ ابو جہل	۰	۲۲	۰	۰
۱۰	سریر غمیز بن امدی غنطسی رمضان سہ	ایک غمیز بن	ایک سماءہ عسما بنت مردان خطیبہ	۰	۰	۰	۰
۱۱	سریر غمیز بن نفساری شوال سہ	ایک سلم	ایک یہودی ابو علفہ	۰	۰	۰	۰
۱۲	غزوہ بنو قینقاع شوال سہ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	قبیلہ بنو قینقاع	۰	۰	۰	۰

۸۔ بنو فظلمہ میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ امام قوم تھے۔ انھیں کزور تھیں۔ ان کے والد مدی بن غنطہ مشور شاء تھے۔

۹۔ بدر احد، خندق اور

جہد مشاہدہ نبوی میں حاضر رکاب رہتے۔ خوف خدا سے روایا کرتے بعد امیر معاویہ وفات پائی۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرکے نام	مع تاریخ	نظر اسلام کی تعداد	مع نام سردار	نظر دشمن کی تعداد	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان
۱۳	غزوہ السویق	ذی الحجہ	۲۰۰	۲۰۰ سوار	ابوسفیان	۲	۰
۱۴	غزوہ قرقرۃ الکدر	یا بنو سلیم	۲۰۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	قبیلہ بنو غطفان	۰	۰
۱۵	سریہ	ایضاً	غالب بن عبد اللہ	ایضاً	دشمن کے کچھ آدمی مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے	۰	۰
۱۶	محمد بن مسلمہ	ربیع الاول	۵	محمد بن مسلمہ	کعب بن اشرف	۰	۰
۱۷	غزوہ ذی اقر	غزوہ غطفان	۴۵۰ سوار	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بنو ثعلبہ	۰	۰
۱۸	سریہ قرود	جمادی الآخر	۱۰۰	زید بن حارثہ	ابوسفیان	۰	۰

۱۰۔ پھر چھ دفتر ارلاد تھی۔  
 ۱۱۔ فقہاء میں سے ہیں جنہوں نے ایک دفعہ ان کو دیکھا تھا اور انہیں سب تک رہے سہیں جو وہ دیکھ رہے تھے۔



۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرکات	مع تاریخ	شکر اسلام کی تعداد	مع نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	مع نام سردار	مسلانوں کا نقصان
۱۹	غزوہ احد شول سہ	۶۵۰ پیادہ	۲۸۰۰ پیادہ ۲۰۰ سوار ۳۰۰۰ ابوسفیان اموی	۴۰	۳۰	۰	مسلانوں کا سخت نقصان ہوا اگر کفار نے مکہ سے اُحد تک پڑھائی کی تھی
۲۰	غزوہ حمراء الاسد شوال سہ بحری	۵۴۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۹۶۰ ابوسفیان	۰	۰	۲	جنگ اُحد سے اگلے دن دشمن کے کیپ تک صرف اس لیے مظاہر کیا گیا تھا کہ دشمن مسلمانوں کو کمر در کمر کر پھیلانے کے لیے دوامیر ہوئے اور شاعر برعزہ قتل ہوا نیز کربہ میں اس نے عہد دیا تھا کہ آئندہ شریک جنگ نہ ہوگا مگر خلاف اس کے اس نے اس دفعہ دیگر قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارا
۲۱	سریہ قھن یا سریہ ابوسلمہ محزومی محموم شہ	۱۵۰ ابوسلمہ محزومی	طلحہ و سلمہ	۰	۰	۰	یہ مشہور ڈکیت اور ڈاکوؤں کے سردار تھے مدینہ پر ڈکیتی ڈانا پاتے تھے جب مسلمان مظاہر کرتے ہوئے قتل ہوئے۔
۲۲	سریہ عبداللہ بن ابی محرم سہ	ایک عبداللہ بن ابی لہبی انصاری	ایک سفیان بنی	۰	۰	۰	عبداللہ نے سنا تھا کہ سفیان نے عہد پر سنا تھا کہ کے خلاف جمعیت قہم کی ہے عبداللہ وہاں پہنچا اور سفیان کو مار ڈالا

۱۹ جہانگیری میں عبدشاہدہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ ۲۰ جہانگیری میں عبدشاہدہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ ۲۱ جہانگیری میں عبدشاہدہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ ۲۲ جہانگیری میں عبدشاہدہ میں حاضر ہوئے ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نسبہ شمار	خود یا سر کا نام	مع تاریخ	شکر اسلام کی تعداد	مع نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	مسمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان
				مع نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	مسمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان
۲۳	سریہ ربیع صفر شہ	بن ثابت یا مرشد بن ابن مرشد لغزونی	۱۰ مستم ۱۰۰ قبیلہ عقل د تارہ				مسمانوں کا نقصان
۲۴	سریہ میر سوذ یا سریہ طرز سفر	بن بن بن عمرو	ایک یون جماعت ۷۰ بن مات				مسمانوں کا نقصان
۲۵	سریہ عمرو بن امیہ الغمری ربیع شہ	ایک عمرو بن میر					مسمانوں کا نقصان
۲۶	بنو نضیر ربیع شہ	بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم	قتیلہ بنو نضیر				مسمانوں کا نقصان





۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرکارت کا نام	تاریخ	نظر اسلام کی تعداد	مخ نام سردار	نظر دشمن کی تعداد	مخ نام سردار	نظر اسلام کی تعداد
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرکارت کا نام	تاریخ	نظر اسلام کی تعداد	مخ نام سردار	نظر دشمن کی تعداد	مخ نام سردار	نظر اسلام کی تعداد
۳۱	سریہ عبداللہ بن عتیک	ذی قعدہ	۵	یک	دشمن	قتل	جنگ احزاب میں اسی نے قبائل کرسازوں کے خلاف ابھاریں جدوجہد کی تھا اب مکرر جمعیت کا انتقام کر رہا تھا عبداللہ نے اسکو خوار کیا جس سے اسکو پہنچ قتل ہو گیا۔
۳۲	غزوہ بنو قریظہ	ذی الحجۃ	۲	بنو قریظہ	دشمن	قتل	بنو قریظہ یہودی تھے درمیانوں میں ہم عہد تھے بغاوت کے جرم میں یہ اسیر کیے گئے انھوں نے چار بار ایک منصف بنو قریظہ فریقین ہوا انکا فیصلہ کر کے منصف نے ان کا فیصلہ پر جب حکام قرآن شریف میں کہ وہ قائل تھے کر دیا اسی لیے یہ قتل ہوئے یہ تعداد برکت بنو قریظہ ۲۰۰۰ ہے
۳۳	سریہ قریظہ	محرم	۲۰	بنو قریظہ	دشمن	قتل	محمد بنی سلمہ نے غزوہ احزاب میں آتے ہوئے بنو قریظہ کے رقبہ پر چڑھا اور ان سے راہ فرما دیا اخلاق محمدی اور تعلیم نبوی دیکھ کر مسلمان ہو گئے شام نجد کا سردار تھا۔
۳۴	غزوہ بنی النخیان	ربیع الاول	۲۰	بنو قریظہ	دشمن	قتل	اہل ربیع جنھوں نے دس علماء اسلام کو بے وجہ قتل کیا تھا دیکھو ۲۴ کی سزا کے لیے یہ مسد کیا گیا تھا۔

نہ میں ہاں ہرے یا میں شہید سر یہ مذکور ہیں ان کی مالک ٹوٹ گئی تھی بنی سلمہ نے پناہ دست مبارک حق پر چھوڑ دیا اور انھیں جو کئے۔



۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سر کا نام	میت تاریخ	شکر اسلام کی تعداد	میت نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	میت نام سردار	میت نام سردار
۳۵	غزوہ ذی قردہ یا غابہ ربیع الآخر شہد	۵۰۰ سورہ کائنات صلعم مع سلمہ بن اکوع	سواران بنو غطفان نیر سرداری غینہ فزادی	۲	۱	۱	یہ ذکیوں کا گروہ بنی معلوم کے دونوں کو روٹا تھا مسلمانوں کو روٹ کر لے گیا تھا ذری ابوذر نے تعاقب کر کے اپنے سب مویشی لے گئے تھے صحابہ نے تعاقب کیا۔ بنی کریم بھی شامل ہو گئے تھے۔
۳۶	سر یہ عکاشہ بن محسن یا سر یہ غمر مزدق ربیع الآخر شہد	۴۰ عکاشہ بن محسن الاسدی	بنو اسد	۰	۰	۰	دشمن منتشر ہو گیا بنو اسد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے جمعیت فراہم کی تھی چالیس شخصوں کا یہ طلاع گیا تھا۔
۳۷	سر یہ ذی القعدة ربیع الآخر شہد	۱۰ محمد بن مسلمہ	۱۰۰ بنو ثعلبہ	۱ زخمی	۹	۰	دس مالکان شہید ہوئے محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے ذی القعدة مقام کا نام ہے۔
۳۸	سر یہ بنو ثعلبہ ربیع الآخر شہد	۴۰ ابو عبیدہ بن جراح	بنو ثعلبہ	۰	۱	۰	دشمن بھاگ گیا جس کے گلے ٹوٹے اس پر مسلمانوں نے قبضہ کیا
۳۹	سر یہ جموم ربیع الآخر شہد	نرید بن حارثہ	بنو سلیم	۰	۰	۱۰	چند اشخاص گرفتار ایک عورت حلیمہ نامی نے بھونٹ ماری کیے گئے تھے انھیں بنو سلیم کے خلاف کر دیا جب زید اسکا سب کو چھوڑ دیا جن کو کر رہے تھے تعداد میران میں مجبور نہ رہا شہر بھی تھا اندازہ لکھی گئی ہے

۱۰ فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ ۲۰ سال کی عمر میں بعد خلافت صدیق مرتدین کے ہاتھ سے شہید ہوئے بدر و احد جملہ مشاہد میں مترجم رکاب ہوئے تھے بنی سلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
بر شمار	مزد و یا سرکار کا نام	مع تاریخ	شکر اسلام کی تعداد	مع نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	مع نام سردار	مزد و یا سرکار کا نام
سریہ طرف یا	طرق	جمادی الآخر	سریہ	وادی القرئی	رجب	سریہ دومۃ الجندل	شعبان
۳۰	۱۵	زید بن حارثہ	بنو ثعلبہ	سکنائے وادی القرئی	زخمی	۹ مسلمان شہید ہوئے ایک زخمی ہوا	مجرمان ذی القعدہ (دیکھو ص ۲۰۰) کی سزا دی کہ گئے تھے۔
۳۱	۱۲	زید بن حارثہ	سکنائے وادی القرئی	زخمی	۹	۹ مسلمان شہید ہوئے ایک زخمی ہوا	حضرت زید بطور گشت گئے تھے۔ لوگوں نے حسد کر دیا۔
۳۲	عبدالرحمن بن عوف القرشی الزہری	قبیلہ بن کعب اصبح بن عمرو کلیبی	دعائیں نمایاں کامیابی ہوئی	۱	۱	۱	اصبح بن عمرو کلیبی سردار قبیلہ مسلمان ہوا اور علاقہ میں بھی اسلام پھیلا یہ پہلے عیسائی تھے۔
۳۳	۲۰۰	علی مرتضیٰ	بنو سعد بن بکر	دشمن بھاگ گیا۔ موشر دود ہزار بکریاں مال غنیمت ملا	۲	۲	معلوم ہوا کہ یہ قبیلہ ان یودیوں کو جو مدینہ سے خارج ہو کر خبر جاتے تھے راہی کے لیے آمادہ کرتا ہے اور خود مدینہ کے کا دھوکہ چکا ہے حضرت علی مرتضیٰ نے منہ ہوا
۳۴	۱۰	ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	قدم قرارہ زیر سرداری ام قرقہ	دشمن کو شکست ہوئی	۲	۲	بنو قریظہ نے ام قرقہ کی تحریک سے زید بن حارثہ کے تابراں قتل کر دیے تھے اس ڈکیتی کی وجہ سے ان کی قرقہ کی گئی۔ ام قرقہ در اس کی دشمنی گرفتار ہوئی تھی باقی سب بھاگ گئے تھے۔ (صحیح مسلم)

۱۰۔ یکے از عشرہ مبشرہ۔ یکے از ستہ جن کو فاروق نے خلافت کا اہل بتایا بر سے تا بر اور زیندار۔ بر سے ۵۰ لدار۔ زاید امین فی الارض و میں فی السمار اصحاب المؤمنین کی خدمت مالی سب سے زیادہ کرتے والے۔ جنگ امدیں ۱۰ زخم کھائے بنی سہو نے یک سہو میں یک نازی کے پیچھے پڑھی تھی ان کے ترکا پیر جیوی کہ ۲۳ ہزار نقد جاتھا ۱۰۰ میں ۲۰ سال وفات پائی۔



۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سر کا نام	مقام	شہر	مقام	مقام	مقام	مقام
۲۵	سریہ عبداللہ بن رواحہ شوال شہ	۳۰ عبداللہ بن رواحہ	۳۰ اُسیر بن رزام	۱ ۰ ۰	۰ ۰ ۰	۲۰ سب یہودی مارے گئے	عبداللہ مع ۳۰ مسلمانوں کے اُسیر کر لینے گئے تھے جس کو بطور مردار بیہود آخرت نے منظور فرمایا تھا وہ ۳۰ یہودیوں کے ساتھ چل پڑا۔ رات میں ایک دوسرے سے بدگمانی ہو کر حملہ ہو گیا۔
۲۶	غزوہ خزیمہ شوال شہ ہجری	۲۰۰ سوار کرز بن جابر الفہری	چند کس از عقل و عزیمہ	۱ ۰ ۰	۸ ۰ ۰	یہ لوگ کمان چڑھ کر کو قتل کر کے اونٹ لوٹ کر لے گئے تھے پھر پڑے گئے اور قتل ہوئے	یہ لوگ بیمار تھے علاج کے لیے آئے تھے جب تندرست ہو گئے تب موقع پاکر یہاں پہنچے مونی رسول صلعم کو قتل کر گئے اور اونٹ لے گئے تھے۔
۲۷	سریہ عمرو بن اُمیہ شوال شہ ہجری	ایک کس عمرو بن اُمیہ	۰ ۰ ۰ ۰	۰ ۰ ۰ ۰	۰ ۰ ۰ ۰	عمرو بن اُمیہ مکہ سے اس لیے آیا تھا کہ نبی صلعم کو قتل کرے لیکن تعلیم اور خلق محمدی دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور پھر مکہ جا کر تبلیغ اسلام کرتا رہا غافلین اسلام کہتے ہیں کہ نبی نے اُسے فرمایا تھا کہ برسیان کو جاں کر دے۔ مگر کتب اسلام میں کوئی روایت ایسی نہیں پائی جاتی۔	
۲۸	غزوہ حُدیبیہ ذی قعدہ شہ ہجری	۱۴۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	اہل مکہ سہیل بن عمرو تشریف	۰ ۰ ۰ ۰	۰ ۰ ۰ ۰	دس سال کے لیے قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے	دس سال کے لیے قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ مگر قریش نے حضور کو حدیبیہ سے جرأت سے سات کس ہے آگے نہ بڑھنے دیا۔ صلح کا معاہدہ ہو گیا۔

۱۔ ان کا نسب نبی صلعم کے ساتھ مذکور ہے۔ ان کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ غزوہ سفوان کے وقت سردار کفار تھے پھر ان کا روبرو میں شمل ہوئے  
فتح مکہ کے دن شہید ہوئے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سر کا نام	شکار اسلام کی تعداد	میت نام ہزار	شکار دشمن کی تعداد	میت نام ہزار	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان
۴۹	غزوہ خیبر محرم شہ ہجری	۱۴۰۰ رجال ۲۰ زنانہ ۱۴۲۰	۱۰۰۰۰	یہود خیبر کنانہ بن ابو الحقیق	زخمی ۵۰ ۱۸	۹۲	فتح مبین حاصل ہوئی تھی کا سد باب گویا
۵۰	غزوہ وادی القرنی محرم شہ	۱۳۸۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	یہودان سکنہائے وادی القرنی	۰	۰	۱۱	خفیف مقابلہ کے بعد دشمن کو شکست ہوئی یہودیوں کو انکی ارضیات وغیرہ پر تسلیم رکھا گیا۔
۵۱	غزوہ ذات الرقاع محرم شہ	۴۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	بنو غطفان بنو محارب بنو ثعلبہ بنو انمار	۰	۰	۰	بنو غطفان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ شام لے کر گیا اور مسلمانوں پر مدد کرنا چاہتے تھے مسلمانوں کی مدد پر جا کر غلطی ہو گیا تو سب منتشر ہو گئے۔
۵۲	سریہ عیص صفر شہ ہجری	۷۲ ابو جندل د بر بصر نے	قافلہ قریش	۰	۰	۹	ابو جندل کو یمن میں لے کر گیا اسباب لوٹ یا چہ حکم نبوی کے صادر ہونے پر سب کچھ دلی کر دیا

۱۔ ابو جندل کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوی بن غالب دیکھو نسب نبوی راہ میں شامل ہوتا ہے۔ خلافت کی رونق میں شام میں غزوات کرتے ہوئے انتقال کیا

ان کے بھائی عبداللہ بن مسعود بھی بدری ہیں۔





۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	نزدہ یا سر کا نام	نظر اسلام کی تعداد	نظر دشمن کی تعداد	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان	زخمی یا شہید	مقتول
۶۰	سریہ بنی مرہ شوال ۳۸ھ	۳۰ بشیر بن سعد	بنی مرہ قریب فک	۰	۰	۰	یہ لوگ اہل خیبر کے اہل دی تھے۔
۶۱	سریہ بشیر بن سعد انصاری شوال ۳۸ھ	۳۰ پیادہ بشیر بن سعد بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی	اہل قزارہ و عذرہ	۳۰	۰	۲	ذو ارہ و عذرہ نے جنگ خیبر میں یہودیوں کو مدد دی تھی ان کی تنبیہ کے لیے یہ سر یہ بھیجا گیا تھا۔ صرف مظاہرہ مقصود تھا۔
۶۲	سریہ ابن ابی العوجا ذی الحجہ ۳۸ھ	۵۰ پیادہ ابن ابی العوجا	نبو سلیم	۱	۴۵	۰	ابن ابی العوجا زخمی دشمن کی سرحد پر مظاہرہ کیا کیونکہ یہ مدینہ پر حملہ کی تیاری کرتے تھے۔
۶۳	سریہ ذات الطح ربیع الاول ۳۸ھ	۱۵ کعب بن عکیر انصاری نقارہ	سکائے ذات الطح بنو قضاء	۰	۱۲	۰	یہاں کے لوگ بعد اذکثر میں فراہم ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے ان کو مرعوب کرنے کے لیے ایک دستہ بھیجا گیا۔ دشمن بہت بڑی تعداد میں تھا۔ سب مسلمان شہید ہوئے۔
۶۴	سریہ ذات عرق ربیع الاول ۳۸ھ	۲۵ شجاع بن دہب اسدی	بنو ہوازن مقیم ذات عرق	۰	۰	۰	بنی ہوازن چند بار دشمنوں کو مدد دے چکے تھے اب انھوں نے مدینہ سے د منزل پر پھر ذی شکر کا ۱۰ شہر کو دیا تھا اور بہت لوگ جمع ہو گئے تھے اس لیے ان کو مرعوب کرنے کے لیے مظاہرہ کیا گیا۔

۱۔ عقیقہ بدری سب سے قبل بیت صدیقی میں داخل ہوئے عیسٰی التمر پر شہید ہوئے۔ ۲۔ مصعب بزرگ سی سے ہیں۔

۳۔ حبشہ مدینہ کی ہجرت کی اور حملہ شابدہ میں حاضر ہوئے حارث غسانی اور حیلہ غسانی کے پاس میفر نبوی بن کر گئے تھے۔ جنگ یامہ میں شہید ہوئے۔



۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	نزد وید یا کا نام	مجمع تاریخ	شکر اسلام کی تعداد	مجمع نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	مجمع نام سردار	نزد وید یا کا نام
۲۵	سریہ موتہ جمادی الاول شہ ہجری	۲۰۰۰ زید بن حارثہ	ایک لاکھ ۱۰۰۰۰۰ شرعیل غسانی	۱۲	۰	۰	مسلمانوں کے کر فتح ہوئی
۲۶	سریہ ذات السلاسل جمادی الآخر شہ ہجری	۵۰۰ عمرو بن العاص فترشی السہمی	بنو قضا مقیم ذات السلاسل	۰	۰	۰	بنو قضا عقبی بنو القین مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔ عمرو بن العاص کی سرکاری پتلیں حمک کی یہ درجن خاص بھی تھی کہ ان کی دلدی اس قوم کی تھی اور یہ اس علاقہ سے خوب واقف تھے۔
۲۷	سریہ سیف البحر رجب شدہ	۳۰۰ ابو عبیدہ بن الجراح	قریش	۰	۰	۰	مسند کے کنارے چند روز ٹھہر کر واپس آ گئے
۲۸	سریہ محارب شعبان شہ ہجری	۱۵ ابو قتادہ الانصاری لے	بنو غطفان مقیم خضرہ واقع نجد	۰	۰	۰	دشمن خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا کچھ مویشی لے آئے

۱۔ صفر شہ ہجری میں مسلمان ہوئے۔ بنی علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو والی عمان بنادیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے والی فلسطین بنایا پھر  
سہ فوج کیا۔ واقعہ تحکیم اور صفین کے متعلق ان کے بڑے بڑے واقعات ہیں۔

۲۔ فارس رسول خطاب ہے مشاہدہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورمش بدو معنوی میں شامل رہے۔ کہ کوہ میں وفات پائی  
حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ سات تکبیروں سے پڑھائی۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	عز و یا سریر کا نام	شکر اسلام کی تعداد	شکر دشمن کی تعداد	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان	عز و یا سریر کا نام	عز و یا سریر کا نام
۶۹	عز و فتح مکہ رمضان المبارک شہ ہجری	۱۰۰۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	قریش مکہ	۰	۰	فتح ہوئی	علامہ میں اختلاف ہے کہ مکہ فتح ہوا ہے یا داخلہ صلح سے تھا حقیقت یہ ہے کہ نبی نے حکم دیا تھا کہ لشکر کو جائے اور جنگ کوئی صلح درست مزاحم نہ ہو تبھیار کا استعمال نہ کیا جائے لشکر شہر میں مختلف راستوں سے داخل ہوا صرف ایک دروازہ کی مزاحمت ہوئی بنی مسلم نے قبضہ شہر کے بعد سب کو عام معافی دی۔
۷۰	سریر خالد رمضان شہ	خالد بن ولید	بیت خاتہ عزیزی	-	-	-	عزیزی قبیلہ بنو کنانہ کا بیت تھا۔ اُسے خالد بن ولید نے جا کر توڑ دیا تھا۔
۷۱	سریر عمرو بن العاص رمضان شہ	عمرو بن العاص	بیت خاتہ سواع	-	-	-	سواع قبیلہ بنو ہذیل کا بیت تھا عمرو بن العاص نے توڑا تھا۔
۷۲	سریر سعد اشہلی رمضان شہ	سعد بن زید الاشہلی الانصاریؓ	بیت خاتہ منات	-	-	-	منات قبیلہ اوس اور خزرج کا بیت تھا سعد اشہلی نے توڑا تھا۔
۷۳	سریر خالد بن ولید شوال شہ	۳۵۰ خالد بن ولید	بنو خزیمہ	-	-	-	بنو خزیمہ کے جو پہلے ہی سے اسلام لائے تھے ۹۵ کس قتل کیے گئے ۹۵ بنی مسلم اسی قتل سے ناخوش ہوئے اور مقتولین کا خرنہا ادا کیا
							حضرت خالد تبلیغ اسلام کے لیے بھیجے گئے تھے بنو خزیمہ پہلے ہی سے اسلام لائے تھے حضرت خالدؓ کو ان کی بابت شک ہوا۔ ان کے آدمی قتل کیے گئے۔

سے عقیقہ بدری ہیں۔ عجلہ مشا بدر نبوی میں طرز رکاب رہے۔



۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرکشی کا نام	شجر اسلام کی تعداد	شجر دشمن کی تعداد	مذہب نام حواری	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان	نتیجہ
	مذہب تاریخ	مذہب نام حواری	شجر اسلام کی تعداد	شجر دشمن کی تعداد	مذہب نام حواری	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان
۴۴	غزوہ حنین یا دس یا ہوازن شوال ۶	۱۲۰۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	نبوہوازن نبو ثقیف نبوہ نبو خشم وغیرہ	۶	۶۰۰۰	۱۱	فتح برقی
۴۵	غزوہ طائف شوال ۶	۱۲۰۰۰ نبی کریم صلعم	نبو ثقیف	جمع کثیر ۱۳	جمع کثیر	۰	ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے آئے تھے
۴۶	سریہ عیینہ بن حصین محرم ۶	۱۵۰ عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفرزانی	قبیلہ نبو تمیم	۰	۶۲	۰	اس قبیلہ نے ماتحت قبائل کو ہلکا یا اور ادائے خراج سے منع کیا پھر عیینہ کے جانے سے بھاگ گئے وہ ۱۱ مرد ۲۱ غریب ۳۰ بچے قید کر لائے جب ان کے سروار مدینہ میں حاضر ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔
۴۷	سریہ قلبہ بن عامر سفر ۶	۲۰ قلبہ بن عامر	قبیلہ خشم	نصف زیادہ	۰	۰	مسلمانوں کے غلات سازش کرنے کی تیاری کر رہے تھے کچھ لوگوں کو حضرت قلیبہ اسیر کر لائے تھے۔ نبی صلعم نے ان کو چھوڑ دیا۔
۴۸	سریہ منہاک بن سفیان کلابی ربیع الاول ۶	منہاک بنی اللہ عنہ	قبیلہ بنو کلاب	۰	۰	۰	مسلمان بنو کلاب کی تعلیم کے لیے بھیجے گئے۔ کفار نے مزاحمت کی مقابلہ ہوا اہل سریہ کی تعداد کسی کتاب میں نہیں ملی محدود سے چند ہوں گے۔

۴۹ نبو فرارہ کا سردار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے احمق و محان بنایا تھا۔ جنگ جند جند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کی بیوی بہت خوبصورت ہے، منشا ہوتو  
اس سے نکاح فرمائیں۔ آنحضرت نے منہاک کو مال دیا۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نمبر شمار	غزوہ یا سرکام	شکر اسلام کی تعداد	میں نام سردار	شکر دشمن کی تعداد	میں نام سردار	مسلمانوں کا نقصان	دشمن کا نقصان
	میں تاریخ					زخمی یا کئے	زخمی یا کئے
۷۹	سریہ عبداللہ بن حذافہ ربیع الاول ۹ھ	۲۰۰ عبداللہ بن حذافہ القرشی السہمی	حششی لوگ بحسری ذکیت				دشمن منتشر ہو گیا تھے۔ اس سریہ کے جاتے سے منتشر ہو گئے
۸۰	سریہ بنو طے ۹ھ ہجری	۱۵۰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنه	بنو طے				نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چھوڑ دیا دشمن تمام کو باکرم رخصت فرمایا
۸۱	غزوہ تبوک رجب ۹ھ ہجری	۲۰۰۰۰ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم	قیصر ہرقل				سرحد پر مظاہرہ کیا اور دشمنوں کو مرعوب بنانے کے بعد واپس تشریف لے کر اکیس تشریف لے کر ترک کر دیا۔
۸۲	سریہ دومتہ الجندل	۴۲۰ خالہ بن ولید	اکیدر والے دومتہ الجندل				اکیدر کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر بھل کر دیا۔ دیگر عیسائی اور اس کا بھائی قتل ہوا تھا کے ساتھیوں کے ساتھ مسابحات کر لیے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سفیر بجانب کسریٰ مہاجرین اولین سے ہیں۔ ہجرت حبشہ کی طبیعت میں مذاق بہت تھا۔ بعد خدفت  
نزدوق عیسائیوں کے ہاتھ میں قید ہو گئے تھے۔ ہرقل نے عیسائی بنانے کی بہت کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ مصر میں  
وفات پائی۔



ناظرین چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائیں کہ اس نقشہ میں :

اول سیف البحر راہ رافعہ راہ غزوہ بھی درج ہیں حالانکہ یہ دستے محض گرداوری کے تھے جو ان راستوں پر بھیجے گئے تھے جو مکہ سے مدینہ کو آتے ہیں، اس لیے کہ قریش جیسا خونخوار کینہ تو دشمن مسلمانوں کو بے خبری ہی میں آکر نہ دہا۔ دوم اسی نقشہ میں غزوہ دوان راہ غزوہ بواط راہ غزوہ ذوالعشیرہ بھی درج ہیں حالانکہ یہ محض سفر تھے اور ان کا مقصد وعظ و ہدایت فرمانا بھی تھا اور قبائل سے معاہدات کر لینا بھی، تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف ان کے دشمن قریش سے اتحاد نہ کر لیں۔

اسی فہرست میں سریہ دومتہ الجندل ۲۲ بھی ہے۔ حالانکہ یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ایک سفر تھا۔ جو عیسائی آبادی کی تبلیغ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ حضرت ابن عوف خاص دومتہ الجندل ہی میں جا کر اترے تھے اور تین روز برابر وعظ و پند ہی فرماتے رہے تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کا سردار مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نقشہ میں سریہ قرینہ ۲۳ بھی شامل ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ کو چند شخص ملے، انھوں نے دشمنی سمجھ کر ان کے سردار کو پکڑ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شخص کے بعد اُسے دشمن ہی اٹھا کر چھوڑ دیا اور وہ خلق محمدی پر فریقہ ہو کر مسلمان ہو گیا۔

اس فہرست میں ایسے واقعات بھی درج ہیں جنہیں قانونی اصطلاح میں صرف قتل ۲۰۲ تعزیرات ہند یا ذکیقتی ۲۹۵ یا قتل مع ذکیقتی ۲۹۶ کہا جاتا ہے۔ اس ضمنی میں وہ واقعات بھی ہیں کہ (۱) مسلمانوں کے خلاف کسی حرکت کا ارتکاب ہوا۔ مثلاً کربہ جابر مدینہ سے مسلمانوں کے پیشی لوٹ کر لے گیا مسلمانوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے تعاقب کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہو گئے۔ نقشہ میں اس کا نام غزوہ سفون ۲۱ ہے۔ ذرا غور کرنا چاہیے کہ ایسے واقعہ کی نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ غزوہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف صرف اسلام قبول نہ کرنے کے لیے تھا۔

مثلاً عمر دین مہیکہ و تنہا مکہ سے مدینہ اس لیے آیا تھا کہ وہ پانچویں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دے وہ آیا اور چہرہ انور کی زیارت کرتے اور کلام مبارک کے سنتے ہی مسلمان ہو گیا اور پھر گھر کو چلا آیا۔ اس نقشہ میں اُسے سریہ عمر دین امیہ ۲۳ درج کیا گیا ہے۔

مثلاً مرض استسقا کے چند مریض نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بہ مقدم غزینہ اپنے پرداہوں کے پاس رکھا، وہ اونٹ کا دودھ درپیشاب پی کر اچھے ہو گئے۔ پھر پرداہوں کو قتل کر کے اونٹ بھی لوٹ کر لے گئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور پردا یا قتل مع ذکیقتی کے جرم میں وہ بھی کیفر کردار کو پہنچائے گئے۔ اس نقشہ میں اسے سریہ کربہ جابر ۲۴ درج کیا گیا ہے۔

مثلاً بنو غطفان نے غابہ میں ذکیقتی کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرداہے کو قتل کر کے اس کی جڑ اور اونٹوں

کولے گئے خبر ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا تعاقب کیا نقشہ میں اس کا نام غزوہ ذی قردہ یا غزوہ نابہ ۲ درج ہے۔

مثلاً ہنید بن عوص کے ڈکیتوں کے گروہ نے حضرت وحید کلبنیؓ کو لوٹ لیا تھا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منیر تھے۔ اور ہرقل کے پاس سفارت پہنچا کر واپس آ رہے تھے۔ ڈکیتوں نے وہ تمام تحائف بھی لوٹ لیے تھے جو ہرقل نے نبی صلعم کے لیے ارسال کیے تھے۔ ان ڈکیتوں کی سرزادی کے لیے ایک افسر مقرر کیا گیا۔ اس نقشہ میں اسے سر یہ خنسی ۵۵ درج کیا گیا ہے۔

مثلاً زید بن حارثہ کے قافلہ تجارت کو قوم خزاعہ نے جو زیر سرداری ام قرقہ تھے لوٹ لیا تھا۔ ان کی گرفتاری کے لیے ایک افسر مامور ہوا۔ اس نقشہ میں سر یہ ام قرقہ ۴۴ کے نام درج ہے۔

مثلاً سر یہ قطن کی بھی یہی حالت ہے کہ ڈکیتی پیشہ گروہ کے منتشر اور مرعوب کرنے کے لیے ایک جمعیت بھیجی گئی تھی۔ اور وہ نقشہ میں سر یہ ۴۱ درج ہے۔

ب ایسے واقعات بھی ہیں جو مسلمانوں سے غیر مسلموں کے مقابلہ میں ہوئے۔

مثلاً عمر بن عدی نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت عصماء نامی کو جو غائبانہ کی بیوی بھی رہ چکی یا رشتہ کی بہن تھی قتل کر ڈالا تھا، سر یہ ۴۱

مثلاً سالم بن عمر نے ایک یہودی کو قتل کر ڈالا تھا، سر یہ ۴۱

مثلاً محمد بن مسلمہ نے اپنے برادر رضاعی کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر ڈالا تھا، سر یہ ۴۱

مثلاً عبد اللہ بن انیسؓ نے سفیان بن خالد بذلی کو مار ڈالا تھا۔ سر یہ ۴۱

مثلاً عبد اللہ بن عتبیک نے سلام بن ابی الحقیق یہودی کو مار ڈالا تھا، سر یہ ۴۱

یہ سب ایسے واقعات ہیں جن کا شمار جنگ کے نام سے ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ گو ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ مقتولوں

کے کشتنی و گردن زدنی ہونے کی وجہ سے یا قاتلوں کے صرف جوش مذہبی کی وجہ سے ان کا رتبہ بڑھ گیا تھا۔

اسی نقشہ کے اندر واقعہ رجب بھی درج ہے چند لوگ دس دہائیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہازت سے اپنے

ساتھ لے گئے۔ اپنے علاقہ میں لے جا کر آٹھ کو قتل دو کو فروخت کر ڈالا۔ نقشہ میں اس کا نام سر یہ رجب ۴۱ ہے۔ اس

واقعہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے علاقہ تک دو سو سواروں کو لے کر گرد وری کر کے واپس تشریف لے آئے

تھے جس سے مقصود ان سرکشوں کا صرف مرعوب کر دینا تھا۔ وہ اس نقشہ میں غزوہ لحيان ۴۴ کے نام سے

درج ہے۔

مقام ذی القعدة پر بھی ایسا ہی ہوا۔ دس سالانہ دین تبلیغ کے لیے نکلے تھے۔ رات کو ایک جگہ سوئے ہوئے قبیلہ نے



حملہ کر کے ان میں سے ہا کو شہید کر ڈالا۔ ایک سخت زخمی ہوئے۔ اس نقشہ میں وہ سریہ ۲۷ درج ۲۸ ہے۔ ان بڑے قبیلہ کے مرعوب کرنے کو دوسرا بھیجے گئے۔ وہ سریہ ۲۸ و سریہ ۲۹ کے نام سے درج ہے۔

علی بن ابی طالب نجد کے لیے ستر و اعط بھیجے گئے تھے، والئی نجد کا چچا ان کی حفاظت کا خود ذمہ دار بن تھا۔ جب وہ اس کے علاقہ میں پہنچے تو حملہ کر کے سب کو شہید کر ڈالا۔ ایک مسلمان سخت زخمی ہو کر جانبر ہو گیا نقشہ میں اس کا نام سریہ ۲۹ معونہ ۲۹ ہے۔

بعض واقعات صرف غلط فہمی سے وقوع میں آئے تھے۔

مثلاً اسیر بن رزام یہودی اپنے تیس آدمیوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن رواحہ کی معیت میں مدینہ کو آ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسیر کو اس لیے طلب فرمایا تھا کہ اُسے اُس کے قبیلہ کا سردار بنایا جائے ابن رواحہ کے ساتھ بھی تیس ہی مسلمان تھے۔ ایک ایک اونٹ پر ایک مسلمان ایک یہودی سوار تھا۔

اُسیر نے چپکے سے عبداللہ کی تلوار پر ہاتھ ڈالا۔ انھوں نے اونٹ سے نیچے کود کر اُسیر کے ضرب لگائی۔ اُس نے عبداللہ کو ضرب لگائی۔ سرداروں کو آپس میں روتے دیکھ کر ہمراہی بھی لڑ پڑے۔ تیس مسلمانوں نے تیس یہودیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اس نقشہ میں یہ سریہ عبداللہ بن رواحہ کے نام سے درج ہے۔

اس واقعہ میں شاید کوئی شخص یہودیوں کو مقتول اور مسلمانوں کو قاتل سمجھ کر اس کو غلط فہمی پر محمول نہ کرے، لیکن خود مسلمانوں کے اندر باہمی بھی ایسی غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔

مثلاً خالد بن ولید بنو خندیمہ میں تبلیغ اسلام کرنے گئے تھے۔ وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے انھوں نے لشکر اسلام کی آمد کو تسلیع ہو کر آگے بڑھے۔ خالد ان کے مسلح ہونے کی وجہ سے غلطی میں پڑ گئے۔ بنو خندیمہ سے یہ غلطی ہوئی کہ انھوں نے اَسْلَمْنَا اَسْلَمْنَا کہنے کی بجائے اَصْبَانَا اَصْبَانَا کا لفظ استعمال کیا۔ ان غلطیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خالد کے کچھ سواروں نے قبیلہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس نقشہ میں اس کا نام سریہ خالد ۳۰ ہے۔

ایسا ہی واقعہ حضرت اسامہ بن زید کا ہے۔ ان کو ایک مسلمان دشمن کے ملک میں ملا۔ اُس نے مسلمان ہونے کا اظہار ہی کیا، مگر ان کا شبہ رفع نہ ہوا اور قتل کر دیا۔ وہ اس نقشہ میں سریہ خربہ ۳۱ کے نام سے درج ہے۔

ایسا ہی واقعہ عمرو بن امیہ غمری کا ہے۔ انھوں نے دو شخصوں کو بیر معونہ کے قریب دیکھا۔ ان کے ہاتھوں کے قاتلوں میں سے سمجھا اور مار ڈالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا دیت ادا کیا۔ اس نقشہ میں وہ سریہ بیر معونہ ۳۲ کے نام سے درج ہے۔

اس سے بھی عجیب تر سریہ ۳۳ و سریہ ۳۴ ہیں۔ ان کا خلاصہ تو یہ ہے کہ یہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے اور انھیں کی مرضی کے موافق ان بت خانوں کو گرایا گیا، مگر اس نقشہ میں ان کا اندراج سرایا کے نام سے ہے۔

تفصیلات بالا سے ایک تحقیق درست شخص سمجھ سکے گا کہ عنوان غزوات و سرایا کے تحت میں صرف روایا ہی درج نہیں کی گئیں، بلکہ نبی صلعم یا مسلمانوں کا ہر قسم کا سفر و درج ہے۔ ہم اس نقشہ کے اندر اگر اصلی روایتوں کا انتخاب کرنے لگیں گے تو ان کا شمار بہت کم نکلے گا۔

بدر ۱۹، احد ۱۹، غزوہ احزاب ۳، نبیہ ۴، فتح مکہ ۶، غزوہ حنین ۷، بے شک روایاں ہیں، مگر نقشہ میں ان کی تعداد کو بھی بڑھانے کی سعی کی گئی ہے۔

مثلاً غزوہ حمرہ الاسد ۲ کو غزوہ احد ۱۹ سے علیحدہ شمار کیا گیا ہے۔ حمانہ احد پہلے دن کی روایت کا نام ہے اور حمرہ الاسد ۲ دوسرے دن کے تعاقب یا تجسس دشمن کا۔ پھر اس کا شمار عامہ کیونکر ہو سکتا تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ جملہ غزوہ و سرایا کو ان کے مناسب عنوانات کے تحت میں درج کر دوں تاکہ ناظرین کتاب میرے مدعا کو بخوبی ذہن نشین فرمائیں۔

اول تکمیل معاہدت و تبلیغ اسلام و مواعظ کے لیے سفر۔

غزوہ ودان نمبر ۴۔ غزوہ بلوط نمبر ۵۔ غزوہ ذوالعشیرہ نمبر ۶۔ سریہ دومۃ الجندل نمبر ۴۲۔ غزوہ حدیبیہ نمبر ۸۔ دوم حملہ آور دشمن کے احوال کی دریافت۔

سیف البحر نمبر ۱۔ رابع نمبر ۲۔ صراز نمبر ۳۔ سریہ نخلہ نمبر ۹۔ سریہ قرہ نمبر ۱۸۔ سریہ البرقادہ نمبر ۶۹۔

سوم گردآوری تاسرہ حملہ آور ان جس کا مقصود دشمن کو مہربوب کر کے اس کو حملہ آوری سے روکنا تھا۔

غزوہ قرقرۃ الکدر نمبر ۱۴۔ سریہ قرقرۃ الکدر نمبر ۱۵۔ غزوہ ذی امر نمبر ۱۶۔ بدر اخری نمبر ۲۰۔ غزوہ دومۃ الجندل نمبر ۴۸۔ سریہ قرینہ نمبر ۳۳۔ غزوہ نبولحیان نمبر ۲۴۔ سریہ عمر نمبر ۳۶۔ سریہ نبولعلبہ نمبر ۳۸۔ سریہ جموم نمبر ۳۹۔ سریہ طرف نمبر ۴۰۔ سریہ وادی القریٰ نمبر ۴۱۔ سریہ فداک نمبر ۴۳۔ غزوہ وادی القریٰ نمبر ۵۰۔ غزوہ ذات الرقاع نمبر ۵۱۔ سریہ عیث نمبر ۵۲۔ سریہ کدیدا یا سریہ غالب نمبر ۵۳۔ سریہ غالب نمبر ۵۴۔ سریہ تربہ نمبر ۵۶۔ سریہ نبوکلاب نمبر ۵۷۔ سریہ منفہ نمبر ۵۸۔ سریہ نبوۃ نمبر ۶۰۔ سریہ بشیر نمبر ۶۱۔ سریہ ابن ابی العوجا نمبر ۶۲۔ سریہ کعب بن عیمر نمبر ۶۳۔ سریہ شجاع بن وہب نمبر ۶۴۔ سریہ عمرو بن العاص نمبر ۶۶۔ سریہ ابو عبیدہ نمبر ۶۷۔ سریہ ابوقنادہ نمبر ۶۸۔ سریہ غنیمہ نمبر ۶۹۔ سریہ قطیفہ نمبر ۷۰۔ غزوہ تبوک نمبر ۸۲۔ سریہ دومۃ الجندل نمبر ۸۲۔

چہادہ سزا دہی گروہ ذکیہ پیشگاں۔

سریہ خشمی نمبر ۵۵۔ سریہ امہ قرقرہ نمبر ۴۴۔ سریہ عرینہ نمبر ۴۶۔

پنجم تعاقب ذکیہ۔

غزوہ سفوان نمبر ۷۱۔ سریہ قسین نمبر ۴۱۔ غزوہ ذی قرہ یا غزوہ غابہ نمبر ۴۵۔ سریہ عبد اللہ بن حذافہ نمبر ۷۹۔



ششم۔ معاہدات کی جانب سے بغاوت اور غدر اور بلوے اور ان کے انجام :

غزوہ بنو قینقاع نمبر ۱۲۔ سریہ ربیع نمبر ۲۳۔ سریہ میر معونہ نمبر ۲۴۔ غزوہ بنو نضیر نمبر ۲۶۔ سریہ بنو مستلق نمبر ۲۹۔  
غزوہ بنو قریظہ نمبر ۳۲۔ سریہ ذی القعدة نمبر ۳۴۔ سریہ بنی طے نمبر ۳۵۔  
ہفتم۔ خط فہمیاں۔

سریہ عمرو بن امیہ نمبر ۲۵۔ سریہ عبداللہ بن رواحہ نمبر ۳۵۔ سفر عمرو بن امیہ نمبر ۳۶۔ سریہ خزیمہ نمبر ۵۹۔ سریہ خالد نمبر ۶۲۔  
سریہ ضحاک بن صفیان نمبر ۳۷۔  
ہشتم۔ بت شکنی۔

سریہ خالد نمبر ۶۲۔ سریہ عمرو بن العاص نمبر ۶۱۔ سریہ سعد اشجلی نمبر ۶۲۔  
نہم۔ جنگ۔

بدر الکبریٰ نمبر ۹۔ غزوہ احد نمبر ۱۵۔ غزوہ اعراب نمبر ۳۰۔ غزوہ خیبر نمبر ۳۹۔ سریہ موتہ نمبر ۶۵۔ فتح مکہ نمبر ۶۹۔  
غزوہ حنین نمبر ۷۲۔  
دہم۔ تعاقب دشمنان۔

غزوہ السویق نمبر ۱۳۔ حمراء الاسد نمبر ۲۰۔ غزوہ طائف نمبر ۷۵۔  
یا ز دہم۔ لوکل یا پرسنل واقعات مقامی یا شخصی۔

سریہ عمیر نمبر ۱۰۔ سریہ عالم نمبر ۱۱۔ سریہ محمد بن مسلمہ نمبر ۱۶۔ سریہ ابن انیس نمبر ۲۲۔ سریہ ابن عتیک نمبر ۳۱۔  
امید ہے کہ صراحتِ باد کا علم اور اس پر غور کے بعد اس نقشہ کا طول جو ہم غزوات و سرایا کی بابت دے آئے ہیں  
بہت مختصر نظر آنے لگے گا۔ لیکن ہم ناظرین کتاب کو اس مسئلہ کے ہر پہلو سے واقف کرنا چاہتے ہیں کہ بصیرت کامل  
ہو جائے۔

غزوات و سرایا کی تقسیم ہم فرقہ بندی پر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کن کن قبائل کے ساتھ یہ جنگ لڑے ہوئے  
شخصی واقعات کو جن کا شمار اس سے چھوڑ دیا گیا۔

### ۱۔ قریش مکہ

سیف البحر نمبر ۱۔ رابع نمبر ۲۔ خزار نمبر ۳۔ بواط نمبر ۵۔ سفوان نمبر ۶۔ ذوالعشیرہ نمبر ۷۔ غزوہ السویق نمبر ۱۳۔  
ذی قردہ نمبر ۱۹۔ احد نمبر ۱۹۔ حمراء۔ سد نمبر ۲۰۔ بدر الاخریٰ نمبر ۲۰۔ اعراب نمبر ۳۰۔ سریہ عیینہ نمبر ۵۲۔ سریہ عمرو بن  
امیہ نمبر ۵۲۔ حذیمہ نمبر ۵۸۔ سیف البحر نمبر ۶۰۔ مکہ نمبر ۶۹۔

## ۲۔ بنو غطفان و انصار

قرقرۃ الکدر نمبر ۱۴۔ نمبر ۱۵۔ ذی امر نمبر ۱۶۔ غرہ نمبر ۱۷۔ بنو مصطلق نمبر ۲۹۔ غابہ نمبر ۳۵۔ وادی القریٰ نمبر ۴۱۔  
سریہ کرزہ بن جابر نمبر ۴۶۔ ذات الرقاق نمبر ۵۱۔ سریہ ترزہ نمبر ۵۶۔ سریہ منقعه نمبر ۵۸۔ سریہ خربہ نمبر ۵۹۔ سریہ البرقادہ نمبر ۶۱۔  
سریہ عبداللہ بن حذافہ نمبر ۷۷۔

## ۳۔ بنو سلیم

بیر معونہ نمبر ۲۴۔ جموم نمبر ۳۹۔ ابن ابی العوبادہ نمبر ۶۲۔ بنو ملوح بنو سلیم نمبر ۵۳۔

## ۴۔ بنو ثعلبہ

ذی القصدہ نمبر ۳۷۔ بنو ثعلبہ نمبر ۳۸۔ طرف نمبر ۴۰۔ سریہ حسی نمبر ۵۵۔

## ۵۔ بنو فزارہ و غدرہ

سریہ ابو جبر صدیق نمبر ۴۴۔ سریہ فذک نمبر ۵۴۔ سریہ بشیر بن سعد نمبر ۶۱۔ ذات الطلح نمبر ۶۳۔

## ۶۔ بنو کلاب و بنو مرہ

قرنیہ نمبر ۳۳۔ بنو کلاب نمبر ۵۷۔ بنو مرہ نمبر ۶۰۔ سریہ صغاک نمبر ۷۸۔

## ۷۔ بنو عضل و قارہ

## رجیع نمبر ۲۳

## ۸۔ بنو اسد و بنو قضاعہ

قطی نمبر ۶۱۔ غمر نمبر ۳۶۔ ذات السلاسل نمبر ۶۶۔

## ۹۔ بنو ذکوان

بیر معونہ نمبر ۲۴۔ اسی کو ہم نے بنو سعیم کے تحت میں درج کیا ہے۔ واقعہ ایک ہے دو قبائل کا تعلق تھا۔

## ۱۰۔ بنو لحيان

## غزوة نمبر ۳۴

## ۱۱۔ بنو سعد بن بکر

## فدک نمبر ۴۴

## ۱۲۔ بنو ہوازن

## ذات عرق نمبر ۶۴

## ۱۳۔ بنو قینم

## سریہ عینہ نمبر ۷۶



## ۱۴۔ بنو ثقیف

حنین نمبر ۴، طائف نمبر ۵،

۱۵۔ یہود

بنو قینقاع نمبر ۱۲۔ بنو نضیر نمبر ۲۶۔ بنو قریظہ نمبر ۳۶۔ سر یہ ابن رواحہ نمبر ۴۵۔ خیبر نمبر ۴۱۔ وادی القرنی نمبر ۵۰۔

## ۱۶۔ عیسائیاں

نوتہ نمبر ۶۵۔ بنو طے نمبر ۹، تبوک نمبر ۱۰۔ دومتہ الجندل نمبر ۱۲، نمبر ۴۲، نمبر ۹۲۔

متقدم قبائل کے نام دیئے گئے ہیں کہ ان قبائل سے جنگ کے وجود کیا ہیں :

ہم اول تو ان قبائل کے باہمی تعلقات قرابت کو بیان کریں گے جس سے معلوم ہو سکے گا کہ فی الواقع یہ قبائل

اتنے ہی ہیں جس قدر بادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں یا یہ سلسلہ جدیت کی وحدت میں منسلک ہیں اور حیات و

بقا درجنگ و صلح میں وہ اس قدر متوافق و متحد چلے گئے تھے کہ ایک ہی سمجھے جاتے اور ایک ہی شمار ہوتے تھے۔

واضح ہو کہ ایاس بن مضر کے تین فرزند تھے۔

اول۔ قیس عیلان اور بنو غطفان۔ بنو ثعلبہ۔ بنو غمارب۔ بنو اشج۔ بنو بیسان۔ بنو فرارہ اسی قیس عیلان کے فرزند سعد کی اولاد ہیں۔

دوم۔ طابخہ۔ بنو تمیم اسی فرزند عدی کی اولاد ہیں۔

سوم۔ مدرکہ اور بنو اسد۔ بنو سہون۔ بنو قارہ۔ بنو عضل اور بنو کنانہ (جس کے اندر لہذا ہمیشہ بنو خزیمہ

یعنی بنو مصطلق و قریش داخل ہیں) اسی مدرکہ کے فرزند خزیمہ کی اولاد ہیں۔

اس شجرہ سے ایک محقق معلوم کر سکتا ہے کہ یہ تمام قبائل قریش ہی کے جدی اور شخص واحد ایاس بن مضر

کی اولاد تھے اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو کچھ لڑائی وغیرہ ہوئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدی

بھائیوں ہی کے غیظ و غضب کا نتیجہ تھا۔

یہودی تشریش کے ساتھ معاہدت کی رو سے متفق تھے جیسا کہ تشریش میں نزل اور جہنمی تھے اس صلیت

کے منکشف ہو جانے کے بعد بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات و سرایا یعنی روایاں صرف ایک ہی نسل کے

شخصوں یعنی بنو ایاس بن مضر سے ہوئیں جس نسل سے خود آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں۔ کوئی جہی حشر نہ یہ

نہیں کہ سنا کہ بنی معلوم تھے عرب بھر میں لڑائی چید دی تھی یا یہ کہ اسلام کو بہ جبر قبول کرنے کے لیے لڑائی کی جاتی ہے۔

کیوں کہ گرایا ہوتا تو عرب کے سینکڑوں قبائل میں سے کسی اور کے ساتھ بھی جارحانہ محاصرات یا فوجی تفت

آزمائی ہوئی ہوتی یہ دلیل پس صاف اور مستحکم اور سراپا حقیقت ہے کہ غزوات نبوی کے متعلق جن درجہ و ہر

علمائے کرام آج تک پیش کرتے رہے ہیں اور جو بجائے خود بہت کچھ قابل وقعت اور قابل قبولیت ہیں، ان کی حاجت نہیں رہ جاتی، البتہ فلسفہ تاریخ بہت زراں امر کا ہم سے خواست گار ضرور ہے کہ مندرجہ بالا قبائل کیوں کہ جنگ میں شامل ہوتے رہے اور کیوں کہ اور کب مسلمانوں کے خلاف وہ فریق مخالف ٹھہرے۔ اس انکشاف کے بعد ہماری پیش کردہ دلیل کو درجہ برہان حاصل ہو جائے گا۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ غزوات و سرایا کا آغاز ہجرت کے بعد ہوا ہے۔ پہلا غزوہ یا جنگ واقعہ بدر ہے جو ہجرت سے دوسرے ہی سال میں ہوا تھا۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ قریش کے حملہ آور لشکر میں کن کن قبائل کے لوگ شامل ہوئے تھے۔

۱۔ قریش مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے مگر ان کے درمیان بنو کنانہ کا علاقہ پڑتا تھا، جن سے قریش کی جاتی عداوت۔ مخاصمت کئی پشتوں سے چل آتی تھی۔ قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے میں دو مشکلات کا سامنا تھا۔  
 ۱۔ بنو کنانہ ان کو اپنے علاقہ سے فوج لے جانے نہ دیں گے۔

۲۔ اب اگر فوج کو راہ مل بھی گئی، تب بھی اندیشہ ہے کہ بنو کنانہ ادھر تو حملہ آور فوج کا سلسلہ عقب سے منقطع کر دیں اور ادھر خود مدہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیں، کیوں کہ وہاں کوئی بھی سبھیار اٹھانے والا باقی نہ رہ گیا ہوگا۔  
 یہ خیالات ایسے قوی تھے کہ قریش کو مجبوراً حملہ آوری کے ارادوں کو چھوڑ دینا ضروری تھا۔

۳۔ سراقہ بن مالک المدنی الکفائی، جو اس درمیانی علاقہ کا سردار تھا اسے بھی معلوم ہو گیا کہ قریش صرف اس کی وجہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے سے روکے ہوئے ہیں، اس لیے سراقہ مذکور خود مکہ گیا۔ اس نے تمام پچھلی عداوتوں کو چھوڑ کر قریش کے ساتھ معاہدہ اتحاد کر لیا اور صاف صاف طور پر یہ طے ہو گیا کہ جب قریش مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اپنی فوج لائیں گے تو سراقہ ان کو اپنے علاقہ سے راستہ دے دے گا۔ اور خود ان کے وطن کو کوئی زندہ نہ بچائے گا، بلکہ جہاں تک ممکن ہو وہ قریش کو مسلمانوں کے خلاف مدد بھی دے گا۔

یہی تھا وہ معاہدہ شیطانی جس کے ذریعہ سے یہ شخص مسلمانوں پر قریش کے حملہ کرنے کا سبب قوی بنا تھا۔  
 ۴۔ اس کا بیش اور بنو مصطلق بھی سراقہ کے ساتھ اس معاہدہ میں شامل تھے، مذاہر کی دین جنگ ہی ہند موقع ہے کہ اس کا بیش اور بنو مصطلق بھی مسلمانوں کے دشمن یعنی قریش کے ساتھ عملی طریق پر شامل ہوئے، یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا بیش اور بنو مصطلق بنو کنانہ نہیں اور ان کے تحت مندرجہ ذیل قبائل شامل ہیں:

۱۔ راہ ہجرت میں سراقہ ہی نے با میدانہ مشترکہ قریش بنی نضل ات علیہ السلام کا قاتل کیا تھا۔ سراقہ مشہور میں داخل اسلام ہوئے اور مکہ میں وفات پائی۔



یعنی اولاد نضر بن کنانہ۔

یعنی اولاد مالک بن کنانہ

یعنی اولاد حرث بن مالک۔

حرث بن لوی سے۔

عوف بن لوی سے۔

کعب بن لوی سے۔

عدی بن کعب سے۔

مبصص بن کعب سے۔

جمح بن کعب سے۔

مرہ بن کعب سے۔

سہم بن کعب سے۔

تیم بن مرہ سے۔

کلاب بن مرہ سے۔

یعنی زہرہ بن کلاب سے۔

قصی بن کلاب سے۔

بنو نضر

بنو مالک

مطیبین

بنو الحرث

بنو العوف

بنو کعب

بنو عدی

بنو مبصص

بنو جمح

بنو مرہ

بنو سہم

بنو تیم

بنو کلاب

بنو زہرہ

بنو قصی

الاحابیش

بنو مصطلق کے تحت

میں مندرجہ ذیل

قبائل میں۔

جنگ بدر کا نتیجہ جب قریش کے خلاف نکلا تب سراقہ کو افسوس رہا کہ اس نے کیوں قریش کو مسلمانوں کے

خلاف پوری پوری مدد نہ دی چنانچہ اُحد میں اس نے تلانی مانیت کر دی اور عکاشا مل جڑا۔

۳۔ واقعہ اُحد کو دیکھیے کہ قریش کا لشکر تین ہزار کی تعداد میں ہے جس میں قریش صرف ایک ہزار میں اور باقی دو ہزار ان

ہی قبائل کے ہیں جو فرزندان الیاس بن مضر ہیں۔

مام علی بن برہان الدین حلبی نے جنگ اُحد میں بنو المصطلق اور بنو ہون بن خزیمہ کی شمولیت و واقعہ کی نے

بنو ثقیف کی شمولیت بیان کی ہے اور سیرۃ النبویہ میں احابیش کی شمولیت کی۔ عہدِ رحمت کی سب سے پہلی اُحد میں ان

قبائل کا پہل کر کے علمِ اُحد میدان میں آنا ہر محقق کو مطمئن کر سکے گا کہ ان قبائل سے مسلمانوں کا یہ عہدِ فریق جنگ برپا

کرنا، بالکل دنیا کے مستمہ قانون جنگ کے اتباع میں تھا۔

۴۔ احابیش حبش سے بنا ہے یہ مکہ کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے جس کے پاس خنوں نے ایک معاہدہ کیا تھا۔ اس لیے احابیش مدینہ

میں انہوں نے ایک معاہدہ کرتے وقت عہد کا استعمال کیا تھا اس لیے مطیبین کہلاتے تھے انسان المیون جلد ۲ ص ۲۸۸ کے واقعہ میں ۱۲۶





نڈاں قبائل کی سرحد پر مسلمانوں نے غارتگری کی یا ان کی قبیلہ کے شخص کی گرفتاری عمل میں آئی۔ جنگ خیبر و مدینہ و طائف کے باعث بھی اسے معلوم ہو جائیں گے۔ کیوں کہ یہ وہی قبائل ہیں جو اعداد و خندق میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکے تھے۔

غرض کوئی ایسا قبیلہ یا گروہ نہیں کہ مسلمانوں نے اس پر حملہ کرنے میں ابتدائی ہو، بلکہ جب متعدد بار اس نے تلے کیے تب اس کا انھوں نے جواب دیا ہے۔

ان سب انکشافات کے بعد ممکن ہے کہ محترم اپنے اعتراض کو ختم کر چکا ہو مگر متنبہ رہیں کہ سب سے پہلے شلوک موجود ہوں تو میں اس سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نقشہ کے تمام نمبروں کو جو ۸۲ ہیں لڑائیاں ہی سمجھ لو اور ہر لڑائی کو جارجانہ ہی تسلیم کر لو اور مان لو کہ سب لڑائیوں کا آغاز اور اقامت مسلمانوں ہی کی جانب سے ہوا تھا۔ پھر بھی لڑائیوں کے نتائج پر غور کرنا ضروری ہوگا۔ ہمارے پیش کردہ نقشہ کے ظاہر ہے کہ ان سب لڑائیوں میں مسلمانوں اور فریق مخالف کا نقصان حسب ذیل تھا۔

نام فریق	سیر	زخمی	مقتول	کل	کیفیت
مسلمان	۱	۱۲۶	۲۵۹	۲۸۶	ہردو جانب کے زخمیوں کی تعداد صحیح نہیں
مخالف	۶۵۶۳	۰	۷۵۹	۷۲۲۳	
میزان	۶۵۶۵	۱۲۶	۱۰۱۹	۷۷۱۰	سیروں اور مقتولوں کی تعداد انشاء اللہ صحیح ہے

مقتولین ہردو جانب کی تعداد (۱۰۱۸) ہے اور (۸۲) پر تقسیم کرنے سے فی جنگ ۱۱ اوسط نکلتا ہے کیا ایسی روایت کی نسبت کوئی ذی عقل یہ قرار دے سکتا ہے کہ صد سالہ مذاہب کے ترک کرانے اور نئے مذہب کے بہ جبر قبولانے کے لیے اور وہ بھی عرب جیسے خونخوار ملک میں یہ کافی مؤثر تھیں۔

دشمنوں کی تعداد سیران کافی معلوم ہوتی ہے یعنی ۶۵۶۳۔ مگر یہ تعداد بھی جزیرہ نما عرب کی وسعت کے مقابلہ میں بچ ہے اور چونکہ اس تعداد کے اندر ہردو تعداد ۱۶۰۰۰ ایک ہی غزوہ حنین کی ہے۔ اس لیے باقی جنگوں میں وسط سیران جنگ رہا ہے۔ یہ تعداد بھی ایسی نہیں ہے جو تمام ملک کو تبدیلی مذہب پر مجبور کر سکے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ ۶۵۶۳ قیدیوں کی تعداد کے متعلق یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ ۶۳۴۴ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ لطف و احسان بلا کسی شرط کے آزاد فرمادیا تھا۔ صرف دو قیدی ایسے تھے جو سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیے گئے تھے ۲۱۵ قیدی ایسے رہ جاتے ہیں جن کی بابت مجھ کو پتہ نہیں چلا۔ امید ہے کہ میرے بعد کوئی وسیع النظر عالم اس کی تکمیل فرمائیں گے۔ مگر میں متیقن ہوں کہ جس ذات قدسی نے ۶۳۴۴ کے ساتھ لطف و احسان فرمایا تھا۔ اس کے احسان سے ۲۱۵ کس بھی ضرور بہرہ ور ہوئے ہوں گے اور غالب یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے اندر

گئے ہوں گے اس لیے ان کا شمار دہائی پانے والوں میں نہیں ہوا۔

اعداد بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وحشی عرب کو متدین عرب اور ملحد و بت پرست عرب کو متوحد و مسلم عرب بناتے۔  
ڈکیتی و خونخواری کی وارداتوں کے روکنے، فرانس سے دو چند برصغیر ملک میں امن عامہ کو قائم اور مستحکم بنانے، صیہون  
اور نسلوں کی عداوت و مخالفت کو مٹا کر اخوت و دروہائیت کے قائم کرنے، استبدادیت کو فنا کر کے جمہوریت کے  
استوار کرنے میں ۱۰۰۰ نفوس کی قربانیاں کی گئیں۔ اس کے مقابلہ میں فرانس اور امریکہ کو جمہوریت کے قائم کرنے میں جس  
قدر قربانیاں کرنی پڑیں۔ انگلستان کو پارلیمنٹ کے بیٹے میں جتنے خون بہانے پڑے ان کا شمار کر دو۔

زمانہ سال کے ملحدہ، عظیم ترین جنگ جو ۱۴ اگست ۱۹۱۴ء سے شروع ہو کر تاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۵ء تک ممتد  
دنیا کے حصہ نشیر پر جاری رہی ہے کے نقصانات کو دیکھو۔ انگلستان کا مقصد اس جنگ میں صرف اتنا ہی بتایا گیا ہے  
کہ چھوٹی سلطنتوں کی آزادی اور حفاظت کو برقرار رکھا جائے۔ صرف اتنے سے مقصد کے لیے لاکھوں نفوس و رباہوں  
شرفیوں کو خاک و خون میں مالدیا گیا ہے۔ سینکڑوں جہاز سمندر میں غرق ہو چکے ہیں۔ تجارت عالم مخدوش ہو گئی ہے عیش و  
آرام کے سب سامان تباہ ہو چکے ہیں بائیں ہمہ امید حصول مقصد آئندہ قربانیوں کے واسطے انگلش قوم پوری استعداد سے  
آمادہ ہے۔

خیال کرو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی کا جنہوں نے فریقین کی طرف ۱۰۰۰ قربانیوں کے بعد اس قدر  
روحانی و اخلاقی و مادی و مافی فائدہ حاصل کیے تھے جن کو بحیثیت مجموعی آج تک دنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں  
کر سکا۔

اہل دنیا کی لڑائیوں کا ذکر چھوڑو۔ مقدسین کی لڑائیاں اور مہابھارت کے مقتولین کی تعداد کروڑوں سے کم نہیں  
یورپ کی مقدس مذہبی انجمنوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا۔ ان کی تعداد لاکھوں سے زائد ہے۔

جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب اپا بوجی آف محمد اینڈ قرآن میں مذہبی عدالت کے حکام سے بہت نفوس کی  
تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی ہے جو عیسائیوں کے ہاتھوں سے عیسائیوں کی ہوئی تھی۔

۱۰ اخبار مہرم ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۵ء نے جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کے مقتولین کی تعداد مندرجہ ذیل جمع کی ہے۔ روس ۱۰، ۱۰ لاکھ، فرانس ۱۰  
۱۰ لاکھ، ستر ہزار، آسٹریا ۱۰ لاکھ، برطانیہ ۱۰ لاکھ، ترکی ۲ لاکھ، ۵۰ ہزار۔ بلجیم ایک لاکھ ۲ ہزار۔  
بلغاریہ ایک لاکھ۔ رومانیہ ایک لاکھ۔ سویڈن ایک لاکھ۔ امریکہ پچاس ہزار۔ چین ۳ لاکھ ۹ ہزار۔

مضمون نگار کو شک ہے کہ ان اعداد و ارقام کی تعدادیں مندرجہ ذیل کے مقتولین کی تعداد میں شامل  
ہے یا نہیں مگر یہ اقرار ہے کہ لاکھوں، سینوں اور ہزاروں کی تعدادیں ہمارے اعداد میں شامل نہیں۔

۱۰ اعجاز التزیل ص ۴۶۱۔



اکملی سلطنت سپین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو قتل کیا تھا جن میں سے بیس ہزار آدمی زندہ آگ میں جلائے گئے تھے۔

## فصل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ

ملک یورپ کی جنگ عظیم میں جو استسما سے جاری ہوئی میں نے نگریزی اخباروں کو دیکھ کر دل آف آرزو کے نام سے اُن بہادرانِ جنگ کے نام شائع کرتے ہیں جنہوں نے ملک اور بادشاہ کے لیے اپنے سر کھڑائے تھے۔ میرے دل میں زور سے یہ تحریک ہوئی کہ اس کتاب میں اُن مقدسین کے مبارک ناموں کی فہرست ضرور شامل کی جائے جنہوں نے یہ دیکھنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خاک و خون میں مل کر صداقت اور حقانیت پر اپنی زندگی کو نثار کیا۔ وہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہم کو تبارک ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَبُّونَ  
فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ  
وَلَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ  
مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ  
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ  
وَفَضْلٍ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَابْنِعِمْ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں اُن کو وہ نہ سمجھو، وہ تو اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے جو کچھ ان کو ملا اُس پر خوش ہیں اور اُن لوگوں کو جو اُن سے نہیں ملے بشارت دیتے ہیں کہ اب انہیں کوئی خوف اور غم نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل پر خرم و شاد ہیں اور اللہ تعالیٰ تو مومنوں کے اجر کو نہایت نہیں کرتا۔

(۳ : ۱۶۹ - ۱۷۰)

وہ جن کی شان بنی میں رب العظیم کا فرمان ہے :

رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ

مجھے کسی کتاب میں ایسی فہرستیں مرتب شدہ نہیں اس لیے اُن کتابوں کو پردہ جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نام پر لکھی گئی ہیں۔ ان جو اہل ریزوں کو چن چن کر اپنی کتاب کی آرائش کرنی ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرمائے۔ بیرونہ اور موت کی فہرستیں سنو تکمیل طلب ہیں، اگر حیات مستعار باقی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ پوری کروں گا۔ ورنہ اس کمی کو کوئی در صاحب پورا کریں۔

نقشہ اگلے صفحہ سے شروع ہوگا۔

# منسلہ

## شہدائے بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ

۱۔ مہجع بن صالح	قوم ملک سے تھے عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام سب سے پہلے ہی شہید ہوئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یومئذ مہجعہ سید الشہداء
۲۔ عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی	قرشی المطلبی ابو الحارث یا ابو معاویہ کنیت ۶۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے سب سے پہلے اسلامی سریر کے سردار بنائے گئے تھے۔
۳۔ عمیر بن ابو وقاص (مالک بن امیہ بن عبد مناف)	قرشی ازہری حضرت سعد بن ابی وقاص احد العشرة المبشرہ کے برادر خورد ہیں ۱۶ سال کی عمر تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ربوبہ صغریٰ واپس کرنا چاہا، تو یہ رو پر پڑے۔ اسی لیے اجازت دی گئی کہ وہ غزال خندان روضہ رضوان کو مدھارے۔
۴۔ عاقل بن بکیر بن عبد یلیل	لہشی، ان کے بھائی خالد کا نام شہداء ورجح میں ہے۔
۵۔ عمیر بن عبد عمیر بن نضلہ	ذوالشمالین لقب۔ ابو محمد کنیت، حلیف بنو زہرہ
۶۔ عوف یا عوذ بن عفرہ	انصاری بخاری عفرہ ان کی والدہ کا نام ہے، والد کا نام حارث ہے۔
۷۔ معوذ بن عفرہ	نیر۶ کے برادر شقیق :-
۸۔ حارث یا حارثہ بن سراقہ بن حارث	ان کی والدہ انس بن مالک کی پھوپھی ہیں، حلق پر تیر لگا تھا۔
۹۔ یزید بن حارث یا حرث بن قیس بن مالک	انصاری بخاری، موافقات میں ذی الشمالین ۱۵ کا بھائی تھا۔
۱۰۔ رافع بن معلی بن لوذن	انصاری
۱۱۔ عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام	انصاری اسلمی حضرت عبیدہ نیر۶ کے ساتھ موافقات تھی دونوں ایک ہی میدان میں سرخورد ہو کر دفنی، ذرۃ جنت برائے میدان جنگ میں ان کا جہنم تھا۔
۱۲۔ رکناء الی اللہ بغیر نماذ : الا التقی و عمل المعاد	

نے نذر تائی بعد اس ۴۴۴ یر اسلام ہی کی فیاشی و مساوت سے تھے غلام تھے ہادی سلام کی مبارک زبان سے سید الشہداء کا خطاب حاصل کرتا ہے کیا کسی قوم یا مذہب میں ایسی نظیر موجود ہے۔



والصبر في الله على العباد: وكل زاد عرضة النقاد  
غير التقي والبر والرشاد

انصاری الاشمل

۱۲۔ عمار بن زیاد بن سکین بن رافع

۱۳۔ سعد بن حشمہ الانصاری الدوسی ابو عبد اللہ

کنیت سعد بن حشمہ لقب -

نقیب محمدی تھے۔ باپ نے کما تم ٹھہرو میں جاتا ہوں انہوں نے کہا باپ  
مجھے بہشت میں جانے سے نہ روکو ان کے والد حشمہ غزوہ احد میں شہید  
ہوئے۔ پس یہ شہید بن شہید صحابی بن صحابی ہیں۔

لانصاری دوسی

۱۴۔ مبشر بن عبد المنذر بن زبیر بن زید

## شہدائے غزوہ سویق

۱۔ معبد بن عمرو الانصاری

۲۔ ایک حلیف معبد مذکورہ بالا کا

## شہدائے اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ

مہاجرین

۱۔ حمزہ بن عبد المطلب ہاشمی

۲۔ عبد اللہ بن حبش الاسدی القرشی

۳۔ شماس بن عثمان بن شریہ قرشی المخزومی

۴۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن

عبد الدار بن قصی۔ قرشی العبدری

عم بن ابی سلمہ اسد اللہ ورسولہ لقب سید الشہداء وخطاب  
المہدی فی سبیل اللہ لقب بنی سلمہ کے پچھو پچھو سے بنی  
بدری۔ دو ہجرتیں کیں۔ عمر، وقت شہادت ۲۴ سال  
دو ہجرتیں کیں۔ اولیں مہاجر مدینہ۔ انصار کے دو قبیلے۔ ان کی تعلیم سے  
داخل اسلام ہوئے۔ بدر اور احد میں رایت نبویؐ انہی کے ہاتھوں تھا  
ان کی شہادت کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کو بلا۔ بزرگ ترین صحابہ میں  
سے ہیں۔

المقری القادری لقب۔ عمر، وقت شہادت ۴۰ سال

۱۔ زرقانی ہے: شہید یوم بدر میں المسلمین اربعہ مشرکین عبد اول من ۴۴ ۴۴ فہرست کے نام ندقانی اور الاستیعاب کے متفق علیہ میں مین نے ۲۲

تعددتانی ہے مجھے ان کے علاوہ سعد بن خول و صفوان بن رضاعہ می، و رفیدہ بن سعید بن عامر اموی کے نام بھی ملے ہیں من ۴۴ فہرست کے انصار کی تعداد ہے۔

## الانصار

۵۔ انس بن نضر بخاری	انس بن مالک کے چچا۔ ان کے جسم پر ۸۰ سے زیادہ زخم تیرہ بار اور زہر کے تھے۔ یہ ان بزرگوں میں ہیں جن کی شان میں آیت مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ نَازِلُ بَرُورٍ جب شکر اسلام میں بھاگہ پڑ گئی، تو انھوں نے کہا اے اللہ! انہی میں مسلمانوں کے افعال کی جگہ سے معذرت چاہتا ہوں اور مشرکین کے کرتوت سے جرات ظاہر کرتا ہوں پھر مرنے کے آگے بڑھے۔ راہ میں سعد بن معاذ سے بولے سعد! دیکھو یہ ہے بہشت نجد! مجھے اس کی خوشبو آرہی ہے۔ حملہ کیا، لاشوں پر لاشے گراتے ہوئے شہید ہوئے۔
۶۔ انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حارث	بدری میں۔
۷۔ ابو ہبیرہ بن حارث بن علقمہ بخاری	ان کا نام ہی ابو ہبیرہ ہے۔ ابو اسیرہ ان کے بھائی ہیں۔ ابو اسیرہ کا نام شہدائے اُحد میں صرف واقعہ میں لکھا ہے۔ علماء کا خیال ہے کہ یہ قہر ہے
۸۔ اوس بن ارقم بن زید بن قیس خزرجی	اکابر صحابہ میں سے ہیں۔
۹۔ ایاس بن اوس بن عتیک۔ اشہلی	ان کے بھائی انس غزوہ خندق میں شہید ہوئے
۱۰۔ اوس بن ثابت، مزنی	برادر حضرت حسان شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۱۔ رفاعہ بن وقش بن زغبہ بن زعورہ بن عبد ال شہل۔	ہر وقت شہادت بہت بڑھے تھے۔
۱۲۔ ثابت بن وقش	رفاعہ کے برادر حقیقی
۱۳۔ عمرو بن ثابت بن وقش	حذیفہ بن یان صحابی کے بھانجے
۱۴۔ سلمہ بن ثابت بن وقش	بشرح صدر
۱۵۔ ثابت بن عمرو بن زید بخاری	بدری میں
۱۶۔ ثابت بن وحید	بنو عبد مناف سے ہیں، انہی نے کہا تھا اِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا فَكَانَ اللَّهُ حَتَّى لَا يَمُوتَ۔ انھوں نے انصار کی مختصر جماعت کو فراہم کر کے حملہ کیا تھا۔ اس غزوہ کے سب سے آخری شہید ہیں۔



۱۷۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک ساعدی	مشہور صحابی ابو حمید ساعدی کے چچا ہیں
۱۸۔ ثقیب (یا ثقیب) بن فروہ بن بدن ساعدی	انساب انصار کے بڑے عالم تھے۔
۱۹۔ حارث بن اوس بن معاذ اشہلی	بدری حضرت سعد بن معاذ کے برادر زادے عروبہ شہادت ۲۰ سال
۲۰۔ عمرو بن معاذ اشہلی	بدری حضرت سعد بن معاذ کے برادر۔ عمر ۲۲ سال
۲۔ حارث بن انس بن رافع اشہلی	بدری
۲۲۔ حارث بن عبد اللہ بن سعد بن عمرو خزرجی	
۲۳۔ حارث بن ثابت بن سہیل بن عدی خزرجی	
۲۴۔ حارث بن عمرو	از بنو ساعدہ
۲۵۔ حبیب بن زید بن تمیم۔ بیاضی	
۲۶۔ حنظلہ بن ابی عامر، اوسی	حذا کی شان ان کا لقب غَسِیلُ الْمَلَأِ ثَلَاثَ بَعِ اور ان کے باپ کا لقب فاسق۔ حضرت حنظلہ کے فرزند عبد اللہ بھی صحابی اور شہید ہیں وہ یوم الحرة کو سنگہ میں شہید ہوئے۔
۲۷۔ خارجہ بن زید بن الودعہ خزرجی	عقبی، بدری۔ ان کا خاندان بنو اعز کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی دختر حبیبہ ابو بکر صدیقؓ کے گھر میں تھیں۔ ان کے فرزند زید بن خارجہ کا بعد الموت تکلم کرنا روایات میں ہے۔ حضرت خارجہ کے ہم پردی سے زیادہ زغم تھے۔ مراعات میں ابو بکر صدیقؓ کے بھائی تھے۔
۲۸۔ سعد بن ریح خزرجی	عقبی، بدری۔ ثقیب محمدی۔ حضرت خارجہ نمبر ۲ کے بن عمرو۔ دونوں ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ بقیہ ذکر جلد اول میں ہے۔
۲۹۔ جناب بن قتیض بن عمرو بن سہل اشہلی	
۳۰۔ صیفی بن قتیض بن عمرو بن سہل اشہلی	نمبر ۲۹ و ۳۰ حقیقی بھائی ہیں۔ در بدر شیح بن تیمان بن ۴۰ کے بھائی ہیں ان کے فرزند سعد کا نام شہدائے بدر نمبر ۱۳ پر ہے
۳۱۔ خثیمہ بن حارث بن مالک اوسی	عقبی، بدری۔ نماز بھی ہیں اور نصاریٰ بھی۔ یہ نیز میں اسلام سب کے پہلے یہ اور اسعد بن زرارہ نے کر گئے تھے۔
۳۲۔ ذکوان بن عبد قیس بن غلدہ زرقی	
۳۳۔ رافع بن مالک بن عجلان زرقی خزرجی	ابو مالک کنیت۔ ثقیب محمدی۔ عتبہ کی ہر سر بیعت ۶ میں ۱۲ میں ۱۰ میں شامل ہیں۔

۳۴۔ رافع مولیٰ غزیہ بن عمرو	
۳۵۔ رفاعہ بن عمرو بن زید خزرجی	عقبی، بدری، ابو الولید کنیت
۳۶۔ سعد یا سعید بن سوید بن قیس بن ابجر	خدری ہیں
۳۷۔ سہل بن عدی بن زید بن عامر اشہلی	
۳۸۔ سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس	بدری، اسلمی
۳۹۔ سُبَیْنُ بن حاطب بن قُبَیْس بن بُبَیْشہ	دسی
۴۰۔ سُؤْبَیْق بن حاطب بن حارث بن حاطب	
۴۱۔ صخرہ بن عمرو (البشر)	نہر حلیف من الخزرج کے حلیف تھے۔
۴۲۔ عبداللہ بن جُبَیْر بن نعمان	عقبی، بدری، اس غزوہ میں سردار تیرا نڈا رہے تھے۔
۴۳۔ عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ	ساعدی
۴۴۔ عبداللہ مجذوب بن زیاد بلوی۔	بدری ہیں۔ انصار کے حلیف تھے
۴۵۔ عبادہ بن خشخاش بن عمرو بن زمرہ۔	
۴۶۔ نعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔	بدری ہیں ۴۴، ۴۵، ۴۶ ایک قبر میں مدفون ہوئے
۴۷۔ عامر بن امیہ بن زید بن خشخاش بخاری	بدری۔ ان کے فرزند ہشام بھی صحابی ہیں۔
۴۸۔ عبید (عتیک) ابن تیہاں بن مالک۔	ابو ہشیخ کنیت۔ بدری۔ عقبی ہیں۔
۴۹۔ یسار۔	نمبر ۴۸ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔
۵۰۔ عبید بن علی بن فہد داں بن حارثہ۔	ان کے بھائی رافع کا نام شہدائے بدر میں یاد پڑے
۵۱۔ عباس بن عبادہ خزرجی۔	خما برد انصاری ہیں۔ عقبی میں حاضر تھے۔ عثمان بن ملعون سے مواخات تھی۔
۵۲۔ عامر بن محمد بن حارث بخاری۔	بدری ہیں، ان کی نسل باقی نہیں رہی
۵۳۔ عمرو بن ایاس۔	بکے زبوعوت
۵۴۔ عمرو بن مطر دت یا مطرف بن علقمہ بن عمرو بن ثقیف	ابو حمام
۵۵۔ عقبہ بن ربیع بن رافع	خدری، خزرجی
۵۶۔ عباد بن سہل بن مخزوم	اشہلی، اوسی
۵۷۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام، اسلمی خزرجی	بدری۔ نقیب محمدی۔ ابو جابر کنیت۔ مشہور صحابی بابر کے والد۔



حدیث میں ہے کہ فرشتوں نے ان کے جنازہ پر اپنے پروں سے سایہ کیا  
تھا اور رب العالمین نے ان سے حضورؐ میں بعد شہادت کلام فرمایا تھا  
سیدنا نصارتھے پاؤں میں نلگ تھا۔ فرمایا پرہی نلگ تھا ہر بہشت  
میں جا پہنچوں گا گھر سے چلے تو یہ دو کی تھی: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الشَّهَادَةَ  
وَرَزَقْنِي اِلَى اَهْلِ خَابِئًا۔ یہ نہایت سخی تھے۔ یہ شعر ان کی صفت  
میں لکھا گیا ہے: اِذْ جَاءَهُ السُّوَالُ اِذْ هَبَ مَالُهُ  
وَقَالَ خُذُوهُ اِنَّهُ عَائِدٌ غَدًا

۵۸۔ عمرو بن عمرو بن زید بن حرام

ہمدانی مدہ کے فرزند ہیں۔

۵۹۔ غلام بن عمرو بن عمرو

مدہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۶۰۔ ابو امین

شہلی ہیں۔ ان کے جسم پر ہم زخم تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے  
پاؤں مبارک کو ان کا سرانہ بنا دیا تھا، جب روح نکل ان کے رخسار  
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر تھے۔

۶۱۔ عمار بن زیاد بن سکن بن رافع بن

سیرت کی تمام کتابوں میں ایک صحابیہ کا ذکر آیا ہے کہ جنگ احد میں ان کے شوہر درجہ لڑے اور بیٹے نے شہادت پیا تھا قد  
اصیب زوجہا واخوها وابنہا اور انہوں نے ان سب کی قبر شہادت سن سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور خیر دعا فرماتے معلوم  
کرنے کا شوق ظاہر کیا اسنو رکھ دیکھ تو کہا کہ مصیبت بعد از اجل آپ صحت میں تو ہر ایک مصیبت کی برداشت کرتے ہیں  
مجھے کسی کتاب میں ان خاتون جنہا کا نام نہ ملے۔ فرشتہ احد کی قربت سننے کے سلسلہ پر غرور و پرچہ صحابیات میں یہی خاتون کا  
تلاش کیا جن کے تینوں ایسے قرابتی شہداء ہیں ہوں۔ مجھے اس تلاش میں بھی مہینے گزر گئے الحمد للہ کہ مجھے کامیابی ہوئی۔ یہ خاتون  
ہند میں خاندانی ان کا فرزند ہے عبداللہ بن محمد بن کا جہاں ہے۔ عمرو بن عمرو بن عمار ان کے شوہر، یہ سب جنگ  
احد میں شہید ہوئے تھے۔ یہ خاتون ہر سال شہداء کو اونٹ پر دوڑ کر احد سے مدینہ لے گئیں اور پھر کچھ شہیدوں میں شامل کرتے کہ یہ احد  
میں لڑے تھے بے شک ایسی قوی ایمان کی خاتون ایسے ہی غلی گھڑنے کی ہو سکتی ہیں جن کا ہر فرد یان در عمل میں نہایت ممتاز تھا

ایک روایت میں اصیب زوجہا واخوها ہے یعنی شوہر بڑا اور پھر شہید ہوئے تھے۔ یہی خاتون کا نام میں متعین نہیں کیا  
اسما بنت یزید بن سکن بڑے درجہ کی خاتون ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رسوئے النساء برزخانی تھیں ان کے  
دو بیٹے ہیں سکن درجہ نامور بن یزید شہداء احد میں ہیں۔ لیکن مجھے کسی کتاب میں ان کے شوہر کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ کسی روایت میں ان کے  
شوہر کا نام ملتا ہے اور وہ نام اس خدمت میں پایا جاتا تو اس روایت کی صداق حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی روایت میں اور خود بھی جنگ یرموک  
میں انھار سے جنگ کرتی ہوئی شہید ہوئی تھیں۔ اس لیے استیعاب نے شہداء ہمدانی بن زیاد بن عمرو بن سکن بن سکنی لکھا ہے وہ شہید ان کے

۶۲۔ یزید بن سکن	ابو اسامہ کنیت عمارہؓ کے چچا ہیں۔ عمار بن یزیدؓ کے فرزند ہیں اسی روز شہید ہوئے تھے۔
۶۳۔ عمرو ولد قیس بن زید بن سواد بن مالک	بنو نجار سے ہیں۔
۶۴۔ قیس بن عمرو بن قیس	۶۳ء عمرو کے فرزند ہیں
۶۵۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر	مازنی بدری ہیں۔
۶۶۔ مالک بن سنان	ابو سعید خدری کے باپ ہیں۔
۶۷۔ نوفل بن ثعلبہ	سالمی الخضر جی بدری ہیں۔
۶۸۔ یزید بن حاطب بن عمرو	اشہل
۶۹۔ وہب بن قابوس	
۷۰۔ حارث بن عقبہ بن قابوس	۶۹ء وند وندوں چچ بھتیجا ہیں۔ جیل مزینہ سے شہر مدینہ میں بایں فروخت کرنے آئے تھے۔ شہر کو لوگوں سے خالی دیکھا، معلوم ہوا کہ سب میدانِ احد میں مصروف کارزار ہیں فوراً بنی ہاشمیہ و سلمیٰ خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے و شہید ہوئے نہروں کو سوار

### نتیجہ

حُسَیْلُ یَا نَ بْنَ جَابِرٍ الْعَبْسِيُّ الْقَطْعِيُّ	مشہور صحابی حضرت حذیفہ کے والد ہیں۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے بہ وجہ اشتباہ مارے گئے۔
--	---

### تنبیہ

چند نام مالک بن یاس اور حارث بن عدی بن خرشہ اور یاس بن عدی چھوڑ دیے ہیں۔ کیونکہ امام ابن ہشام بن اسحاق نے ان کی روایت نہیں کی، جو اسامہ لکھے گئے ہیں۔ وہ غلام سیر کے نزدیک متفقہ ہیں اور صحیح ہیں انشاء اللہ

## شہدائے یوم الریح (۸) رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۔ مرثد بن کنعان بن حصیب غنوی	ان کا سلسلہ نسب سعد بن قیس بن عید بن تک شتی بن سب سے باپ ہیں وندوں سے بنی وندوں بدری ہیں جن مسلمانوں کو مکہ میں قریش نے سلاسنے کی بنا پر قید کر رکھا تھا۔ مرثد مدینہ سے آتے جیل کی دیوار پر نذر
-------------------------------	---

لے بھیج دی گئی۔ مرثد بن کنعان بن حصیب غنوی



اندراجاتے۔ اُن میں سے ایک مسلمان کو اُٹھاتے۔ دیر اور کڑو کر اُسے نکال  
لے جاتے۔ اسی طرح کئی مسلمانوں کی رہائی ہوئی۔

۲۔ نجیب بن مدی نصاری

ان کا ذکر حرمۃ معالین عہدِ اول میں ہے۔

۳۔ غاصم بن ثابت ابن ابی ریحہ قیس نصاری

ابو سلمان کنیت ہے بدری ہیں اور اوسے۔

۴۔ زید بن وثیر نصاری بیانی

بدری واحدی ہیں۔ کفار نے اُن کو پھانسی دیا تھا۔ پھانسی کے نیچے جا کر  
کہنے لگے کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے آئندہ ہر مقتول کے لیے اس نماز کو مسنون فرمادیا۔

۵۔ زید بن مزین نصاری بیاضی

۶۔ عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک بکوی

۷۔ واثق بن عقیق

۸۔ مغیث بن عبید بن ابی یاس بکوی

۹۔ خالد بن بکیر بن عبد یالیل

## شہدائے ہمزبور (۲۶) رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۔ مندر بن عمرو بن خنیس نصاری ساندی

عقبی۔ بدری۔ نقیب محمدی۔ المعشق الموت عقب سید الشہداء خطاب  
ہے۔ مواخا میں طلب بن عمرو کے بھائی۔

۲۔ حکم بن کیاں مولیٰ ہشام مخزومی

نخلہ میں اسیر ہو کر آئے تھے۔ شرف باسلام ہو کر پھر ناز بشارات ہوئے۔

۳۔ حرام بن ملحان دمالک بن خالد نصاری

بدری ۱۰۰ حدی۔ ان کی بہن ام سلیم حضرت انس بن مالک کی دہادہ اور مشور

صحابیہ ہیں۔ دوسری بہن ام ملحان بھی صحابیہ ہیں۔ یہ جیب زخمی ہوئے  
تو اپنے خرن کو ہاتھ میں لے کر منہ پر ملتے تھے اور کہتے تھے بڑت کعبہ  
میرا مقصود مجھے مل گیا۔

۴۔ سلیم بن ملحان دمالک بن خالد نصاری

۵۔ کے برادر شقیق ہیں۔

۶۔ عمار بن سیر نے اسی بکریج کی تعداد چھ سبھی جے حسان بن ثابت کے شعراء میں بھی ۶ کے نام ملتے ہیں۔ یہی بخاری میں بھی  
تعداد ۱۰ بتائی گئی ہے۔ ان میں سے آٹھ نام مل گئے ہیں۔

جنگ بدر میں شامل ہونے کو آرہے تھے کہ وہاں ہی زخمی ہو گئے  
احمد کے بہادران ثابت قدم سے ہیں۔ برقت شہادت ان کو ڈکڑا  
نے تیروں سے پروردگار شہید کیا تھا۔

جنگ بدر و احد میں حاضر تھے۔

قوم زد سے تھے۔ سیاہ چروہ، روشندان، قییم، سدام، حضرت  
ابوبکر صدیق نے خرید کر زاد کر دیا تھا۔ سفر ہجرت میں ہر کام  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ عمر بر وقت شہادت، ۱۰ سال، عامر  
بن نفیل ن کے قاتل کا بیان ہے کہ نبی ن کے نیزہ، ۱۰ تو ان کے  
جسم سے ایک نور سامع ہوا تا کہ یہ امت کچھ مسلمان ہو گیا، انکی لاش مقل میں نہیں رہی۔

یہ بنو سلیم سے تھے قاتل بھی سی قبیلہ کا تھا۔ اس نے ہر قوم کی دہ  
سے ان کو امان دینی چاہی۔ انھوں نے مسلمانوں سے الگ ہونے  
سے انکار کر دیا۔

انصاری الزرقی اور بدری ہیں۔

۱۰ و ۱۱ برادران شفیق نہیں۔ بدری و احدی

۱۲ کے برادر عمر زاد۔

بنو بنیت سے ہیں

۱۳ کے برادر شفیق

انصاری۔ ظفری۔ احد میں حاضر تھے۔

انصاری۔

۱۵ کے برادر عمر زاد ہیں۔

جنگ احد میں حاضر تھے ۱۶ کے فرزند ہیں۔

۱۷ کے برادر حقیقی

انصاری۔ خزرجی

انصاری۔ دسی۔ بدری۔ احدی

زہرہ

۵۔ حارث بن صمہ انصاری بخاری

۶۔ ثابت بن خالد۔ بخاری

۷۔ عامر بن فہیرہ۔ مولیٰ۔ ابوبکر صدیق

۸۔ عروہ بن سہام بن صلت

۹۔ عائد بن معص بن قیس بن خلدہ

۱۰۔ معاذ بن معص ایضاً

۱۱۔ مسعود بن قیس بن خالد

۱۲۔ سفیان بن ثابت انصاری

۱۳۔ مالک بن ثابت

۱۴۔ سفیان بن حاطب بن امیر

۱۵۔ سہیل بن عامر بن ثقف

۱۶۔ سعد بن عمرو بن ثقف

۱۷۔ طفیل بن سعد بن عمرو بن ثقف

۱۸۔ سہل بن عمرو بن ثقف

۱۹۔ قطبہ بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد شمس

۲۰۔ منذر بن محمد بن عقبہ

۲۱۔ نافع بن ہذیل بن درقہ



۲۲- انس بن سادیہ	از بنو عمرو بن مالک
۲۳- ابی بن ثابت بن منذر	ابو الفتح کنیت
۲۴ و ۲۵- ابی بن معاذ بن انس	انصاری - بخاری - بدری - واقفی نے ان کو اور ان کے بھائی کو اس سریر کے شہداء میں شمار کیا ہے۔
۲۶- مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق	بدری اُحدی - بعض نے ان کو شہدائے خیبر میں شمار کیا ہے۔

## شہید مرید (۱)

۱- ہشام بن صباہ لیشی	عقبس بن صباہ کے بھائی ہیں دریک مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔
----------------------	--

## شہدائے خندق (۲) رضی اللہ عنہم

۱- انس بن دس بن عتیک بن عمرو	انصاری - اشلی - اُحد میں حاضر تھے۔ تیرے شہید ہوئے ان کے بھائی ایاس جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔
۲- عبداللہ بن سہل بن زید	انصاری - حارثی - بدری ہیں۔
۳- ثعلبہ بن عتیمہ بن عدی	سلمی - خزرجی - عقبی دُحدی ہیں۔
۴- طفیل بن مالک بن نعمان	انصاری سلمی - بدری - غزوہ اُحد میں ۳۱ زخم کھائے تھے۔ شہید ہو کر جنگ خندق میں شہید ہوئے۔
۵- کعب بن زید بن قیس بن مالک	انصاری - بدری - بیرموند کے ستر اصحاب میں سے یہی زندہ بچے تھے۔
۶- سعد بن معاذ بن نعمان	اشہلی - خزرجی - یہ دس - یوم خندق میں تیر لگا۔ ایک ماہ زخمی رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدست خاص دو بار جراحی فرمائی (اِهْتَمَزَ لَهُ عَرَشُ الرَّحْمَنِ) ترجمہ: خدا کا عرش چھو گیا انہی کی شان میں ہے۔

۱۔ بیرموند کے شہداء کی تعداد انس بن مالک نے ۶۰ بیان کی ہے (صحیح بخاری، مجلہ ص ۶۰، ۶۱)۔

## شہدائے نبو قریظہ (۲) رضی اللہ عنہم

۱۔ خلاد بن سوید بن ثعلبہ	انصاری الخزرجی۔ عقبہ و بدر و احد و خندق میں شامل تھے۔
۲۔ سنان بن محسن	یہ نام سیرت ابن دحلان سے آیا ہے۔ الاستیعاب میں سنان بن زب بن محسن ہے اور غالباً یہی صحیح ہے۔ واقعہ میں ان کا انتقال ۳۲ھ میں ہونا تحریر کیا ہے جو غالباً صحیح نہیں۔

## شہدائے غزوہ غابہ (۳) رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۔ ذر بن ابوزرہ	بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قتل کیے جانے کی خبر پہلے سے بتا دی تھی
۲۔ محرز بن فضلہ	بنی اندیس سے تھے۔ غزوات بدر و احد اور خندق میں شامل تھے۔
۳۔ وقاص بن محرز	نبو مدلج سے ہیں۔

## شہدائے ذی القصدہ رضی اللہ عنہم

۱۔ سلکان بن سلامت بن وقش بن رعبہ	انصاری۔ اشلی۔ ابونا نملہ کنیت
۲۔ حارث بن ادس بن معلی بن لوذان	ان کے چچا رافع جنگ بدر میں، در دوسرے چچا عبید بن جحہ احد میں شہید ہوئے تھے۔
۳ و ۴۔ دو کس از قبیلہ مزنیہ	
۵۔ یک کس از نبو غطفان	

## شہید سربہ وادی القری (۱)

۱۔ ورد بن مرداس	
۵۔ شہید چاریہ سے دو کے نام سے ہیں اور تین کے نام مکمل پتے ملتے ہیں۔ واقعہ میں نے ابوعیس۔ ثعلبی۔ حبیہ۔ ابوبرزہ کے نام لکھے ہیں لیکن ذرقانی نے ان کی صحت کے انکار کیا ہے۔	



شہید عزمین (۱)

۱- ایستادگاری

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں تھے۔

شہید غزوہ وادی القمری (۱)

۱۰۰

جبشی خندم۔ بنی صول، قد علیہ و آلہ وسلم نے ازاد کر دیا تھا

شہدائے خیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۔ دکن بن حبیب

انصاری۔ حسن نام پر شہید ہوئے۔

۳۔ اوس بن قسہ ریا قسہ

انصاری۔ اوسی

۳۔ اوس بن فاکر

41

خیبر کے کسی بیرونی نے خدام حبشہ میدان خیبر ہی میں، سلام لائے۔  
اسی روز خلعت شہادت سے مشرف ہوئے۔ ان کی لاش خیبر  
میں رکھی گئی۔ بنی صلی سرعہ دہ دسل لاش دیکھنے کو تشریف لے گئے  
تو قبضہ دٹ آئے فرمایا اس کے پاس تو اس کی بہشتی بیوی زخمی تھ  
بیٹھی ہوئی ہے۔

۵۔ منابت بن وائل

۶۔ حارث بن حاطب

انصاری۔ دسی حدیبیہ۔ خدا خذق میں شامل تھے۔ ۱۰۱۰ھ ہجری  
وقت نبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کسی در خدمت پر مامور فرمایا تھا  
قلعہ سے تیر آیا، دماغ کی بڑی ٹوٹ جانے سے شہید ہوئے۔

۷۷ - رفاعة بن مسرج

نور اسد سے ہیں۔ بزور عبد شمس کے حلیف تھے۔

۸۔ ربیعہ بن الکتوم بن سنجہ

سعدی مہاجر۔ بزم یدِ کفایت۔ بدرُ اُسرہ، خمدق، حدیثیہ، مسکنہ تہ

قد بہت چھوڑا تھا، مگر بہت نہایت بلند۔ عمر بہ وقت شہادت ۲۲ سال تھی۔

۹- سلیم و امیر شایسته بن و قش بن زغبه

حد خلق حد میں جانے لگتے۔ مر حسب بودی کے باقہ سے

زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے۔ ان کے والد اور دو بھائی غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔	
۱۰۔ عامر بن اکوع (سنان)	مشہور پہلوان۔ صحابی سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا ہیں
۱۱۔ عبداللہ بن ابوامیہ بن وہب	بنو اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف اور بھانجے تھے ان کا نام صرف واقعہ ی نہ آیا ہے۔
۱۲۔ عبداللہ بن ہبیب بن امیہ	اسعدی۔ لیبی
۱۳۔ عدی بن مرہ بن سراقہ بن خباب	ہلوی، القضاۃ چھاتی میں نیزہ لگنے سے شہید ہوئے۔
۱۴۔ عرہ بن مرہ بن سراقہ	انصاری
۱۵۔ عمارہ بن عقبہ	از بنو عمار بن میال تیرے شہید ہوئے۔
۱۶۔ ابوسفیان بن حارث بن قیس	انصاری
۱۷۔ عمیر بن ثابت	انصاری۔ ادی۔ ابوضیاح کینیت۔ بدر اُحد، خندق، حدیبیہ میں شامل تھے۔
۱۸۔ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی	انصاری۔ اوسی۔ بدری ہیں۔
۱۹۔ محمود بن مسلمہ	انصاری۔ حارث۔ اُحد و خندق میں حاضر تھے۔ دیوار قلو کے نیچے تھے کہ چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرا۔ تین یوم زخمی رہ کر شہید ہوئے۔

## سریہ حنہ

۱۔ مردس بن نہیک بنو فزہ سے تھے۔

## سریہ ابن ابی العرجاء

۱۔ حرم بن ابی العرجاء

ابو سیر نے شہدائے خیبر کی تعداد ۵۰ لکھی ہے۔ مجھے تلافی کرتے ہوئے ۴۰ ملے و فرست با۔ میں درج ہیں باقی چار میں سے زنیف بن داؤد کا نام صرف و قدی نے اور زنیف بن حبیب کا نام صرف ہلوی نے دیا ہے۔

بشر بن براد بن معرکہ نقس خانہ جنگ کے بعد زہر تو دگرشت کے کھانے سے ہو تھا جو بنی نعلم کے لیے زینب یودیہ نے بھیجا تھا۔

بشر بن عبدمنذر کی بابت دو روایت ہیں (۱) بدر میں شہید ہوئے (۲) جنگ خیبر میں شہید ہوئے میرے نزدیک روایت اول قوی ہے۔



# شہید اسلم

۱۔ کعب بن عمیر

غفاری، انصاری، بھارمیاہ میں سے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اکثر سہ یا میں سردار ہی بنایا کرتے تھے۔ دودلی وغیرہ کا قول ہے کہ دس میں سے مرنے والے بچے تھے۔

ابن اسحق کا قول ہے کہ سب ہی شہید ہوئے تھے۔ دس میں سے مرنے والے کا نام ملا ہے۔

## شہدائے موتہ (۱۴)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر الاندلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ شرجیں بھی عمرو الغسانی گورز شام نے ان کو باندھ کر قتل کر دیا۔ اس مظلومانہ قتل کی وجہ سے یہ لشکر کشتی کی گئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنایا تھا اور لشکر کو رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ اگر زید مارے جائیں تو جعفر طیار امارت کریں۔ اگر وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ وہ بھی مارے جائیں تو مسد بن کسی کو اپنے میں سے سردار بنالیں۔ واقعہ کی روایت میں ہے کہ نعمان نامی ایک یہودی بھی حاضر تھا، وہ بولا کہ اگر محمد سچا نبی ہے تو یہ سب مارے جائیں گے۔ پھر وہ یہودی ازراہ شرارت حضرت زید کے پاس گیا اور کہا کہ وصیت کر جاؤ، کیوں کہ اگر محمد سچا نبی ہے تو تم واپس نہ آؤ گے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا اَشْهَدُ اَنْهُ رَسُوْلٌ صَادِقٌ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت کے وقت ان الفاظ سے لشکر کو مخاطب فرمایا تھا۔

اَعَزُّوْا الْمِسِيْمَ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ  
كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَعْدَرُوْا وَلَا تَغْلُوْا وَلَا  
تَقْتُلُوْا وَلَا يَبْدًا وَلَا اِمْرًا وَلَا كِبٰرًا  
فَاِنِّيَْا وَلَا مُنْعَزًا بِصَوْمَعَةٍ وَلَا تَقْرَبُوْا  
نَحْلًا وَلَا شَجَرًا وَلَا تَهْدُوا مَوَابِنَاءَ  
خدا کے نام اور خدا کی راہ میں منکر کی غزا کرو  
دیکھو غدر نہ کرنا۔ غل سے بچنا، بچے کو اور عورت  
کو اور بوڑھے کو اور مندروں میں رہنے والوں کو  
قتل نہ کرنا۔ پھل دار درخت یا سایہ دار درخت کو نہ  
کاٹنا۔ کسی عمارت کو نہ گرانے۔

شہداء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ زرقانی جلد دوم ص ۳، ۲ پر ہے کہ ان کی تعداد بارہ تھی :

باپ کی طرف ان کا سلسلہ نسب قضاء تک اور والدہ سعدی

زید بن حارثہ بن شرجیل الکلبی

۵ صحیح بخاری عن ابی عمر

بنت ثعلبہ کی جانب سے تو طے تک پہنچتا ہے۔ ان کو رہزنوں نے  
 ان کی والدہ سے چھین لیا اور فروخت کر دیا تھا۔ بازار عکاظ میں حکیم بن  
 حزام نے چار سو درہم میں ان کو اپنی پھر بھی خدیجۃ الکبریٰ کے لیے  
 خرید لیا۔ ام المؤمنین نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہر  
 کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کمال شفقت و راحۃ  
 سے پرورش کیا۔ ان کے والد اور چچا ان کو لینے آئے تو انھوں نے  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر جانا پسند نہ کیا۔ پدر میں حاضر  
 ہوئے اور سات سرایا میں امیر لشکر بنائے گئے امام زہری کا مذہب  
 ہے کہ سب سے اول یہی اسلام لائے تھے مسلمانوں میں صرف انہی  
 کا نام قرآن مجید میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے  
 اَنعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ : انعام یافتہ خدا  
 انعام یافتہ رسول۔ ان کے فرزند اسامہ تھے جو ام ایمنی کے  
 بطن سے تھے۔ وہ حبیب رسول اللہ کے لقب سے ملقب تھے  
 حضرت زیدؓ کو نبی صلعم نے مراعات میں حضرت حمزہ کا بھائی بنایا تھا۔  
 اور مقدمہ حضانت دختر حمزہ میں ان کو اخونا و مولانا کے خطاب  
 سے ممتاز کیا تھا۔ الاستیعاب میں ہے کہ ایک دفعہ انھوں نے مکہ سے  
 طائف تک کے لیے خیر کراریہ پر یا۔ خیر والہ ڈکیسی پیشہ تھا وہ نہ کر  
 ایک سنان ویران جنگل میں لے گیا جہاں لاشیں ہی لاشیں  
 پڑی تھیں، وہ ان کو قتل کرتے لگا۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ دورست  
 ناز پر دھ لینے دو، وہ بولا پر دھ لو۔ جن لاشوں کو تو دیکھ رہا ہے یہ بھی  
 نازی پر دھتے والے ہی تھے۔ میرے ہاتھ سے تو کوئی بھی نہ بچا حضرت  
 نے ناز پر دھ لیا اور تین بار یا ارحم الراحمین کہہ کر جبریلؑ آئے  
 اور انھوں نے ڈکیت کو قتل کر دیا۔

۲۔ جعفر طیار ابن ابی طالب بن عبد المطلب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا مفصل حال اسی کتاب کے باب اول میں ہے اور ان کی تقریر

بدر بار صبیح جلد اول میں درج ہے۔



۳۔ عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ الخزرجی

یکے از دو روزہ قبلہ ہمدی بن بیعت عقبہ اور غزوات بدر و اُحد و خندق  
مدیر دمرۃ القنایں شامل تھے بنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے  
شعراء خاص میں سے تھے۔ سمعت ریا صنت کش تھے۔ ابوالورداء  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں موسم سخت گرم  
تھا لوگ پانیوں کو پینے باتیں کہہ سایہ سے پاتے تھے اس روز نام  
شکر میں بنی مسلم اور ابن رواحہ ہی روزہ سے تھے۔

جنگِ موتہ کے لیے جب فرج روانہ ہونے لگی تو لوگوں نے ان  
کو یہ خیر و فاقیت واپسی کی دعا دی انہوں نے فی البدیہہ اشعار پڑھ کر  
لِکِنِّیْ اَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً  
وَصَرْبَةً ذَاتَ فَرْعٍ تَقْدِرُ الزَّيْدَ  
دَفَعْنَا بِيَدِيْ حِرَانَ مَجْمُورَةً  
بِحَرْبَةٍ تَنْفِيْ الْاَحْشَاءَ وَالْكَبَدَا  
حَتّٰی يَنْتَوِلُوْا اَافْرُوْا عَلٰی جَدِّیْ  
يَا اَدْنٰدِ اللّٰهِ مِّنْ غَاوٍ قَدْ رَشَدَا

ان کو فرج کی گماندہ حضرت زید و جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدلے تھے۔  
اس وقت میدانِ جنگ میں انہوں نے اشعار ذیل پڑھے اور پھر حمد کر کے پنا  
فرق ادا کرتے ہوئے جنت کو مدد مانگے۔ بنی مسلم نے ان پر سہ امر کی  
اور انک جنت پر رونق افروزی کو مشاہدہ کیا تھا:

يَا نَفْسُ اِنْ لَمْ تَقْتُلِيْ مَوْتَ  
هَذَا حِمَامِ الْمَوْتِ قَدْ صَلِيَتْ  
وَمَا تَمْنِيَتْ فَقَدْ اَعْطِيَتْ  
اِنْ تَفْعَلِيْ قَعْلَهُمَا هَدِيَتْ

۱۔ اشعار کا ترجمہ یہ ہے: میرا سوال تو تم سے یہ ہے کہ سر پر ایسی چوٹ لگے جو تھوپی کو توڑ ڈالے نیزہ و رمہ اور میرے جگر و دل کو چھید  
ڈالیں خدا میری مغفرت کرے و میری دلش کو دیکھ کر لوگ کہیں شمشاد کی نازی خوب کام کرے گا کہ اسے جانِ موت کا بازو گرم ہو رہا ہے تنق  
سے بچے تو موت سامنے ہے جو تھلے پاؤں باخدا لے دیا۔ اب اگر جو بگڑا اور عمر منک راہ پر چن ہو تو بدیت مل گئی۔

۳۔ جابر بن ابی معصوم بن المازنی الانصاری	
۵۔ ابوکلاب بن ابی معصوم بن زید المازنی الانصاری	۴۔ وہ حقیقی بھائی ہیں۔ ان کے ایک بھائی قیس تھے ان کو بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر میں فوج ساقہ کا سردار بنایا تھا۔ ایک بھائی عمارت تھے دو جنگ یرامہ میں شہید ہوئے تھے۔
۶۔ سراقہ بن عمرو بن عطیہ الانصاری البخاری	۷۔ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر، غمرہ القضا میں مہر کا ب مسطفی تھے۔
۷۔ عبادہ بن قیس بن عبسہ الانصاری الخزرجی	جنگ بدر میں مع برادر خود سبع بن قیس شامل تھے۔
۸۔ وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی العامری	احد، خندق، حدیبیہ، خیبر میں شامل تھے۔
۹۔ مسعود بن سوید بن عمارۃ القرشی العدوی	نبرد مدی کے اُن ستر اشخاص میں سے ہیں جنہوں نے ہجرت کی تھی۔
۱۰۔ مسعود بن الاسود بن عمارۃ ایضاً	۹ کے چچا زاد بھائی بیعتِ رضوان میں شامل تھے۔
۱۱۔ عبادہ بن قیس بن زید بن امیہ الانصاری الخزرجی	بدر، احد، خندق، خیبر، حدیبیہ میں شامل تھے
۱۲۔ سوید بن عمرو	مواغات میں ۴ کے بھائی تھے۔
۱۳۔ ابو یحییٰ بن یحییٰ بن عامر الضبئی	

## شہدائے مکہ (۲)

۱۔ حبیش بن اشعر بن منقذ بن ربیعہ	قوم خزاعہ سے ہیں۔
۲۔ کرز بن جابر بن حیل قرشی	ہجرت نبوی کے بعد انہی نے قریش کی طرف سے مسلمانوں پر سب سے پہل حملہ کیا تھا۔ بعد ازاں مسلمان ہوئے، پھر یہ عربین میں سردار بنائے گئے۔ فتح مکہ کے دن حبیش پہلے شہید ہوئے کرز نے ان کی لاش اپنی ٹانگوں کے درمیان کر لی ورنہ لاش کی حفاظت کرتے اور لاتے ہوئے شہید ہوئے۔

## شہدائے حبشہ (۶)

۱۔ ایمن بن عبد حبشی	حضرت اسامہ بن زید کے بہت بھائی ہیں۔ یہ ان جو افرادوں میں سے ہیں جو یرامہ میں شہید ہوئے۔
---------------------	---

۲۔ یہ فہرست انشائیہ مکمل ہے ابن عدنان نے ۴ نام لکھے ہیں۔ عمارت سفیر نبوی سمیت یہ تعداد ۴ ہو گئی۔



۲۔ حُریر بن عبد اللہ بن حلف	غفاری۔ انصاری۔ ابی لم یقرب۔ یہ تہوں پر چھیلے کا گوشت پہنے سے نہیں کھایا کرتے تھے۔
۳۔ مزہ بن سراقہ	
۴۔ سراقہ بن حباب	انصاری
۵۔ سہراقہ بن حارث بن عدی	بنو عجلان سے ہیں۔
۶۔ یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب	ام المؤمنین م سلمہ کے بھانجے ہیں۔ سردارانِ قریش میں سے تھے۔ مہمات قری میں ان کا مشورہ قریش ضروری سمجھتے تھے یہ

## شہدائے طائف (۱۳)

۱۔ حارث بن سہل بن الوصصہ	انصاری۔ بخاری از بنو مازن۔ ان کے دو چچا جنگ موتہ میں ایک جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے
۲۔ حباب بن جبیر	
۳۔ عرفطہ بن حباب بن جبیر	۲، ۳ باپ بیٹا ہیں۔ بنو امیہ کے حلیف ہیں
۴۔ صبیحہ بن عبد اللہ بن حارث	لبنی ہیں
۵۔ رقیم بن ثابت	انصاری۔ اوسی
۶۔ ثابت بن جذع	انصاری۔ عقیقی و بدری
۷۔ سعید بن سعید بن عاص بن امیہ	قرشی، اموی
۸۔ عبد اللہ بن الوامیہ بن مغیرہ	قرشی المخزومی ام المؤمنین ام سلمہ کے برادر از جانب پدر
۹۔ عبد اللہ بن حارث بن عبد المطلب	قرشی، ہاشمی بنی مسلم کے چچا بھائی
۱۰۔ سائب بن حارث بن قیس بن عدی	قرشی۔ سہمی۔ بعض کا قول ہے کہ یہ طائف میں زخمی اور یرغملی سلمہ میں شہید ہوئے۔
۱۱۔ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ	عدوی ہیں
۱۲۔ عبد بن قوال بن قیس بن وقش بن ثعلبہ	عدوی۔ احد اور جندث ہد ما بعد میں شریک ہوئے۔
۱۳۔ منذر بن عبد بن قوال	۱۲ کے فرزند ہیں یہ

۱۳ یہ فہرست نشانہ اللہ تعالیٰ مکمل ہے۔

جلد دوم

۱۳ یہ فہرست نشانہ اللہ تعالیٰ مکمل ہے۔

# شہدائے مشاہد مختلفہ

اس فہرست میں ان شہیدانِ پاک کے نام لکھے جاتے ہیں جن کی بابت علمائے سیر میں یہ تو اتفاق ہے کہ وہ عہد پر نور مصطفویٰ میں شہید ہوئے تھے، مگر ان کے مشاہد کے تعین میں اختلاف ہے:

۱۔ قرعہ بن عتبہ (عقبہ) الانصاری الاشہلی	
۲۔ مالک بن خلف بن عمرو المخزومی	طلیحہ اُحد پر مع اپنے بھائی نعمان کے مامور تھے۔
۳۔ مخیریق	یہودی عالم، زہد و نصیر تھے بروز جنگ اُحد ایمان لائے اور میدان جنگ میں پہنچ گئے تھے۔ اپنے دل کی وصیت نبی صلوٰۃ کے لیے کر گئے تھے۔
۴۔ ثابت بن النعمان بن امیہ۔ ابو حنہ	بدری ہیں۔
۵۔ سہل بن رومی بن وقش بن زغبہ	واقعی تھے شہدائے اُحد میں ان کا نام آیا ہے۔
۶۔ یزید بن سعید الکندی۔ والد سائب	
۷۔ بشر بن براہ بن معرور۔ انصاری	غیمری۔ زہراؤد گزشت کے کھانے سے شہادت واقع ہوئی
۸۔ طفیل بن النعمان بن خنساء الانصاری	
۹۔ مسعود بن خلدہ	الانصاری الزرقی
۱۰۔ عبداللہ دحلم بن سعید بن العاص بن امیہ	قرشی۔ بدری
۱۱۔ مسعود بن الاسود بن حارثہ	قرشی العدوی
۱۲۔ مبارک بن سفیان بن عبدالاسد	المخزومی



## باب چہارم

### يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ هَذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ۝

کفار عرب قرآن مجید میں پہلی قوموں اور پچھلے نبیوں کے حالات سنتے تو قرآن مجید پر یہ ہستی کہتے کہ اس میں ہے ہی کیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ محمد ہیں اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ سنایا کرتا ہے۔

نعت میں اَسَاطِيرُ فسانہ ناقصوں کو کہتے ہیں جن میں حقیقت کم ہو، مگر دلچسپی زیادہ ہو۔ کفار عرب جو علوم سے بے بہرہ، خط و کتابت سے غاری، احوالِ ناد سے بے خبر تھے۔ وہ تو اپنی جہالت اور نادانانہ قنیت کی وجہ سے بہت کچھ قبل ترحم تھے، لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ان جاہل وحشی بُت پرستوں کے اس لفظ کو ہل کتاب نہایت پسندیدگی دیکھا اور خود بھی اپنی کتابوں میں بار بار مختلف پیرایوں کے ساتھ دہرایا ہے۔

بعض بادریوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب قصے ایک عیسائی عالم ہی سے سُن کر اپنی زبان میں ڈھال لیے تھے۔

ہم اس مضمون میں دکھائیں گے کہ ایک ہی قصہ کے متعلق موجودہ بائبل کا بیان کرتی ہے اور قرآن مجید کیا۔ اس کے ملاحظہ سے ناظرین خود ہی دیکھ سکیں گے کہ قرآن مجید اپنی تعلیم میں دیگر آسمانی کتابوں سے کس قدر اعلیٰ ہے۔ یہی پاک کتاب کے ثنائی والے کی نسبت یہ خیال کرنا کس قدر غلط ہے کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں کے معنائیں کو چُر اچرا کر بیان کیا کرتا تھا۔

چونکہ عیسائی لوگوں کا یہ اعتزاز من ذات ستودہ صفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس باب نو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر شامل کیا جائے۔

## آدم علیہ السلام

بائبل کی کتاب پیدائش کے باب ۲-۳ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش، باغِ عدن کا قیام، درختِ تیز سے پھل کھانے اور باغ سے نکالے جانے کا ذکر ہے۔ درس ۱، باب ۳ میں یہ بھی ہے کہ "زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی"۔ تمام بائبل میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ آدم علیہ السلام کے اس گناہ کی معافی بھی ہو گئی تھی۔ لیکن قرآن مجید نے آدم کے جن فضائل کا ذکر کیا ہے اور جن سے بائبل خاموش ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ کہ پھل کھاتے وقت آدم اللہ پاک کے نام کو بھول گئے تھے،

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ قَنَسَىٰ (۱۱۵ : ۲۰)

۲۔ آدم کی نیت میں خلاف حکم کرنے کا ارادہ شامل نہ تھا :

وَلَمْ يَجِدْ لَهُ عَزْمًا (۱۱۵ : ۲۰)

۳۔ رب کریم نے ان کی اس حرکت کو بخش دیا تھا اور آئندہ انہیں بہترین راہ کی ہدایت بھی کر دی تھی اور آدم کو اپنی

درگاہ کا برگزیدہ بھی بنالیا تھا :

ثُمَّ اجْتَبَيْنَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ (۱۲۲ : ۲۰)

۴۔ آدم پر کلام الہی بھی نازل ہوا تھا :

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ (۳۷ : ۲)

یہ ظاہر ہے کہ اگر نسل انسانی کے پدرِ عظیم کو اس فضیلت سے عاری کر دیا جائے تو اس میں کوئی بھی فضیلت نہیں رہے جاتی۔

الف۔ قرآن مجید حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جس بات میں چُپ ہے، در بائبل اسے بیان کرتی ہے وہ یہ فقرہ

ہے ”خدا نے آدم کو پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اسے بنایا۔ درس ۱ باب ۱۔ دکتا ۱۰۔ پیدائش میں مطلب اس کتاب کے درس ۲۶ باب ۱ میں ان الفاظ ہیں۔ ”تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنادیں۔“

میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس فقرہ کے بعد کیوں کر کوئی اہل کتاب خدا کے جسم اور جسمانیات سے انکار کر سکتا ہے وہ کیوں کر خدا کو محدود ہونے سے بری ٹھہرا سکتا ہے اور کیوں کر خدا کا تصور انسان سے بالاتر ہونے کا دوسرے کو دلا سکتا ہے۔

بے شک قرآن مجید نے اس فقرہ کو چھوڑ دینے سے ثابت کر دیا کہ تقدیس و تنزیہ ربانی کی ہر تعلیم قرآن مجید

میں ہے، وہ سب سے اعلیٰ ہے۔

قائِن و ہابیل فرزندِ آدم علیہ السلام

بائبل نے بیان کیا ہے کہ :

۱۔ قائِن نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا اور ۸ باب ۴ پیدائش

۲۔ خداوند نے قائِن پر ایک نشان لگایا کہ جو کوئی اسے پاوے مار نہ ڈالے۔

۳۔ خدا نے کہا کہ جو کوئی قائِن کو مار ڈالے گا سات گنا بدلہ اس سے لیا جاوے گا۔

ایک قاتل کے متعلق یہ اصول دنیا کے امن و امان کے لیے جس قدر مضر اور خطرناک ہے، وہی ہر بے قرآن

مجید نے اس قصہ کو بیان فرماتے ہوئے بتایا ہے :



۱۔ کہ قاتل اپنے بھائی کو قتل کرنے سے خود زیاں کار اور منجملہ اصحاب نہ رہنا۔

فَتَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (۲۹ : ۵) تو دوزخ والوں میں سے ہوگا۔

فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۳۰ : ۵) اس نے بھائی کو قتل کر دیا، ورنہ وہ دوسوں سے ہو گیا۔

۲۔ پھر انسان کی زندگی کی قدر و قیمت اور انسان کے ہلاک کرنے کے وبال سخت اور گنہ عظیم کا بیان فرمایا:

”کہ ایک انسان کا قتل کر دینا تمام بنی آدم کے قتل کے برابر ہے۔“

”اور ایک انسان کو ہلاکت سے بچا لینا تمام نسل کو ہلاکت سے بچانے کے برابر ہے۔“

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ

جس نے کسی انسان کو قصاص، یا مٹی فساد کے بغیر قتل

فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا

کیا اس نے گویا سب ہی انسانوں کو قتل کیا ورنہ

وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا

نے ایک انسان کی زندگی کو بچا یا اس نے گویا سب ہی

(۳۲ : ۵) انسانوں کو بچایا۔

اب ناظرین بائبل اور قرآن مجید دونوں کے فرق کو اور قرآن مجید کے تفوق کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔

## نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَام

بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کتاب پیدائش کے ۶ باب سے شروع ہوتا ہے۔ باب ۸ میں

طوفان کا ذکر ہے۔ باب ۹ میں بعد طوفان کے۔ حضرت نوح کا اور باب ۱۰ میں اولاد نوح کا ذکر ہے۔

جو کوئی شخص بائبل کو پڑھے اور سمجھ سکتا ہے وہ بائبل کو پڑھے اور دیکھے:

۱۔ اس میں ایک فقرہ بھی نوح علیہ السلام کے پند و نصیحت فرمانے کی بابت درج نہیں۔

۲۔ اس میں ایک جگہ بھی نہیں بتایا کہ بر لوگ طوفان میں ڈبو دیے گئے تھے ان کا خاص گناہ کیا تھا؟

۳۔ اس میں نہیں بتایا گیا کہ کیوں ہلاکت ہی یہ طور آخری علاج کے اختیار کی گئی تھی۔

۴۔ اس میں نہیں بتایا گیا کہ نوح کن لوگوں میں مبعوث کئے گئے تھے۔

۵۔ اور کون لوگ غرق طوفان ہوئے۔

لیکن قرآن مجید ان تہ امور پر روشنی ڈالتا ہے:

۱۔ قرآن مجید نے بتایا اِنَّا ارْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ کہ نوح علیہ السلام اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوئے

تھے۔

۲۔ قرآن مجید نے بتایا کہ نوح ۹۵۰ سال تک برانصیحت کرتے رہے، فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ

۳۔ بتایا ہے کہ اسرار و اعلان کے تمام طریقوں سے حضرت نوح قوم کو نصیحت کر چکے تھے۔

۴۔ بتایا ہے کہ قوم ثک کے گندے گناہ میں آورد ہو گئی تھی۔

۵۔ بتایا ہے کہ وہ شرک میں اتنے منہمک ہو گئے تھے کہ وہ دو اطفال و دوست و احباب کو اسی شرک کے لہو

کی نصیحتیں کیا کرتے تھے وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سَوَاعَاذًا لَا يَخُوتُ وَيَعُوقُ وَنِسْرًا (۲۳ : ۱۷)

۶۔ بتایا ہے کہ ان کی اُنندہ نسلوں کی صلاحیت پذیر ہونے کی امید بھی منقطع ہو گئی تھی وَلَا يَدُّ وَلَا

فَاجِدًا كَفَّارًا (۲۴ : ۱۷)

۷۔ بتایا گیا ہے کہ وہی قوم غرق لی گئی تھی جس نے شرک و طغیان و سرکشی اختیار کی تھی۔

نوح . ماد . و فرعون و دودا و دودا و ثودا و قوم نوح

اور اصحاب ایک کی جماعتوں نے ان سے پہلے تکذیب

کی ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا اور اس لیے ان پر

عذاب کا آنا نصیب ہے۔

(۳۸ : ۱۲ - ۱۴)

۸۔ قرآن مجید نے جو کچھ حضرت نوح علیہ السلام کی بابت بتایا ہے اور جس سے بائبل خاموش ہے وہ بہت سے امور ہیں۔

نوح کے ایک نافرمان بیٹے کا قصہ جس میں بتایا گیا ہے :

۱۔ کہ خدا کے حکم کے سامنے اور کی محبت کو چھوڑ دینا چاہیے۔

۲۔ نیز یہ کہ عالی نسب ہونا اس شخص کے لیے ذرا بھی مفید نہیں جس کے اپنے اعمال، چچے نہ ہوں :

إِنَّهُ نَبِيسٌ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (۳۶ : ۱۱)

۳۔ اور یہ کہ نیک باپ بڑی دوسے کیوں رعبہ ہو جاتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا

لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ (۳۷ : ۱۱)

۵۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ حضرت نوح کے ساتھ درجی چند نفوس بچے تھے جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان

لے گئے تھے اور خدا نے ان کو جس سلامتی کے نصرت سے مشرف فرمایا تھا :



وَمَا أَمْنٌ مَعَهُ إِلَّا قَبِيلٌ (۱۱: ۴۸) نوحؑ کے ساتھ تھوڑے ہی ایمان لانے والے تھے۔

يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ اے نوحؑ: بکشتی سے تر بہاری سلامتی اور برکتوں کے

وَعَلَى الْأُمَمِ قِسْطٌ مِّمَّا عَمِلْتَ (۱۰: ۴۸) ساتھ جو تجربہ پر ہیں اور ان سب پر جو تیرے ساتھ ہیں۔

۱۰۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی داد کبھی منقطع نہ ہوگی۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ (۳۷: ۷۷) ہم نے نوحؑ کی داد کو باقی رہنے والے بنایا۔

بائبل ان جملہ افادات سے خالی ہے۔

اب بائبل جہاں تفسیر آن مجید سے زائد بیان کرتی ہے وہ یہ ہے: "نوحؑ سب سے بڑے کرشمہ میں آیا، اور اپنے ڈیرہ کے اندر خود کو تنگ کیا، عام نے اپنے باپ کو تنگ دیکھا اور ۴۴: ۲۱ پ قرآن مجید بیشک اس سے خاموش ہے۔

## فصل ۱

### ابراہیم علیہ السلام

بائبل کی سب سے پہلی نشی میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ۱۲ باب سے ۲۵ باب تک ہے، بائبل میں ابراہیمؑ کے قصائل کے بیان سے ساکت ہے جو قرآن مجید نے حضرت خلیل الرحمنؑ کے بیان کیے ہیں:

- ۱۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کا مَذْكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (۶: ۷۵) پر نظر ڈالنے والوں، چاند، سورج وغیرہ میں اہلیت الہیت نہ ہونے پر استدلال کرنے کا مفصل بیان ہے اور اس سے سبق ملتا ہے کہ کیوں کہ سعادت مندانِ ازل اس صحیفہ قدرت کو دیکھ کر منازلِ خدا شناسی کو طے کر جاتے ہیں۔
- ۲۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی بُت شکنی کا بیان کیا ہے اور فَجَعَلَهُمْ جَذًا (۲۱: ۵۸) کہہ کر بتایا جاتا ہے کہ ابراہیمؑ علیہ السلام اپنی ابتدائی عمر ہی سے شرک کے دشمن اور توحید کے فدائی تھے۔
- ۳۔ قرآن مجید میں اس منظر کا ذکر ہے جو ابراہیمؑ نے توحید کے بارے میں اپنی قوم کے ساتھ کیا اور عقیدے کی پختگی میں قوم کی مخالفت کی ذرا پروا نہ کی تھی۔

وَحَاجَّتْهُ قَوْمُهُ قَالُوا اتَّخَذُوا ابْنًا ذِي مِرَّةٍ وَقَدْ هَدَيْنَا نوحًا إِذْ نَاقَا هُوَ ابْنَهُ وَقَدْ خَلَّى نوحًا غَدَاةً فَلَمَّ بِهِمَا لَعُنٌ مِّنْ لَّدُنَّا فَنَاقَهُمَا نِسَاءُ قَوْمِهِ لَمَّا جَاءَهُمَا قَالُوا الْيَوْمَ لَكُمُ الْحُكْمُ يَا نوحُ اإِنَّا نَجِدُكَ كَاذِبًا فَاذْعُبْ عَنْ قَوْمِنَا إِنَّا وَجَدْنَاهُمْ مُّشْرِكِينَ

۴۔ قرآن مجید میں اس نصیحت کا ذکر ہے جو ابراہیمؑ نے اپنے باپ ازر کو فرمائی تھی۔

اِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ

اے باپ: تیرے جیسا کہ میں نے کہا کہ کیا تم اللہ کی بات مجھ سے نبھاتے ہو اسی نے تو مجھے ہدایت فرمائی ہے۔

سکیں۔

شَيْئًا (۱۹: ۴۲)

قرآن پاک نے اُن کے باپ کی سختی اور ابراہیمؑ کا باپ سے علیحدہ ہو جانا بھی بتایا ہے۔  
يَا بُرَاهِيْمُ لَنْ نَسْتَعْتِبَكَ فَاذْهَبْ اِلٰى قَوْمِكَ

(۱۹: ۴۶) کروں گا۔

۵۔ قرآن پاک میں اُس مناظرہ کا ذکر بھی ہے جو بادشاہ وقت سے اُنھوں نے کیا وہ بادشاہ سرگروہ مہملین تھا۔ خدا تعالیٰ کا منکر، انانیت کا قائل۔ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کے ان دلائل کو بھی بیان فرمایا ہے جنھیں سُن کر ایسا محسن کش و مغرور بادشاہ بھی حیران رہ گیا تھا۔

قَبِيْهَتِ الَّذِيْ كَفَرَ (سورہ بقرہ) تب کا فرحیران رہ گیا۔

۶۔ قرآن پاک نے ابراہیمؑ کے خدوت قوم اور سلطنت کا اتفاق ان کا آگ میں ڈالاجانا، خداوند کریم کا اپنے خلیل کو بچالینا بیان فرمایا ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ (۲۱: ۶۸) ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر تو ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔

۷۔ قرآن مجید نے اس طریقہ استدلال کا بھی ذکر کیا ہے جس سے احیائے موتی کے مسئلہ میں غور کرنے والے کے لیے ابراہیم علیہ السلام ایک روشن مثال چھوڑ گئے ہیں:

دَبَّ اَرِیْیَ کَیْفَ تَحٰی الْمَوْتٰی (۲: ۲۶۰) اے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیوں کر زندہ کرے گا؟

(الف) بائبل نے اگر کوئی ایسا ذکر بھی کیا جو تشران مجید میں نہیں تو وہ یہ ہے کہ ”ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کو سکھایا تھا کہ تو کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں“ درس ۱۲-۱۱ باب پیدائش

(ب) بائبل نے لکھا ہے کہ ”ابراہیمؑ نے اپنی بیوی سرہ کے کہنے سے اپنے بیٹے اسمعیلؑ اور بیوی اجروہ کو گھر سے نکال دیا تھا ۱۰-۱۳ درس ۲۱ باب وہ بچارے بیابان میں ٹھکتے پھرتے تھے۔“ اس بیان سے ابراہیمؑ کے رحم اور انصاف پر بہت سے اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

لیکن قرآن مجید نے جب اس واقعہ ذکر کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ نے بیوی اور بچے کو نکالا نہ تھا بلکہ توحید کی منادی پھیلانے کے لیے ایک مرکز قائم فرمایا تھا اور توحید کی تعلیم کو تمام دنیا تک پہنچانے کے لیے اپنے کنبے کو دور دراز ممالک تک پھیل دیا تھا۔

رَبِّیْنَ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بُوَادٍ

اے رب! میں نے اپنے کنبہ میں سے چند کو سی دی

غَیْرِ ذٰلِیْ ذَرِیْعَ عِنْدَ بَنِیِّ النَّحْرَمِ

میں جہاں زراعت نہیں ہوتی ہے تیرے عزت کے گھر



رَبَّنَا يُقَيِّمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً

کے پاس بسایا ہے۔ سے رب! میری غرض یہ ہے

قِنَّ النَّاسَ تَهْوِي إِلَيْهِمْ - (۳۷: ۱۴)

کہ وہ نہ اذرتا کریں جس جیسے اسے خدا! تو لوگوں کے

دلوں کو ان کی جانب بائیں کر دے۔

یہ ایسی پاک غرض ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفعت شان کو نہایت اعلیٰ بنا دیتی ہے۔

جملہ وجوہات کو دیکھ کر بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید کے مضامین بائیں سے جیسے لگے ہیں۔

غرض کہ بائیں ان تمام باتوں سے بالکل خاموش ہے جن کا ذکر قرآن مجید نے تبصریح کر دیا ہے۔

بائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کسی دینی خدمت کا ذکر تک نہیں کرتی۔

## لوط علیہ السلام

۱۔ لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا انجام تب پیدائش باب ۱۹ میں ہے۔ بائیں نے حضرت لوط علیہ السلام

کی مساعی تبیین کا ذکر بھی ذکر نہیں کیا لیکن قرآن مجید کے زبردست دلائل و عطف کا ذکر فرماتا ہے:

وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم بے حیائی کا وہ کام

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے ہی نہیں کیا۔

(۱۰: ۷۸)

۲۔ بائیں نے لوط علیہ السلام کی عورت کے نمک کا ٹھہرا بن جانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس نے پیچھے کو پھر کر دیکھ

یا تھا (۲۶ درس ۱۹ باب ۱)

یہیں قرآن مجید نے ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خیانت کرتی تھی:

كَانَتْ تَحْتُ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

نوح و لوط علیہ السلام کی جہیز دیں ہو۔ سے دو صالح

فَخَنَتْهُمَا فَجَاءَتْهُمَا بِوَجْهِهَا يُسَافِرُ

بندوئے تحت میں تھیں مگر انھوں نے ان دونوں کی خیانت کی

۳۔ اب بائیں جس مضمون کو خاص طور پر بیان کرتی ہے وہ لوط کی دونوں بیٹیوں کا قصہ ہے، دیکھو باب ۱۹۔

مگر قرآن مجید کے قصوں سے بالکل پاک ہے۔

اس ناپاک قصہ کا بھان خود بائیں سے بھی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ دیکھو پیدائش ۱۹: ۱۱ "پروٹس نے اس فعل

قبیحہ کے جو زمین پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس نہ

کوے۔ یہ دلیل بالکل غلط ہے کیونکہ ۱۹: ۱۱ میں شہر غمغر کی موجودگی اور سد متی کا ذکر ہے، پھر وہ یہاں کیوں نہ

کہہ سکتی تھیں کہ زمین پر کوئی مرد نہیں۔

ہم یاد کر سکتے ہیں کہ یہ داستان یہی ہے اصل ہے۔

## اسحق علیہ السلام

کتاب پیدائش کے ۲۰ باب میں حضرت اسحق علیہ السلام کا ذکر ہے اور جو بیان اس میں قرآن مجید سے زائد ہے وہ یہ ہے ”اسحاق جبار میں رہا اور وہاں کے باشندوں نے اس سے اس کی جو رو کی بابت پوچھا وہ بولا کہ وہ میری بہن ہے (درس ۶)

ناظرین خرد اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا اس فقرہ کا قرآن مجید میں نہ ہونا اس کی شان کو گھٹا سکتا ہے۔

## یعقوب علیہ السلام

باب ۲۵، کتاب پیدائش سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور عیسو دو توام بھائی تھے اور پیدائش کے اعتبار سے عیسو بڑا تھا۔

اب مندرجہ ذیل امور کو غور کیجئے:

اول: ۲۹ درس میں ہے ”کہ یعقوب نے پنی پکائی اور عیسو جنگل سے آیا اور وہ ماندہ ہو گیا تھا۔

۳۰۔ اور عیسو نے یعقوب سے کہا اس لال لال میں سے کچھ مجھے کھانے کو دے کیونکہ میں ماندہ ہو گیا ہوں۔

۳۱۔ تب یعقوب نے کہا کہ آج ہی اپنے پلڑے ہونے کا حق میرے ہاتھ پر ہے۔

۳۲۔ عیسو نے کہا دیکھ میں تو مرے جاتا ہوں سو پلڑا بھانا میرے کس کام آوے گا؟

۳۳۔ تب یعقوب نے کہا کہ آج ہی میرے سامنے قسم کھاؤں اس نے اس کے سامنے قسم کھائی اور اس نے اپنے پلڑے ہونے کا حق یعقوب کے ہاتھ پر لیا۔

۳۴۔ تب یعقوب نے عیسو کو روٹی اور مسور کی دال دی۔ اس نے کھایا اور پیلا اور اٹھ کر چلا گیا۔ سو عیسو نے اپنے پلڑے ہونے کا حق ناچیز جانا۔“

ناظرین ذرا غور کریں کہ اوپر کے قصے سے کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کوئی تعریف نکلتی ہے جنہوں نے حقیقی بھائی کو مسور کی دال اور روٹی اس وقت تک نہ دی جب تک اس سے وہ حق نہ لے لیا جو قدرت نے اُسے عطا کیا تھا۔

شک ہے کہ قرآن مجید میں یہ داستان موجود نہیں۔

دوم: کتاب پیدائش کا ۲۷ باب پڑھیے جس میں یہ مذکور ہے کہ اسحق نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو کہا کہ وہ شکار



کا ٹرشت باپ کے لیے، اے اور باپ اُسے برکت دے گا۔ حضرت یعقوبؑ کی ماں نے حضرت یعقوبؑ کو عیسو جیسا  
 باپس پتایا۔ اُن کا علیہ عیسو جیسا بنایا اور اُن کے ہاتھ بکری کا ٹرشت پکارا، سخت کے پاس بھیجا۔ اور یعقوبؑ نے باپ  
 سے کہا کہ میں عیسو ہوں شکار کھائیے اور برکت دیجئے اور حضرت اسحقؑ اس دھوکے میں آ گئے اور یعقوبؑ کو وہ برکت  
 دی جو عیسو کو دینا چاہتے تھے۔ شکر ہے کہ قرآن میں یہ قصہ بھی نہیں ہے۔

مجموعہ: ۲۴ باب پیدائش میں دینہ دختر یعقوبؑ کا قصہ ہے، پھر اسی باب میں مذکور ہے کہ فرزدان یعقوبؑ نے میر  
 حویٰ حورست یہ معاہدہ کر لیا کہ آئندہ کے لیے بیٹیوں کی بیت دیت جاری ہو جائے گی، مگر پھر دوی وشمعون  
 تمہاریس نے کراس شہر پر گئے، سب مردوں کو اور سکم و قمر کو قتل کر ڈالا۔ ان کی بیٹیاں، بکریاں، گائے،  
 بیل، گدھے، درجہ پچھلے یا کھیت میں تھا، سب دولت، سب بچے درن کی جو روئیں نوٹ کر لے گئے۔  
 شکر ہے کہ قرآن مجید میں اس کی بابت ایک حرف بھی نہیں۔

چہا دم: ۳۰ باب ۲۲ درس میں ”رہبن جو حضرت یعقوبؑ کا پوٹا بیٹا تھا، اور اس کی سوتیلی ماں کا قصہ ہے۔“  
 شکر ہے یہ قصہ بھی قرآن مجید میں نہیں۔

پنجم: ۲۹ باب کتاب پیدائش یہود اور حضرت یعقوبؑ کا تیسرا بیٹا ہے، اور اس کی ہوتر کا قصہ ہے۔  
 بائبل نے یہود اور ازم سے بچانے کے لیے کہا ہے ”اُس نے نہ جانا کہ یہ میری بیوی ہے“ (۱۶ درس)۔  
 لیکن مذکورے بعد چہا ہی یہود اور پراسی ایک عورت کے ساتھ آلودہ ہونے کا جرم دگتا: قائم رہتا ہے اور یہ جرم ایسے  
 شخص کے متعلق جو تہی کا بیٹا در بنی کا پوتا در بنی اسرائیل کے چند انبیاء مابعد کا باپ ہو بہت سخت ہے۔  
 شکر ہے کہ قرآن مجید اس پاک گھرانے کے کسی شخص پر ایسے الزام نہیں لگاتا بلکہ یوں تعریف کرتا ہے:  
 وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ  
 بَنِي إِسْرَٰئِيلَ (سورہ اعداف)

ان سب باتوں کو چھوڑ کر قرآن مجید نے جو کچھ خود بیان کیا ہے۔  
 انیس سے حضرت یعقوبؑ  
 کی عظمت نمایاں ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ فی الواقع، نہ نیل (مرد خدا) کا خطاب پانے کے اہل تھے۔  
 ۱۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے ایک بزرگ بیٹے اور ایک بزرگ پر  
 کی بشارت عطا فرمادی تھی:

فَبَشِّرْهُنَّ أَكْبَرًا سَمِعَ وَ مِّنْ دَرَجَاتٍ عِزًّا  
 يَعْقُوبَ (۱۱: ۷۱)

۲۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ اور اُن کے داماد پر خاص خاص لطافت فرمائی اور دنیا میں

ان کے لیے شنائے جمیل اور ذکرِ خیر باقی رکھا۔

وَهَبْنَا لَكَ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكَوْنًا  
جَعَلْنَا نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا  
وَجَعَلْنَا لَهُم لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (۹۰ : ۴۹-۵۰) عطا کی۔

ان بیانات کو پرہیز کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ بیانات بائبل سے ماخوذ ہیں۔

## یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کا حوالہ کتاب پیدائش کے باب ۲، اور پھر باب ۳۹ سے ۵۰ تک ہے اگرچہ یہ بارہ باب حضرت یوسف کی توفیق سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ایک فقرہ حضرت یوسف پر بھی جردیا گیا ہے۔  
”یوسف اُن کے باپ کے پاس اُن کے بڑے کاموں کی خبر لاتا تھا“ اور اس ۲ باب ۳۷ اس فقرہ سے یہ نکل رہا ہے کہ یوسف (نعوذ باللہ) ایک چغل خور تھے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کے بھائی بڑے کام کرنے والے تھے۔  
۱۔ قرآن کریم نے بھی یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱۲ رکوع میں بیان کیا ہے، لیکن وہ بہت سی باتوں میں بائبل کے بیان سے زیادہ بلیغ اور ممتاز ہے۔

۲۔ تہران پاک میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا خواب سُن کر یہ تعبیر بتائی تھی:  
يَجْتَنِبُكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ  
الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ  
خدا تعالیٰ تجھے بزرگوار کرے گا اور تجھے علمِ تعبیر سکھائے گا  
اور تجھ پر اپنی نعمت کو پورا کرے گا

(۱۲ : ۶)

۳۔ بائبل میں خواب کا تذکرہ ہے، مگر اس تعبیر کا ذکر نہیں، گو وہ مضامین موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر ان ہی لفظوں میں پوری ہو گئی تھی۔  
۴۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب بھائیوں نے یوسف کو چادریں گرا دیں پر اجماع کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت یوسف علیہ السلام کو ان کے اطمینانِ خاطر کے لیے بتا دیا تھا:

وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَنُنَبِّئَهُنَّ بِاَمْرِهِمْ هَذَا  
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

ہم نے یوسف کو وحی کی کہ تو ان کے کام کی خبر

دیگا اور وہ تجھے نہ پہچانتے ہوں گے۔ یعنی ایک وقت تجھ کو وہ

مقدرت ہوگی کہ تو ان کے افعال پر تنبیہ کرے گا۔

(۱۲ : ۱۵)

لیکن بائبل میں اس کا ذکر نہیں۔



۵۔ قرآن پاک میں ہے کہ مرۃ العزیز کے ہاتھ سے حضرت یوسفؑ کے پیراہن کا پھپھلا حستہ پھٹ گیا تھا اور عورت ہی کے خاندان میں سے ایک نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پیراہن کے ساتھ کا حستہ پھٹ گیا ہو تو یوسفؑ ملزم ہے ورنہ عورت ملزمہ ہے اور اس زبردست دلیل سے حضرت یوسفؑ علیہ السلام کی بے گناہی و بے لوثی عزیز پر ثابت ہوئی تھی، تب اُس نے یوسفؑ سے درگزر کرنے کی التجائی قس اور عورت کو الزام دے کر کہا تھا کہ وہ اپنے گناہ سے استغفار کرے۔

يُوسُفُ أَغْرِضْ عَنْ هَذَا سَعَىٰ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكَ إِنَّكَ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ  
یوسف تو اس تہمت کا خیال نہ کر۔ اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی خدا تعالیٰ سے مانگ کیوں کہ غلط تیری ہے۔ (۱۲ : ۲۹)

لیکن بائبل سے ثابت ہوتا ہے کہ عزیز یوسفؑ کی بے گناہی ثابت ہی نہ ہوئی تھی۔  
۶۔ قرآن پاک سے مستنبط ہوتا ہے کہ مصر کی اور بہت سی عورتوں نے بھی مل کر یوسفؑ کو زن عزیز کی بات مان لینے اور بہکانے میں کوشش کی تھی اور وہ سب ناکام رہی تھیں، مگر بائبل اس سے بھی خاموش ہے۔  
۷۔ قرآن پاک نے بتایا ہے کہ جب زندان میں قیدیوں نے یوسفؑ سے اپنے اپنے ثواب کی تعبیریں پوچھیں تو یوسفؑ نے 'وَلَا تُؤْتُوا عِلْمَیَّ اِنَّیْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ' اور اپنے فرض تبلیغ کو ادا کیا تھا:

يَا صَاحِبِی السِّجْنِ اِذْ بَايَ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرًا اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ اِنَّا سَاءَ سَمِیْعُوْهَا اَنۡتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ اَمْرًاۙ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ وَلٰكِنۡ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ  
اے زندان کے ساتھیو! ذرا غور کرو کہ بہت سے رب اچھے یا ایک زبردست خدا حقیقت تو یہ ہے کہ خدا کے سوا تم جن جس چیز کی پر جا کرتے ہو وہ خالی نام ہیں جو تم نے درتھا ہے باپ دادوں نے کھڑے ہیں خدا نے ان کی بات کوئی بھی دلیل نہیں اتاری۔ یاد رکھو کہ علم دینے کا حق اللہ ہی کو ہے اور اللہ نے یہ علم دیا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ اسی کا نام دینِ حکیم ہے۔

لیکن بہت لوگ میں جراتی بات بھی نہیں جانتے۔ (۱۲ : ۳۰-۳۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسفؑ علیہ السلام کیسے خالی پائی نہ تھے جو زندان میں پہنچ کر بھی اپنے فرض تبلیغ سے قنہ نہیں رہے۔ دعوت الی اللہ زندان میں بھی جاری رکھی اور بدیت خلق کا جو وقت اور جو موقع مل گیا، اُسے ضائع نہ کیا۔ یہ پاک نظیر ان سب لوگوں کے لیے جو وعظ و ہدایت کا کام اپنے لیے پسند کرتے ہیں، بہترین ہدایت ہے، لیکن بائبل میں یہ مذکور ہی نہیں۔

۸۔ بائبل میں ہے کہ جب یوسف کو فرعون نے تعبیر خوب کے لیے طلب کیا تو وہ جھٹ س کے پاس چلے گئے۔ مگر قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے جیل سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور پہلے اپنے الزام کے متعلق تحقیقات کیے جانے پر زور دیا ارجعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْئَلُهُ مَا بِآلِ التَّيْمَةِ الَّتِي قَطَعْنَ اَيْدِيَهُنَّ (۵۰: ۱۲) اس بیان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامن پر ہیزگاری نیز مستقل مزاجی و عزت نفس کی نکتہ پر بہترین شہادت ملتی ہے۔

۹۔ قرآن مجید میں ہے کہ زین مسرنے بھی یوسف علیہ السلام کی پاک دامن کی شہادت دی تھی۔  
حَاشَ يَدِي مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ  
کی (۵۱: ۱۲)

اور زین عزیز نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی سداقت بیان اور طہارت نفس کی شہادت دیتے ہوئے سارا الزام اپنے اوپر لے لیا تھا۔

قَالَتْ امْرَاةُ الْعَزِيزِ الَّتِي حَصَّصَ  
الرَّحْمٰنُ لَنَا رَاوَدَتْهُ عَنْ نَفْسِهِ وَاِنَّهُ  
لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ذٰلِكَ لَيَعْلَمَ اَنِّ لَكَ  
اَحْسَنُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ  
الْخٰثِلِيْنَ وَاَمَّا بَرِّيْٓ اِنَّ النَّفْسَ  
لَا مَارَةَ يٰ سُوٓءَ الرَّحْمٰنِ رَٓبِّيْ

زین عزیز نے کہا، اب تو سچ ثابت ہو یا خود میں نے یوسف  
کو پھسلنا چاہا وہ سچ سے میں پابندی ہوں کہ یوسف جہاں  
نے کریں مست پس پشت بھی کوئی رزم نہیں دیتی ہاں  
مذہب بھی خیانت و دھوکے کے فریب کو چنے نہیں دیتا وہیں  
اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی ہوں کیوں کہ نفس کو بری  
ہی کے لیے کہا کرتا ہے بجز اس شخص کے جس پر میرے

رب کی حمایت ہو۔ (۵۱: ۵۲-۵۳)

لیکن بائبل ان اوصاف کے بیان میں ساکت ہے ایسے ہی دیگر سنائیے، اس سورہ مبارکہ میں جو بائبل میں  
نہیں، جن سے بیسیوں مسائل و نکات آئندہ کے لیے بھی مستخرج ہوتے ہیں۔ میری کتاب ”بجوں و کمال“  
تفسیر سورہ یوسف اکو دیکھنا چاہیے۔

ناظرین رحمۃ اللہ علیہم جلد اس کے ذخیرے سے دیکھ سکتے ہیں کہ سورہ مبارکہ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
وہم کے احوال مبارک کے لیے بہ طور پیشین گوئی بھی ہے۔

ن جملہ انارات کے بعد کیا اب بھی یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بائبل کے سنائیے  
سُن کر ان کو اپنی زبان میں ڈھال لیا تھا۔



# مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَام

موسیٰ علیہ السلام کا جس تفصیل اور تطویل کے ساتھ بائبل میں ذکر ہے اتنا اور کسی کا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی دوسری کتاب خروج اور تیسری کتاب حبار اور چوتھی کتاب گنتی اور پانچویں کتاب استثنا انہی حالات میں ہیں۔ قرآن مجید میں بھی حضرت موسیٰ کے واقعات کا تذکرہ بہت ہے۔ اس قدر اور کسی نبی کا نہیں۔ تاہم مجموعہً اس کا حجم بائبل کی مندرجہ بالا چار کتابوں میں سے ایک کتاب کے برابر بھی نہیں۔

مضامین کے لحاظ سے ہم انتر مقامات کا اکتبہ س کریں گے۔

۱۔ ۱۴ درس ۴ باب خروج میں ہے کہ ”تب خداوند کا غصہ موسیٰ پر بڑھ گیا اس لیے کہ وہ اپنے قہر پر ہے جہاں حضرت موسیٰ نے رسالت کو مستہول کرنے سے غدر کیا ہے۔ مگر قرآن مجید سے موقع پر بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو نہایت شفقت و شفقت سے سمجھایا تھا۔“

يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ قَدْ آتَيْنَاكَ لَدُنِّي  
الْمُوسَلُّونَ (۲۴ : ۱۰) ڈرانہیں کرتے۔

۲۔ ۶ خروج میں ہے ”عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکہ سے بیاہ کیا۔ وہ اس سے دو بیٹے جن ایک ہارون و سر موسیٰ“ معلوم نہیں کہ بائبل کا مقصود اس بیان سے کیا ہے۔ قرآن مجید سے تو حضرت موسیٰ کی ماں کی بڑی تعریف نکلتی ہے۔

والف! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوسٰى (۲۸ : ۷)

ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی

واضح ہو کہ دنیا میں ایسی عورتیں بہت سی ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی براہ راست آئی۔ قرآن مجید سے ایسی شرف والی عورتیں مادرِ موسیٰ اور مادرِ عیسیٰ علیہما السلام ہی معلوم ہوتی ہیں اور بائبل سے مادرِ اسمعیل کی بھی یہی منزلت معلوم ہوتی ہے اور اسمعیل کے سامنے تو دو بزرگ فرشتے خود آیا اور اس نے خدا کا پیغام اور زمان مستقبل کی بشارت ان کو پہنچی ان تھی دیکھو ۱۱/۱۱ و ۱۱/۱۱ کتاب پیدائش۔

اب اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر مادرِ موسیٰ کی تعریف میں فرمایا ہے:

لَوْلَا اَنْ رَّبَّنَا عَلٰى قَلْبِهَا (۲۸ : ۱۱) اگر ہم اس کے قلب پر پناہ نہ دیتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادرِ موسیٰ کے قلب پاک کو اللہ تعالیٰ سے رابطہ حاصل تھا۔

۳۔ کتاب خروج ۶ میں ہے ”پھر خدا نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لیے خدا سا بنایا۔“

ناظرین فقرہ ”خدا سا“ پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا توحید کی تعلیم اسی طرح دی جایا کرتی ہے: اگر کوئی شخص نزد  
کامشہد بن سکتا ہے تو خدا کی وحدانیت ذات اور وحدانیت صفات کیوں کر قائم رہ سکتی ہے؟  
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ سوره شوریٰ کوئی بھی چیز خدا کی مثال کی مثال جیسی نہیں۔  
فَلَا تَصْرِفْ بِلِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (سورہ نمل) خدا کے لیے مثالیں نہ بیان کرو۔

۳۔ (الف) ۱۳۱: خروج میں ہے ”کہ مصر کے جادوگروں نے بھی اپنا اپنا عصا پسینکا اور وہ سانپ ہو گیا۔“  
(ب) ۱۳۲: خروج میں ہے کہ جادوگروں نے بھی مصر کی زمین پر مینڈک چڑھائے۔  
(ج) ۱۳۳: میں ہے کہ موتی نے گرد پر عصا کو مارا اور اس سے تمام ملک میں جوئیں پیدا ہو گئیں۔  
۱۸۔ ورس میں ہے ”جادوگروں نے بھی چاہا کہ اپنے جادوؤں سے جوئیں نکالیں پر نہ نکال سکے“ ۱۹۔ ورس میں ہے تب  
جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ یہ خدا کی قدرت ہے۔

جادوگروں کا ذکر بائبل میں صرف اسی قدر ہے اور ان کے انجام کی بابت خاموشی ہے۔ لیکن قرآن مجید  
فرماتا ہے:

(الف) ۱۸۰: فَالْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدًا ۖ قَالُوا اٰمَنَّا بِرَبِّ  
هٰۤاٰرُوۡنَ وَمُوسٰى ۚ قَالِ اٰمَنُتُمْ لَہٗ  
قَبْلَ اَنْ اٰذِنَ لَکُمْ ۖ اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمْ  
الَّذِیۡ عَلَّمُ السَّحَرَ ۚ فَلَا قُطِیْعَۃَ اٰیْدِیْکُمْ  
وَ اَرْجَلُکُمْ مِّنْ خِیَافَی ۚ وَ لَا صَلْبَکُمْ فِی  
جُنُوۡدِیۡ النَّحْلِ ۚ وَ لَتَعْلَمُنَّ اٰیٰتِنَا اَشَدُّ وَاَبْقٰی ۚ  
قَالُوۡا لَنْ نُّؤْمِنَ بِکَ عَلٰی مَا جَاۤءَنَا مِنَ  
الْبَیِّنٰتِ ۚ وَ الَّذِیۡ فُطِّرْنَا فَا فِیۡہِۭۤا اَنْتَ  
قَامِنٌ ۚ وَ اِنَّا لَقٰتِلُکُمْ ہٰذِہِ الْحَیٰوَۃَ الدُّنْیَا ۚ اِنَّا  
مَنْۢ بَرِیٌۡٔ لِّیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیَا نَا وَا مَا کُنْہُمْ نَا  
عَلِیْہِ مِنَ السَّحْرِ وَ الشَّخِیۡرِ ۚ وَ اَبْقٰی ۚ

۱۸۰: ۱۸۱ - ۱۸۲: ۱۸۳

ساحروں نے خدا کو سجدہ کیا اور زبان سے کہا کہ ہم ہاروں اور  
موسیٰ کے خدا پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے کہا تم میری بات  
کے بغیر ایمان لے آئے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تمہارا  
برا ہے اسی نے تم کو جادو سکھایا ہے اب تمہارے ہاتھ پاؤں  
اور دھڑا دھڑے میں کانٹوں کا اور اونچے درخت کی شاخ سے تم  
کو چھانسی دوں گا تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سے غلبہ میں نہ  
کون ہے درکن باقی رہنے والا ہے۔ مھوں نے کہا ان شخص  
دیسوں پر پورا اپنے پیدا کرنے والے پر ہم تجھے نہیں کریں گے  
تجھ کو جبراً ہے وہی کہے تو ہی دنیوی زندگی ہی میں کچھ رستہ ہے  
ہم تو اپنے رب پر ایمان لے چکے ہیں تاکہ وہ ہماری غلطیوں کو دور  
ان قصور کو کہ تیرے مجبور کرنے سے ہم نے جادو کا کام کیا موت  
دے دے نہ بت بہتر سے در بہت باقی رہنے والا ہے

اس بیان قرآنی کے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معجزات موسیٰ و ہارون کی قسم میں سے تھے۔ ورنہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر



کی ہدایت نے کیوں کر ساحروں کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیا تھا اور یہی نصیحت ملتی ہے کہ انسان کو دنیا کے کسی دباؤ یا مصیبت کے اندیشہ سے اظہار اسلام میں تاثر نہیں کرنا چاہیئے اور یہ بھی حکم ملتا ہے کہ ترک اسلام کے لیے خواہ کیسے بھی عذاب اور دکھ درد دیے جائیں مگر مومن کو لازم ہے کہ جان پر کھیل جائے لیکن اسلام سے منہ پھراؤ اور دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح نہ دے۔

ن بہترین اسباق کا بائبل میں نہیں ذکر تک نہیں۔

۵۔ کتاب خروج ۳۱: ۱۰۔ تب موسیٰ درباروں اور مذہب اور ایہود اور ستہ بزرگ اسرائیل اُپر گئے۔ اور انھوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا۔ ۱۱۔ اور اُس کے پاؤں کے تلے جیسے نیلم کے پتھر کی گچہ کاری اور اس کی شفا کی جرم آسمان کی مانند تھی۔ ۱۲۔ اور بنی اسرائیل کے میروں پر اُس نے اپنا ہاتھ نہ رکھا۔ انھوں نے خدا کو دیکھا اور لکھایا اور پیا۔

ناظرین! انھوں نے خدا کے پاؤں بھی دیکھ لیے اور نیلم جیسی رنگت بھی دیکھ لی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خدا کے سارے جسم کی رنگت بھی نیلم جیسی ہوگی۔ ہندوؤں نے غالباً اسی مقام پر پڑھ کر کنیا جی کی نیلی رنگت ظاہر کرنا سیکھا ہے بعد جس خدا کے جسم کی شفا کی اور رنگت کو دیکھ لیا گیا ہو۔ اُس کے مجسم ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔ اللہ کبریا ایسے ہی مقام میں جو بندوں کو شریک بنی میں ڈال دیتے ہیں۔ قرآن پاک تو اللہ سبحانہ کی تقدیس کرتا، اور اسے جسم و جسمائیت سے بالاتر بتاتا ہوا فرماتا ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ  
الْاَبْصَارَ۔  
ابصار اُس کا درک نہیں کر سکتے وہاں بعد رکھا اور رکھتا ہے۔

ناظرین! اندازہ کریں کہ کیا تعلیم شرابی بائبل کی تعلیم سے ماخوذ ہو سکتی ہے!

۶۔ باب کتاب خروج کو ایک سے ۶ درج تک پڑھ جاؤ اس میں درج ہے کہ "ہارون نے سونے کا بچھڑا دیا کہ بنایا اور لکھا اے بنی اسرائیل یہ تمھارا معبود ہے جو تمھیں منہ سے نکال لایا پھر ہارون نے اس کے بت بنایا بھی کیں۔ ایک ایسے نبی پر جو موسیٰ کا بھائی اور اللہ کا برگزیدہ و خیمہ جدت کا امام ہو یہ الزام اس نے اپنے ہاتھ سے بُت بنایا اور خود اس کے سامنے قربانیاں پیش کیں اور اسے اسرائیل کا خدا بتایا، نہایت سخت الزام ہے اور مسلمانوں کی نگاہ میں تو ایسے افعال کا مرتکب دنی درجے کا مسلمان کہلانے کا بھی استحقاق نہیں رکھتا چربائیکہ وہ نبی ہوا اور اہم بنی اسرائیل بھی۔ شکر ہے کہ رب کریم نے اپنے پاک کلام قرآن مجید کے ذریعے سے اس غلطی کی اصلاح فرمائی کہ یہ فعل سامری کا تھا:

فَكَذَّبَ إِلَهُ الْفَارِثِيَّ، فَأَخْرَجَهُمْ  
مِنْ سَامِرِيِّ نَصْرَةٍ۔ پھر سامری نے ان کیسے یک

عَجَزَ جَسَدًا لَهُ خُودًا فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ  
وَاللَّهُ مُوسَى (۳۰ : ۸۴-۸۵)

پھر جسے کی صورت نکالی جس کی آواز بھی پھڑپھڑی جیسی تھی  
تب لوگوں سے کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے

قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ حضرت ہارون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف یہ دریافت کیا تھا کہ ان گراہوں  
کو انھوں نے کیوں نہ روکا۔

قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ  
صَلُّوا ۖ أَلَا تَتَّبِعُنِي ۚ  
(۲۰ : ۹۲)

موسیٰ نے کہا اے ہارون جب تو نے ان کو گراہ دیکھا  
تھا تب تجھے کس چیز نے روکا کہ میری پیروی نہ کرے  
یعنی تبلیغ نہ کرے۔

اس کے جواب میں حضرت ہارون کا یہ جواب بھی بیان فرما دیا :

إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ  
بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (۲۰ : ۹۳)

مجھے یہ ڈر ہوا کہ تو کہے گا تو نے بنی اسرائیل میں تفریق کر  
دی اور میری بات کا اکتھار نہ کیا۔

الحمد للہ کہ قرآن مجید نے اس بزرگوار کی شان کو صاف کر دیا، ورنہ اہل کتاب تو اپنے امام کو بت ساز  
اور بت پرستی کی ترغیب دینے والا بتا رہے تھے۔

کیا اب بھی کون دانش مند کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید قصص میں بائبل کے منہا میں کو دہراتا ہے۔

## داؤد علیہ السلام

کتب دوم سمویل کے باب کو پڑھو جس میں مسمۃ بنت سبع زوجہ حسی اور داؤد کا ذکر ہے اس کے  
آخر میں ہے کہ پھر داؤد نے عورت کو اپنے گھر میں ڈال لیا وہ اس کی جو رو بنی۔ یہ کام خداوند کی نظر میں بڑا ہوا۔  
شکر ہے کہ قرآن مجید میں حضرت داؤد کی نسبت کوئی ایسا قصہ نہیں قرآن پاک تو ان کی تعریف پھینکتا ہے  
اور فرماتا ہے :

يَا دَاوُدَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ  
فَاخْلُكُمُ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (۲۰ : ۲۵)

اے داؤد! میں نے تجھے۔ ریش و معدہ کی زمین، کا خلیفہ  
کیا ہے زمین میں راست بازی سے حکمت کیا کر

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی سورہ ص رکوع میں جو بیان بدیں غلط ہے : وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ  
لُحْصِيٍّ إِذْ تَسْوَدُّوا الْمُخْرَابَ ..... الخ اس میں یہی آویا ہوا قصہ بیان کیا گیا ہے، لیکن ایسی بات  
خوش فہمی کی وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کے دماغ میں پہلے سے بائبل کے قصہ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ورنہ قرآن مجید  
کے پاک کلام میں تو اس قصہ کی طرف اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ درحقیقت یہ ہے کہ بائبل میں اس قصہ کا جو قرآن پاک



میں ان جگہ ٹپنے والوں کے آنے اور دیوار کو پھانڈ کر اندر جانے کی بابت ہے، کچھ ذکر نہیں ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں جداگانہ قصے ہیں۔

قرآن مجید نے جس قصہ کا بیان کیا ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ دایمان سلطنت اور حکمران ملک کو نفلی عبادت کے مقابلہ میں معدلت گسٹری اور انصاف رسانی کی جانب توجہ زیادہ تر مبذول رکھنی چاہیے، نیز صاحبان حکومت کو اپنے قیام کے لیے ایسی جگہ پسند کرنی چاہیے جہاں فریادیروں کی رسائی بہ آسانی ہو سکے اور غریب رعایا کو دوسری کے لیے زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

۲۔ کتاب ۲ سموئیل کے باب ۱۳<sup>۱۱</sup> کو پڑھو جس میں امنوں بن داؤد اور اُس کی بہن ثمر کا قصہ ہے پھر ابی سلوم بن داؤد کا جو ثمر کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا کہ اُس نے امنوں کو دعوت کے بہانے سے بلایا اور اپنے نوکرانوں کو حکم دے کر قتل کرادیا۔

۳۔ سموئیل ۲۲<sup>۱۱</sup> میں ابی سلوم بن داؤد اور اس کی سوتیلی ماں کا قصہ ہے۔

شکر ہے کہ قرآن مجید میں ایسے قصے نہیں جن کو تفصیلاً ذکر کرنا بھی ہم نے نام نہ سب سمجھا۔

## سليمان عليه السلام

بائبل کے ول سدھین باب ۳ کے درس ۵ میں ہے "خداوند ابرائیم کے وقت سلیمان کو خواب میں دکھائی دیا کہ خداوند نے کہا جو تو چاہے کہ میں تجھے دوں، سو مانگ"۔

۹ درس میں ہے "سليمان نے عرض کیا تو اپنے بندے کو ایسا سمجھنے والا دل عنایت کر کہ وہ تیرے لوگوں کی مدد کرے تاکہ میں نیک اور بد میں امتیاز کروں"۔

۱۲ درس میں خدا کا ارشاد ہے "میں نے ایک عاقل اور سمجھ دار دل تجھ کو بخش ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا اور نہ تیرے بعد تجھ سا برپا ہوگا۔"

اور سدھین کے باب ۶ اور ۱۱ میں سليمان پر خدا کا اہم اترنا درج ہے۔ اس قدر توصیف و تمائم کے بعد سدھین اولیٰ کے ۱۱ میں یہ بھی ہے جب سليمان بڑھا ہوا تو اُس کی جو رودوں نے اُس کے دس کو غیر معبود دس طرف مائل کر دیا اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کی طرف مائل نہ تھا۔ ۵۔ سليمان نے سیدائنیوں کی دیو ز عسارۃ، ورنہ عمون کی نفرتی

نے مسنون بائبل تحریر سے چند دفعہ بعد مجھے کتاب انجیل میں حرم کے متعلق اتفاق ہوا جس میں نے دل کی سے ان لوگوں کے نام کا

بعد کیا ہے جو ان قبروں کے قبرستان بتاتے ہیں جو قبروں سے مراد عورتیں لیتے ہیں جو انہما فتنہ دے مراد کسی گناہ کا ہونا

لیتے ہیں۔ دیکھو جلد چہارم ص ۱۸ کتاب مذکور۔

مکرم کی پیروی کی اور یوں ہی اس نے اپنی ساری جو روؤں کی خاطر کیا جو اپنے معبودوں کے حضور بخور عطا کیا کرتی تھیں۔  
 ناظرین ذرا انصاف کریں کہ جس برگزیدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے مشرف کیا جس سے خدا ہم کلام رہا ہو جس کو یہ  
 ناقص دل دیا گیا ہو کہ اس سے پہلے اور پیچھے کسی کو نہ ملا ہو جس نے رب قدوس کی عبادت کے لیے بیت المقدس بنایا ہو۔  
 کیا اس کا بُت پرست ہو جانا ممکن ہے۔ کیا ایسے شخص کو اس کی جو روان بُت پرستی پر جس کی شان مَآ ثَرُہُ اللّٰہِ  
 مِنْ سُلْطٰنِہٖ ہے، مائل کر سکتی ہیں، برگز نہیں، برگز نہیں، یقیناً نہیں۔ قربان جائیے قرآن پاک کی تعلیم کے جس نے  
 قطعی الفاظ میں فرمایا:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ

سلیمان علیہ السلام نے بھی کفر نہیں کیا

اور فرمایا:

وَوَسَّیْتُ سُلَیْمٰنُ دَاوُدَ

سلیمان اپنے باپ، داؤد کا وارث ہوا۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا وارث صرف سلیمان کو بتایا ہے، حالانکہ حضرت داؤد کے سرور  
 فرزندان ذکر تھے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہاں وراثت سے مراد ماں و باپ کی وراثت نہیں، بلکہ کلام الہی ہے۔ اس  
 آیت کی تفسیر اس لیے ہوئی کہ تب اَوَّلِ سَلٰطِیْنِؑ میں حضرت سلیمان کی بابت یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے اور اس کا  
 دل خداوند اپنے خدا کی طرف مائل نہ تھا جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا۔ اس فقرہ کے بعد جب وَوَسَّیْتُ سُلَیْمٰنُ  
 دَاوُدَ پر دیا جائے گا تو ثابت ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و رضوان اور نبوت میں حضرت سلیمان کا وہی درجہ ہے  
 جو حضرت داؤد کا ہے اور ورثہ نبوت میں وہی داؤد کے وارث تھے۔

## ایوب علیہ السلام

بائبل میں کتاب ایوب لگ ہی ہے جو ۴۲ صفحے پر بہ خط باریک ختم ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں کا نام دو جگہ  
 سورہ نسا و انعام میں انبیاء کی ذیل میں آیا ہے اور دو جگہ ان کا قصہ ہے۔ دونوں جگہ دو دو سطروں میں اسے ختم کیا  
 گیا ہے۔

سورہ انبیاء میں ہے:

وَ اٰیُوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ فَاَسْمٰنُ انْشَرٰ

ایوب کا ذکر رد جب اس نے اپنے خدا سے یہ عرض کیا

وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۝ فَاَسْتَجَبْنَا لہٗ

کہ تجھے تکلیفیں پہنچی ہیں و تو رحم کرنے والوں میں سب سے رحم کرنے والا

حضرت داؤد کے چھ بیٹوں کے نام یہ مقام جبروت پیدا ہوئے ۲۱ سمویل ۲۲ میں اور یارہ بیٹوں کے نام جبروت شلم میں پیدا ہوئے  
 ۲۲ سمویل ۲۳ میں ہیں۔



فَشَفَعْنَا مِنْهُ صَرَ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ  
وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَ  
ذِكْرَى لِلْعَابِدِينَ ۝ ۸۳ : ۸۴

رحم کرنے والے ہم نے اس دعا کو قبول کر لیا، اس کی تکلیفیں  
دور کر دیں اُسے کنبہ دو چند عطا کیا یہ ہماری رحمت تھی، اور عباد  
کو نیوالے اسے یادداشت رکھ سکتے ہیں۔

بائبل نے بھی ۲۴ صفحے کے بعد نتیجہ یہی نکالا ہے جیسا کہ ایوب ۳۰ سے ۳۱ کے ظاہر ہے عجیب بات جسے بائبل نے  
بیان کیا ہے اور تیسران مجید میں اس پر اشارہ تک نہیں یہ ہے ایوب ۳۰۔ ایک دن ایسا ہوا کہ نبی اللہ آئے کہ خداوند  
کے حضور میں حاضر ہوں اور شیطان بھی ان کے درمیان آیا ہے، اب خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے  
۲۔ باب کے ۱ اور ۲ میں پھر یہی الفاظ ہیں۔ غور کرو کہ شیطان کا نبیوں کے ساتھ شامل ہو کر خدا کے حضور میں پہنچ جانا کس  
قدر ناممکنات سے ہے اس میں خدا کے نبیوں کی کس قدر متک ہے؟ خدا کے دربار کی کس قدر تہیج ہے، میں نہیں سمجھ سکتا  
کہ اس بیان سے کون سی خوبی مقصود تھی۔

الحمد للہ کہ قرآن مجید میں یہ فقرہ نہیں۔

## زکریا علیہ السلام

زکریا علیہ السلام کا ذکر لوقا نے نپی انجیل کے ۱۱: ۱ میں کیا ہے اور قرآن مجید کی سورہ مریم کے رکوع ۱ میں اس کا  
بیان ہے۔ لوقا نے زکریا کی دعا کا مضمون نہیں لکھا جو قرآن مجید میں ہے، حالانکہ اس دعا ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ  
خدا کے نبی کو فرزند کی خواہش کیوں تھی۔ آیا انی اغراض پر جس کی وجہ سے سب لوگ فرزند کی تمنا کیا کرتے ہیں یہ دینی مقصد  
کے لیے قرآن مجید میں ہے کہ زکریا نے کہا تھا کہ بیٹا ایسا ملے جو :

يَرْثُنِي وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوبَ  
میرا وارث اور آل یعقوب (بنی اسرائیل) کا وارث ہو

ان الفاظ سے واضح ہے کہ قوم کی بہبود و فلاح اور دین الہی کی اشاعت و قیام کے لیے وہ ایک نبی فرزند کے متمنی تھے  
اور یہی وہ وجہ ہے جو حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو ایسی بات حق کا مستحق بناتی ہے۔ لفظ ارث سے دھوکا نہ کھانا چاہیے  
کہ زکریا جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے وارث کا سوال کرتے ہیں کیوں کہ اگر یہی معنی ہوں تو حضرت زکریا علیہ السلام کا وہ  
بیٹا آل یعقوب کا جبر و رُودوں کے شہر میں تھے کیوں کہ ورثہ بن سکتا تھا۔ آل یعقوب کے لفظ پر مزید غور مطلوب ہے کہ یہاں  
بنی اسرائیل نہیں کہا گیا۔ یہ دونوں دلائل باور کرا دیں گے کہ نبی فرزند کی بابت استدہ کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت  
زکریا کی دعا فوراً بشارت حق کا مزہ لائی تھی۔ لوقا نے ۱۱: ۱ میں صرف یہ الفاظ لکھے ہیں ”خداوند نے مجھ پر نظر فرمایا  
ساتھ ایسا کیا تاکہ لوگوں میں سے میری شرمندگی دور کرے“ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ زکریا علیہ السلام نے فرزند کی تمنا  
صرف انہی اغراض سے کی تھی جو عموماً دنیا داروں کی اپنی اماند سے وابستہ ہوتی ہیں۔

۲۔ لوقا پہ میں لکھا ہے کہ جبرائیل نے زکریا کو یہ کہا تھا "تو گونگا ہو جائے گا اور جس دن تک یہ چیزیں واقع نہ ہوں ہوں نہ سکے گا۔ اس لیے کہ تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہوں گی یقین نہ کیا۔"

اس سے دو باتیں نکلیں (۱) حضرت زکریا علیہ السلام کا گونگا بنایا جانا بطور سزا کے تھا کہ انھوں نے جبرائیل کی بات کا یقین نہ کیا (۲) گونگے پن کی مدت موعود بچہ کی ولادت تک تھی۔

قرآن پاک میں ہے کہ حضرت زکریا نے اس بشارت کی بابت علامت کا سوال کیا تھا اور رب العالمین نے تین دن تک بول نہ سکے کو علامت قرار دیا تھا۔

ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ کیا یہ مضامین قرآن پاک اپنے سے پہلی کتاب سے لیتا ہے یا اس کی کمی کی اصلاح کرتا اور زکریا علیہ السلام کو ایک عیب (سزایابی) سے بچاتا ہے۔

## یحییٰ علیہ السلام

انجیل میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یوحنا، بپتسمہ دینے والا لکھا گیا ہے۔ اُن کا ذکر لوقا ۱: ۵۷ میں اور پھر ۱: ۶۷ نیز ۱: ۷۶ میں ہے۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر سورہ مریم دکن عمران میں ہے، اور بہت اختصار کے ساتھ ہے۔ سورہ مریم میں ہے:

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاَتَيْنَاكَ الْحِكْمَ  
صَبِيًّا وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَّكَانَ  
تَقِيًّا وَبَرًّا اٰلِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا  
عَصِيًّا۔

اے یحییٰ کتابِ شریعت کو خوب محکم بنے اسے روکپن  
ہی میں نبوت و زبردن اور پائیزی دی تھی وہ خدا ترس  
اور ماں باپ سے عمدہ سلوک کرنے والا تھا وہ نہ علم پسند  
تھا اور نہ نافرمانی تھا۔

اور سورہ آل عمران میں ان کی صفت ان الفاظ میں ہے:

مُصَدِّقًا لِّمِمَّا مِّنَ اللّٰهِ وَنَسِيْدًا وَّ  
حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ہ

وہ کلمہ اللہ کی تصدیق کرنے والا ورسید درجہ والوں سے  
انگ رہنے والا اور نبی صالحین میں سے تھا۔

یہ بارہ صفات ایسے ہیں جو مجموعہ لوقا میں نہیں ملتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید باوجود اختصار انجیل سے بہت زیادہ بیان کرتا ہے اور یہ غلط ہے کہ وہاں سے لیتا ہے۔

## عیسیٰ بن مریم علیہا السلام

قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک انسان بتاتا ہے۔



خداوند کہتے ہیں۔  
رسول اللہ بتاتا ہے

اور عیسیٰ بن مریم کو  
قرآن مجید حضرت عیسیٰ کو

اور

عیسائی بن کو  
ابن اللہ کہتے ہیں۔

اس لیے واقعات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسیٰ بن مریم کو بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ ناجیل سے ماخوذ ہیں۔ اس لیے ان کے متعلق زیادہ طول کی حاجت نہیں۔

البتہ مسترآن مجید کا یہ احسان عیسیٰ بن مریم پر ہمیشہ رہے گا کہ اس نے یہود کو کاذب ٹھہرایا اور مریم علیہا السلام کو صدیقہ بتا کر ابن مریم علیہا السلام کی شان کو بلند فرمایا اور اس طرح انجیل یوحنا ۱۶ باب کا وہ فقرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر صادق ہوا "کہ وہ میری بزرگی کرے گا۔"

## باب پنجم

افضلیت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَثَ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا وَجَاءَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَوةً كَثِيرًا كَثِيرًا

آپ بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کا مسئلہ ہر مسلمان کا ایمان ہے، بلکہ ایمان کی جان ہے، اس مسئلہ کا بیان بیان کرنے والے کے لیے آسان نہیں۔

بعض اوقات اس مسئلہ میں ایسا اسلوب کلام اختیار کیا جاتا ہے جس سے ذات سبحانہ تعالیٰ پر نقص لازم ہے یا ایسے پیرایہ میں ذکر ہوتا ہے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شان نمایاں ہوتی ہے اور اس سے وہی صورت منہیہ پیدا ہو جاتی ہے جس کو حدیث میں تخییر بین الانبیاء بتایا گیا اور اہل اسلام کو اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث شریف لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ کو علمائے سلف نے بیان افضلیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانع نہیں ٹھہرایا۔ متقدمین میں سے امام ابو نعیم اصفہانی اور قاضی غیاثی نے اس مسئلہ پر خوب بیان فرمایا ہے:

قرآن مجید میں ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ یہ رسول میں ہر نے بعض اور بعض پر فضیلت دی ہے۔

اس ارشاد کے فضیلت بین الرسل کا وجود متحقق ہو گیا۔ اب اگر قرآن مجید کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا ثبوت ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وہ کسی بندہ کی طرف سے تخییر بین الانبیاء کا فعل نہ ہوگا، بلکہ مراد ربانی کا بیان، در تفسیر ہوگی جو باتفاق علماء جائز اور ضروری ہے۔

انہی وجوہات سے میں نے رادہ کیا ہے کہ اس باب میں صرف آیات قرانیہ کے تمسک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دعا ہے کہ مجھے صورت منہیہ تخییر کے پچھلے دور علمائے کرام سے التماس ہے کہ جس طرز کی ابتدا اس احقر نے باہم سے سمجھیں یہ ہے عن ابی سید خدریؓ کہ بنو غیر مصنف کتاب غدیرؓ دیا۔ عدم محدثین کے میں ولادت شکرمہ وفات شکرمہ نامہ

بن عبد اللہ بن محمد بن سنانؓ موصوفہ فراماد کے شہر سبغہ کے قاضی رافضیہ، حدیث و علوم کے امام تھے شارق، نوار در کتاب شارق کے مصنف۔ ولادت شکرمہ وفات شکرمہ



بے بضاعتی کی ہے۔ اُسے درجہ کمال و اتمام تک پہنچایا جائے۔

یہ مضمون اپنی موجودہ صورت میں خود راقم کے نزدیک بھی منبوز نامکمل ہے اور اس کی تکمیل کے لیے چند دقیق مضامین بہ شرح و بسط لکھنے کی ضرورت تھی جن کو میں نے جلد سوم میں شامل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

اس مضمون میں صرف انہی انبیائے کرام سلام اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے مبارک کا ذکر کیا گیا ہے جو قرآن حکیم میں مذکور ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض معزز ناظرین کسی مقام کو پر طبع کر تصور فرمائیں کہ اس سے افضلیت کا ثبوت کیوں نہ کیا لیکن جب وہ دیکھیں گے کہ فضائل شریفہ ایسے ہیں جن سے ناص خاص نبی یا رسول مخصوص پائے جاتے ہیں اور ان فضائل کا بروز و ظهور وجود باجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی پایا جاتا ہے تو اس وقت شک راہو جائے گا کہ قَبْهْدُ بَعْهْدُ قَتْدَہ کا مفہوم یہ ہے ع

آنچہ خواباں ہمسر دارند تو تنہا داری

## آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام کے فضائل بہت ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات مبارک میں بھی وہ فضائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (بقراءہ)

خدا نے آدم علیہ السلام کو سب اسماء سکھائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا ذکر بہ طور شارد و ربانی فرمایا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس نفس قدسی کی تعلیم خود خدا نے عالم نے فرمائی ہو۔ اس کا علم و فضل تمام واکل ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے:

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِصْنَ وَيُعَلِّمُكُمُ

یہ رسول تم کو کتاب و حکمت سکھاتا اور ایسے علوم سکھاتا ہے

جو تم نہ جانتے تھے۔

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (۱۵۱: ۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بہ طور است و عالم فرمایا ہے۔ لفظ کتاب کے تحت میں جملہ شرائع الہیہ جاتے ہیں اور لفظ حکمت کے تحت میں جملہ علوم فی ضلہ و نافود داخل ہیں اور فقرہ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ کے تحت میں عالم ملکوت و جہان قلب کے وہ سب اسرار و غوامض آجاتے ہیں جن کے تا زمان بعثت نبوی عالم مادی کے کان نا آشنا اور متمن دنیا کے قلوب بے بہرہ تھے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کے متعلق فرمایا ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ نَسِیَ

ہم نے آدم سے پہلے عہد کیا تھا، مگر وہ بھول گیا۔

اس آیت میں حضرت آدم کی صفت بشریت کا اظہار فرمایا گیا اور بتایا گیا ہے کہ نسیان لازم بشریت ہے۔ اس لیے کسی شخص کو شایاں نہیں کہ آدم کے ایک فعل یا ترک فعل پر جس کا صدور یہ وجہ نسیان ہوا خودہ گیری کرے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں علیم الحکیم فرماتا ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى  
ہم تجھے پڑھاتے ہیں گے در تجھے نسیان نہ ہوگا

اس آیت میں لفظ سَنُقْرِئُكَ پہلی آیت کے لفظ عَلَّمَ اَدَمَ کے معنی کو ظاہر کر رہا ہے اور بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خود باری تعالیٰ الْمُقْوِنِ (حرفاً حرفاً سکھانے والا) ہے۔

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسیان کی نفی کر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ غوائل بشریت کو رسالت محمدیہ سے کوئی لگاؤ نہیں۔

۳۔ آدم علیہ السلام کی بابت فرمایا گیا ہے:

فَتَلَقَّى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ  
آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات پائے اور رب نے آدم پر توبہ فرمائی

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی سے مشرف فرمایا نیز اس فعل تاخوش آئند کے اثر سے حضرت آدم علیہ السلام کو پاک ٹھہرایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یمن و برکت کی بابت فرمایا گیا ہے:

وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ  
خدا تعالیٰ اپنے کلمات سے باطل کو محو کرتا اور حق کو حق ٹھہرتا

اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ وَهُوَ الَّذِي  
ہے۔ وہ دلوں کی بات کا جاننے والا ہے وہی ہے جو اپنے

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ (۲۴: ۲۵)

بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

اس آیت میں ان کلمات کا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے، ذکر ہے۔ نیز ان کلمات کی تاثیر و

فیوض کا بھی جو امت محمدیہ کو ان سے حاصل ہونے والے ہیں۔

۴۔ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ  
تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جانا۔ جب تم کالوں

الْفَٰرِغِينَ ۚ فَاَزَلْتُمَا الشَّيْطٰنَ عَنَّا فَخُورَجْتُمَا  
میں سے ہوجاؤ گے، مگر شیطان نے ان دونوں کو پھسلا دیا۔

لے واضح ہو کہ یہی حدیث صحیحہ میں بنی مرسلہ کے ساتھ مذکور ہے حدیث ذی الیدین میں در حدیث پر سلام اور حدیث بی بحینہ میں در حدیث سے قیام

در حدیث بنی مسعود میں مہر کی پانچ کھنکھانیاں بیان کیا گیا ہے ہمارے نزدیک یہ حدیث بھی آیات قرآنی کے معارض نہیں دل تویہ کر نسیان در شے

ہے سو اور شے نسیان میں ذہن و غفلت و لغت و ذہن شامل ہیں اور سو مرتبہ شغل کے لیے سنا ہے۔ قرآن مجید ہر دو آیات مذکورہ بالا میں

غفلت نسیان ہے سو نہیں۔ دوم نسیان کا حقیقی علم ہے وہ سو کا فعل ہے۔ نقد



مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (۲۱: ۳۵-۳۶)

جہاں تھے وہاں سے نکلوا یا اور ہم نے کہا: اور تم سے بعض بعض کا دشمن ہوگا۔

اس آیت میں ایک شجرہ کا ذکر بہ طور آزمائش گاہ کے ہے در صورت خلاف پائے جانے پر ظلم پر خود، اخراج بہبوط، عداوت یک دیگر کا ذکر بہ طور نتیجہ فرمایا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال میں بھی ایک شجرہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَعَائِهِمْ كَثِيرَةً يَأْخُذُ وَنَهَا

ان سب مومنوں سے جب وہ درخت کے نیچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے۔ خدا راضی ہوا خدا نے ان کے دلوں کی حالت کو جان لیا پھر اس پر سکینہ نازل فرمایا نیز ان کو فتح قریب دی اور معاف کثیر بھی دیے جن کو وہ حاصل کریں گے۔ (۱۸: ۳۸)

یہاں بھی ایک شجرہ آزمائش گاہ ہے اور اس آزمائش کا نتیجہ رضوان الہی خلوص قلب، نزول سکینہ حال و استقیل کی فتوحات و معاف کا حصول ہے۔

۵۔ آدم علیہ السلام کی بابت اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے:

قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا اٰدَمَ فَسَجَدُوْا (۲: ۳۴)

ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، انھوں نے سجدہ کیا۔

اس آیت سے آدم علیہ السلام کی رفعت شان بخوبی نمایاں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ

خدا اور ملائکہ فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجا کرتے ہیں۔ (۵۶: ۲۳)

یُصَلُّوْنَ میں اصرار پایا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ صلوٰۃ بر نبی ملائکہ کے اشتغال دائمی میں سے ہے اور چونکہ رب العالمین نے بھی صلوٰۃ کو ذات قدسی سے نسبت دی ہے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بلند کی رفعت بہت برتر ہو جاتی ہے۔

## اور پس علیہ السلام

حضرت اور پس علیہ السلام کا زمانہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اُن کی صفت میں فرماتا ہے :

إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (۱۹ : ۵۶) وہ بہت راست گزینی تھا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں فرمایا گیا ہے :

الَّذِي جَاءَ بِالْحَقِّ وَدَعَا إِلَى الصِّدْقِ . وہ جو صدق کو لے کر آیا

۲۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے حق میں ہے :

وَرَفَعْنَا مَكَانًا عَالِيًّا

ہم نے ادریس علیہ السلام کو درجہ عالی پر بلند کیا

اس آیت سے حضرت ادریس کی بلندی شان بخوبی نمایاں ہے ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ہم نے تیرے ذکر کو رفعت عطا کی ۔

اس کی تفسیر حدیث قدسی میں یوں ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا مبارک نام آتا ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی بھی ضرور آتا ہے ۔ اذان ، تکبیر ، تشہد ، خطبہ ، نماز ۔ کوئی ایسا مقام نہیں جہاں اسم ہمایوں کا ذکر نہ ہوتا ہو ۔ بقا دعائیں حضور کا مبارک نام درود شریف میں آجاتا ہے ۔ یہ جملہ اقسام مناسک اسلام میں ہیں ۔ انبیائے پیشین نے حضور کے مقام ولادت دارالہجرت ، حلیہ ، مکارم اخلاق ۔ محاسن فضائل کا ذکر بہ کثرت کیا ہے ۔ مجموعہ بائیس میں حضرت ابراہیم ، حضرت یعقوب ، حضرت موسیٰ ، حضرت داؤد ، حضرت سلیمان ، حضرت یسعیاہ ، حضرت یرمیاہ ، حضرت دانیال ، حضرت خرقی ایل ، حضرت حبیب ، حضرت ملاک ، حضرت یحییٰ ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے محمدی اور نعوت احمدی کو عجیب عجیب اسلوب سے بیان فرمایا ہے اور یہ امر رفعت ذکر کی روشن ترین دلیل ہے ۔

مندرجہ بالا پیشین گوئیوں کا مفصل ذکر اور شرح انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی جلد سوم میں ہوگی ۔

## ایاس علیہ السلام

۱۰۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ادریس نبی کا نام ہی ایاس ہے ۔ اس لیے اُن کا ذکر حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ ایاس علیہ السلام نے قبل بُت کے خلاف وعظ فرمایا اور لوگوں کو ترمیم کی دعوت دی تھی :

إِذْ قَانَ لِقَوْمِهِمْ أَنْ تَتَّقُونَ هَ أَتَدْعُونَ

ایاس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے کہ جل کو تو پکا رتے ہو

يَعْبُدُونَ إِلَّا هَ أَتَدْعُونَ الْخَالِقِينَ هَ أَتَدْعُونَ

درجن الخالقین کو پکارتے ہو ۔



کسی بُت کا نام لے کر تردید کرنا بڑی جرأت کا کام ہے، کیونکہ اُس سے سخت خصومت پیدا ہوتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عرب کی مشہور دیویوں کے نام لے لے کر بُت پرستوں پر محبت الہی ختم فرمائی اور ان کو توحید کی جانب دعوت فرمائی تھی۔ قرآن مجید میں ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۖ وَمَنَاةَ  
الثَّالِثَةَ الْاُخْرَىٰ ۚ اَلْكَفُ الذَّكَوٰلُ ۚ اَلَا تَنْتَهِیْ  
تِلْكَ اِذَا قَسَمْتَ لِیٰزُیۡرِی ۚ اِنِّیۡ هِیَ اِلَّا اَسْمَآءُ  
سَمَّیْتُهَا اَنْتُمْ وَاِیَّاءُ كُفَّ مَا اَنْزَلَ  
اَللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ اِنِّیۡ یَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الْاَفْهٰقَ  
وَمَا تَهْوٰی اِلَآ اَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِنْ رَّبِّهِمْ  
اَلْهُدٰی (۵۳ : ۱۶ تا ۲۳)

یہ تم نے لات اور عزی اور منات تیسری منات کو دیکھا  
کیا تمہارے لیے توبے بہوں اور خدا کے لیے بیٹیاں۔  
یہ تو بھونڈی بانٹ ہے لوگو! یہ تو نام ہی نام ہیں جو تم  
نے رکھ لیے ہیں اور تمہارے باپ داداں نے مڑیے ہیں  
خدا نے اس بات کی کوئی دلیل نہیں اتاری تم تو اپنے  
بیگانہ اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کر رہے ہو  
جاننا کہ تمہارے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ بہت سے بتوں کے خلاف اپنی آواز کو بلند فرمایا تھا، اس لیے حضور کو بہت سخت ابتلاؤں کا تحمل فرمانا پڑا۔

## نوح علیہ السلام

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔ انھوں نے توحید کی تبلیغ میں مساعی جمیلہ فرمائیں اور جملہ مصائب کو طیب قلب اور انشراح صدر سے برداشت کیا۔ کتاب حمید میں اُن کا ذکر متعدد مقامات پر ہے۔

۱۔ دو جگہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ایک ہی آیت میں جمع فرمایا گیا ہے اور ہر دو جگہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو تقدیم دیا گیا ہے:

اَلَا اِنَّا اَوْحٰیۡنَا اِلَیْكَ کَمَاۤ اَوْحٰیۡنَاۤ اِلٰی نُوْحٍ  
وَ النَّبِیِّیۡنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ (سورہ نسا ۱۶۴)  
رَبِّ ۚ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیۡنَ مِیثَاقَهُمْ  
وَمِنْکَ وَ مِنْ نُّوحٍ وَاِبْرٰہِیۡمَ وَاٰدَمَ  
وَعِیۡسٰی ابْنِ مَرْیَمَ ۚ

ہم نے تجھ پر وحی بھیجی، جیسے کہ نوح علیہ السلام اور ان کے  
بعد انبیاء علیہم السلام پر وحی بھیجی تھی۔  
جب ہم نے انبیاء علیہم السلام سے اُن کا میثاق لیا  
اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم و موسیٰ  
علیہم السلام اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے

میثاق لیا۔ (۴ : ۳۳)

آیت اول میں بتایا گیا ہے کہ جملہ انبیاء کی وحی کی حقیقت ایک ہی ہے۔ دوسری آیت میں اولوالعزم رسول کے نام بتائے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ حضرت نوح سے حضرت عیسیٰ تک جو نام بیان ہوئے ہیں، ان میں ترتیب مانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اقتضائے ترتیب یہ تھا کہ حضور کا نام عیسیٰ بن مریم کے بعد ہوتا مگر نہیں وہ تو سب سے پہلے بیان فرمایا گیا ہے۔

۲۔ نوح علیہ السلام کی شان میں فرمایا گیا ہے :

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ  
ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا

سورہ توبہ و شعراء و سورہ ص و ہود وغیرہ میں بھی نوح کا اپنی ہی قوم کے لیے رسول ہونا بیان ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ  
إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (اعراف)

آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام خدائی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو وسیع فرمایا ہے۔ ۳۔ نوح علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے :

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ (۴۶ : ۱۱۴)

اس آیت سے نوح علیہ السلام کا خلق اور اُمت مومنہ پر شفقت و اللطف کا حال اصل معلوم ہوتا ہے۔ (الف) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ  
بِالْعَدَاوَةِ وَالْعِشْيَةِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اسی کی  
رضا چاہتے ہیں۔ تو ان کو اپنے سے الگ نہ کر

(۵۲ : ۶)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا :

يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ  
عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ (۴۸ : ۱۱)

اے نوح! بکشتی سے ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ  
جو تجھ پر اور تیرے ساتھ کے گروہوں پر ہیں اتر۔

اس معلوم ہوتا ہے کہ جو گروہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے معیت رسول کی وجہ سے برکتوں کو نازل فرمایا تھا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :



الف۔ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے

(۲۳ : ۲۳)

ب۔ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ

اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت

نَعَمَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۵ : ۶)

کا اتمام کرے تاکہ تم شکر کیا کرو۔

ج۔ لِيُطَهِّرَكُمْ كَذَّبَ وَيَذْهَبَ عَنْكُمْ رِجْزَ

تاکہ تم کو اس سے پاک کرے اور شیطان سے

الشَّيْطَانِ وَلِيُزَيِّطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ

سے دُور کرے۔ تمہارے دلوں کو ملائے اور تمہارے

بِهِ الْاِقْدَامَ (۱۱ : ۱۱)

پاؤں جمائے۔

ہر سہ آیات پر غور کرو۔ صلوٰۃ، تطہیر، اتمام نعمت، دوری رجز شیطان، ارتباط قلوب، ثبات اقدام کے وعدے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرمائے گئے ہیں اور جو لوگ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِاِحْسَانٍ کے مصداق ہیں وہ بھی ان سب وعدوں میں 'ان ہی کے تحت میں داخل ہیں۔ یہ جملہ برکات اُمت محمدیہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع و محبت کی وجہ سے عطا ہوئی ہیں۔

## ہود علیہ السلام

۱۔ ہود علیہ السلام کی نبوت پر قوم کی عجز یہ تھی کہ وہ بشر ہیں۔

قرآن مجید میں ان کے الفاظ یہ ہیں :

وَمَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (۲۴ : ۱۱)

ہم تو تجھے اپنے ہی جیسا بشر دیکھتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی کفار کا بڑا عجز امن یہ تھا :

اَبَعَثَ اللّٰهُ بُشْرًا رَّسُوْلًا (۹۳ : ۱۰)

کیا خدا نے بشر کو رسول بنایا۔

۲۔ ہود کے سامنے قوم کے مالدار لوگ کہا کرتے تھے :

وَمَا شَرَاكَ اَتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ

ہم دیکھتے ہیں کہ وہی دُک تمہارے پیچھے ہو گئے ہیں تو

اَرَاٰذِلْنَا بَادِيَ السَّوْاِیِ (۲۴ : ۱۱)

ہم میں سے رذیل و رموٹی عقل کے ہیں۔

امتیان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی متکبران مکہ یوں ہی کہا کرتے تھے :

اَنُؤْمِنُ كَمَا اَمَّنَ السُّفَهَاءُ (بقرہ)

کیا ہم بھی وہی مانیں جو بے سمجھ لوگ مان گئے ہیں۔

یہ جھوٹے مغرور جن لوگوں کو سفہا بتاتے تھے، زمانہ نے دیکھ لیا کہ وہی لوگ امن بیسٹ کے پھیلنے والے

مسادات کا سبق دینے والے، عرب، مصر، ایران، شام، عراق و فلسطین کو علم اور تہذیب اور شائستگی دینے

نے ہود علیہ السلام کا زمانہ ابراہیم علیہ السلام سے پیشتر کا ہے۔ جلد دوم

والے تھے اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب رفیع کس قدر اعلیٰ ہے۔ جب حضور کے اتباع والوں کی شان یہ ہے۔

۳۔ ہود علیہ السلام کا فرد کے سامنے فرماتے ہیں:

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ  
وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ  
میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے قبضہ میں خدا کے خزانے  
ہیں، نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں نہ  
یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ (۱۱ : ۲۷)

یہی الفاظ سورہ النعام کے پانچویں رکوع (آیت ۵۰) میں ہیں اور ان کے شروع میں لفظ قُلْ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان الفاظ کے سنا دینے کا حکم دیا تھا۔ ان الفاظ کے سنانے سے مدعا یہ ہے کہ خدا کا نبی اپنی نسبت کسی خوش اعتقادی کے ظنون کو پسند نہیں کرتا ان کے لیے وہی سچی تعریف کافی ہے جس کا مستحق اللہ تعالیٰ نے اُن کو فرمایا ہے۔

## صالح علیہ السلام

اللہ پاک نے بتایا ہے کہ صالح علیہ السلام کے وعظ خالص توحید کے استحکام اور بطلان شرک کی بابت ہوا کرتے تھے۔

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ  
هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ  
فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ تَتُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي  
قَرِيبٌ تَجِيبُ ۝ (۱۱ : ۶۱)

اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا اور  
کوئی تمہارا معبود نہیں۔ اسی نے تم کو خاک سے بنایا اور اس  
میں آباد کیا پس اس سے بخشش مانگو۔ وہی کی جانب توبہ کرو  
میرا پروردگار قریب ہے اور قبول کنندہ بھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ برحکم ربانی یہ ہوتا تھا:

قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ  
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ  
وَالْأَرْضُ لِلَّهِ وَأَسَعَدَ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ  
أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ وَأُمِرْتُ أَنْ

کہے (پہنچا) کہ اے ایمان لےنے والے لوگو! تمہاری  
نصیحت کرو (بجھاؤ) جو دنیا میں نیکی کرتا ہے اس کے لیے نیکی ہی  
نیکی ہے (بجھاؤ) کہ خدا کی ترس فراخ ہے کوئی عباد کرنے میں  
رد نہ ہو کہ اسے ترقہ دہ جھوٹو (بجھاؤ) کہ میرے گروہوں  
کو ان کا اجر بے اندازہ دے گا۔ بتا دے مجھے یہ حکم ہے کہ

۱۔ صالح علیہ السلام کا زمانہ حضرت برہم علیہ السلام سے پیشتر کا ہے۔



أَكُونُ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ . قُلْ إِنْ أَخَافُ  
 أَنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ . قُلْ  
 اللَّهُ أَعْبَدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي . وَاعْبُدُوا  
 مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ قُلْ إِنَّ الْخَيْرَ فِي الَّذِينَ  
 خَيْرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا  
 ذَلِكَ هُوَ الْخَسِرَانُ الْمُبِينُ .

(۵۷ : ۱۰)

دیں گے (یہ رکھو) یہی حکم کھد ٹوٹا ہے ۔

مندرجہ بالا آیات پر جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کے مضامین پر جامع ہے، غور کرو کہ حضور کیسے کیسے اسلوب بدیع کے ساتھ توحید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

## خلیل الرحمن ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت قرب اور مشاکلت کلی ہے۔ حضرت ابراہیم ہی نے دعائیں کی تھیں کہ حضور مکہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو فرمایا وَآتَيْنَاكَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ اس لیے واقعات ذیل خاص غور کے لائق ہیں:

۱۔ ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَلَّمَآ آدَمُ وَآدَمًا لِلْحَرَبِ أَطْفَاءَهُ اللَّهُ

وہ جب جنگ کے لیے آگ بھڑکاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ

اُسے بجھا دیتا ہے

(۶۳ : ۵)

۲۔ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ  
 وَإِسْمَاعِيلُ

(۱۲۴ : ۲)

جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ

کی بنیادوں کو بلند کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کعبہ کو قبلہ بنانے کے لیے منتخب کر لیا اور رب العالمین نے حضور کے میدانِ قیام

کو دیکھ کر اسی کے موافق حکم نازل فرمایا:

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ

ہم نے تیرے رخ کا آسمان کی طرف پھرنا دیکھا ہم تجھے اس قبلہ

فَلَنَوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (۲ : ۱۴۴) کی طرف جیسے تو پسند کرتا ہے پھیر دیں گے۔

۳۔ ابراہیم علیہ السلام نے بُت خانہ کے بتوں کو توڑا !

فَجَعَلَهُمْ جُنُودًا (الانبیاء رکوع ۵) پس انہیں ٹہرے ٹہرے کر دیا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کو باہر نکلا کر دائمی حکم بطلان منعم پرستی کا صادر فرمایا :  
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ

كَانَ زُهُوتًا (۱۴ : ۸۱)

۴۔ ابراہیم علیہ السلام نے ابتدائی عمر میں ایک بیوی پر اکتفا کر کے پھر آخر عمر میں متعدد نکاح کیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی سنت ابراہیمی پر عمل فرمایا۔

۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا :

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (۲۲ : ۲۷) لوگوں میں حج کا اعلان کر دے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرضیت حج کا حکم مع شرائط استعانت سنایا :

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتِثْنَاءَ (۲ : ۱۹۷) اور واسطے اللہ کے اوپر لوگوں کے حج کرنا جس گھر کا یعنی کعبہ  
إِلَيْهِ مَبِيلًا (ال عمران ۱)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو البغض باللہ کی صفت حبیلہ میں دنیا کے سامنے نمونہ بنایا۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ  
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا اتَّبِعُونَا إِنَّا بَرَآءُونَ  
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

(۲۱ : ۶۰) بیزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا کے لیے الْحُبُّ فِي اللَّهِ کی صفت حبیلہ میں بہترین نمونہ

ٹھہرایا اور ارشاد فرمایا :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ  
لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ، الْآخِرَ

وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (۲۱ : ۳۳) میں (احزاب)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن سے ایمان باللہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ان صفات میں سے پہلا عظیم درستیہ  
ولد آدم تمام عالم کے اسود قرار دیے گئے ہیں۔ دنیا کو ضرورت ہے کہ ان بہترین و اکمل ترین کی سیرت و افعال و اقوال



سے بہ خوبی واقف ہو، تاکہ ہر قول ہر فعل ہر عمل کسی نمونہ کے مطابق کیا جائے جو منظور شدہ بارگاہ سرمدی ہے۔  
۶۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے خلق کی تعریف فرمائی ہے اور ارشاد کیا:

إِنَّا إِبْرَاهِيمَ لَا وَادَّ حَبِيبٌ (۹ : ۱۱۳)  
ابراہیم بہت نرم دل و بردبار تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کی جس کدم مبین میں صفت فرمائی گئی۔ سنرمایا:

(الف) إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (۶۸ : ۴)  
تو بزرگ ترین اخلاق پر متصف ہے

(ب) قِيمًا دَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ  
یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ تجھے نرم تر بنایا، اگر تو

فَقَطًّا عَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نَقْضُوا مِنْ حَوْلِكَ  
دھشت طبع سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے جاگ

(۳ : ۱۵۹) جاتے۔

۷۔ ابراہیم علیہ السلام نے منکر و جود باری تعالیٰ کے ساتھ جو مناظرہ کیا تھا وہ قرآن مجید میں مذکور ہے:

فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ  
اللہ تعالیٰ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو اُسے  
بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ (۲ : ۲۵۸)  
مغرب سے نکال دے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی منکر حشر اِجساد پر جو دلائل قائم کیے ہیں وہ کتاب حکیم میں درج ہیں:

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ  
کہہ دے مردہ کو وہی زندہ کرے گا جس نے اُسے باراق

خَلْقٍ عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ  
پیدا کیا تھا۔ وہ ہر پیدائش کی حالت کا خوب علم رکھتا ہے۔

الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِّنْهُ تُوقَدُونَ  
وہ جس نے ہر درخت سے آگ کو نکالا، جس سے تم روشنی

لیا کرتے ہو۔ (۲۶ : ۷۹ - ۸۰)

ہر دو واقعات میں مشابہت کئی اس طرح بھی قائم ہو جاتی ہے کہ دلائل ابراہیمی بھی تعلیم من اللہ کا نتیجہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
نے بتا دیا تِلْكَ جُحْتُنَا إِنَّا كُنَّا هَا اِبْرَاهِيمَ اور براہین محمدی بھی وحی من اللہ ہیں۔ اسی آیت کے غازیں لفظ قُلْ میں راز  
کا انکشاف کر رہا ہے۔

## لَوْطُ عَلِيهِ السَّلَام

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بزرگ زادہ ہیں۔ بی بی سارہ کے بعد سب سے پہلے ہی حضرت ابراہیم  
پر ایمان لائے تھے اور خلیل الرحمن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں انھوں نے ہجرت الی اللہ کی تھی۔

۱۔ قوم نے ان کو اخراج کی دھمکی دی تھی:

۱۔ حضرت لوط کا زمانہ مشن قبل مسیح پایا جاتا ہے۔ ان کی وراثت کا زمانہ معلوم نہیں ہے۔ فقط

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَدِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ اے لوط! اگر تُو نہ کر نصیحت کرنا نہیں چھوڑے گا تو یہاں

سے نکال دیا جائے گا۔

(۲۹ : ۱۲۸)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراج کی بھی تجاویز کی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے :

تَكْتُمُوا آيَاتِنَا فَهَذَا وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اپنی سوگندوں کو توڑ دیا اور رسول کو باہر نکال دیتے کا

قصد کر لیا۔

(۲۱ : ۷۴)

۲۔ لوط علیہ السلام کی قرم کی حالت اللہ تعالیٰ نے ان جامع الفاظ میں بیان فرمائی ہے :

كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ (۲۱ : ۷۴) وہ خباثت والے کام کیا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنار میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اَصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ہمارا بنی لوگوں پر غمیت عادتوں، ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہراتا ہے جن کے بوجھ اتارنا اور ان کی گردنوں سے

طوق نکالتا ہے۔

(۷ : ۱۵۷)

۳۔ لوط علیہ السلام کی مدد اور ان کے اعداء کی تباہی کے لیے فرشتوں کا ترن، قرآن پاک میں مذکور ہے :

يَلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِيْلُوْا اے لوط! ہم تیرے خدا کے فرستادے ہیں۔ تیرے

دشمن تیرے قریب نہ آئیں گے۔

(۸۱ : ۱۱)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ مدد فرشتوں کی بابت فرماتا ہے :

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اَلْفٍ خدا تعالیٰ ہی مدد پانچ ہزار فرشتوں سے جن کی مدد پر وہ

فرشتے بھی ہوں گے، فرمائے گا۔

مِنْ اَنتِیْكَ مُسَيِّمِيْنَ

مؤلف کتاب کے ایک نعتیہ قصیدہ کا مطلع ہے :

اے از جہاں و ہر چہ در و برتر آمدہ

بہر توفتدیاں مدد شکر آمدہ

اسمعیل علیہ السلام

قرآن مجید حضرت اسمعیل علیہ السلام کی صفت میں فرماتا ہے :

وہ وعدہ کا سچا تھا۔

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (۱۹ : ۵۴)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدوں کے پورا ہونے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مومنین کی زبان سے فرمایا ہے :



قَوْلُهُ هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ (۳۳ : ۲۲)  
یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ خدا اور رسول نے ہم سے کیا تھا  
اور خدا اور رسول نے سچ فرمایا تھا۔

۲۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی صفت میں فرمایا گیا ہے :  
كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ زَرِيرًا  
اپنے کنبہ و رشتہ داروں کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔  
اس آیت میں سکھایا گیا ہے کہ اصلاحِ اول کنبہ سے شروع ہونی چاہیئے۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا ہے :

(الف) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (۳۳ : ۲۲)  
(ب) وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ  
اپنے کنبہ کو نماز کا حکم دے اور اسی پر قائم رہ۔  
اپنے کنبہ کے زیادہ تر نزدیکوں کو (خصوصیت سے) ڈرادے۔  
(۲۶ : ۲۱۳)

برود آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کے علاوہ اقارب کو بھی خاص اہتمام سے تبلیغِ رسالت فرمائی تھی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَعَزِمْنَا إِلَىٰ يَرْحُمَ عَلَيْنَا يَا مَعْشَرَ النَّبِيِّينَ  
بَنِيَّ لِلْحَالِيفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالزَّكَّاءِ  
السُّجُودِ (۲۵ : ۲۱)  
ہم نے برہم و سمیں سے غم دیا کہ تم دونوں میرے  
گھر کو ہوا و آواز والوں، اعشقات و لوں اور رکوع و سجود  
والوں کے لیے پاک کرو۔

یہ ظاہر ہے کہ اس عہد میں حضرت اسحق و ران کی شاخ داخل نہیں۔  
حضرت اسمعیل کے فخر و دومانِ فرزند یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو یہ حکم سنایا :  
قُولُوا أَجُوبُوا لَكُمْ شَهْرًا (۲۵ : ۲۲)  
ترجمہ : اپنے مژدہ مسجدِ اعرام کے سامنے کے رخ پھیر دو۔  
اس حکم سے ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے بتایا کہ کعبہ ہی تمام مساجدِ دنیا کا قبلہ ہے۔

## اسحاق علیہ السلام

اسحق علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں مفرداً کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ یا حضرت اسمعیل کے ساتھ یا  
حضرت یعقوبؑ کے ساتھ ان کا اسم گرامی آتا ہے۔

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر پوری سو سال کی تھی جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔ یہ ۱۰۰ سال کے تھے جب ان کی شادی ربقہ بنتِ بکر سے ہوئی وہ  
عمر بزرگاری کی پوتی ہیں۔ ۱۰ سال کے تھے جب ان کے ہاں دو ترام بچے عیسا اور یعقوب پیدا ہوئے۔ زیادہ تر فلسطین میں رہے۔ ۱۰۰ سال کی  
عمر پاکر مالکِ قبر کے برابر قون ہوئے۔  
جلد دوم

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَبَشِّرْنَاهُ بِاسْمٰحٍ

ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق کی بشارت دی۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت اسحق کی پیدائش کی بشارت اُن کی پیدائش سے پیشتر دی گئی تھی اور یہ بڑا منجیب

اور فضیلت ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ حضرت عیسیٰ نے لوگوں سے کہا تھا:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ

میں احمد رسول کی جو میرے بعد آئیں گے بشارت

احمد

(۶۱ : ۶۲)

دیتا ہوں۔

## يعقوب عليه السلام

يعقوب عليه السلام کا ایک وعظ جو انھوں نے بیٹوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قرآن مجید میں مذکور ہے:

اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي

يعقوب نے بیٹوں سے پوچھا تم میرے بعد کس کی عبادت

تَقُولُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اَبَائِكَ اِبْرٰهِيْمَ

کر دگے، وہ بولے تیرے خدا کی اور تیرے باپ دادوں

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَ اَحَدًا اَوْ نَحْنُ

ابراہیم واسمعیل واسحق کے خدا کی جو اکیلا معبود ہے ہم عبادت

لَهُ مُسْلِمُونَ (۲ : ۱۳۳)

کریں گے اور ہم اُسی کے فرمانبردار رہیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام بھی کل دنیا کے لیے یہی ہے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ تَعْبُدُونَ الَّذِي

پہلوں کو پیدا کیا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ وہ خدا جس نے

جَعَلَ لَكُمْ اَرْضًا فِرَاشًا وَ السَّمَاءَ بِنَاءً

تمھارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور

وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهِ مِنَ

اوپر سے پانی اتارا، پھر پانی سے میوے بنائے کہ تم کھاؤ

الشَّجَرَاتِ ثُمَّ قَالَتْ لَهُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا

بس اللہ کے ساتھ اوروں کو شریک نہ بناؤ جب تم جانتے

وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۲ : ۲۱-۲۲)

ہو کہ خدا تعالیٰ کے برابر کا کوئی بھی نہیں ا۔

۱۔ جہان ہر کاموں کے گھر گئے اُس کی دور درازیوں سے نکاح کیا۔ بیس سال وہاں رہ کر واپس شام کو آئے۔ واپسی کے وقت رات ۷

نے اُن کو اسرائیل کا خطاب دیا۔ ان کی واپسی کے بعد حضرت اسحق کا انتقال ہوا۔ یہاں اُن کے برادران یوسف نے حضرت یوسف کو چاہیے گرایا جب

حضرت یوسف کا پرتگ گیا تب حضرت یعقوب بیٹوں پر توں اور ان کی ازواج سمیت کنبہ کے ۶۸ لوگوں کے ساتھ مصر گئے وہاں ۱۷ سال رہے وہیں

۱۴۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ۴۰ دن تک ان کے جسم میں خوشبو بھری گئی۔ پھر شی کوستان لائے اور حضرت ابراہیم کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ فقہ



۲۔ یعقوب علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی :

وَلَا تَيْلَسُوا مِنْ دَرْجِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُفْسِدُ  
مِنْ دَرْجِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی نا اُمید مت ہو اللہ تعالیٰ  
کی رحمت سے نا اُمید تو کافروں کا کسب ہی ہوا کرتے  
ہیں۔

(۸۴ : ۱۲)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم بھی اُمت کو یہ ہے :

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ  
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۱۳۹ : ۲)

ہمت نہ مارو، غم زدہ نہ ہو تم ہی غلبہ رہو گے۔  
جب تم مومن ہو۔

۳۔ زیاں کار گنہگار فرزند حضرت یعقوب سے درخواست کرتے ہیں :

يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا  
خَاطِئِينَ (۹۴ : ۱۲)

اے باپ! ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی مغفرت چاہو  
ہم تو جان بوجھ کر خطا کرنے والے ہیں۔

اور یعقوب علیہ السلام ان کو فرماتے ہیں :

سَوْفَ اسْتَغْفِرُكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ  
الرَّحِيمُ (۹۸ : ۱۲)

میں اپنے رب سے تمہارے لیے مغفرت کا سوال کروں گا  
اور وہ تو خطاؤں کو ڈھانپنے والا مہربان و مہربان ہے۔

رب العالمین کل اہل عالم سے فرماتا ہے اور ان کو رحمتِ عالم کی شان بتاتا ہے :

وَلَوْ أَنْتُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ جَاؤُمْ  
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ  
لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر یہ تیرے پاس  
آئیں اور خدا سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے  
بخشش چاہے تب وہ دیکھیں گے کہ خدا تعالیٰ تو بہت التفات  
اور رحم فرمانے والا ہے۔

(۹۴ : ۱۲)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بلند کو معلوم کرنے کے لیے وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ پر غور کرنا چاہیے

یہی راز ہے کہ ہر دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے کیوں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے لوگوں کو یہ مبارک موقع حاصل تھا کہ حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لیے دعا کرائیں۔ اس عہد ہمایوں کے انقرض  
کے بعد اہل عالم کے واسطے صرف یہ طریق رہ گیا ہے کہ حضور پر درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کا مستحق خود کو  
ٹھہرائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِيْ مَلَا الْاَعْلٰى  
اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

## یوسف علیہ السلام

حدیث پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام کو الکریم ابن الکریم ابن الکریم فرمایا ہے:  
۱۔ **قُرْآن مجید میں اُن کے رؤیا کا ذکر ہے:**

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ أَيْنَهُمْ لِي سَاجِدِينَ (۱۲: ۴۷)  
میں نے گیارہ تارے اور سورج، چاند کو دکھایا۔ میں نے  
دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خواب چند سال کے بعد اس طرح پورا ہوا کہ یوسف علیہ السلام کے والدین اور گیارہ کے گیارہ بھائی اُن کے مل جانے پر سجدہ گزار ہوئے تھے۔ خواب پورا ہوا، مگر لمبی مدت کے بعد پورا ہوا۔ اور درمیانی زمانہ میں بھائیوں کی عداوت کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سی تکالیف اٹھانی پڑیں اور بھائیوں کو بھی ان کی غلطی کے بعد مصائب پھیلنے پڑیں۔ بھائی یہ نہ سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کا اُن کے اندر رہنا باعث برکت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنِ شَاءَ اللَّهُ أَمِينٌ مُخْلِطِينَ رُءُوسَهُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ه (۴۹: ۲۷)  
خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب بالکل سچا کر دکھایا  
خواب یہ تھا کہ مسلمان احرام کے لباس میں انشاء اللہ  
داخل مسجد الحرام ہوں گے اور ان کو کسی فحش لطف کا ڈرا  
خوف نہ ہوگا۔

۱۔ یہ خواب ایک سال ہی کے بعد پورا ہو گیا تھا مگر سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غمخوار رہنے کی مدت چھ سال تھی اور اہل مکہ اس عرصہ میں قحط و وبا کی مصائب کے شکار رہے تھے، یوسف کا خواب تھوڑا سا استعارہ لیے ہوئے تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب استعارہ و تعبیر سے بالاتر اور بالکل صورتِ ظاہری کا منظر تھا۔ چنانچہ آیت بالا میں لفظ بالحق کا لطیف اشارہ اسی جانب ہے۔

۲۔ یوسف پر امراۃ العزیز کے نام سے بہتان لگایا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر امراۃ زید کے نام سے افتراء پردازی کی گئی۔ ہر دو واقعات میں اگر اندرونی امتیاز ہے تو یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر فعلِ سؤر کا بد، کا بہتان باندھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نکاح کر لینے میں الزام تراشی کی گئی۔

۳۔ یوسف علیہ السلام کے خلاف اُن کے بھائیوں نے جو مشورہ کیا وہ یہ تھا:

أَقْتُلُوا يُوسُفَ أَوْ اطْرَحُوهُ أَرْضًا  
یوسف کو قتل کر دو یا کسی جگہ پھینک دو



نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھی قریش نے جو مشورہ کیا وہ یہ تھا:

وَإِذْ يَنْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيُسْبُوتُ  
أَوْ لَيَقْتُلُونَكَ أَوْ يُجْرِبُونَكَ (۸ : ۳۰)

جب کافر ترے لیے خفیہ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے  
تیرے قتل یا دامن سے خارج کریں۔ یا قتل کریں۔

یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے چاہا دیا میں گرا بھی دیا تھا، مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھا۔

۴۔ یوسف علیہ السلام کی خدمت میں ان کے بھائی عرض کر رہے ہیں:

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الْفَقْرُ وَجَعَلْنَا  
بِصْنَاعِهِ وَتَصَدَّقَ عَلَيْنَا (۱۲ : ۸۶)

اے حاکم ہم پر اور ہمارے کنبہ پر قحط کی تلحیف، درہم رہا بھی تو  
اسے میں مگر تو ہم کو پورا ناپ دلا دے درہم پر اپنی مہربانی دلا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضور کی قوم بھی قحط شدید کی جس زبوں حالت تک پہنچ گئی تھی اس کا مذکور آیت ذیل میں ہے (جسیر بن مسعودؓ نے تفسیر کی ہے جو صحیح بخاری میں ہے)۔

فَازْتَقِيبُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ  
مَبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ  
أَلِيمٌ (۱۱-۱۰-۹۴)

اس روز کا انتظار کر جس روز آسمان پر دھواں ہی دھواں  
نفرے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا اور لوگ پکار اٹھیں  
گے کہ یہ تو بہت دردناک عذاب ہے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر سے بھائیوں کو غلہ دلایا تھا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شامہ بن اثال کو حکم دے کر نجد سے اہل مکہ کے لیے غلہ بھیجوا دیا تھا۔

## شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام ایک مشرب، مال دار، ترازو کش قوم میں مبعوث ہوئے تھے، اس لیے ان کے مواعظ توحید کے بعد زیادہ تر اموال کے متعلق ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا وعظ اس طرح بیان فرمایا ہے:

يَقُولُوا أَذُقُوا الْإِيمَانُ وَالْإِيمَانُ بِالنَّاسِ  
وَلَا تَجْهَرُوا لِلنَّاسِ شَيْئًا هُمْ (۱۱ : ۱۵)

اے قوم! ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پروردگار  
تو لوں چیزوں میں گھانا نہ ڈال کر دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کو اس بارہ میں جو تعلیم دی ہے وہ آیات ذیل سے ظاہر ہے:

وَأَقِيمُوا زُكُوفَ الْوُزْنِ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ  
زُكُوفَ الْوُزْنِ زُكُوفٌ (۵۵ : ۹)

تول کو انصاف کے ساتھ قائم کرو اور تول میں گھانا  
نڈا نہ کرو، ڈنڈی نہ مار کرو۔

تلفیف والوں پر عذاب روزِ آخر ہے۔ وہ ہیں کہ جب لوگوں سے  
لیتے ہیں تو اپنا گھر پر کر لیتے ہیں و جب لوگوں کو تپ کر یا  
توڑ کر دیتے ہیں تب ان کو گناہا پہنچاتے ہیں۔

وَيَا لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا كَالُوا كَالُوا عَلَى  
النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوَّذَوْهُمْ  
يُخْسِرُونَ ۝ (۱۳ : ۱۰ تا ۱۲)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کی بابت بتایا ہے:

قوم کے متبرس سرداروں نے کہا۔ اے شعیب! ہم تجھے  
اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں  
گے۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ  
لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعُوبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ  
مِنَ تَرَاتِينَا (۱۸ : ۸۸)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے اخراج دوران کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر  
اس طرح فرمایا گیا ہے:

مجاہدؓ جو اپنے گھروں و ملکیتوں سے نکالے گئے وہ  
اللہ کے فضل اور خوشنودی کے جو یا اور خدا تعالیٰ اور  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرنے والے ہیں۔

الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ  
وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا  
وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (۵۹ : ۸)

۳۔ کفار نے حضرت شعیبؑ کے دلائل سے عاجز ہو کر یوں کہا تھا:

اے شعیب! تیری بہت سی باتیں جو ہماری سمجھ میں نہیں  
آتی۔

يَشْعُوبُ مَا نَخْفَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ (۱۱ : ۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایسے ہی کفار کے ساتھ سابقہ پرہیز تھا جس کا ذکر آیت قبل میں ہے:

کافروں نے کہا کہ ہمارے در تیری دعوت سے دور ہیں  
اور ہمارے کانوں میں تیری بات سننے کے لیے گراں ہے  
اور ہمارے تیرے درمیان پرہیز ہوتے ہیں۔

وَقَالُوا أَتُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَإِنَّ آيَاتِنَا هِيَ  
وَقِي إِذَا إِنَّا وَتَرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنَكَ  
حِجَابٌ (۱۱ : ۹۱)

یہ دہریوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی جواب بت پرستوں کا سادیا:

یعنی ہمارے درمیان پرہیز ہونے پر ہمارے درمیان تیری تیسویں تیسویں باتیں

وَقَالُوا أَتُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَإِنَّ آيَاتِنَا هِيَ

۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا:

اے شعیب! کیا تیری نازیبا بھی ضروری ٹھہرتی ہے کہ ہم اپنے  
باپ دادا کے بتوں کو چھوڑ دیں کیا تیری نازیبا اس سے بھی روکتی  
ہے کہ ہم اپنے دو بیویوں سے جس طرح چاہیں ویسا ہی پارلی کریں۔

يَشْعُوبُ أَصْلُوكَ ثَمَوُكٌ أَنْ تَتْرُكَ  
مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا  
مَا نَشَاءُ (۱۱ : ۸۶)



معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہود خوار قوم چاہتی ہے کہ نماز پر دھوکہ دے کر نبی کو بھی خوش کر دیں اور اپنے آبائی شرک پر رہ کر سود خوار کی پر بھی قائم رہیں، لیکن اگر نماز اور سود دونوں ساتھ ساتھ نہ نبھ سکیں تو ایسی نماز کو دور ہی سے سلام کر دیں اور اگر ایسی نماز بُت پرستی کے ساتھ جمع نہ ہو سکے تو نبی کی کوئی بات بھی نہ مانیں۔ ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں بھی کسی مال دار شخص کے دل میں اسلام لانے سے پیشتر ایسی رز د ہو اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی امید خام کو منقطع کرنے کے لیے اور مسلمانوں کو کامل ایمان بنانے کے لیے ہی یہ حکم دیا ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِن تُبْتِغُوا فَلَئِنَّكُمْ لَفِي أَمْوَالِكُمُ لَا تَعْلَمُونَ وَلَا تَعْلَمُونَ ۝ (۲۴۸:۲ - ۲۴۹)

اے ایمان مانے والو! اگر تم مومن بن گئے ہو تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو ورنہ سود کی جو رقم وصول کرنی ہے اسے چھوڑ دو اگر ایسا نہ کرو گے تو خدا تعالیٰ اور رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان سمجھ لو اور اگر پھر باز آجائے تب تمہارا اس املاں تم کو ملے گا نہ تم دوسرے پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم ہوگا۔

راقم مضمون کے نزدیک اس حکم سے یہ بتا دیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی رقم قرضہ مع سود کی نالاش کرے تو تقاضی اسلام اس کے تمام دعوے کو خارج کر دے، کیوں کہ اس املاں ملنے کی صورت ان تبتنہم کی شرط پر منحصر ہے۔

## کَلِمَةُ اللَّهِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام

انبیاء بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام ایک شان خاص کے نبی ہیں۔ تو رات میں درج ہے کہ موسیٰ جیسا کوئی نبی بنی اسرائیل میں نہیں تھا۔

۱۔ موسیٰ علیہ السلام کے حالات پڑھتے وقت مجھے گمان ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ یتیمی ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ دریا میں ڈالنے کے لیے والدہ موسیٰ کو وحی کا ہونا پھر ان کا خبر تابوت مانے کے لیے پنی بیٹی ہی کو بھیجنا ان کے والد بزرگوار کا ذکر نہ پایا جانا اس گمان کو قوی کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دنیا میں سانس لینے سے پیشتر یتیم بن چکے تھے۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی تربیت ایسے مکر مہ نے کی تھی اور وہ فضیلت کی مستحق ٹھہریں۔ اسی طرح حلیمہ سعدیہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شفقت مادرانہ کا برتاؤ کرتی تھیں اور وہ "رضی اللہ تعالیٰ عنہا" کے منصب پر فائز ہوئیں۔

۳۔ موسیٰ اپنے مخالفین سے بڑھ کر کھل گئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے مخالفین کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے گھر سے غارِ ثور کو تشریف لے گئے تھے۔

۴۔ موسیٰ علیہ السلام کو دغبر شعیب نے ان کی قوت و امانت کے اوصاف سے پہچانا تھا اور خدیجہ اکبری نے بھی نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصاف صدق و امانت کو دیکھ کر اپنا دل منور کی نذر کیا تھا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانے کا واقع بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ  
مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا  
إِنِّي آنَسْتُ نَارًا تَعْلَىٰ أْتِيكُمْ مِنْهَا خَبِيرٌ  
أَوْ جَذْوَةٌ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝  
فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِئِ النَّوَادِ الْأَيْمَنِ  
فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَتُوسَّئِلَ  
إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

جب موسیٰ دس برس حضرت شعیبؑ کے پاس رہ کر آمدت پڑی  
کر کے اپنی بیوی کو لے کر رات کو روانہ ہوا تب افس نے طور  
کی جانب آگ دیکھی اس نے اپنے اہل سے کہا میں ٹھہروں  
نے آگ دیکھی ہے (میں جانتا ہوں) شاید وہاں سے کچھ خبر  
راہل ملے یا آگ میں سے کوئی انگارہ ملے آؤں کہنا پ سکو۔  
جب موسیٰ وہاں پہنچا تب اس مبارک جگہ میں میدان کے واسطے  
نہ رے کے ایک درخت سے یہ آواز دی گئی اے موسیٰ!

میں اللہ ہوں سب عالموں کا پالنے والا۔

(۲۸۱، ۲۹، ۳۰)

اس نفاہ کا تعلق جہاں تک حیات سے ہے اس کا ذکر آگ، وادی، شجرہ اور ندا کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نفاہ کا بھی قرآن مجید میں ذکر ہے اور ہم ان آیات کو جو اس نفاہ پاک کے متعلق  
میں درج کرتے ہیں:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ  
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى  
الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ السَّمَاءِ  
يَوْمَ الْقِيَامِ ۚ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ آيَاتِهِ ۝

پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندہ رشب شب مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ  
تک لے گیا اور واپس لایا، وہ مسجد میں کے گرد و ارح کو ہم نے  
برکت دی ہے۔ یہ میرا اس لیے تھی کہ اپنے بندہ کو ہم اپنی  
آیات دکھائیں۔

(۱۱۰، ۱۱۱)

نہرایا:

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ عِنْدَ سِدْرَةِ  
الْمُنْتَهَىٰ ۖ عِنْدَ حَاجَتِهِ الْمَأْذَىٰ ۖ وَذَيْفَتْنِي  
السِّدْرَةُ مَا يَغْشَىٰ ۖ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا  
كُنْتُ لِقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّي الْكَذِبَىٰ ۝

اس کو دوبارہ نازل بھی دیکھا۔ سدرة المنتہی کے قریب جس کے  
پاس جنت مادی سے اس وقت سدرة مذعاب رکھتا  
جس شے نے ذعاب رکھا تھا۔ نبی کی آنکھ نے جو کچھ وہاں  
دیکھا اس کی دید میں کچھ شبہ تیس ہوا اور نہ آنکھ اس نفاہ کے وقت  
ادھر ادھر ہوئی نبی نے خدا کی بڑی بڑی آیتوں کو دیکھا۔

(۵۳، ۱۳ تا ۱۸)

نہرایا:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۚ (۵۴، ۱۱) -

آنکھ نے جو کچھ دیکھا اس نے کسے نہیں جھٹلایا یعنی نفاہ کی حقیقت پر  
دل تصدیق کرتا تھا۔



## نمایا

فَاَوْحٰیۤ اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی (۵۳ : ۱۰) پھر غصہ نے اپنے بندہ پر وحی کی جو کہ

یہ نفاذ جس قدر روحانیت و رویت عینی و یقین قلبی پر مبنی ہے اس کا صحیح علم تراشہ تعالیٰ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کس کو ہو سکتا ہے مگر لفظ کی شوکت اور معانی کی برتری مفہوم کی رفعت اس بے چون و چکر کیفیت کو عقل انسانی کے سامنے اس طرح مصور و مشکل بنا رہی ہیں درتب و در غم اس سے متاثر و متکلیف بھی ہو رہے ہیں اور مع مذاکری حیرت و عجب و در برداری کو بھی ساتھ ساتھ لیے ہوئے ہیں۔

۶۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا فرعون نے تعاقب کیا تھا وہ بالکل قریب پہنچ جاتا ہے تو بنی اسرائیل پکار اٹھتے ہیں۔

اِنَّا لَمُرْكَبُونَ (سورہ شعراء)

ہم ترچہ پڑے گئے۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ (سورہ شعراء)

نہیں ایسا نہیں میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ میری رہبری فرمائے گا۔

فر فرماد کہ موسیٰ اس معیت ربانی میں اپنی قوم کو اپنے ساتھ شامل نہیں فرماتے جس کی وجہ غائبانہ تھی کہ قوم ہنوز ایسے پست درجہ پر تھی کہ اس معیت کی اہمیت ان میں نہ تھی۔

بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایسا ہی موقع پیش آیا۔ حضور قدس اور حضور کے بارگاہ ابرہہ پرستی میں لکھو کے نذر ہیں اور غمناک رہی رہیں گے کہ اس کے کنارے پر آگئے ہیں، بول کر کی زبان خاموش ہے مگر اندرون قلب میں ضرور ندوہ کا ایک جوش ہے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا تَخْذَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورہ توبہ)

ابو بکر بن کا نکر دور اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے لفظ مَعِيَ اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ مَعَنَا پر تدبیر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذب اس قدر قوی ہے کہ اپنے ساتھی کو بھی اسی معیت الہیہ میں شامل فرما لیتے ہیں جو حضور قدس الہی و اقی کو خود حاصل تھی۔

۷۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم جہاد کی تعمیل کرنے سے انکاریں اور یوں گستاخانہ ان کی جناب میں کہا تھا

اَنْتَ وَرَبُّكَ تَقَاتِلَا نَا هُمَا (۲۳ : ۵)

تو اور تیرا خدا جادو درد و خون جنگ کرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے

قَاعِدَاؤُنَ (۲۳ : ۵) رہیں گے۔

۸۔ جملہ آیات پر تدبیر سے غور کرنا چاہیے کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدبیر و بصیرت، دروہی و رویت اللہ سان و ہزار گنا تر کیہ کیسے سلوب بدین میں

فرمایا گیا ہے۔

جلد دوم

فَإِنَّمَا مَحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ  
فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ  
(۵ : ۱۲۶)

ان لوگوں پر وعدہ کی زمین کا داخلہ حرام ہے ۴۰ سال تک  
یہ اسی زمین میں پھر نکلتے ہیں تو ان فاسقوں کا اس  
فیصلہ کی وجہ سے افسوس نہ کر۔

یہ حکم رب العالمین نے ان کی سزائیں دیا تھا۔

بنی اسرائیل کا یہ قصور چالیس سال تک کے بعد معاف ہوا۔ درپھر انھوں نے حضرت موسیٰ کے خلیفہ حضرت یوشع بن  
نون کے ساتھ جہاد کیا اور ظفریاب ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہائیں میں بھی ایسا ہی واقعہ کچھ گنوار لوگوں کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:  
قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سِتْرٌ مِّنَ اللَّهِ  
إِلَى قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَرٍّ لِّدِّ تَقَاتِلُونَهُمْ  
أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ  
أَجْرًا حَسَنًا

اے بنی! اعراب و بادیہ نشینوں کو جو تیرے ساتھ پھر گئے تھے  
کہہ دیجئے کہ عنقریب تم کو ایک سخت جنگ جو قوم کے ساتھ  
لڑنے کے لیے دعوت دی جائے گی یا تو ان سے تمہاری  
لڑائی ہوگی یا مسلمان ہو جائیں گے۔ اگر تم نے اس وقت حکم

مانا تب اللہ تعالیٰ تم کو بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ (۱۶ : ۳۸)

سورہ فتح کا نزول ستر میں ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں ان مخلفین کو کبھی دعوت نہ  
دی گئی تھی، کیونکہ قرآن مجید ہی نے ان مخلفین کو جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چلنے کی یک دفعہ  
اجازت بھی چاہی تو یہ بھی بتا دیا تھا۔

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَكُنْ تَقَاتِلُوا  
مَعِيَ عَدُوًّا

اے نبی! کہہ دے کہ اب تم کو میری معیت میں خروج کا بھی  
بھی موقع نہ ملے گا اور میری معیت میں تم کسی دشمن سے

(۹ : ۸۳) جنگ نہ کرو گے۔

البتہ ستر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جملہ اشخاص و اقوام کو دعوت الی الجہاد دی تھی درجندہ درجند  
عساکر ان کی دعوت پر جمع ہوئے تھے۔ اس واقعہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت، شہکار ہے کہ بنی اسرائیل  
اور مسلمانوں دونوں کا قصور ایک ہی تھا۔ ان کا گناہ چالیس سال کی آوردہ گردی و حیرانی کے بعد معاف ہوا تھا۔ اور  
مسلمانوں کا قصور چار سال کے اندر ہی ندر منہا یہ بھی ثابت ہو کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت فی الواقع اسی حکم  
تھا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت باکس یوشع بن نون کی خدمت کی سی تھی۔ یہ تشبیہ کامل ہو جاتی ہے، جب یہ دیکھا جاتا ہے  
کہ ارض موعودہ کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دی تھی۔ در بشارت یوشع بن نون کے ہاتھ پر پوری ہوئی  
تھی۔ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارض موعودہ کی فتح کی تو یہ مسلمانوں کو دی تھی اور اس کا نیکار ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بشارت کے مبارک عہد میں ہوا تھا۔



۸۔ فرعون کی عداوت اور بنی اسرائیل پر شکر نشی کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۚ وَكُنُوزٍ  
وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۚ كَذٰلِكَ ۙ وَاَوْسَرْنَا هَا  
بَنِي اِسْرٰٓئِيْلَ ۚ ۲۶: ۵۷ تا ۵۹

پھر ہم نے ان کو باغوں اور چشموں اور خزوں اور گہرے  
مکانوں سے نکل دیا۔ ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان سب  
چیزوں کا ورثہ بنی اسرائیل کو بنایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی کفار نے احزاب و عساکر کے ساتھ حملہ کیا تھا جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح  
ظاہر فرمایا:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيۡثِهِمۡ لَحۡمٍ  
يِّنَّا لُوۡا خِيَرًا وَّكَفَى اللّٰهُ الْمُؤۡمِنِيۡنَ اَلۡمَقَدَلُ  
وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيۡزًا ۙ وَاَنۡزَلَ الَّذِيۡنَ  
تَمَآهَرُوۡهُمۡ مِّنۡ اَہْلِ الْكِتٰبِ مِّنۡ صِيۡاۡمِيۡہِمۡ  
وَقَذَفَ فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ الرُّعۡبَ فَرِيۡقًا  
تَقۡتُلُوۡنَ وَاٰسَرُوۡنَ فَرِيۡقًا ۙ وَاَوۡرَثَكُمۡ  
اَرۡضَهُمۡ وَاٰدِيَارَهُمۡ وَاَمْوَالَهُمۡ وَاَرۡضًا  
لَّمۡ تَطۡتُوۡهَا وَاَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ  
قَدِيۡرٌ ۙ ۳۱: ۲۵ تا ۲۷

خدا نے کافروں کو دل رنج کے ساتھ واپس کر دیا وہ کچھ بھی  
بہتری و صلہ نہ رکھے اور مومنین کی جنگ کا اللہ تعالیٰ نے  
خود کافی ہوا۔ ان اللہ تعالیٰ ترقی و غالب ہے۔ خدا نے  
ان اہل کتاب کو جو حمدا و ردوں کے مددگار ہوتے تھے غلبہ  
سے آواز دین کے دلوں کو رعب سے بھر دیا۔ قرآن نے ان  
میں سے ایک حصہ کو قتل کیا، ایک حصہ کو اسیر کیا، خدا نے تم  
کو ان کی زمین اور گھروں اور مالوں کا درس زمین کا جس  
پر تمہارا اللہ بھی لگایا تھا وارث کر دیا۔ ان ظاہر شے پر  
قدرت رکھنے والا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عطیہ نبوت کا مشردہ پا کر عرض کیا تھا،  
رَبِّ اَشْرَحۡ لِيۡ صَدْرِيۡ ۙ (طہ)  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،  
اَلَمْ نَشْرَحۡ لَكَ صَدْرَكَ  
کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟

۱۰۔ موسیٰ نے فریاض نبوت کی گراں باری کا اندازہ کر کے عرض کیا تھا،  
وَاَجْعَلۡ لِّيۡ وِزِيۡرًا مِّنۡ اٰہِلِيۡ هٰرُونَ  
میرے کہنہ میں سے ہارون کو میرا وزیر و وزیر اٹھانے والا  
(بوجھ بٹانے والا) بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ارشاد فرمایا،  
وَصَنَعْنَا عَنۡتَ وَزَرَكَ لَئِیۡ اَنۡقَضَ  
نَطۡہُكَ ۙ (پارہ غم)

اُس بوجھ کو جس نے تیری پشت کو بھگایا تھا، ہم نے تم  
سے تار دیا۔

۱۱۔ موسیٰ علیہ السلام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرتے ہیں :

وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ  
تیری جانب آنے میں میں نے اس لیے جلدی  
کی کہ تو راضی ہو جائے۔ (سورہ طہ)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ  
تیرے رب تجھے اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ تو راضی ہو جائے گا

پہلی آیت میں رضوانِ ربانی مطلوب ہے اور دوسری آیت میں رضائے محمدی منطوق۔

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

## ہارون علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔ ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی دعا والبتجا پر نبوت عطا ہوئی تھی۔

۱۔ بائبل میں ہے کہ حضرت ہارون کے متعلق عبادت خانہ کا اتہام تھا اور وہی امام جماعت تھے۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود امامت فرماتے اور مومنین ان کے ساتھ ہو کر عبادت

کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْفَىٰ مِنْ  
ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ  
مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ - (۲۰ : ۳)

مذہباً جانتا ہے کہ تو دو تہائی شب سے کم در نصف شب  
دو ایک تہائی شب کے وقت عبادت کے لیے قیام کیا  
کرتا ہے اور تیرے ساتھ لوگوں میں سے بھی ایک گروہ

ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

فرمایا :

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُكَ  
فِي السَّجْدَيْنِ (۲۱ : ۲۱۸ - ۲۱۹)

نہا تجھے دیکھتا ہے جب تو سجدہ کرنے دوں کے مذہ  
روح و سجود کرتا اور قیام کیا کرتا ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے فرمایا گیا ہے :

وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْضَلُ مِنِّي لِسَانًا  
ہارون میرا بھائی ہے۔ تو مجھ سے بہت زیادہ

فصح البیان ہے۔

(۲۸ : ۳۴)

۳۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو سال پیشتر شہ قہر میں کوہ طور پر جو آدم کی سرحد سے ملا جواہری

وفات پائی۔ بائبل کتاب گنتی ۲۰ - ۲۸ فقط۔



اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارون سلام اللہ علیہ کمال فصیح تھے۔

فصاحت و بلاغت ایک وجدانی شے ہے اور الفاظ میں اس کی تصویر دکھانا مشکل ہے۔ ایک ناضل کا قہر ہے:

فصاحت آنست کہ درگزارش زبان کج رنج نشود

و بلاغت آنست کہ معنی کثیر در الفاظ اندک گفتمہ شود

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فصاحت و بلاغت کا تعلق الفاظ سے بھی ہے اور معانی سے بھی۔ اسلوب کلام سے بھی اور مناسبت موقع سے بھی۔ نثر کی شان اور مستمع کی حیثیت سے بھی درملی و قومی و شخصی خصوصیت سے بھی۔ جب کلام ان جملہ اوصاف پر حاوی ہو، تو کچھ شک نہیں کہ وہ فصاحت و بلاغت کے ذرہ اعلیٰ پر پہنچ جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک میں یہ جملہ اوصاف اس فراوانی سے موجود ہیں کہ جو ہر شناس کو اندازہ فصاحت لگانے میں عترات قصور کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ نمونہ کے لیے چند اقوال مبارکہ درج کرتا ہوں۔ وضاحت بیان، ایجاز کلام، جزیں، الفاظ، صحت معانی کا اندازہ ماہرین فن پر منحصر ہے:

۱۔ مَا هَلَكَ امْرُؤٌ عَرَفَ قَدَارَهُ

۱۔ جو کوئی اپنی قدر جان لیتا ہے وہ ہلک نہیں ہوتا۔

۲۔ حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعِينُ وَيُصِصُّ

۲۔ کسی شے کی محبت انسان کو اندھا بہرہ کر دیتی ہے۔

۳۔ يَدُ الْعَلِيِّ خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السَّفْلَى

۳۔ پر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ دینے والے کا درجہ لینے والے سے برتر ہے۔

۴۔ الْخَيْرُ كَثِيرٌ وَقَلِيلٌ نَّاعِلُهُ

۴۔ نیک کے اقسام تو بہت ہیں مگر کرنے والے کم ہیں۔

۵۔ رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا قَلَّ خَيْرٌ أَفْغَمَ أَوْ

۵۔ خدا اس بندہ پر رحم کرے کہ بولتا ہے تو چھپی بات ہی مانتا ہے یہ تو وہ ہے جو بہت کچھ حاصل کر رہا ہے یا چپ رہتا ہے۔

۶۔ ثَلَاثٌ مُّتَجَيِّاتٌ وَثَلَاثٌ مُّهْلِكَاتٌ

۶۔ تین تین منجات دہندہ ہیں اور تین تین ہلاک کنندہ بھی ہیں باتیں ہیں۔

فَأَمَّا السَّجِيَّاتُ

۱۔ فَخَشِيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ

۱۔ خفا و باطن میں اللہ تعالیٰ کے سے مہجری کرنا۔

۲۔ وَالْإِقْتَصَادُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ

۲۔ فراخ دستی و تنگ دستی میں میاں روئی کرنا۔

۳۔ وَالْحُكْمُ بِالْعَدْلِ فِي الرِّضَا وَ

۳۔ عدل کرنا خواہ وہ منسوب بہ مقدمہ سے خوش ہو یا ناخوش ہو۔

وَأَمَّا الْهُدَاكَاتُ: ہاک کتہدہ یہ ہیں:

۱۔ قَشْرٌ مُطَاعٌ: ۱۔ بخل جو تم پر حکم کرنے لگے

۲۔ وَهُوَ مُتَّبِعٌ: ۲۔ خواہش بنے جا جس کے پیچھے تم لگ چلو

۳۔ وَاجْتَابَ الرَّءْيُ بِنَفْسِهِ: ۳۔ خود پسند بنی

۴۔ لَا تَزَالُ أُمَّتِي يَخْتَرِمَا لَكَ تَرَى الْأَمَانَةَ: ۴۔ میری امت ہمیشہ سبورو میں رہے گی جب تک امانت

مَغْنَمًا وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا: کو روٹ نہیں سمجھے گی اور صدقہ کو جرمانہ نہیں خیال کرے گی۔

اب میں اصل مطلب کی جانب عود کرتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کے متعلق قرآن مجید میں معاذین کی زبان سے کہا گیا ہے:

سِحْرٌ يُؤْثَرُ (القرآن) وہ کلام تو جادو ہے جو اثر کرتا ہے۔

معنی لہجہ نے اسے جادو کہا، یا کچھ اور، مگر شہادت موجود ہے کہ حضور کا کلام زبان سے نکلتے ہی دلوں میں جائزین ہوتا اور دلوں پر قبضہ کر لیتا تھا ع

سخن کو دل آید بود دل پذیر

غرض نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت و بلاغت ملک میں اس درجہ مسلمہ تھی کہ مخالفین کے زمرہ میں نبوت سے انکار کرنے والے تو پائے جاتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت و بلاغت سے انکار کرنے والے جزیرہ نمائے عرب میں کوئی موجود نہ تھا اور نہ آج تک کسی شخص نے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ عربیت میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اس کا انکار کیا ہے۔

فقہہ بالہ میں میں نے جزیرہ عرب کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عرب کے مختلف اقطاعات میں مختلف لغت اور لہجے پائے جاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام کو دیکھو، جو حبشیوں کے ساتھ تھا، پھر اُسے ہر اہل مدینہ کے ساتھ اہل بذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن کلمات پر جو دہل کندی درقص حکیمہ اور طہفہ مندی اور ابو ثور بن مخطمہ ہندی و دیگر ملک میں دفرماں ردیان تصرموت کو رشد فرمائے غور کرو ہر لغت ہر لسان میں فصاحت کا بحر ذخار موجزن ہے کہ کئی ویدائی بھی منہ تکتے نہ جاتے۔

الْبَيْسَعُ عَلَيْكَ السَّلَامُ

الْبَيْسَعُ یا بیسع وہی ہیں، جن کو بائبل نے یوشع بن نون کہا ہے:

یوشع بن نون نے ۱۱۰۰ سال وفات پائی ۲۵ سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خوف و نبوت کی وعدہ کی زیر



۱۔ سورہ کہف میں ان کو فتنی موسیٰ کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتنی یعنی زید کا بھی ذکر ہے۔

۲۔ ایسے ہی کا ذکر اس آیت میں ہے :

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا (۵ : ۲۳)  
ان دونوں میں سے جو خدا سے ڈرنے والے تھے دو شخصوں  
نے جن پر خدا نے انعام کیا تھا کہا۔

اس آیت میں ان کا وصف انعم اللہ علیہما کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید نے حضرت زید کا ذکر بھی ان الفاظ میں فرمایا ہے :

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (۲۳ : ۲۴)  
خدا نے اس پر انعام کیا اور رسولؐ نے بھی اس پر انعام کیا۔

۳۔ حضرت ایسے کا نام سورہ قصص میں آیا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْأَخْيَارِ بتایا ہے :-

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضور کی تبعیت میں امت کو خیر کل کے عطا ہونے کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے :

مَا يَوْزُ الْأَشْيَافُ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
اہل کتاب میں سے کفر والے اور مشرک یہ پسند نہیں کرتے

وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ  
کہ تمہارے رب کی طرف تم پر خیر نازل ہو۔

خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ (۲ : ۱۰۵)

## داؤد علیہ السلام

داؤد علیہ السلام نبی اسرائیل کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرنے والے، اسباط دوازدہ کے تفرقہ کو جمعیت سے بدل دینے والے، منکرینِ خدا سے جہاد کرنے والے، ملک اور قوم کو عزت و رفعت دینے والے حکومت اور نبوت کے جامع تھے اور صفاتِ بالائیں میں کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھنے والے ہیں۔ مزید برآں حضرت داؤد علیہ السلام نے قدمِ مہینت و زومِ نبوی کے متعلق نبی اسرائیل کو بہت سی امارت و علامات بتائی ہیں اور بشارات دی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مدح میں فرمایا ہے :

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَهَبًا مِنْ غُلَامٍ (۲۴ : ۵)  
ہم نے داؤد و ہبیاں علیہما السلام کو علم عطا کیا

بے شک نعمتِ علم سب سے بزرگ نعمت ہے۔ خصوصاً انبیاء کا علم جو براہِ راست رب العالمین سے

ان کو ملتا ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمادی ہے :

وَكَلَّمَ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (انبیاء)  
ہم نے سب نبیوں کو علم و حکم عطا فرمایا۔

یہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَعَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُن تَعْلَمُونَ (۴: ۲)

اور جو جو کچھ تو نہ جانتا تھا اس کی تجھے تعلیم دی

نیز فرمایا ہے :

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۲۰ : ۱۴)

پہلی آیت سے واضح تھا کہ حضورؐ کو جملہ علوم کی تعلیم ابتدا ہی میں دی گئی تھی۔ اب دوسری آیت سے آشکار ہے کہ حضورؐ کا علم ساعت بہ ساعت لحظہ بہ لحظہ ترقی پذیر زیادت میں تھا۔

۲۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا (۳۳: ۱۰) اور ہم نے اپنی طرف سے داؤد کو فضل عطا فرمایا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا گیا ہے :

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (۱۳:۱۱)

تجہ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

یَا دَاوُدَ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ ۖ  
 سے داؤد پر نے تجھے زمین کا خلیفہ بنادیا اب تو لوگوں کا

فَاَحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ

فیصلہ راست بازی سے یا کرو اور خواہش کے پیچھے نہ چلے

انراض و عدہ کی زمین کو کہتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس زمین کے خلیفہ ہوئے تھے۔ وعدہ کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم علیہ السلام کے لیے تاج محل قرار دیا ہے۔ بشارت مندرجہ آیت سے بیشتر حضرت داؤد علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بڑھایا اور ان کو ریش کا خلیفہ بنایا۔

قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور پر ایمان لائے والوں کو اس امر میں  
کہ خلیفہ بنائے گا۔

وَعَلَى الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ يَسْتَخْفِرُهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا سَخَفَ

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلِيُمَلِّكَ لَهُمُ دِينَهُمْ

الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُ وَلِيًّا لَّهُمْ مِنْ بَعْدِ

خَوْفِهِمْ أَنتَ يَعْْبُدُ وَنِنِي لَا يُشْرِكُونَ

فی شَیْءٍ . (۲۴ : ۵۵)

شرعاً نے وعدہ کیا تم میں سے ان کے ساتھ جو یا نہ چکے

ہیں درمحل صانع کرتے ہیں کہ خداوند ربیع کا فیض ہے

گلا جیسا کہ اس نے ن سے پیسے کوئوں کو خفیہ بنایا اور

کے لیے دین کو جسے خدا ن کے دستے پسند کر لیا ہے تسلیم ہے۔

مختے کا درن کے خوف کو امن کے ساتھ دے دے گا وہ مرے

وہ تار کی کرکٹ کے درمیان ساتھ کسی کو بھی شکر کے ساتھ اسے

آیت پر تدبر کرتے ہوئے اور ذیل بہ صراحت واضح ہوتے ہیں :



نت) آیت کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو نزولِ آیت سے پیشتر ایمان اور عمل صالح کے اوصاف سے موصوف تھے۔  
(ب) آیت میں خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(ج) اس خلافت کا عطیہ منجانبِ خدا تعالیٰ ہوگا۔

(د) یہ خلافت اس الرضیٰ کی ہوگی جس کی خلافت قبلِ یزیدِ شہدائی نے اپنے مقبول بندوں کو دی تھی۔

(ه) اس خلافت کا نشان ایک یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے پسند کردہ دین کو عزت و ملکیت ملے گی۔

(و) اس خلافت کا نشان ایک یہ ہوگا کہ من بسیط قائم ہو جائے گا اور خوف و سر اس اٹھ جائے گا۔

(ز) اس خلافت والے اللہ کے بڑے عبادت گزار مخلص بندے ہوں گے۔

(ح) اس وعدہ کے اندر دو سے زائد مسلمان داخل ہیں کیونکہ لَیْسَتْ خَلِیْفَتُهُمْ میں ضمیر جمع موعود ہے اور عربی میں دو سے زائد کے لیے صیغہ جمع آتا ہے۔

ضروری ہے کہ آیت کا زمانہ نزول معین کیا جائے۔ واضح ہو کہ یہ آیت سورہ نور کی ہے اور سورہ نور میں قسۃ انک بھی مذکور ہے۔ یہ قسۃ غزوہ مریض میں ہوا اور یہ غزوہ شہد کا ہے، ہاں واقعہ انک کے بعد وعدہ خلافت کا الحاق اس حکمت پر مبنی ہے کہ جھوٹی دنیا کے کذاب لوگوں نے صدیق کے دس کو صدمہ پہنچایا یا رب العالمین نے اس وعدہ سے ان کی دل و ہی فرمائے وَ لِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔

نتیجہ یہ ہے کہ آیت کا نزول شہد کا ہے اور اس سے فائدہ یہ حاصل ہوا کہ خلافت کے واسطے چُن لیے جانے کا حق صرف انہی سابقین کو تھا، جو شہد سے پیشتر ایمان اور عمل صالح کے اوصاف سے موصوف تھے۔

خلفائے اربعہ کو دیکھو۔ وہ سب شہد سے بہت پہلے کے مشرف بہ ایمان ہیں۔ امام حسن علیہ السلام کو بھی انہی میں شامل کرو جنہوں نے ۹ ماہ خلافت کی تھی کیوں کہ ان کا وجود یا جو د بھی شہد سے رونق افروز عالم تھا۔ اب تاریخ کو دیکھیے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی وہ ہیں جنہوں نے اسلام میں سب سے پیشتر الرضیٰ پر خلافت پائی تھی۔ چونکہ خلفائے اربعہ کو جو عطیات ملے، وہ سب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر ایمان لانے کے طفیل ملے تھے، اس لیے آیت استخلاف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نفسیت آشکارا ہوتی ہے۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَ اَلْنَا لَهُ الْحَدِیْدَ (۳۴ : ۱۰)

ہم نے وہ کو اس کے لیے نرم بنا دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہونے والے کلام پر ایمان لانے والوں کے احوال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

تَلٰٓئِنُ جَلُوْدُكُمْ وَ قُلُوْبُكُمْ اِلٰی ذٰلِکَ

ن کے جسم و دل ان کے قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے

نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جسے چاہتا

اللّٰہُ ذٰلِکَ مُدٰی الشّٰی یَهْدِیْ بِہِ

مَنْ يَشَاءُ (۲۳۰ : ۲۳۱) اُسے عطا فرماتا ہے۔

## سليمان عليه السلام

حضرت سليمان عليه السلام حضرت داؤد عليه السلام کے نامور فرزند ہیں۔ باپ کے سترہ بیٹوں اور اٹھارہ بیٹیوں میں سے یہی صحیح طور پر اپنے نامور باپ کے قائم مقام تھے اور اس لیے قرآن مجید میں وَدَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کی تفصیل فرمائی گئی ہے۔

۱۔ حضرت سليمان عليه السلام نے جو گفتگو سفیرانِ سبا سے فرمائی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سليمان عليه السلام کو زرد مال و زری کی پروا نہ تھی:

أَتَيْدُ ذَيْنَ بَنَائِلَ قَمَاءَ أَتَانِي اللَّهُ خَيْرَ مِمَّا أَتَيْتُهُمْ  
بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَوَجَدَكَ عَائِلًا قَاغُثِي سوره ضحیٰ

خدا نے دیکھا کہ آپ پر کنبے واسے ہیں پس خدا نے آپ کو غنی عطا فرمایا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سليمان عليه السلام کو بابت فرمایا ہے:

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ (سورہ سبا)

ہم نے ہوا کو سليمان کا مسخر بنا دیا تھا۔

بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبادت کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا

جب لشکر پرچہ آئے تو ہم نے ان پر ہوا کو اور ان لشکروں

وَجُنُودًا لَّهُمْ تَرَوُهَا (۳۳ : ۱)

کو جوتہ نے دیکھے تھے جیسا۔

اس آیت میں ہوا کی اُس خدمت کا ذکر ہے، جو اس نے دشمنانِ اسلام کے تباہ و برباد کرنے میں دی تھی

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے نَصْرْتُ بِالْصَّبَا وَبِالسَّيْرِ نَصْرْتُ كَالْبِنَادِي گئی ہے۔

قرآن مجید میں امتِ محمدیہ کے متعلق بھی لفظ ریح کا استعمال ہوا ہے، گو اس کے معنی اس جگہ دوسرے

ہیں۔ فرمایا:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا

خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ آپس میں نزاع نہ کرو

فَتَفْتَحُوا وَادَّخَلَ رِيحُكُمْ رَهًا (۷۷ : ۷۸)

پھر تم رعب دگے اور تمہاری ہوا نکل جائے گی۔

غرض حضرت سليمان عليه السلام کے زیرِ حکومت ایک ریح تھی اور اولین مسلمانوں کے قبضہ میں بھی ایک ریح ہمارے

یا بھی نزاعوں نے اُس ریح کو کھودیا اور مسلمانوں کی ہر بُردستی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سليمان کی شوکت کا ذکر فرمایا:



وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِبِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ ۚ (سورہ نمل)

سلمان علیہ السلام کے لیے جن اور آدمی اور پرند کے شکر جمع کیے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوال مبارکہ میں بھی ان تینوں کا ذکر آیا ہے:

۱۔ جنوں کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِسْتَمَعَ نَفْسٌ مِّنَ الْجِبِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ (سورہ جن)

کچھ جنوں نے قرآن کو سنا تو وہ بولے کہ ہم نے عجیب کتاب کو جو نہایت پر مدھی جانے والی ہے سنا ہے وہ ہدایت کی راہ دکھاتی ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لائے۔

۲۔ بنی آدم کے لشکروں کا ذکر اس آیت میں ہے:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَى النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا

اللہ کی نصرت اور فتح آگئی اور تونے لوگوں کو دیکھ لیا کہ اللہ کے دین میں قورج در قورج داخل ہو رہے ہیں۔

۳۔ طیر کی خدمات کا ذکر اس سورہ مبارکہ میں ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصِفٍ مَّا كُوِيَ (سورہ الفیل)

کیا تونے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیسی کیا ان کے مفدا ازارادوں کو کیا نہیں کر دیا اور ان پر ابابیل پرندے بھیجے جو ان کے اوپر سنگریزے پھینکتے تھے اور پھر ان کو کھائے ہوئے بھس جیسا بنا دیا تھا۔

جملہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ واقعہ اربعہ میں نبوت تھا اور اس لیے یہ بھی بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں سے ہے۔ الفاظ قرآنی میں بھی اَلَمْ تَرَ اور رَبُّكَ میں دو دفعہ خطاب کے صیغے مستعمل ہوئے ہیں اور یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ مفسرین رحمہم اللہ کا بیان بالکل مراد ربانی کی وضاحت ہے۔

## یونس علیہ السلام

یہ شہر نیٹو کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ وہاں ایک لاکھ سے زائد آبادی تھی۔ لوگوں نے نبی کی اطاعت سے انکار کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اُن سے خفا ہو کر وہاں سے چلے آئے، تب لوگ پچھتائے جھڑپونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ گئے اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

۱۔ حضرت یونسؑ یونس بن ماتی کا نام ہے قرینا شہر ہے جو یونسؑ کی کتاب محبوبہ بائبل میں شامل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام کے سال میں فرماتا ہے :

قَالَتَقَمَّطُ الْحَوْتَ (۳۷ : ۱۳۲) پھل نے ان کو لقمہ بنالیا

یونس علیہ السلام پھل کے شکم میں تین دن تک رہے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین دن تک غار کے شکم میں رہے تھے۔ قرآن پاک میں ہے :

إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِي اثْنَيْنِ جب کافروں نے نبی کو نکال دیا تھا اور اس وقت نبی دہریں

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (۹ : ۱۳۰) دوسرا تھا اور وہ دونوں اس وقت غار کے اندر تھے۔

یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں جاتا بھی سرکش قوم سے علیحدہ ہونے کے بعد تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلم غار میں رہنا بھی ہجرت از مکہ کے وقت تھا :-

۲۔ اللہ تعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام کی بابت فرماتا ہے :

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ لَلَبِثَ اگر وہ تسبیح نہ کرتا تو پھل کے پیٹ ہی میں رہتا۔

فِي بَطْنِهِ (۳۷ : ۱۱۴۳)

س سے واضح ہوتا ہے کہ شکم ماہی میں جانے کے بعد بھی یونس علیہ السلام ذکر الہی سے نفل نہ ہوئے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار کے اندر یا دالہ میں تر زبان ہونا اور معیشت ربانی سے شاد کام ہونا قرآن مجید

کی آیت ذیل میں ہے :

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (۹ : ۴۰) غم نہ کر اللہ تعالیٰ تو ہمارے ساتھ ہے۔

۳۔ یونس علیہ السلام کی تسبیح کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (۲ : ۱۸)

ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

اس آیت پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس، در بندہ کی تقصیر کو جمع کر دیا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک جواب میں ہر دو امور کو جمع فرمایا ہے :

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا کہہ دے میرے رب پاک ہے میں تو ایک بشر و رسول

رَسُولًا (۱۸ : ۱۹۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی تعزیمہ بھی فرمائی اور اپنے آپ کو بھی تعزیمہ کی نفس سے محفوظ رکھا۔

اس قسم کی دیگر آیات بھی ہیں، جہاں ہر دو اصول کو جمع کیا گیا ہے :

فَسُبْحَانَ الَّذِي يَبْدِئُ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ پاک سے وہ ملک جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی جان ہے اور



وَالَيْهِ تُرْجَعُونَ (۳۶ : ۸۳)

تم سب اسی کی طرف جاتے والے ہو۔

دما سکھائی گئی

سُبْحَانَكَ نَعْمَ الْعَذَابُ الشَّارِدُ (۱) تو پاک ہے ہم کو آگ کے عذاب سے بچا

۴۔ یونس کی دعائی بابت اللہ تعالیٰ نے مومنین پر خدا و رسول سے وعدہ فرمایا ہے :

وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ

یعنی ایمان والوں کو اس تسبیح کے ورد سے اسی طرح

اللہ تعالیٰ نعم سے نجات دے گا جیسی یونس علیہ السلام کو دی تھی۔

(۲۱ : ۸۸)

## يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَام

یوسف علیہ السلام بڑے درجے کے نبی ہیں۔ سورہ نساء کے آخری رکوع میں ان کا نام اور اس مقام سے ظاہر ہے کہ ان پر وحی ربانی کا نزول ہوا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کی صفت میں فرماتا ہے :

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا (۳۸ : ۴۴) ہم نے اسے صابر پایا

صبر فضائل محمودہ میں سے اعلیٰ فضیلت ہے اور دین و دنیا کا کوئی منصب عالی نہیں ہو سکتا جب تک کہ صفت صبر حاصل نہ ہو، نچنگی، ارادہ، ثبات و استقامت اور توکل علی اللہ و حقیقت صبر ہی کی شایں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام کی صفت میں فرماتا ہے :

وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ -

تیرا صبر تو خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور تیرا صبر تو خاص

اللہ تعالیٰ کی امانت سے ہے۔

(سورہ نمل)

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو صفات کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ اول صبر و دوم خلوص۔

ب۔ فرمایا :

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (۵۳ : ۳۸) اپنے رب کے حکم سے صبر کر تو ہم ہی آنکھوں کے سامنے ہے۔

۵۔ محبت میں یہ فقرہ عجیب دل آویز اور مسرت خیز ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کی صفت میں فرمایا ہے :

نِعْمَ الْعَبْدُ (۱)

اچھا بندہ !

۱۔ حضرت یوسف کا زمانہ اس کتاب نے سن ۱۸۰۰ء میں تجویز کیا ہے۔ ابتدا کے بعد وہ ۷۰ ہزار بھیر مول ۷۰ ہزار اونٹوں کی ہزار ہوں سے

میں ایک ہزار روئے کے ایک سات بیس تین بیسوں کے باپ تھے۔ ۷۰ سال عمر پائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عیودیت میں کامل ہونا مقامات متعدد وہیں ہے۔ یہ مستند ہے کہ معراج نبویہ حضور  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتب میں سے مرتبہ اقصیٰ ہے، اس جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور کا ذکر لفظ عبد ہی سے فرمایا:  
سُبْحَانَ الَّذِي أَسْزَىٰ بِعَبْدِهِ ۚ  
پاک ہے وہ خدائے تعالیٰ جس نے شبہا شبہ اپنے  
بندہ کو سیر کرائی۔ (۱ : ۱۶)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ناز میں بھی حضور کا ذکر لفظ عبد سے کیا گیا ہے:  
إِذَا نَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا  
یَا اس سرکش کو دیکھا کہ جب میرا عبد ناز پر دستا ہے  
صَلَّىٰ (۹۷ : ۹ - ۱۰)  
وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ  
جب اللہ کا عبد کھڑا ہو کر اُسے پکارتا ہے۔

غالباً یہی راز ہے کہ ناز کو معراج المؤمنین کہا گیا ہے۔  
۳۔ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کی صفت میں فرماتا ہے:

إِنَّهُ أَذَابٌ ۚ (ص)

اُن کے رجوع الی اللہ کا واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:  
نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ  
اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ مجھے شیطان دکھ اور  
وَعَذَابٍ (۳۸ : ۴۱)  
تکلیف سے چھو گیا ہے۔

اس سے ہی ہر ہے کہ وہ دُکھ اور تکلیف میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ دنیا میں  
حسن ادب کی پوری مراعات فرماتے تھے۔ دُکھ درد وغیرہ کو ذاتِ سبحانی کی طرف نسبت دینے سے، جتنا اب  
کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندگی کے ہر لمحہ میں رجوع الی اللہ فرمانِ اس آیت سے واضح ہے:  
إِنِّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي  
میری ناز، میری قربانی، میری زندگی میری موت۔  
بِذِكْرِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذِكْرِ  
اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام نام کے پائے دہا ہے اس کا  
أَمَرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۚ  
کوئی بھی شریک نہیں رکھتا۔ مجھے ایسا ہی بتانے کا حکم ہوا  
ہے دریں سب پہلے اس حکم کے فرمان برداروں میں سے ہوں۔  
(۱۶۳ : ۱۶۴)

## زکریا علیہ السلام

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت زکریا کا مذکور فرماتے ہوئے فرمایا ہے:



ذِكْرَ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدًا ذَكِيًّا ۝  
یہ تیرے پروردگار کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے  
اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔ (۱۹ : ۲)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :  
رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ  
كَبِيرًا ۝ (۱۴ : ۸۴)  
تیرے رب کی رحمت ہے اور اس کا فضل تجھ  
پر بڑا ہے۔

نیز فرمایا :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (۱۰۴ : ۲)  
ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنایا ہے۔  
اس مقام میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک "رحمت" رکھ دیا ہے یعنی پیکر نورانی کو رحمت مشکل فرمایا  
ہے اور یہ غایت درجہ کا شرف ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا کا ذکر فرمایا ہے :

إِذْ نَادَىٰ ذِيكْرًا أَخًا خَفِيًّا (۱۴ : ۳)  
جب اُس نے نہایت پست آواز سے اپنے رب کو پکارا  
یہ دعوت قبول کی گئی تھی اور ان کو یحییٰ نامی فرزند کی بشارت دی گئی تھی۔ اس سے زکریا علیہ السلام کی بڑی  
تعریف کھتی ہے کہ باوجود فقدانِ سبب ظاہر یہ ان کی دُعا کو مستجاب فرمایا گیا۔  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے :

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ  
فَلَنُؤَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (۲ : ۱۴۴)  
ہم نے تیرے چہرے کا آسمان کی طرف گھوم دیکھا ہم  
تجھے جس قبلہ کی طرف چاہیں گے تب تو پسند کرتا ہے۔  
اس آیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہایت شرف و احترام ظاہر ہوتا ہے کہ جس امر کی جانب قلب  
الطہر میں میلان و رجحان اور میں تکتب ہی پیدا ہوتا ہے، جسے مہنوزوں سے زبان پر نہیں لایا گیا۔ اسے اللہ تعالیٰ  
شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

معاصر اہم تھا، ہزاروں انبیاء کے تسلیم کردہ قبلہ کا تبدیل کرنا تھا، مگر بارہی تعالیٰ کو اپنے حبیب کی پسند اور  
میلانِ بیع کا پورا کرنا اس سے بھی زیادہ مقدم تھا، قبلہ بدل گیا اور مناف طور پر منسوخ فرمایا گیا :

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا  
إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ  
يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ (۲ : ۱۴۴)  
تبدلہ کو جس پر تُو ہے، تبہ اس سے کیا گیا ہے کہ  
رسول کی پیروی کرنے والوں اور اسے پھر جانے والوں  
کی ہم آہنگ شناخت قائم کر دیں۔

## یحییٰ علیہ السلام

۱۔ یحییٰ علیہ السلام اپنے والد پیر ہرمرزکریا علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں، جو انھوں نے محراب مسجد میں مانگی تھی۔  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے پورے باپ ابراہیم علیہ السلام (جو قوموں کے باپ ہیں) کی دعا کا نتیجہ ہیں، جو  
انھوں نے تعمیر بیت اللہ کے وقت بشمولیت حضرت اسمعیلؑ مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاذْیَرْقُہٗ اِنْزِیْهِمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ  
وَاسْمِعِنِ رَبَّنَا نَقْلًا مِّمَّا اِنَّكَ اَنْتَ  
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ  
لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً  
لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا  
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ رَبَّنَا  
وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

جب ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیاد  
کو بلند کر رہے تھے تب وہ دعا کر رہے تھے ایک دُعا  
کرتا اور دوسرا آمین کہتا تھا کہ اے سمیع و علیم اس عمارت  
کو قبول فرما اور اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا  
فرماں بردار رکھ اور ہماری ذریت کو بھی فرماں بردار بنا  
اور اے تو اب الرحیم ہم کو جلد آداب عبادت سکھا اور  
ہماری نسل پر دربار ذریت ہی میں سے ایک عظیم الشان  
رسول مبعوث فرما۔

۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸

۲۔ شہباز رک و تعالیٰ حضرت یحییٰ کی بابت فرماتا ہے:

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ

ایک کلمہ کی جو اللہ کی جانب سے ہوگا تصدیق کرنے والا۔  
قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کَلِمَةً مِّنَ اللَّهِ کہا ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اُن کا مصدق بنا  
ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یحییٰ نے حضرت عیسیٰ کے قدمِ مہمنت لزوم کی خبر لوگوں کو دی تھی اور اس کے فضاہل سے لوگوں  
کو باخبر بنایا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام عزوجل نے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ اپنے سے پہلوں کی تصدیق کرنے والا  
رکھا ہے۔ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق انبیاء کے کام کو زیادہ وسعت کے  
ساتھ سرانجام فرمایا ہے۔

نعت۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض ایسے انبیاء کے اسمائے مبارک سے اعذر و دی، وہ ان کے حارث بیا  
ذائے جن سے اُن کتاب بھی واقف نہ تھے۔ مثلاً ہود۔ صالح۔ شعیب۔

ب۔ بعض انبیاء کی نبوت کی صورت نے تصدیق فرمائی، جن کو مذہب اہل کتاب کرتے تھے۔ مثلاً حضرت  
سیدان کی تصدیق بتا دیو و نصاریٰ اور حضرت عیسیٰ کی تصدیق بہ مقابلہ یہود۔



ج۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر ایک وسیع ترین اصول تمام دنیا کی اکا ہی کے لیے ظاہر فرمایا جس سے دنیا کے لوگ بالکل بے خبر تھے۔

بنی اسرائیل کا دعویٰ تھا کہ بنی اسرائیل کے سوا اور کسی قوم کو نبوت عطا نہیں کی گئی۔

پارسیوں کا دعویٰ تھا کہ مرآبادیوں وغیرہ کے سوا جو سب ایرانی نژاد تھے، اور کسی قوم کو نبوت نہیں دی گئی یہی دعویٰ ہندوؤں کا تھا اور یہی دعویٰ چین والوں کا تھا۔ اور یہی دعویٰ قدیم عربوں کا تھا۔ گویا ہر قوم اپنے دعویٰ میں دنیا کی تمام قوموں کو جھوٹا بتاتی تھی اور اس سے وہ منفرت اور جدائی پیدا ہوتی تھی جس نے قوموں کو قوموں سے اور ملکوں کو ملکوں سے الگ کر رکھا تھا۔ بنی ہی نے مُصَدِّقَاتِ بَيْنِ يَدَيِكَ الْقُبْحِ حاصل کر کے، اس عقدہ کو کھولا، اس راز کو آشکارا کیا اور مختلف آیات قرآنی کی تبادلت فرمائی جن میں مختلف الفاظ اور متنوع اسلوب کے اندر بتایا گیا۔

دَانِ قَوْمٍ اُمَّةٍ رَّاٰ خَدْرِيَهَا تَزِيَّوْنَ (۲۵: ۲۴) کوئی امت نہیں مگر یہ کہ اس میں تدریج ہو ہے۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد) ہر قوم میں ایک ہادی ہوا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهٖ (۱۴: ۱۴) ہر رسول کو ہم نے اس کی قوم کی زبان میں بھیجا۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيدًا (سورہ نمل)

قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے اپنا شہید رندا  
کا گواہ اٹھائیں گے۔

(سورہ نمل)

یہ پاک تعلیم جس قدر وسیع ہے اسی قدر قوموں میں محبت برعنائے برادرانہ تعلقات مشہود کرنے والی بھی ہے۔  
۲۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سید بھی فرمایا ہے، آل عمران رکوع ۴۴ اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسی خطاب سے مخاطب کیا ہے:

فرمایا یسٰی پ ۲۲ اے سید

۳۔ حضرت یحییٰ کو اللہ تعالیٰ نے حضور بھی فرمایا ہے۔

بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضور تھے حضور کے لغوی معنی حضورِ کردہ شدہ، بازداشتہ ہیں جس سے مراد وہ بزرگوار ہوتا ہے جس کا محافظ خود رب العالمین ہو۔ چنانچہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا ہے وَاللّٰهُ يَفْصِلُ مَن يَشَاءُ مَن يَشَاءُ تَعْلٰی تیری حفاظت سب طرح کے لوگوں سے فرمائے گا۔

حضور کے معنی وہ شخص بھی کیے گئے ہیں جو باوجود قوت عورتوں کی جانب ملتفت نہ ہو جس شخص کو بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عبور ہے وہ باتا ہے کہ ۲۵ سال کی عمر تک بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی نہ کی تھی۔

۴۔ جعفر صادق سے مروی میں دیکھو کتاب الشفاء ص ۱۸ مطبوعہ بریلی ۱۳۲۷ھ

کے بعد شادی ہوئی بھی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلب اور شوق پر نہیں بلکہ خود منکوحہ کے اشتیاق و استیجاب پر جس کی قبولیت اس لیے ہوئی کہ حضور کسی کے سوال کو رد نہ فرمایا کرتے تھے۔ پھر عالم سیرت کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ۵۳ سال کی عمر تک صرف ایک ہی بیوی حضور کے گھر میں تھی ۵۰ سال کی عمر تک صرف خدیجہ الکبریٰ اور ۵۳ سال کی عمر تک صرف سودہ اور یہ دونوں جو یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں اس وقت اپنی جوانی کو پورا کر چکی تھیں۔ ایسی عورت سے منکحت پر رضامند ہونا اور محصور رہنا صرف اسی کا کام ہے، جسے اس جنس لطیف کی خصوصیات نفسیہ اپنی جانب ملتفت نہ کر سکتی ہوں ان کے بعد دیگر نکاح جس طرح ہوئے ان کا بیان ناظرین کو ہمارے مضمون اقبات المؤمنین میں ملے گا جس سے واضح ہوگا کہ نبی کی خواہش کا ان میں کچھ دخل نہ تھا۔

اے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھی پڑھو:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَ  
الَّتِي آتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ  
يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ  
عَمِكَ وَبَنَاتِ عَمَتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ  
وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ الَّتِي هَا جَرْنَ  
مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِن وَهَبْتَ  
نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ  
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ  
الْمُؤْمِنِينَ (۵۰: ۳۳)

۱۔ نبی: ہم نے تیرے لیے حلال کر دی ہیں (۱) تیری بیویاں  
جن کے ہر توادا کر چکا ہے (۲) اور وہ عورتیں جو اللہ کے  
دیے ہوئے فرائض سے تیرے واسطے ہاتھ نہیں (۳)  
اور چچی کی بیٹیاں (۴) اور تیری بھوپھیوں کی بیٹیاں (۵)  
اور ماموں کی بیٹیاں (۶) اور خالہؤں کی بیٹیاں جنہوں  
نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہر (۷) اور وہ مومن عورت  
جو پناہ نس نبی کو مہر کر دے بشرطیکہ نبی اس سے  
نکاح کا ارادہ بھی رکھتا ہو۔ یہ خالص تیرے لیے ہے  
اور مؤمنین کے لیے نہیں۔

ان ہفت گانہ اقسام کی عورتوں میں سے مؤرخ کو نظر آئے گا کہ تنفیر کے نکاح میں صرف پہلے قسم کی عورتیں  
ہیں، دیگر اقسام کی کوئی عورت نہیں۔

قسم دوم کے تحت میں ایک یاد دہانہ بیان کیے جایا کرتے ہیں، مگر ان کی صحت میں بہت بحث ہے، ممکن ہے کہ  
کوئی شخص حضرت زینب بنت جحش کے نام کو قسم چہارم کے تحت پیش کرے، یہ تسلیم کریں گے کہ یہ ام المؤمنین حضور  
کی بھوپھی نہ دیں، مگر ان کا شمار تو قسم اول میں ہو چکا ہے۔ غرض جس مقدس ہستی کے باوجود و بابت یہ بانی رحمت  
قرآنی ان قسم کی عورتوں کی بنائے کبھی نہ خیرات نفقات بھی نہ کی ہو، اس کے حضور ہونے میں کیا کلام ہے۔

د۔ یکسری کو نبی بھی فرمایا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک میں گیارہ دفعہ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ سے معنی غلبہ یا کی  
ہے اور بائیس دفعہ حضور کا ذکر باسم نبی فرمایا گیا ہے :-



۷۔ یحییٰ کو خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ فرمایا ہے۔ جیسا کہ یحییٰ کو کتاب کو قوت سے تمام۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت فرمایا گیا ہے:

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (جمع)

لوگوں کو کتاب و حکمت سکھانے والا۔

۸۔ یحییٰ کی شان میں ہے:

حَنَانًا مِّنَ لَّدُنَّا۔

خدا کی جانب سے نرم و نرم دل

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَبَسًا رَّحْمَةً مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَّمْ نُّدْرِكْ لَكَ الْكُلُومَ وَ لَوْ

یہ خدا کی رحمت سے کہ اس نے تجھے نرم بتایا۔ اگر تو بدتر

كُنْتَ فَقَدْ غَلِيظَ الْقَلْبُ لَا تُفَصِّلُوا مِن

یا سخت دل ہو، تو لوگ تیرے پاس سے جگا کرتے

حَوَالَتٍ فَاغْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

در استغافہ سے محروم رہتے پس آپ کی تقصیرات کو

معاف کیا کریں ورنہ کے لیے بخشش کی دعا کر دیا کریں۔ (۵۹: ۳)

۹۔ یحییٰ کو وَرَكِيَّةٌ فرمایا ہے۔ یعنی وہ ستھری اور پاکیزہ تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا گیا ہے:

وَيُزَكِّيهِمْ

وہ لوگوں کو پاکیزہ بنانے والا ہے۔

۱۰۔ یحییٰ علیہ السلام کی نسبت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَكَانَ يَقِيًّا (مرید)

وہ بہت تقویٰ والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر رہنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَأَنزَلَ اللَّهُ سُكْرَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ

پھر خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین پر سکرت نازل فرماد۔

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ

فہم تنزی کا بزوم مومنین کے ساتھ کر دیا۔ ورنہ مومنین

التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا

ی کلمہ کے سب سے زیادہ حق و در سب سے بہتر

مجاہد میں۔

(۲۸: ۲۷)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو بَرَّ ابَوَيْدَيْهِ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرمایا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یتیم تھے، ماں باپ سے سلوک کرنے کا حضور کو موقع حاصل ہی نہ تھا۔ حضور کی

نبوت کے عہد مبارک میں ام امین رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ یہ حبشہ تھیں اور لونڈی تھیں، انہوں نے حضور کو گود میں

لٹھرایا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت عزت فرمایا کرتے، ان کی ملاقات کے لیے ان کے گھر جا کر تے

اور اُمّی بَعْدَ اُمّی کے لقب سے ان کو یاد کیا کرتے۔ اس کے بعد یہی میری ماں ہے۔ ان کے بیٹے اب ماں کو ایک نافر

پر ایک طرف، در امام حسن کو ایک زانو پر ایک طرف لے کر بیٹھتے۔

حضرت عباسؓ حضور کے چچا تھے، ان کو اپنی زباں کا ہمسرا بتایا کرتے تھے۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس قدر کامل تھی۔

## عیسیٰ مسیح علیہ السلام

حضرت مسیح علیہ السلام کی شان بلند انبیائے کرام کے زمرہ میں نہایت نمایاں ہے۔

۱۔ تسرا آن حکیم میں ہے کہ اُن کی جدہ (نانی صاحبہ) نے اُن کی والدہ مریم صدیقہؑ کی پیدائش کے وقت یہ دعا کی تھی،

اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(۳ : ۳۶) پناہ میں دیتی ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی استعاذہ کے متعلق یہی تعلیم دی گئی تھی :

وَقُلْ سَأَتَّبِعُ مِیْرَیْنَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطٰنِ

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّخْضَرُوْنَ

(۲۳ : ۹۷-۹۸) اے پروردگار! میں و سادس شیطان سے تیری پناہ لیتا ہوں اور اے پروردگار مجھے تیری ہی حفاظت دے گا ہے اس بارہ میں کہ شیطان میرے حضور میں نہ سکیں۔

۲۔ فرقان حمید میں مریم و عیسیٰ سلام اللہ علیہما کی بابت ہے :

وَ اَدٰیْنَا هُمَا اِلٰی سَآبِقَةِ

ہم نے مریم اور ابن مریم علیہما السلام کے لیے ایک بند

جگہ میں ٹھکانا بنایا۔

(۲۳ : ۵۰)

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد طفلی کے متعلق ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ اُن کی پرورش میں ہی سامان تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت جن القیوم فرماتا ہے :

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاَوْیٰ (۵۲ : ۶)

تو دنیا میں یتیم ہو کر آیا تھا پھر خدا ہی نے تیرا ٹھکانا بنایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پیدائش کے وقت بے پدر تھے حضرات

پدری سے مجھڑی میں ہر دو معتدین کیساں حالت میں تھے۔

۳۔ حضرت عیسیٰؑ کا کلام، کلام اللہ میں بیان کیا گیا ہے :

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اَتَانِیْ لَکِیْتُبَ وَجَعَلَنِیْ

میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی

اور نبی بنایا۔

(۱۹ : ۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں تو در ذوالجلال فرماتا ہے :



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدٍ ۛ  
اَلْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۚ قِیَمًا  
حمد ہے اس اللہ کی جس نے اپنے عہد پر کتاب کو نازل  
کیا اور اس کتاب میں کوئی کجی نہ رہنے دی بلکہ اُسے  
پائدار صداقت بنایا۔ (۱۸ : ۱)

۴۔ عیسیٰ علیہ السلام کا سرودہ ہے جو کتاب اللہ میں ہے :  
وَجَعَلْنٰی مُبَارَكًا اَیْنًا مَا كُنْتُ (۱۹ : ۳۱)  
مجھے مبارک بنایا جہاں کہیں بھی میں رہوں  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اپنی امت کو اس مبارک کے حاصل کرنے کے متعلق قرآن پاک میں یہ ہے :  
فَسَلِّمُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ  
اللّٰهِ مُبْرَكًا ۚ طَیِّبَةً (۲۴ : ۶۱)  
تب اپنے لوگوں پر سلام بھیجو۔ تمہارے لیے اللہ کی جانب  
سے یہ مبارک طیب تحفہ ہے۔

۵۔ عیسیٰ علیہ السلام ان احکام کا ذکر کرتے ہیں جو ان کی شریعت میں واجب العمل تھے :  
وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ  
حَیًّا (۱۹ : ۳۱)  
خدا نے مجھے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک  
زندہ رہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معبود حقیقی کا فرمان ہے :  
وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَنَّكَ الْیَقِیْنُ ۔  
(۱۲ : ۱۹۹)  
موت آنے تک اپنے پروردگار کی عبادت کیے  
جا۔

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں رب القدوس فرماتا ہے :  
وَ اَیَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ  
ہم نے روح القدس سے اُس کی مدد دی  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال میں معین المتین نے فرمایا :  
وَ اَیَّدْنَاهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا  
ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لشکروں سے  
مدد دی جن کو انسانوں نے نہیں دیکھا۔ (۹ : ۴۰)

نیرسرایا :

هُوَ الَّذِیْ اَتٰیكَ بِنُصْرَةٍ (انفال)  
خدا نے تیری تائید اپنے نصرت سے کی

نیرسرایا :

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ  
بِالْعَقِیْ ۔ (سورہ نمل)  
کہہ دے کہ اس کلام ربانی کو روح القدس نے ربیبے  
رب کی طرف سے حق کے ساتھ آیا ہے۔

۷۔ فرقان حمید میں حضرت عیسیٰ کی رسالت کا مدعا آیت ذیل کے اندر بیان کیا گیا ہے :

وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ ابْنُ إِسْرَٰءِيلَ  
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا  
بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ  
يَأْتِي مِن بَعْدِي اِسْمُهُ أَحْمَدُ (۲: ۱۷۱)

عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف  
اللہ کا رسول ہوں میں توراۃ کی جو مجھ سے پہلے آئی  
ہے تصدیق کرتا ہوں اور میں اُس رسول کی تم کو بشارت  
دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اُس کا نام احمد ہوگا۔

مسیح علیہ السلام نے اپنی رسالت کے دو مقصد بیان کیے: تصدیق توراۃ اور بشارت احمد۔ ہم درج کریں  
گے کہ حضرت مسیحؑ نے ہر دو مقاصد کے متعلق کیا کیا۔

### الف) تصدیق توریت:

حضرت مسیحؑ نے فرمایا، نمبر ۱۱ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔  
میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں نمبر ۱۲، کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور  
زمین قائم رہیں ایک لفظ یا شوشرہ توراۃ کا ہرگز نہ ملے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ انجیل متی ۵ باب ۱۷، ۱۸  
ورس۔

یہ کلام معجز نظام جس استحکام کے ساتھ فرمایا گیا ہے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیحؑ نے اپنی رسالت  
کے مقصد اولین کو یہ بخوبی پورا فرمایا۔

ب) بشارت اِسْمُهُ أَحْمَدُ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس بشارت میں دو لفظ زیادہ تر قابل تدبر ہیں:

اَوَّل: مِنْ بَعْدِي، اس سے یہ ضروری ٹھہرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والا وہی شخص  
ہو جس کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی، اس میں بشارت عیسیٰ کے دنیان کوئی تیسرا شخص جو رسول بھی ہو اور احمد  
نام بھی رکھتا ہو، حائل نہ ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک وجہ التباس کی ہو سکتی تھی۔ الفاظ آیات کا یہ مضمون کچھ ہوا  
ہی صیغہ زائد نہیں ہے، بلکہ شفاء میں قاضی عیاضؒ نے اور خصوصیات صغریٰ میں امام برون سیوطیؒ نے  
اور انسان العیون میں ابن دحدان نے بیان کیا ہے کہ اسم پاک احمد ایسا نام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سے پیشتر کسی ایک انسان کا بھی نہیں رکھا گیا۔

دوم: تَابِ تَدْبَرِ اِسْمُهُ أَحْمَدُ کیا فی الواقع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد تھا۔ واضح ہو کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی نام دو ہیں: احمد اور محمد۔ اسم پاک احمد حضور کی والدہ نے بشارت روایا کے موافق  
رکھا اور اسم پاک محمد حضور کے دادا نے رکھا۔ دونوں اسموں کا مادہ ایک ہی ہے یعنی دونوں اسم مبارک "حمد"  
سے بنتے ہیں۔ اسم پاک احمد حمد سے افعَل التفضیل ہے اور اسم پاک محمد حمد سے فَعَلَ کے وزن پر ہے۔ امام ابن خنیم



نے کتاب جلاء الافہام میں تحریر کیا ہے کہ غلام کے ایک گروہ کا قول ہے۔ نبی میں ابوالقاسم سہیلؒ و غیرہ میں کہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد پہلے رکھا گیا اور اسم مبارک محمد بعد میں رکھا گیا اور یہی وجہ ہے  
حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت میں حضور کا اسم مبارک احمد واقع ہوا ہے۔  
اس ثبوت میں کہ احمد حضور کا اسم مبارک ہے ہم دلائل پیش کریں گے۔

## احادیث

۱۔ امام ابن سعد نے طبقات الکبیر میں روایت کی ہے :

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ  
أُمِرْتُ أَمْنَةً وَهِيَ حَامِلَةٌ بِرَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ تَسْمِيَةَ  
أَحْمَدَ -

۱۔ م: قرأت فرماتے ہیں کہ جب آمنہ کے شکم مبارک میں  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس وقت آمنہ کو  
حکم ہوا تھا کہ وہ بچہ کا نام احمد رکھیں۔

۲۔ امام ابن سعد نے طبقات الکبیر میں بروایت مرفوع بیان کیا ہے :

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ  
أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عِنْدَ السَّلامِ  
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ سُمِّيْتُ أَحْمَدًا

محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ علی مرتضیٰ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام احمد رکھا  
رکھا گیا تھا۔

۳۔ خصائص الکبریٰ میں بیہقی کی روایت مندرج ہے :

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدْ مَرَّ بِأَنْجَارٍ وَدُ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَأَسْلَمَ وَقَالَ وَاللَّهِ  
يَعْتَقُ بِالْحَقِّ لَقَدْ وَجَدْتُ وَصَفَتُ  
فِي الْأَنْجَارِ وَلَقَدْ بَشَّرْتُكَ بِنَبِيِّ  
ابن عباس کہتے ہیں کہ جب وہ بن عبد الرحمن بن ابی  
کے سب بڑے عہد میں آئے تھے ان کے در اسلام نے  
تھے اور انھوں نے کہا کہ اس خدائی قسم ہے جس نے حضور  
کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں نے آپ کا وصف انجیل میں  
دیکھا ہے درتقول کے فرزند عیسیٰ نے آپ ہی کی بشارت دی ہے۔

۴۔ یہ دور کھنڈ چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد سے مناسبت خاص ہے حضور کا اسم مبارک حمد و محمد ہے حضور کے  
مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے حضور کے اہل میں میدانِ محشر میں جو ریت ہوگا اس کا نام "مردِ محمد" ہے درحضور ان نعمت کا نام  
"قہودن" ہے درحضور پرناؤں شدہ کتاب کا الحمد شدہ سے آغاز ہوتا ہے۔

۴۔ امام ابن سعد نے طبقات الکبیر میں روایت کی ہے:

عَنْ سَهْلِ مَوْلَى عَثِيمَةَ أَنَّهُ كَانَتْ  
نَصْرَانِيًّا مِنْ أَهْلِ مَرِّيسٍ وَكَانَ لِقِرَاءِ  
الْأَنْجِيلِ فَذَكَرَاتِ صِفَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْجِيلِ وَهُوَ مِنْ  
ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ اسْمُهُ أَحْمَدُ۔

سہل مولیٰ عثیمہ کہتے ہیں کہ اہل مرلیس کے نزدیک  
نصرانی تھا، جو انجیل پر دعا کرتا تھا، اس نے بتایا کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت انجیل میں درج ہے وہ  
اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے اور ان کا نام  
احمد ہوگا۔

۵۔ صحیح مسلم میں یہ روایت جبر بن مطعم عن ابیہ ہے:

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ  
وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي مَحَا اللَّهُ بَيْنِي وَالْكَفَرُ  
وَأَنَا الْعَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى  
قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَا نَبِيَّ  
بَعْدِي۔

کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میرے کئی نام  
ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ  
خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے کفر کو محو کیا میں حشر  
ہوں کہ سب لوگ میرے قدم پر قیامت کو اٹھیں  
گے، میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۶۔ یہی حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے:

صحیحین کی حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۵ نام بتائے۔ ان میں سے دو اسم  
محمد و احمد کے نام نہیں بتائے اور (۳) اسماء ماحی و عاشر و عاقب کے معنی بتائے ہیں اس لیے صاف ثابت  
ہو گیا کہ محمد و احمد حضور کے ذاتی نام ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک نام بھی وصفی ہوتا تو اس کے معنی بھی  
اسی طرح بیان فرمادیتے، جیسا کہ اسم نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ کے معنی بتائے تھے۔

## دوم اشعار

ائمہ تاریخ کے نزدیک مسلمہ اشعار عرب کی شہادت کسی واقعے متعلق ایسی ہی یقینی ہے جیسا کہ مہ لغت کے  
نزدیک کسی لفظ کے استعمل کے لیے اشعار قدما کی شہادت قطعی ہوتی ہے:

الف اشعار قبل از ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ تثنیٰ جس کا نام قرآن مجید میں بھی آیا ہے، یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے شرب پہنچ کر اوس اور  
۲۔ یہ درکنا چاہیے کہ اکثر علماء نقد قرآن کو درجین نہیں کہ نمبر ۱، ۲، ۳ کے معنی میں استعمل کرتے ہیں۔



خزرج دیود سے جنگ کی تھی۔ اہل شرب دن کو رات کرتے اور رات کو شرب کرتے۔ تین شب اس طرح گزر گئیں تب شرمندہ ہوا اور اس نے صلح کی درخواست کر دی۔ معاہدہ صلح کے طے کرنے کی غرض سے انجیم بن الحلاج اُدسی اور بنیامین قرظی نامور ہوئے۔ انجیم نے شیع سے عرض کیا کہ ہم تو آپ ہی کی قوم میں سے ہیں یہ ہم سے کیوں جنگ کی گئی بنیامین یہودی نے کہا کہ آپ اس شہر کو فتح بھی نہیں کر سکتے۔ شیع نے کہا کیوں کہا یہ شہر ایک نبی کی ذرگاہ ہے جو قریش میں سے ہوگا۔ شیع نے اس پر یہ شعر پڑھا:

أَلْقَى إِلَى تَصْنِيعَةٍ كَىٰ أَزْدُجِدْ  
عَنْ تَرْيَةِ فَجُودَةٍ بِمُحَمَّدٍ  
اس نے مجھے نصیحت کی کہ یہ اس آبادی ہٹ جاؤں  
جو محمد کی وجہ سے محنوں کا گھم گئی ہے۔  
پھر یہ اشعار تصنیف کئے:

شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ  
رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ بَارِئُ النَّسَمِ  
فَلَوْ مَدَّ عُمَرُ إِلَى عُمِرٍ  
لَكُنْتُ وَنِ يَرَأَاهُ وَابْنُ عَمَةٍ

ترجمہ اشعار: میں شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اللہ کے رسول میں جو جان آفریں ہے، اگر میری عمر اس کی عمر تک لمبی ہو تو میں ضرور اس کا وزیر اور بن عمر بنوں کا۔

تمسانی کا قول ہے کہ اشعار بیان بہ طور توازن ثابت ہوئے ہیں:

۲۔ قس بن ساعدہ بخرن کا اسقف اور حکمائے عرب میں سے تھا اس کے اشعار ہیں:

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
لَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَثًا  
أَرْسَلَ فِينَا أَحْمَدًا  
خَيْرَ نَبِيِّ قَدْ بَعَثَ  
لَمْ نَحِينَا مِنْهُ سَدَى  
مَنْ بَعْدَ عَيْشٍ وَالتَّوَلَّى  
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ مَا  
حُجَّ لَهُ رَكْبٌ وَحَثَّ

(ب) اشعار جرہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں لکھے گئے:

۱۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ المؤمن بروج اقدس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں فرماتے ہیں:

مَتَى يَبْدُ فِي اللَّيْلِ الْبَهِيمِ جَبِينُهُ  
يَلْجُ مِثْلُ مِصْبَاحِ الدُّجَى لُسُوقَهُ  
جب شب تاریکی میں اس کی پیشانی نمایاں ہوتی ہے  
تو روشن چراغ کی طرح چمکا کرتی ہے

۲۔ بنو قریظہ سے قرظی کہتے ہیں اس و خزرج کا نسب بلعین سے تھا یہ یہیل ارم کے بعد مدینہ میں آئے تھے۔  
۳۔ اگر تمسانی کا یہ فقرہ اس روایت میں نہ ہوتا تو اس اشعار کے درج کرنے کی ضرورت نہ سمجھتا۔

فَمَنْ كَانَ أَوْ مِنْ قَدْ يَكُونُ كَأَحَدٍ      نِظَامٌ لِحَقِّ أَوْ نِكَالًا لِمُدْحَدٍ

حق کو استحکام دینے اور محمد کو ذلیل بنانے میں      احمد جیسا نہ کوئی تھا اور نہ آئندہ کوئی ہوگا۔

یہ اشعار دیوان حسان میں موجود ہیں اور ان پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شہادت امام ابن عبد البر کی کتاب الاستیذان میں موجود ہے، وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ان اشعار کو پڑھا اور فرمایا:

كَانَ وَاللَّهِ كَمَا قَالَ فِيهِ شَاعِرُهُ      بخدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی تھے جیسا کہ آپؐ کے شاعر نے بیات میں کہا ہے

۲۔ کعب بن مالک الانصاریؓ بھی حضورؐ کے شعرائے خاص میں سے تھے جنہوں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے کہا کہ میں نے تو یہ قبول کیا ہے کہ تو قرآن پاک میں ہے۔ وہ غزوہ اُحد کے متعلق فرماتے ہیں:

عَدَاةٌ أَجَابَتْ بِأَسْيَافِهَا      جَمِيعًا بَنُو الْأَوْسِ وَالْخِزَرِجِ

صبح کے وقت تمام بنو اوس و خزرج نے اپنی

وَأَشْيَاعُ أَحْمَدٍ إِذْ شَافِعُوا      عَلَى الْحَقِّ ذِي الثُّمْرِ وَالْمَنَاجِ

اشیاء احمد (مہاجرین) نے بھی ایسا ہی کیا کہ سب

۳۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ خیبر کے متعلق فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ وَرَدْنَا خَيْبَرَ وَفَرُوضُهُ      بِكُلِّ فِتْيَةٍ عَارِي الْأَشَاجِعِ نَدْوَدُ

ہم خیبر اور اس کے نخلوں تک پہنچے ہمارا ہر جوان

يَرَى الْقَتْلَ مَجْدًا إِنْ أَصَابَ شَهَادَةً      مِنَ اللَّهِ يَرْجُوهَا وَقُوْنَهَا بِأَحْمَدٍ

ہم میں سے ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ اگر شہادت ملی تو ایسا مزا

۴۔ اشعار جریر بن حنیسؓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے پڑھے:

۱۔ حسان بن ثابتؓ ایک مے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

أَمَلْتُ وَقُوفًا تَذُرْتُ الْعَيْنُ جَهْدَهَا      عَلَى طَلْلِ النَّبِيِّ فِيهِ أَحْمَدُ

آنکھ پوری طاقت سے تیر رہی ہے اور میں اس قبر کے

قَبُورِكُ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكُ      بِلَادُ ثَوْنِي فِيهِ الرَّشِيدُ الْمُسَدَّدُ

اے قبر رسول تو مبارک ہے اور اے عرب تو مبارک ہے

۲۔ خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خورج کرنے کہا کہ وہ ان کے سامنے اپنے ایمان کی تجدید کریں اور از سر نو داخلا

فِي الْمَدِينَةِ تَوْنُوهُمْ نَزَّابًا مَبَارَكًا      يَا شَاهِدَ نَحْيِرِ عَلَى نَا شَهَدُ

اے مدینہ میں تو انھوں نے زبان مبارک سے یہ شعر پڑھے تھے:

إِنِّي عَلَى دِينِ النَّبِيِّ أَحْمَدُ      يَا شَاهِدَ نَحْيِرِ عَلَى نَا شَهَدُ



مَنْ شَكَّ فِي الْمَدَى مُهْتَدِي

ترجمہ: اے خداگت بات کہنے والے ترگو! وہاں میں نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر تہوں اللہ کے بارہ میں اور کوئی شک پر ہو تو ہوں تو ہدایت یافتہ ہوں۔

۳۔ جگر گوشہ رسول سیدہ بنوں سلم اللہ علیہا کے اشعار اپنے ودا احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر ہیں:

صَبَّتْ عَلَى مَصَائِبٍ سَوَاءَتْهَا  
صَبَّتْ عَلَى أَيَّامٍ صِرَتْ كَالْيَا

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحَدٍ  
أَنْ لَا يَشَمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

ترجمہ: مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ گردن پر پڑتیں تو رات بن جاتا، جو کوئی قبر احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھسے اس پر کیا واجب ہے! یہ واجب ہے کہ وہ مدت العمر خوشبو نہ سوگئے۔

ان جملہ حوالہ کے ہمارا مقصود باقتضائے مقام یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد حضور کی ولادت سے پہلے اور حیات کے اندر اور ارتحال کے بعد یعنی ہر زمانہ ہی میں مسلم و محقق رہا ہے قبل از ولادت یہی پاک نام عرب، یمن، بحرین اور شام کے یہودیوں اور عیسائیوں میں معروف تھا اور ہر سرقد اپنی فتح و نصرت کو حضور کی تشریف آوری و رونق افزائی نام پر منحصر سمجھتا تھا۔ حضور کی حیات ممات میں حضور کے شاعران خاص در ذوی القربی حضور کو اس نام سے یاد کیا کرتے تھے۔

ہم نے بیان کیا ہے کہ حضور کی ولادت سے پیشتر عرب میں یا کسی دیگر ملک میں جہاں زبان عربی متداول تھی کسی شخص کا نام احمد نہیں رکھا گیا۔ یعنی قدرت الہیہ نے حضرت عیسیٰ والی بشارت کو جو یحییٰ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ پونے چھ سو سال تک اس قدر محفوظ کیا کہ اس عرصہ میں کوئی بھی اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا۔ اب سی دیل کی تذیل میں ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ حضور کے بعد اسم ہایوں و گرامی کا امت محمدیہ میں بطریق یمین و تبرک کسی قدر زیادہ استعمال ہوا، کیونکہ حضور کے بعد مِنْ بَعْدِي کی شرط اٹھ چکی تھی ورتباس کا مغلطہ جاتا رہا تھا۔ اب صرف حصولِ یمن و برکت مقصود رہ گیا تھا، اس لیے قدرت الہیہ نے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پیشتر اس امر کی میانیت و حفاظت فرمائی تھی کہ مبشر صلی اللہ علیہ وسلم اور موعود حقیقی کے سوا اور کوئی شخص بھی اس اسم سے برائے نام بھی موسوم نہ ہو۔ سی طرح رحمت ربانی کا اقتضایہ تھا کہ حضور کے بعد اس اسم سامی کی خوب شاعت ہو اور ہر موسوم شخص گریبا اپنے نام ہی سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اس اسم کا مبشر دنیا میں آچکا ہے اور بشارت عیسیٰ مسیح کی

لے ماخذ از کتاب اکمال ابوالعباس البرد۔

صداقت دنیا پر آشکارا ہو چکی ہے۔

پس میں چاہتا ہوں کہ ایک فہرست ایسے علمائے محدثین و مفسرین و فقہاء و علماء و شایان و امراء کی پیش کروں جو اہم احمد سے اسلام میں موسوم ہوئے تھے۔ اگر ایسے اسماء کا یا لاستیعاب استقصاء کیا جاتا، تو ایک جلد درکار ہوتی، مگر اس جگہ اہم مبارک احمد کے اعداد ۳۵ کے مطابق نام تحریر کیے جاتے ہیں۔

## ائمہ محدثین (۱۰)

- ۱۔ احمد بن محمد بن حنبل (ابو عبد اللہ) امام اہل السنۃ والجماعت یکے از ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم
- ۲۔ احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ الحافظ الکبیر ابو بکر بیہقیؒ
- ۳۔ احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان (ابو عبد الرحمن) امام نسائیؒ
- ۴۔ احمد بن محمد بن ابراہیم النیشاپوری المفسر المشہور ابو اسحق الثعلبیؒ
- ۵۔ احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی (الحافظ ابو نعیمؒ)
- ۶۔ احمد بن یحییٰ بن اسحاق الراوندی (ابو الحسن) رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۔ احمد بن علی بن ثابت بن احمد الحافظ ابو بکر المعروف بالخطیب البغدادیؒ
- ۸۔ احمد بن محمد بن احمد محمد سلفۃ الاصبہانی (الحافظ ابو طاہرؒ)
- ۹۔ احمد بن الحسین بن یحییٰ بن سعید الہمدانی ابو الفضل الحافظ معروف بدیع الزمانیؒ
- ۱۰۔ احمد بن عبد الحلیم بن عبد اللہ بن ابی القاسم الحرانی دمشقی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابو العباس۔

## فقہائے محققین (۱۱)

- ۱۱۔ احمد بن عمرو بن شریح (ابو العباسؒ)
- ۱۲۔ احمد بن ابی احمد المعروف بابن القاسم الطبری الفقیہ (ابو العباسؒ)
- ۱۳۔ احمد بن عامر بن بشیر بن حامد المروزی القاضی ابو حامدؒ
- ۱۴۔ احمد بن محمد بن احمد المعروف بابن القحطان ابو البغدادی (ابو الحسنؒ)
- ۱۵۔ احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک الازدی الطحاوی (ابو جعفرؒ)
- ۱۶۔ احمد بن ابی طاہر محمد بن ابی سفرائینی (شیخ ابو حامدؒ)
- ۱۷۔ احمد بن محمد بن احمد بن القاسم الشیبی (الحی علیؒ)



- ۱۸- احمد بن محمد بن جعفر ابو الحسن المعروف بقدری  
 ۱۹- احمد بن ابی الیاء داؤد فرح بن جریر الایادی القاضی ابو عبد اللہ  
 ۲۰- احمد بن محمد بن عبد الرحمن الکردی نقاشی ابو عبید  
 ۲۱- احمد بن علی بن محمد الوکیل ابو الفصح المعروف "بابن برهان"  
 ۲۲- احمد بن محمد بن المنظر الخوافی ابو المنظر  
 ۲۳- احمد بن موسی بن یونس بن محمد امار علی ابو الفضل شرف لدین  
 ۲۴- احمد بن محمد بن ابو الفضل المعروف بابن الخازن ابو الفضل  
 ۲۵- احمد بن فارس بن زکریا بن محمد الرازی ابو الحسن  
 ۲۶- احمد بن محمد الحسن ابو بکر ناصح لدین  
 ۲۷- احمد بن منیر بن احمد لطرطی ابو الحسن مذهب لدین  
 ۲۸- احمد بن علی بن ابراهیم الغسانی الاسواقی القاضی الرشید  
 ۲۹- احمد بن عبد الغنی بن حمد تلخی لکلی ابو العباس

## عرفائے کمالین (۴)

- ۳۰- احمد بن محمد بن محمد بن احمد الطوسی الغزالی ابو الفتح برادر معروف  
 ۳۱- احمد سرہندی شیخ الامام المجدد الفاتح فی رواق  
 ۳۲- احمد المدنی بشاہ ولی اللہ المحدث بن شاہ عبد الرحیم النقیہ مدنی  
 ۳۳- احمد بریلوی السید الامام المجاہد فی سبیل اللہ

## وزراء و امراء (۶)

- ۳۴- احمد بن محمد بن عبد المکریم بن سہل الکاتب ابو العباس صاحب کتاب الخراج  
 ۳۵- احمد بن عبد اللہ بن سلیمان التتوچی ابو الجبار الموی  
 ۳۶- احمد بن عبد الملک الشجعی لاندلسی ذی الوزرین مال  
 ۳۷- احمد بن بارون الرشید بن المہدی الماشع ابو العباس  
 ۳۸- احمد بن طولون صاحب دیار مصر ابو العباس

۳۹۔ احمد بن المستنصر بن الظاہر (ابو القاسم)

## شعراء وادباء (۱۳)

۴۰۔ احمد بن الحسین بن الحسین بن عبد الصمد الجعفی الکوفی، ابو الطیب المتنبی۔

۴۱۔ احمد بن محمد الدارمی المصنفی المعروف بالناسی (ابو العباس)

۴۲۔ احمد بن محمد بن اسمعیل بن ابراہیم طباطبائی۔

۴۳۔ احمد بن محمد الانطاسی (ابو حامد الشاعر)

۴۴۔ احمد بن جعفر بن موسیٰ برمکی النذیم۔

۴۵۔ احمد بن محمد بن العاصی بن محمد الاندلسی (ابو عمرو)

۴۶۔ احمد بن عبد اللہ بن احمد بن غالب المخزومی اندلسی القرطبی (ابو الولید)

۴۷۔ احمد بن محمد الخولانی اندلسی المعروف بابن الآبار۔

۴۸۔ احمد بن یوسف السلیکی (ابو نصر)

۴۹۔ احمد بن محمد بن علی الثعلبی الدمشقی (ابو عبد اللہ)

۵۰۔ احمد بن محمد بن احمد المیدانی النیشاپوری (ابو الفضل)۔

۵۱۔ احمد بن عبد اللہ بن احمد النخعی القاسمی (ابو العباس)

۵۲۔ احمد بن علی بن احمد بن النبی (ابو العباس)

## نحو و بیان (۲)

۵۳۔ احمد بن محمد بن اسمعیل بن یونس المرادی المصری ابو جعفر۔

۵۴۔ احمد بن بکر بن لقیس العبدی ابوطالب

## یہاں تک

جو کچھ ذکر ہو ان فضیلت خاتم النبیین کا بیان مرسلین رب العالمین کے فضائل کے ساتھ ساتھ تھا۔ مگر حضورؐ کی نعوت مایہ اور محمد متکثرہ ایسے بھی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل منفرد ہیں ان کا بیان: نشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی جلد سوم میں ہوگا۔

خاتمہ باب سے پیشتر جس جگہ ایک مختصر سا مضمون جو ایک آیت مبارکہ کے تحت میں لکھا گیا ہے درج کر دیتا ہوں۔ امید ہے کہ تمہارا صادق و متبعین مخلص اسے بھی باب ہذا سے متناسب پائیں گے۔



اللہ جل و علا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں مخاطب فرماتا ہے،  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا  
إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِرَاجَا مُنِيرًا

## شَاهِدًا

قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد بھی فرمایا گیا ہے اور شہید بھی۔ مندرجہ ذیل آیات پر غور کرو:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا (۴۵ : ۲۳)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا (۸۰ : ۲۸)

وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ (۷۸ : ۲۲)

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۱۲۳ : ۲)

وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (۱۴۱ : ۴)

شہادت کے واقعہ کو بیان کرنا اور دوسرے شخص کو اپنے بیان کے ذریعے سے اس امر کا باور کرنا ہے۔  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت جسے حضور نے ادا کیا اور جسے ادا فرما کر لوگوں کو یقین کے درجہ تک  
پہنچایا۔ امور ذیل کے متعلق تھی: بستی باری تعالیٰ، تقدیس ذات و تنزیہ صفات، سلسلہ وحی، وجود نبوت اعلیٰ  
کا جزا و سزا سے تعلق، جزا و سزا کی حقیقت، وجود عالم معاد، عالم ارواح، علوم مابعد الطبیعیہ۔ ان امور کو  
جس وضاحت اور کمال علم اور روشن دلائل اور براہین قاطعہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور  
پھر اپنے گفتار و کردار سے اس صداقت کے یقین کو ملحدوں اور دہریوں منکروں اور مادہ پرستوں کے قلوب  
میں مستحکم فرمایا۔ یہ حضور ہی کا حصہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت الہیہ اور حکومت ربانیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کو دنیا کے سامنے بہ طور اپنے گواہ کے پیش کیا ہے۔ یہ ایک شانوی حقیقت ہے کہ گواہوں کی قلت یا کثرت  
کسی معاملہ کے ثبوت و نفی پر ذرا مؤثر نہیں، بلکہ شہادت کو قوت دینے اور صداقت کے درجہ تک پہنچانے  
وہ جو شے ہے وہ شاہد کی شہادت، اعتبار اور راست بازی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستبازی  
اور اعتبار کی یہ حد تھی کہ جب کفار نے ابو بکر صدیق سے دریافت کیا کہ تم نے کیوں کر محمد کو رسول خدا تسلیم  
کر لیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہونٹ جھوٹ بولنے والے کے نہیں۔ ہر قتل نے ابوسفیان کے جواب میں  
کہ جس شخص نے کبھی کسی مخلوق پر جھوٹ نہیں بولا، ممکن ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگے۔ انہیں  
یہ لہذا انحصار نے کہا تھا کہ محمد، میں تجھے نبوت نہیں سمجھتا مگر تیری تعلیم پر میرا دل ہی نہیں جھٹتا۔



صداقت اور اعتبار ہو تو ایسا ہو کہ خواہ کوئی شہادت کو مستبول کرتا ہے یا نہیں۔ لیکن شہادت دہندہ کی ثقاہت کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نہیں نکالتا یا بہ قول ابوسفیان نہیں نکال سکتا، بلکہ ہر شخص اس میں سمجھ گیا ہے کہ اس کے خلاف لب کشائی کرنا اپنی تنہی کرانا اور خود کو ذلیل کرنا ہے۔

حضور نے اس شہادت کو دشت و جبل میں آشکار کیا۔ بیابان اور شہروں کے سمیع اور قلب تک پہنچا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کے نعرہ سے فضاٹے رض و سما کو بھر دیا اور سننے والوں کے دل و دماغ کو شک و انکار اور تذبذب و گمان کے ہوائے فاسد سے خالی کر دیا۔ اللہ اکبر! شاہد کس زبردست شہادت سے اٹھا ہے، جس کے منہ سے نکلتے ہی وہی کلمہ شہادت ہر ایک کی زبان پر رواں ہے اور کیا عجیب، کیا غریب، کیا شرقی کیا غربی ہر ایک اسی شہادت کا کلمہ خوں ہے۔ شاہد خاموش نہیں ہو جاتا جب تک ہزار در ہزار اور شمار در شمار بندوں کو دَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کے فرض پر آمادہ نہیں کر لیتا اور سودا و امر اور عبید و ملوک کو دَتَكُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ کے وجوب امری کا پابند نہیں ٹھہرا دیتا۔

شاہد کی صداقت پر لاکھوں شاہد غیبی موجود ہو گئے ہیں، ملکوں اور قوموں، جزیروں اور وادیوں نے اس کی شہادت سے ايقان حاصل کر لیا ہے۔ تب شاہد اس وادری گاہ سے عزم رحلت فرماتا ہے اور چلتے وقت بھی ان سب کو یہ سنا دیتا ہے اَنْتُمْ تَسْأَلُون عَنِّي فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَتَصَحَّحْتَ فَقَالَ يَا ضَيْعِيْ يَزُوْعُهَا اِنِّ السَّمَاءُ وَبَيْنَكُمُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ۔ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ۔ وہ پوچھتا ہے کہ لوگو! وہ قاضی جہاں، رب زمین و سماں جب دریافت فرمایا کہ میں نے اپنی شہادت کو کیوں کر ادا کیا۔ تو آپ کیا بتائیں گے۔ سب کے سب متنقذ اللفظ بول اُٹھتے ہیں، جی حضور نے تو اپنی شہادت سے معاملہ کا سمجھا کر اپنے الگ الگ کر کے دکھا دیا۔ شاہد آسمان کی جانب گشت شہادت اٹھاتا پھر لوگوں کی طرف جھکتا اور اپنے بھینچنے والے سے مخاطب ہو کر عرض کرتا ہے۔ نبی میری شہادت کو سن لے، میری گواہی کا تو خود گواہ رہنا، ان لوگوں کے بیان کو محفوظ فرما لینا۔

ایسے شاہد پر دل و جان خود بخود قربان ہوتے ہیں جو وادری گاہ وادری شہادت کے لیے اکیلا آیا اور لاکھوں لوگوں کو گواہ بنا گیا۔ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد اور شہید فرما کر سنور کی بہترین خوبی سے دنیا کر اگاہ فرمایا ہے۔ دوسری صفت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی:

## مَبَشِّرًا وَنَذِيرًا

فرمانِ نبی ہے۔ تمام قرآن مجید پر نظر ڈال جائیے کسی نبی کی نسبت عَلَيْنِهِمْ وَعَلَىٰ نَبِيِّنَا السَّلَوةُ وَالسَّلَامُ



بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ دونوں لفظ دارو نہیں ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مُبَشِّرٌ وَنَذِيرٌ کے لفظ بھی ہیں اور کَبِيرٌ وَنَذِيرٌ بھی۔ اور چونکہ یہ فضیلت جامعیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات مبارک میں پائی گئی ہے۔ اس لیے یہ اوصاف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علو مرتبت نبوت کا اظہار کرنے میں خاص ہیں۔

بشارت کے متعلق دیکھیے کہ کہیں تو مومنین کو س امر کی بشارت دی گئی ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فَضْلًا كَبِيرًا

مومنین کو بشارت ملے گی کہ ان کے لیے اللہ کی رحمت ہے۔

بہت بڑا فضل ہے۔

(۲۴ : ۲۳)

دوسری جگہ فرمایا:

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي  
الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ  
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۱۰ : ۶۴)

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت ہے۔ خدا کے فرمودہ میں تبدیل نہیں ہے یہ بشارت برترین کامیابی ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ  
فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ (۲۹ : ۱۸)

ان بندوں کو بشارت ملے جو بات سنتے ہیں اور پھر سب سے اچھے طریقہ پر چلتے ہیں

یہ سب روحانی اور اخلاقی بشارات ہیں اور انہی کے لیے مسلمانوں کو ابھارا اور تیار کیا گیا ہے۔  
انذار کے معنی ڈرانا کیے جاتے ہیں۔ لیکن ڈرانا صحیح طور پر انذار کے مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا بلکہ اس کے مفہوم کو اٹ دیتا ہے۔ انذار کے معنی تہیہ ہیں کہ آدمی کو اس کے ہونے والے نقصان سے آگاہ کر دیا جائے۔  
انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کو ان کے افعال ناشائستہ کے عواقب بد سے آگاہ کیا کرتے تھے اور بڑے انجام دربرے نتیجہ کی خبر دیا کرتے تھے۔ یہ صفت دل سوزی و ہمدردی سے پیدا ہوتی ہے۔ خدا ترسی و رحم دلی سے ظہور پکڑتی، محبت نور انسانی اور حُب جنس سے اشاعت پاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک حالات سے ان جملہ اوصاف کا یہ درجہ کمال ہونا بخوبی ثابت ہے اور اسی لیے راہ گم کردہ قوم کو غلط راستہ کی کجی اور اس کے خطرات سے آگاہ کرتے رہنا حضور کا خاصہ فطرت ہو گیا تھا۔ حدیث صحیح میں ہے کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ تم جنتی آگ کی خندقوں میں منہ کے بل پڑو اور اندازہ دار گر رہے ہو اور میں کمرے پڑ پڑ کر تم کو خندق سے پیچھے ہٹا رہا ہوں۔

# دَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِآذَنِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت الی اللہ کو جس سرگرمی سے شروع کیا اور جس کامیابی تک پہنچایا وہ حضور ہی کا حصہ ہے :

الف - اُس پہاڑی کے وعظ کو دیکھو، جس پر سے یَا اِلَٰہِ فِہْیَ وَیَا اِلَٰہِ غَالِبِ کی آواز سے عرب کو حضور نے بلایا تھا۔

ب - اُس خلوت کدہ کا خیال کرو، جہاں مکہ سے دُور اور دِمانِ کدہ کے سایہ میں ارقم بنی ابوقریم کے گھر کے نذر خفیہ خفیہ تعلیم دی جاتی تھی۔

ج - کوہِ طائف کا واقعہ یاد کرو، جہاں حضور کا خون جسم سے بہہ رہا، جو تے میں جم رہا تھا اور زبان پر دعوت الی اللہ کا وعظ جاری تھا۔

د - عکاظ کے بڑے سالانہ میلے پر نظر ڈالو، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَا اَیُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا نعرہ لگا رہے ہیں اور سنگِ دل ابولہب حضور کے پیچھے پیچھے جا رہا اور حضور کو دیوانہ بتا رہا ہے۔

ه - مکہ سے باہر پہاڑیوں کی گھائی عقبہ کا تصور کرو تا یہ کی چھاگئی ہے بے پناہ مسافر اس پر خطر مقام پٹھان نہیں چاہتا ہے، مگر راستہ کی صعوبت اور خطراتِ راہ کے تصور نے یثرب کے قافلہ کو اُسی جگہ ٹھہر جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

وہ - نورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی تاریکی میں کیہ دتھا اس لیے گام فرمایا کہ شاید کسی ایک نفس ہی کے کان میں اپنی دعوت کی آواز پہنچا سکیں۔

و - کوہِ تبعم کے دامن تک نظر کو بڑھاؤ، چالاک دشمن نے حضور کو بے یار و مددگار اور آرم میں دیکھ کر حضور کی تلوار پر قبضہ کر لیا ہے حضور کو گستاخانہ لہجہ اور متکبرانہ انداز سے جگایا ہے حضور دیکھتے ہیں کہ دشمن سرِ باختہ ایک تیغِ آختہ کے ساتھ کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ اب تم کو کون بچائے گا حضور اس وقت بھی دعوت الی اللہ کے فرض کو فراموش نہیں کرتے، اُسے وہی مبارک نام سناتے ہیں، جو غافل انسان کے زنگِ آلود دل کا حجاب اٹھا دیتا، جو قلبِ مردہ کو حیاتِ تازہ عطا کرتا ہے۔

ز - راہِ ہجرت کی سیر کرو، سینکڑوں میل کا سفر درپیش ہے خشک پہاڑیوں اور بے آب و گیاہ میدانوں سے دُور اُدُنٹ گزر رہے ہیں جنہوں نے راہ میں کہیں آرام نہیں لیا ہے حضور کے ہمراہ دو مخلص اور ایک وفادار ہے۔

کینہہ دور دشمن کے تعاقب کا ہر لحظہ خطرہ لگا ہوا ہے اور یہی اندیشہ راہِ اُردوں اور راہِ روؤں کو تیز گامی سے لیے جا رہا ہے۔ پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوتِ الی اللہ کے فرض کو نہیں بھول گئے ہیں۔ اُمّ معبدہ الخزاعیہ۔ سُرّاقہ بن مالک



المذبحی اور بریدہ بن الحصیب سلمیٰ اور اس کے ستر ساتھی وغیرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس خشک بیابان ہی میں آپ حیات پیا اور چشمہ زندگی حاصل کیا ہے۔

ح۔ آٹھ یوم کی شب روزی تنگا پر کے بعد خدا کا رسولؐ قبا پہنچ گیا ہے۔ صبراً زما سفر نے بے زبان حیوانوں کو بھی تھکا دیا ہے، مگر حضورؐ اس دعوت الی اللہ کے شوق کی تعمیل میں دوسرے ہی دن ایک مسجد کے قیام کا اہتمام فرما رہے ہیں، جہاں سے حَتَّی عَلَی الصَّلَاةِ اور حَتَّی عَلَی الْفَلَاحِ کی صدا ہر سبوح و مسا پہاڑیوں سے ٹکراتی، ٹانگوں کو جگاتی، بنت نقول کو بگاتی، آج تک اُس داعی کی پکار کو تازہ کر رہی ہے۔

ط۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا سے مدینہ کو جاتے ہیں۔ اہل مدینہ زن و مرد، پیر و جوان، یہود و نصاریٰ صابئی و ترسا بھی اہل ایمان کی طرح ہمراہ چشم اور سمہ تن شوق بن رہے ہیں۔ راہ ہی میں نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا رسول اسی جگہ دعوت الی اللہ کے لیے ٹھہر جاتا۔ بنی سلیم کے قلوب سلیم کو تقویٰ کے رنگ سے رنگین بناتا، رضوان ربانیہ کی نید سے شاد کام فرماتا ہے۔

ی۔ مدینہ میں نبوا شہل اور بنو غفار، اوس و خزرج کا ہر شخص دل و دیدہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرش راہ بندے، یابی و امی، یابی و امی عرض کر رہا ہے، مگر حضورؐ دعوت الی اللہ کے لیے ابن سول کے پاس جاتے ہیں۔ کوچہ میں صاف زمین پر اُس کے قریب جا بیٹھتے ہیں وہ ناک چڑھاتا، تیوری پر تیوری ڈال کر دمال کو متہ پر رکھ لیتا ہے اور زبان سے کہتا ہے، محمد تم نے گرد سے اور تمہاری سواری نے، اپنی بو سے میرے دماغ کو پریشان کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہس پڑتے ہیں اور آیات قرآنیہ کی تبلیغ فرما کر دعوت الی اللہ کا اتمام فرماتے ہیں۔  
ک۔ رُبَّیْنِیْ بِنْتِ مَوْذٰی اَیْکَ شَبِّکِیْ بَیْہِیْ ہُوْئِیْ دَہِنِیْ کَیْ پَاسِ تَشْرِیْفِیْ لَے جاتے اور اسے دعوت الی اللہ فرماتے ہیں۔ وہاں انصار کی چھوٹی چھوٹی روکیوں کو عربیہ اشعار فخریہ لہجہ میں پڑھتے ہوئے سنتے ہیں تو ان کو بھی عقائد صحیحہ کی تلقین فرماتے ہیں۔

ل۔ سسکتی ہوئی جان توڑتی ہوئی نراسی کو گود میں لیتے ہیں۔ اُس وقت بھی دعوت الی اللہ میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اکلوتے تجہ ابراہیمؑ کی لاش پر بیٹھتے ہیں، اُس وقت بھی حاضرین کو سُخْط اور رِضَاِ اللہ کے معانی سمجھاتے، استقامت کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

م۔ آخری مرض ہے، گیارہ دن کے تپ شدید اور درد سر میں ذرا تخفیف ہوئی ہے۔ ضعف اس قدر ہے کہ پاؤں کے بل کھڑا نہیں ٹھہرا جاتا، مگر دعوت الی اللہ میں وہی سرگرمی ہے، سر پر پٹی باندھے ہوئے عباسؓ دُعیٰ کے کندھوں پر سہارا دیے ہوئے مسجد میں تشریف لاتے ہیں، منبر پر نہ کھڑا ہوا جاتا ہے اور نہ چڑھا جاتا ہے اس کے زیرِ نین

پر بیٹھ جاتے ہیں اور نصیحت بالغہ موعظہ مودعہ سے دعوت الی اللہ کی تکمیل فرماتے ہیں۔

ن۔ آخری دن ہے، سفر آخرت میں نہت پانچ گھنٹہ کا وقفہ زہ کیا ہے۔ مسلمان صبح کی نماز کے لیے مسجد میں جمع ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صنعت اور شدت در بدر کی وجہ سے اپنے بستر پر جسے کھجوروں کے ٹپسوں سے نرم بنایا گیا ہے لیٹے ہیں۔ دعوت الی اللہ کا فرض پھر حضور کے قلب پاک میں تازہ حرارت پیدا کرتا ہے۔ مسجد اور حجرہ مبارک کے درمیان جو پردہ پڑا ہوا تھا، اسے ہٹاتے ہیں، تھوڑی دیر تک تبسم کے ساتھ اُس نفاہ کا ملاحظہ فرماتے ہیں، جو ایک خدا کی عبادت کے لیے سینکڑوں مسلمانوں کے یک دل و یک جہت دیک آواز ہونے سے پیدا ہو گیا تھا اب پھر زمین پر گھسٹتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور اس بڑے مجمع کے سامنے پھر آخری دفعہ دعوت الی اللہ کی نورانی مثال قائم فرماتے ہیں۔

س۔ آخری گھڑی ہے، بیوی، بیٹی، نواسے اُس تنگ حجرہ میں جمع ہیں، جس کے اندر دس سے زیادہ شخصوں کے لیے گنجائش نہیں ہے۔ اس وقت بھی دعوت الی اللہ اور ترجمہ بر عباد اللہ کی تعلیم زبان پر ہے الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ نماز، نماز اور لونڈی غلام کے حقوق۔

ع۔ آخری سانس ہے دیدہ حق بین کو آسمان کی جانب بلند کیا ہے۔ اُس پاک نام کا اعلان فرماتے ہوئے جس کی دعوت عمر بھر دیتے رہے اَللّٰهُمَّ الرَّفِّقُ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے چشم حق بین کو فانی نفاہوں سے بلند کر دیا ہے۔

ہم کو تاریخ بشر ایسا نمونہ دکھانے سے قاصر ہے جس کی زندگی کا ایک لمحہ دعوت الی اللہ ہی میں پورا ہوا ہو اس لیے دَاعِیَا اِلٰی اللّٰہِ بِاَذْنِہِ کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات مبارک سے خاص معلوم ہوتا ہے اور اسی لیے خداوند کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس صفت سے معرفت فرمایا ہے۔

## سِرِّ اجَا مُنْبِرًا

سورہ فرقان اور سورہ نوح میں آفتاب کو سِرِّ اجَا اور سورہ نبا میں سِرِّ اجَا وَہَا جَا فرمایا ہے مگر سِرِّ اجَا مُنْبِرًا ایسا لفظ ہے جس کا ستم ذات پاک نبوی کے سوا در کسی کے لیے نہیں فرمایا گیا۔ نظام شمسی میں آفتاب کا بہت بڑا درجہ ہے کیونکہ اس نظام کے جملہ سیارگان کا قبلہ عظم جس کا خواف ان اجرام پر لازم ہے، یہی تیرا کبر ہے۔

عام رن و فساد میں بھی آفتاب کی بہت بڑی ضرورت ہے، اس کی حرارت کا نور ہر ایک شے کے وجود اور قیام پر گہرا اثر رکھتا ہے۔ ہاں ماہِ مادی کا آفتاب، یہی ہے۔



اب خداوند کریم عالم روحانی کے نیرِ اعظم کو اپنے نور میں دکھاتا ہے اور سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ کو سیرِ اَجّ قَنِیر کے خطاب سے روشناس عالم فرماتا ہے۔ سچ ہے کہ جہاں سیرِ اَکَن سماء نبوت کا مدارِ اعظم ہے وہیں اور عالم شریعت کی بقائے دوام کی غلتِ اولیٰ بھی (صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہے۔

آفتابِ رات کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور سراجِ منیر نے نعمتِ کفر و شرک کو محو کر دیا ہے۔ آفتاب کی روشنی سب ستاروں پر چھا جاتی نہیں چھپا لیتی ہے۔ سراجِ منیر کی شریعت بھی تمام شریعتوں کی فہمیں ثابت ہوئی ہے۔ آفتاب کی روشنی جرم کا ارتکاب روک دیتی ہے۔ سراجِ منیر کے نور نے بھی معاصی کو بند کر دیا ہے۔

آفتاب ایک وقت میں کرۂ ارض کے ایک ہی پہلو کو روشن کر سکتا ہے، لیکن اس سراجِ منیر نے وقت و امد میں جاہلیت کی ظلمت و جہالت کی تاریکی، کفر و شرک کی سیاہی، رسوم کے اندھیر، رواج کی گمراہی، تقلید کی تیرگی کو اپنی نورانی شعاعوں سے اٹھا کر دوسروں کو نوریان سے دعاؤں کو عقائدِ صحیحہ کے لمعات سے، آنکھوں کو کتابِ مبین کے مطالعہ سے، دھندلے تذبذب کو دلائلِ ساطعہ سے، تاریک فتنوں کو براینِ مبینہ سے روشن فرما دیا۔ اس روشنی میں ہر ایک نے حقیقتِ شیاد کو دیکھا اور ہر ایک کی نگاہ خود اپنے آپ کو دیکھ سکنے کے قابل ہوئی وہ جو انسانیت کی حقیقت کو فراموش کر بیٹھے تھے اب خود اَصْحٰی بِنِیْ کَا لَلْجُوْمِ بِاَیَّتِہِم اَفْتَدٰی تُمْ اِھْتَدٰی تُمْ ثابت ہوئے، وہ جو حمایت سے راہِ در راہ نہاگم کردہ تھے، اب خود خنجرِ راہ بنے۔

بعض شپیرِ چشمِ آفتاب کی روشنی میں چندھیجا جاتے ہیں اور بعض بومِ طبعِ رات کی، بکی ہی میں پروہاں کھولتے ہیں یہی سالِ ان تیرہ دروزں کا ہے، جو انوارِ محمدی کی تاب نہیں لے سکتے اور نمودِ رسالت سے مستنیر نہیں ہوتے مومنین کو تو اس سراجِ ربّانی پر پروانہ دارِ نثار ہونا ضروری ہے۔

## باب ششم

## وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اس آیت مبارکہ کو زیب عنوان کرتے ہی مجھے خیال آیا، قرآن مجید دیکھنا چاہیے کہ لِّلْعَالَمِينَ کا لفظ کن کن شیاؤں یا اشخاص کے متعلق آیا ہے؟ مجھے مندرجہ ذیل آیات میں یہ لفظ ملا :

- ۱- اِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (۶ : ۹۰)
- ۲- اِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (۱۲ : ۱۰۳) (۳۸ : ۸۴) (۲۸ : ۲۶)
- ۳- وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (۶۹ : ۵۲)
- ۴- اِنَّا اِلٰی الْاَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيْهَا لِّلْعَالَمِينَ (۴۱ : ۴۱)
- ۵- اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِّلنَّاسِ لِلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ (۲ : ۵۶)
- ۶- فَاَنْجَيْنَاكَ وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنَاهَا اٰيَةً لِّلْعَالَمِينَ (۲۹ : ۱۵)
- ۷- وَجَعَلْنَاهَا اٰيَةً لِّلْعَالَمِينَ (۴۱ : ۹)
- ۸- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ

آیات بالا پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آیت نمبر ۲ نمبر ۳ میں قرآن مجید کو ذکر للعالمین فرمایا گیا ہے اور اس میں کلام نہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے، جو جملہ عالمین کے لیے ”ذکر“ ہے۔

نبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک تو اس مصدر کے ساتھ مذکر ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ كُنَّا اِنْسَانًا مُّذَكِّرًا (۲۱ : ۸۸)

آیت نمبر ۴ و ۵ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ برکت کا استعمال کیا ہے۔ آیت نمبر ۶ بیت المقدس کے لیے ہے اور آیت نمبر ۷ بیت الحرام کے لیے۔ مسلمان ان دونوں مسجدوں کو اسی ادب و احترام کا مستحق سمجھتے ہیں جو کلام انبی میں ان کے لیے ظاہر فرمائے گئے ہیں اور چونکہ لفظ برکت ہر دو کے لیے مشترک ہے اور لفظ ہدٰی بیت الحرام کے لیے خاص اور زائد ہے، اس لیے بیت الحرام کا درجہ بھی بیت المقدس سے زیادہ تسلیم شدہ ہے۔

آیات نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ میں لفظ آیت کا استعمال ہوا ہے اور اس کا مصداق ان مختلف آیات میں متعدد ہے۔



آیت نمبر ۱ میں حضرت نوحؑ کی کشتی کو یا اہل کشتی کو آیت فرمایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲ میں حضرت مریمؑ اور ان کے فرزند کو آیت بتایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۳ میں نوحؑ انسانی کی مختلف زبانوں اور ملتوں رنگتوں کے اختلاف کو آیت بیان کیا گیا ہے۔  
اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ذِکْرُ لِّلْعَالَمِیْنَ  
مُبَارَکَاتٌ لِّلْعَالَمِیْنَ  
آیَاتٌ لِّلْعَالَمِیْنَ

صرف قرآن مجید ہے۔

بیت المقدس و بیت الحرام ہیں۔

اصحاب نوحؑ اور کشتی نوحؑ اور حضرت مریمؑ و حضرت ابن مریمؑ اور  
اقوام عذاب کا اختلاف الوان اور بتائیں السنہ ہیں۔

اور لفظ رحمت ایسا لفظ ہے جس کا استعمال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لیے ہوا۔ حضور کے سوا کسی دوسرے  
کے لیے نہیں ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف)

میری رحمت ہر شے پر زیادہ وسیع ہے۔

پس جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرائیل علیہ السلام کے لیے رحمت بنایا گیا ہے تو ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بھی جبرائیل علیہ السلام کے لیے ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ رحمتہ للعالمین وہی وجود مزی کی ٹھہرے گا۔

جس نے اہل عالم، بلکہ عالم در عالم کی بہبود و سود، رفاہ و فلاح، خیر و صلاح، عروج و ارتقا، صفا و بہا کے  
لیے بلا شائبہ غرض اور بلا آمیزش طمع اپنی مقدس زندگی کو صرف کیا ہو۔

جس نے بندوں کو خدا سے ملایا ہو،

جس نے الہی جلوہ انسانوں کو دکھایا ہو،

جس نے دل کو پاک، روح کو روشن، دماغ کو درست، طبع کو بہادر بنایا ہو۔

جس کی تعلیم نے امن عامہ کو مستحکم اور مصلحت عامہ کو استوار کیا ہو۔

جو غریبی و امیری، جوانی و پیری، امن اور جنگ، امید اور ترنگ، اگدائی و پادشاہی، مستی و پارسائی، رنج و رست

عزن و مسرت کے ہر درجہ، ہر پایہ اور ہر مقام پر انسان کی رہبری کرتا ہو۔

جس نے فلک کی بندی، زمین کی پستی، رست کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج کی چمک، جگنو کی دمک، ذرہ کی

پرداز، قطرہ کی طراوت میں عرفان ربانی کی سیر کرائی ہو۔

جس کی تعلیم نے درندوں کو چوپانی، بحیرہ طویر کو گله بانی، رہزنیوں کو جہاں بانی، غلاموں کو سلطانی شاہوں کو

اخوانی سکھائی ہو۔

جس نے خشک میدانوں میں علم و معرفت کے دریا بہائے ہوں  
جس نے سنگ لاج زمیوں سے کتاب و حکمت کے چشمے چلائے ہوں۔  
جس نے خود غرضوں کو محبت قومی کا درد مند بنایا ہو۔  
جس نے دشمنوں کو اپنا جگر بند ٹھہرایا ہو۔

مسکین کا ساتھی ۔	دہ غریب کا محبت
آقاؤں کا آقا	شاہوں کا تاج
یتیموں کا سہارا	غلاموں کا محسن
بے خانانوں کا ماؤنی	بے آسروں کا آسرا
چارہ گروں کا درد مند	درد مندوں کی دوا
اخوت کا بانی	مساوات کا حامی
اخلاص مشتری	محبت کا جوہری
صبر کا معدن	صدق کا منبع
رحمت ربانی کا پتلا	خاکساری کا نمونہ
آخرین رسولؐ	اولین انسان

اگر رحمۃ اللعالمین کے لقب سے منتخب نہ ہوگا تو پھر ان جہل و سفالت کے جامع کا اور کیا نام ہوگا؟  
ہاں رحمۃ اللعالمین وہی ہے جس نے ملکوں کی دوری، اقوام کی بیگانگی، رنگتوں کا اختلاف، زبانوں کا تباہی  
دور کر کے سب کے دلوں میں ایک ہی ولولہ، سب کے دماغوں میں ایک ہی تصور، سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ  
جاری کر دیا ہو۔

ہاں رحمۃ اللعالمین وہی ہے، جو یہودیوں کی طرح نذر و منت کی قبولیت کے واسطے نبی لاوی کا واسطہ نہ وری  
منہیں ٹھہراتا۔

جو کا تھلوں کی طرح آسمان کی کنجیاں شخص و حد کے ہاتھ میں سپرد نہیں کر دیتا۔  
جو رُوح کو سُرگ یا زُگ میں دھکیل دینے کی طاقت صرف برہمنوں ہی کو عطا نہیں کرتا۔  
جو خاص رقبہ کے باشندوں کو آسمانی پادشاہت کے فرزند نہیں ٹھہراتا۔  
جو نسل واحد کے افراد ہی کو خدا کی برگزیدہ قوم نہیں قرار دیتا۔



جو، یہودیوں، عیسائیوں، زردشتیوں، برہمنوں، جینیوں، دراماؤں کی طرح اپنے سوا باقی سب پر منت و  
افضال کے بھرپور خزانے بند نہیں کرتا۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جو بندہ کو خدا کی حضوری تک لے جاتا اور اسے اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكَذِیْ  
آواز سے آشنا بناتا ہے اور خداوند کے درمیان کسی تیسرے کے یہ کوئی رخنہ باقی نہیں چھوڑتا۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جس کے دربار میں:

عداس نینوالی	ہلال حبشی	سلمان فارسی
صہیب رومی	ضداد ازدی	طفیل روسی
ذوالکلاع حمیری	عدی طائی	اشامہ نجدی
ابوسفیان اموی	ابوذر غفاری	ابو عامر اشعری
کرز قسری	ابو حارث مصطلق	سراقہ مدلی

پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آتے ہیں، اتنی قوموں در اتنے مختلف الدعادی سرداروں کا مجمع کسی درجہ بھی نفرتا ہے؛  
یہاں ہر شخص اپنے اپنے ملک اور اپنی قوم کا حق و کالت ادا کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے اپنے دامن دل و دست  
کے موافق پھولوں سے تھیویاں بھر رہا ہے اور اپنے اپنے ملک کے مشام جان کو ان سے معطر کر رہا ہے۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جس کے دربار میں عثمان طلحہ بھی موجود ہے جو کعبہ کا کلید بردار ہونے سے حجازی قوموں میں  
اسی اعزاز کا مالک سمجھا جاتا تھا جو عزت کلیسائے روما کے مسند نشین کو آسمان کے کلید بردار ہونے کی حیثیت سے  
حاصل ہے۔

اس کے دربار میں عبد اللہ بن سلام بھی موجود ہے۔ نسب مال کے سلسلہ کو دیکھو تو یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن  
ابراہیم علیہم الصلوٰۃ و السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ قوی و جاہت پر نظر کرو تو یہودان بنو قریظہ و بنو قینقاع و  
بنو نضیر و خیبر و نذک کا بچہ بچہ انھیں خیرنا و ابن خیرنا کہہ کر یاد کرتا ہے۔

فنیلیت علمی و رانامت قوم کی بزرگی کا اندازہ کرنا ہو تو سن لو کہ ربیعہ بن ابراہیم سیدنا و ابن  
سیدنا کہہ کر ان کو مخاطب کرتے ہیں۔ یہی بزرگوار دربار محمدی کے صفت فعال میں جاگزیں ہے اور دل ہی دل میں  
یہ کہہ کر خوش ہو رہا ہے: تیرنی مجلس میں جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے۔

اسی دربار میں نہرہ ابن انس بھی حاضر ہے۔ منتخب انبیاء کا عالم ہے۔ سویر یا اوریر و شام کے متواتر سفر کر چکا ہے  
تورۃ و انجیل کو قدیم زبانوں میں پڑھا ہے۔ دربار ہرقل میں اس کی بروں تعظیم کی جاتی ہے اور دربار حبش میں اس کی  
کرامتوں کا ثوب چرچا ہے عیسائیوں جہاز کا گویا سب سے بڑا بٹشپ یہی ہے ب وہی مَہِ السَّيْنِیُّ ابْنُ قَرِیْمَہ





علیٰ انفسہم وملتہم وَاٰزۡوَاجہم وَاٰمۡوَالہم  
وَعَاۡبِہُم وَاَشۡہَادُہُم وَاَعۡشِرَتُہُم  
وَتَبَعُہُم ۔

حاصل ہوگی۔ ان کی جان اور مذہب اور ملک اور اموال کے  
متعلق تمام موجودہ اشخاص اور غیر موجودہ اور ان کی قوم اور  
ان کے پیرو اسی ذمہ داری میں شامل ہوں گے۔

۲۔ وَاِنْ لَا یَغۡیِرِوَالۡمَآکِنُوۡا عَلَیْہِ

ان کی موجودہ حالت تبدیل نہیں کی جائے گی۔

۳۔ وَلَا یَغۡیِرُ حَقٌّ مِّنْ حَقِّہُم

ان کے حقوق میں سے کوئی حق بدلا نہ جائے گا۔

۴۔ وَلَا یَغۡیِرُ کُلَّمَا تَحَتَّ اَیۡدِیۡہُم مِّنْ قَلِیلٍ

اور جو کچھ تھوڑا بہت ان کے قبضہ میں ہے اُس میں کوئی

او کثیر نہ

تغیر نہ کیا جائے گا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جو کافروں کو بھی بہ آواز بلند سناتا ہے :

لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَرِیۡ دِیۡنِی

تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین

رحمۃ للعالمین وہ ہے جو دین اور مذہب کے متعلق کل دنیا کو یہ اصول سکھاتا ہے :

لَا اِکۡرَہَ فِی الدِّیۡنِ قَدۡ تَبَیَّنَ الرُّشۡدُ

دین کے معاملہ میں کسی پر مجبور نہیں ہے تحقیق ہدایت اور

مِنَ الْغَیِّ ۔

مگر اہی میں ظاہر و باہر امتیاز ہو گیا ہے۔

پھر اسی سلسلہ میں اپنی حیثیت کو کھلے لفظوں میں ظاہر کرتا ہے :

مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ

میں کو کام لوگوں کو احکام الہی کا مت دینا ہے۔

رحمۃ للعالمین وہی ہے جو تمام عالم سے نیکی اور عمدہ سلوک کی تعلیم اس طرح پر دیتا ہے :

لَا یُہۡمُکُمُ اللّٰہُ عَنِ الدِّیۡنِ لَمَّا یَقَاتِلُوْکُمۡ

خدا تم کو لوگوں کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک کرنے سے

فِی الدِّیۡنِ وَلَمَّا یُخْرِجُوْکُمۡ مِّنْ دِیَارِکُمۡ

نہیں روکتا، بلکہ خدا تو ایسے کام کرنے والوں سے محبت

اَنۡ تَبۡوُوْا ہُمْ وَتَقۡسِطُوۡا اِلَیۡہِمۡ اِنَّ اللّٰہَ

کرتا ہے، لیکن یہ لوگ ایسے ہوں کہ انہوں نے دین کے

یُحِبُّ الْمُقۡسِطِیۡنَ ۝

لیے تم سے جنگ نہ کی ہو اور دین کے لیے تم کو وطن سے نہ

نکالے ہو۔

(۸۰ : ۶۰)

رحمۃ للعالمین وہی ہے، جو دشمنوں کے ساتھ برتاؤ کے طریق کی اس طرح تعلیم دیتا ہے :

اِذۡ قَرۡءَ بِاَلَّتِیۡ ہِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ

بدی کا بدلہ نیکی سے دو۔ پھر جس شخص کے ساتھ تمہاری

بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہُ عَدَاوَۃٌ کَانَ ذُوۡی

عداوت ہے، وہ تمہارا گرم جو شس حامی بن جائے

حَمِیۡمٌ

گاہی

(القرآن ۱)

۱۔ فتوح البلدان بلاذری۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے جو معاملات انصاف میں عداوت و نفرت کے تاثرات سے ہم کو علیحدہ رہنے کا حکم دیتا ہے اور خالص انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے :

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا قَدْ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵ (۸ : ۵)

کسی قوم سے مخالفت کا ہونا تمہیں انصاف کرنے کی طرف کھینچ نہ لے جائے ، انصاف ہی کو دینی خداشت کی سے قریب تر ہے اور تقویٰ اختیار کرو تم جو کچھ کرتے ہو خدا خوب جانتا ہے۔

فرمایا :

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَادَوْنَا عَلٰى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَادَوْنَا عَلٰى الْاِثْمِ وَالْعُدُوْا اِنَّ اللّٰهَ (۵ : ۱۲)

قوم کی یہ مخالفت کہ انھوں نے تم کو مسجد الحرام سے روک دیا تھا۔ تم کو اصرار نہ لے جائے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو۔ تم تو نیک اور تقویٰ کے کاموں میں ان کی مدد کرو اور گناہ و گنہگاروں کے کاموں میں ان کا ساتھ نہ دو، خدا سے ڈرتے رہو۔

رحمۃ للعالمین وہی ہے جو شہادت واقعہ کے لیے لوگوں کو اس طرح تیار کرتا ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلدِّیْنِ شٰهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۝۵ (۸ : ۵)

اے ایمان والو! شر کے لیے گھڑے ہو جاؤ اور انصاف کے ساتھ شہادت دیا کرو۔

انصاف کا وجود شہادت ہی پر قائم ہے، اس لیے شہادت کی بابت پھر ان الفاظ میں تعلیم دی گئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شٰهَدَآءَ لِلّٰهِ وَرَوْعًا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدِيْنَ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَآ تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلَوْوْا اَوْ تَعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۴ (۱۲۵ : ۴)

اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ قیام کرنے والے رہو، اللہ کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ تمہاری گواہی خود تمہارے والدین کے خلاف یا قرباء کے خلاف ہو۔ امیر ہو یا غریب کہ روایت یا رجم کے خیانت تمہیں آتے ہوں مگر یہ یاد رکھو کہ خدا ان دونوں سے براہ کرے و گواہی نہ کرنا کہ سچی شہادت۔۔۔ عدول رویدہ بن زبان سے کوئی بات کہہ کر ہی سے نہ ہی جاؤ یہ باتیں تو خواہش نفس پہنچنے کی ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا خوب جانتا ہے۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جو ہر انسان کو اس کی بیوی کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہے :

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ

خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری



أَزْوَاجًا لِّتَسْلُكُنَّ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ  
مُودَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ  
يَتَفَكَّرُونَ (۳۰ : ۲۱)

بیویوں کو تمہاری جنس کا بنا دیتا تم ان سے تسلی پاؤ پھر  
تمہاری رحمت و مودت اور پیار و مروت کو دیکھ سونے والوں  
کے لیے اس کے اندر بہت سے نشان ہیں

رحمۃ للعالمین وہی ہے جس نے شوہر بیوی کے رشتہ کو اتنا پاک و نیکو کیا کہ بہشت میں باہر سے وقت بھی اس  
جوڑے کو ایک دوسرے سے الگ نہ کیا بلکہ یوں خبر دی :

أَدْخِلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآزْوَاجُكُمْ  
مُحْبَبُونَ (۲۱ : ۲۰)

تم اور تمہاری بیویاں شادی و شہادہ و نعمت و شرمائی  
کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ۔

رحمۃ للعالمین وہی ہے جو شوہر و بیوی کے حقوق و بابت یہ فیصلہ سناتا ہے :

وَأَنْهَىٰ مِثْلَ الَّذِي عَلَيْهِنَ  
عَوْرَتُونَ كَمَا حَقَّ شَوْهَرَانِ بِرَدِّهِ تِلْكَ جِيسَ شَوْهَرَانِ  
كَمَا حَقَّ عَوْرَتَانِ

عورتوں کے حق شوہروں پر دینے میں جیسے شوہروں  
کے حق عورتوں پر۔

پھر سینہ رٹی کے متعلق یہ تعلیم فرماتا ہے :

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ  
اللَّهُ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ  
أَمْوَالِهِمْ

مردان عورتوں پر دو وجہ سے فضیلت کے جہاں  
نے پیدا نشی سے ایک کو دوسرے پر دینی ہے اور  
وجہ سے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔

ہاں رحمۃ للعالمین وہی ہے جو ایک انسان کی جان کی قدر و قیمت ان الفاظ میں ظاہر فرماتا ہے :

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا يُغَيِّرُ نَفْسًا أَوْ قَتَلَ  
فِي الْأَرْضِ ذَكَاتًا فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا  
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ  
جَمِيعًا

اگر کسی شخص نے ایک انسان کو قتل کر دیا وہ جب  
انتقام و مجرم اس سے لگے گا تو اس نے تمام انسانوں  
کو قتل کر دیا اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی تو اس  
نے تمام انسانوں کی جان بچائی۔

رحمۃ للعالمین وہی ہے جو خونخوار و ردائیوں کو بند کرتا حکمرانی کی آرزو یا توسیع ملک کی تمنا یا غلبہ قوت کے اظہار  
یا جوش انتقام کے دوسرے اصول پر لڑائی کرنے کو قطعاً ممنوع ٹھہراتا ہے۔ وہ جنگ کو صرف مفروضہ کی مادہ کو فوجی  
ذریعہ، عاجزوں، درماندوں، عورتوں، بچوں کو نکلنے کے ہتھ سے بچانے کا وسیلہ نہ اسباب مختلفہ در ادیان متعارفہ  
میں بدل و توازن قائم کرنے کا آخری حیلہ بتاتا ہے۔ دنیا کا رحمدل سے رحم دل شخص بھی ان اصولوں کے لیے رٹائی  
کی نہ درست سے انکار نہیں کر سکتا اور معمولی سمجھ کا انسان بھی ایسی رٹائی کو سراپا رنست کہنے میں ذرا تامل نہیں کر سکتا  
اب اس سوال بالا پر رحمۃ للعالمین کے بتائے ہوئے احکام کو سنو :

۱۔ اَذِّنْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَا تَهُمْ فَلْيُقَاتِلُوا  
وَاتَّ اللَّهُ عَلَىٰ تَصْرِهِمْ لَقْدِيرُ الَّذِينَ  
أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ لِيُغَيِّرَ حَقِّ إِلَّا أَنْ  
تَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ  
النَّاسَ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّفُتِنَتْ  
صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ  
يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا

(۲۲ : ۳۹ - ۴۰)

۲۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ  
وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا  
أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ  
أَهْلُهَا

(۴ : ۷۵)

جس مسلمانوں سے قتال ہوا، ان کو جنگ کی اجازت دی گئی  
ہے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور خدا ان کی نصرت پر قدرت رکھتا  
ہے یہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی وجہ کے نکالے  
گئے ہیں صرف اس لیے کہ انھوں نے اللہ کو اپنا پروردگار  
مان لیا ہے اگر خدا تعالیٰ (یہ اجازت دے کر) بعض لوگوں  
دشمنوں کو بعض لوگوں مسلمانوں کے ذریعہ سے روک نہ  
دیتا تب عیسائیوں کے گرجے یہودیوں کے معابد پارسیوں کے مندر  
مسلمانوں کی مسجدیں (جن میں خدا کا بت نام لیا جاتا ہے) منورہ کرنی پڑتی  
تھیں خدا کی راہ میں اور ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کے  
بچاؤ کے لیے کیوں جنگ نہیں کرتے، حالانکہ وہ دعائیں کر  
رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے  
باشعہ برے ظالم ہیں۔

✽

ان احکام سے واضح ہے کہ اسلام میں جنگ کو اختیار کیا گیا ہے، تو نہ ملک گیری کے لیے، نہ توسعہ کرنے کے  
لیے بلکہ ضعیفوں، عورتوں، بچوں کو ظالموں کے پنجہ سے رہائی دینے کے لیے جنگ کو اختیار کیا گیا تھا، نہ تلوار  
کا خوف دلا کر کلمہ اسلام پڑھوانے کے لیے، بلکہ یہودیوں، عیسائیوں، ترساؤں کے معاہدہ کو حفاظت و حمایت  
میں مثل مساجد کے کران سب کو انہدام سے بچانے کے لیے۔

کیا کسی اور مذہب کی پاک ترین کتاب سے بھی یہ بیان مل سکتا ہے کہ ادیان مختلفہ کے بچاؤ و دران کی عبادت  
گاہوں کے قیام کے واسطے کسی قوم نے جنگ کی ہو، اگر نہیں اور ہم کو وثوق کے ساتھ یقین ہے کہ ہرگز نہیں تو سب  
کو اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ رحمۃ للعالمین ہی کی رحمت قلبی کا نتیجہ ہے کہ جنگ کا مقصد ایسا مقصد بنایا جس سے  
آج دنیا کا کوئی مذہب انکار نہیں کر سکتا۔

ایسی ضروری جنگ کے لیے رحمۃ للعالمین یہ بھی ضروری ٹھہراتے ہیں کہ الٹی میٹم ایک لمبے وقت کا دیا جائے  
تا کہ اس عرصہ میں باہمی سمجھوتے کی ایسی صورتیں نکل آئیں جس سے جنگ ٹل بھی جائے۔

قرآن مجید میں ہے:

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ ۖ ۱۲ : ۹

یعنی تم کو چار ماہ کی مدت ہے۔

مجد دوم



جنگ کے لیے اتنی ملت کا دیا جانا ہی رحمت ہے، لیکن جنگ شروع ہو جانے کے بعد مستثنیات کا خاص طور پر ذکر ہے:

الف۔ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ  
وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ۔  
جو لوگ ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں جن سے تمہارا  
عہد ہے۔

ب۔ أَوْ جَاءُوا لَكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يَقَاتِبُوكُمْ  
أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ  
یہ وہ جو حاضر ہو کر غاہر کر دیں کہ وہ تم سے یا اپنی قوم سے  
جنگ کرنے میں رک گئے (سورہ نسا)

تو وہ جنگ سے مستثنی ہوں گے۔ چنانچہ صاف لفظوں میں فرمایا:

فَإِنْ أَعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا  
إِلَيْكُمْ السَّلَامَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ  
سَبِيلًا (۴ : ۹۰)  
پھر اگر یہ لوگ ٹلے ہو جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور  
تم سے صلح کی درخواست کریں تب خدا نے تم پر ان پر رکن  
راہ نہیں دی۔

خیال کرو کہ یہ احکام کس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ اس جنگ کا مقصد دین کو بھرپور لانے کا ہرگز نہیں۔  
غور کرو کہ ایک معاہدہ قوم کا وجود بھی تم کو نظر آئے گا جو مسلمان نہیں، اگر مسلمان ہوتے تو ان سے مسلمانوں کا  
تعلق (بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ) اسی کا نہ ہوتا، بلکہ وہ تو (كَأَخْوَانِكُمْ فِي الدِّينِ) کے درجے ہوتے۔  
پھر اس معاہدہ قوم کی بھی اتنی عزت ہے کہ اگر فریق جنگ میں سے کوئی شخص س کے پاس چلا جائے تو وہ بھی  
فریق جنگ کے حکم سے نکل جائے گا۔

پھر وہ شخص بھی جنگ سے مستثنی ہو جائے گا، جو مسلمانوں سے یہ عہد کر لے کہ وہ نیوٹرل (غیر جانب دار)  
رہے گا۔ نہ مسلمانوں کا طرف دار ہوگا، نہ ان کے مخالفین کا۔ دیکھو اگر جنگ کی بنیاد مذہب کا بہ جبر قبول کرنا ہوتا، تو  
ان غیر مذاہب والوں کے لیے یہ ضوابط کبھی نہ ہوتے۔

ہاں! رحمۃ العالمین وہ ہے جو انسانوں کو اخلاق فاضلہ اور فضائل محمودہ اور محاسن جمیلہ اور صفات کاملہ کی  
تعلیم دیتا ہے۔

ماں باپ کی بابت سکھایا:

وَ اخْفِضْ سَهْمًا جَنَاحَ الدُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ  
ذَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا لَمَّا ذَرَبَا فِي صَغِيرًا

ان کے لیے ذلت کے بازوؤں کو زمین پر بچھا دے اور دعا  
بھی کیا کر، اے خدا! ان پر رحم کر جس کی انھوں نے

مجھے چھپنے سے پالے۔

(۱۷ : ۲۶)

میں ستم میں فرماں برداری اطاعت و خدمت گزاری کا بھی حکم دیا اور یہی بتایا کہ ماں باپ کے لیے دعا کرنا بھی

مزدوری ہے کیوں کہ جس طرح بچہ ماں باپ کی تربیت کا محتاج ہے اسی طرح ہر انسان خدا کے رحم کا محتاج ہے۔  
تصور والوں کی معافی کے متعلق فرمایا گیا ہے :

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ  
يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ (۲۴ : ۱۲۲)

چاہیے کہ تم معافی دیا کرو اور درگزر کیا کرو، کیا تم یہ پسند  
نہیں کرتے ہو کہ خدا تم کو معاف کر دے۔

معافی دینا انسان کو ذرا مشکل اور شاق گزرتا ہے، اس لیے اسے سمجھایا گیا ہے کہ جب انسان معافی  
کا خدا سے خواستگار ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ خود معافی دینے کو پسند نہیں کرتا، گویا یہ اصول بتایا۔ معاف کرو  
تم کو بھی معاف کیا جائے گا۔

زنا کی برائی کے متعلق بھی استدلال کا ایسا ہی طریق اختیار کیا گیا ہے :  
وَلَا تَقْرَبُوا الَّذِينَ فِي إِلَهِكُمْ كَانَتْ فَاحِشَةً  
وَسَاءَ سَبِيلًا (۱۴ : ۳۲)

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ تو بے حیائی ہے، دربر،  
راستہ ہے۔

بُڑے راستہ کے لفظ پر غور کرنا چاہیے :

ایک عیاش مزاج شاید اپنی شوریدگی طبع کی حالت میں زنا کو کچھ معیوب نہ سمجھتا ہو، مگر اسے غور کرنا چاہیے  
کہ کسی کی بیوی کو اپنے بستر پر بلانا تو اسے ناگوار نہیں گزرتا، لیکن کیا اُسے یہ بھی ناگوار نہیں ہے کہ اس کی  
بیوی بیوی غیر کے بستر پر جائے، اس کی غیرت اُسے پسند نہیں کرتی تو اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص خود اپنے  
طرزِ عمل سے ایسی ہی برائیوں کا راستہ بنا رہا ہے؟ یہ راستہ سب سے پہلے اُس کے گھر تک سیدھی سڑک  
بن جائے گا۔

رحمۃ للعالمین وہ ہے، جس نے شراب اور جوئے کی حرمت کا حکم تمام عالم کو سنایا۔ شراب کو جس درجہ  
شیطان اور بنائے عداوت و سببِ بغض و سرمایہٴ غفلت اور ذریعہٴ دوری از خدا بتایا۔ یہ فیصلہ اس زمانہ کا ہے  
جب تمام دنیا شراب پر لٹو تھی۔ جب بزرگوار پولوس کی ہدایت کے پابند سادہ پانی پینے کو معیوب سمجھتے تھے  
جب ایران شراب کے پیالہ کو جامِ تم سمجھتا تھا۔ جب ہندوستان دیوتاؤں درٹھا کروں کے تقرب کے  
لیے اُس کا استعمال مزدوری سمجھتا تھا، جب بہت سے مراسمِ دینی و دنیوی کی تکمیل شراب کے بغیر نہیں ہو سکتی  
تھی۔ جب عرب کے کسی شاعر و زبان آور کا کلام اُس کی توصیف سے خالی نہ ہوتا تھا۔ سلام کے اس حکم کا یہ  
سو برس تک دنیا نے مقابلہ جاری رکھا تھا، لیکن یورپ کی جنگِ عظیم (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) نے اس حکم کی صحت  
کو منکشف کر دیا۔

شاہِ برطانیہ بارنچر پیچم نے ترکِ مے نوشی میں دل قوم کو خود نمونہ بن کر دکھایا۔ پھر روس و انگلستان و فرانس  
بعد و دم



میں ایک حد تک اس پر عمل کیا گیا۔ امریکہ نے شراب تیار نہ کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ فی الواقع ترک شراب ایک رحمت ہے۔

درحسب وجود پاک نے سب سے پہلے دنیا کو اس مسئلہ کی ہدایت کی وہ رحمتہ للعالمین ہے۔ ایسے احکام قرآن مجید اور حدیث پاک سے سینکڑوں کی تعداد میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔

ناظرین غور سے معلوم کریں گے کہ ہم نے اس مضمون میں جن مسائل کا ذکر کیا ہے، یہ خالص ایسے مسائل ہیں کہ مسلم و غیر مسلم ہر دوسری طور پر ان سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مستفید ہو رہے ہیں۔ ان مسائل کے ترک کر دینے کے بعد تمدن کے قیام اور شائستگی کے وجود بقا ہی نہیں رہ سکتی۔ اس لیے دنیا کو ماننا پڑیگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الواقع رحمتہ للعالمین تھے۔

البتہ اہل اسلام کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الفت خاص ہے ورنہ لوگ اس فتابہ حقیقت سے زیادہ تر متور ہونے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ اس لیے رب العالمین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں فرمایا ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ رَؤُفٌ رَحِيمٌ** دیکھو رحمت کے ساتھ یہاں الفت کا اضافہ ہو گیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و الفت سے استفادہ کرتے ہیں۔

## حُبُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

غزلیات و ابیات کے شید الفظ عشق کا استعمال اکثر کیا کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث پاک کے ماہرین سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ہر دو کلام پاک میں لفظ عشق کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ قاموس میں ہے: **الْجُنُونُ** **فَنُونٌ** والعشق من فنه يستجلبه المرء على نفسه باستحسان بعض الصور والشاثل یعنی جنون کے بہت سے اقسام میں عشق بھی جنون کی ایک قسم ہے۔ اس مرض کو انسان اپنے نفس پر بعض صورتوں یا خصلتوں کے اچھا سمجھ لینے سے خود وارد کر لیا کرتا ہے۔

پس جب عشق کے معنی قسمے از جنون ہوئے تو ضروری تھا کہ خدا و رسولؐ کے پاک کلام میں اس لفظ کا استعمال نہ کیا جاتا اور اسے فضائل محمودہ یا محاسن جمیلہ سے شمار نہ کیا جاتا۔ بے شک قرآن حکیم اور احادیث رسول کریمؐ میں لفظ محبت کا استعمال ہوا ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔ محبت اور عشق میں یہ بھی فرق ہے کہ محبت روح کے میدان صحیحہ کا نام ہے در عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کیے جانے کے شایاں ہو۔ معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب، محبوب ہی ہے، خواہ کوئی محبت پیدا ہو یا نہ ہو، مگر معشوق معشوق نہیں، جب تک کوئی اس کا عاشق موجود نہ ہو۔ غالباً مشہور مثل ”میل را بہ چشم مجنون باید دید“ کے واضح نے انہی معانی کو ایک دوسرے اسلوب میں بیان کر دیا ہے۔

بعض نے محبت کے معنی شوق الی المحبوب بیان کیے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ محبت ایشار للمحبوب کا نام ہے۔

بعض نے کہا محبت اسے کہتے ہیں کہ قلب کو مراد محبوب کا تابع بنا دیا جائے۔ میرے نزدیک تعریف

محبت تو وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور یہ معانی تو صرف ثمرات محبت کو بیان کرتے ہیں۔

محبت روح انسانی کی وہ صفت نورانی ہے جو جسم انسانی میں آنے سے پیشتر بھی روح کے اندر پائی

لہ ولا یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افظا للعشق فی حدیث صحیحہ البیہقیۃ زاد المعاد

ص ۹۰ و بلغ حدیث من عشق فغف قنات فغوشہید و حدیث من عشق و کتم و غف و صیر الخ ہر دو صحیح نہیں ہیں

جو زی نے مومنات میں ذکر کیا ہے ان کا راوی صرف سید بن سید ہے، در امر حدیث نے اس کی نسبت سخت ترین الفاظ استعمال کیے ہیں



باقی اور فرماتی۔ حدیث شریف ”الْأَزْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ“ الخ اس معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔ محبوب جتنا زیادہ ارفع و اعلیٰ ہوگا محبت کا درجہ بھی اُسی قدر ارفع و دائمی ہوگا۔ محبت کو ذات و صفات محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان ہوگا اسی قدر زیادہ استحکام سے اُس کا اُس کی جانب میلان ہوگا۔

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

مشرک لوگ شرکاء کے ساتھ اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، مگر جو ایمان والے ہیں ان کی محبتیں خدا

(۲) (۱۶۵) کے ساتھ بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سیدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا بلکہ جملہ علمائے کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود و باوجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو یان، فواد کو ایقان، روح کو راح اور صدر کو انشراح حاصل ہو جائے اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو خس و خاشاک عدنی سے دب گیا تھا یا سنگلاخ جہل میں رُک گیا تھا۔ پھر فوارہ دار اُسی بلندی تک موجزن ہو جائے جس بلندی سے چلا تھا۔

محبت ہی اس کو وسیلہ دینے والی درمصاب کو شادہ پیشانی کے ساتھ جھیل لینے والی ہے۔ محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ محبت ہی کامیابی کو دوام و بقا کا تاج پہناتی اور پھر اس بقا کو تختِ ارتقاء پر بٹھاتی ہے۔

محبت ہے جس کی صفت میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا ہے:

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ لَهُ

ہر شخص کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ محبت کی بنیاد کس کمال اہل پر ہوتی ہے۔ سینکڑوں اشخاص ماقہ ثانی سے محبت رکھتے ہیں، اس لیے نہیں کہ انہیں اس کی جائداد سے کوئی پیسہ یا پانی ملے ہے، بلکہ اس لیے کہ ایسے اشخاص کو صفتِ جود و سخا سے محبت ہوتی ہے، سینکڑوں اشخاص نوشیرواں و دل سے محبت رکھتے ہیں، نہ اس لیے کہ ان کو کسی مظالم میں دادرسی یا کسی دعویٰ میں ڈگری اُس کی دادرسی گاہ سے ملے ہو، بلکہ اس لیے کہ یہ لوگ صفتِ عدل و داد کو محمود سمجھتے ہیں۔

سینکڑوں اشخاص رستم و اسفندیار کی داستان کو پورے جوش سے پڑھتے یا سرگرمی سے سُنا کرتے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ بھی ان کی فتوحات میں حصہ دار ہیں، بلکہ اس لیے کہ صفتِ مردانگی و شجاعت سے ان کو محبت ہوتی ہے۔

۱۔ صحیح بخاری عن ابی موسیٰ باب مائتہ اُحبت۔ کتاب البر و الصلۃ۔

بسیوں اشخاص سقراط و افلاطون کے نام محبت اور پیار سے لیا کرتے ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ بھی ان کے مدرسہ خاص میں جس کے دروازے غوام پر ہمیشہ بند رہتے تھے کچھ اسباق سن چکے ہیں بلکہ اس لیے کہ یہ لوگ عام حکمت کے خود قدردان ہوتے ہیں۔

بسیوں اشخاص شیکسپیر، ہومر، فردوسی و سعدی، البیہ و مثنوی، بیاس اور الملیک کی فصاحت و بلاغت کے بیان میں اپنی تمام تر قوت گویائی کو صرف کر دیا کرتے ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ بھی اس ثمرت وہی کے اجارہ دار ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ یہ رگ راز فطرت انسانی کے مشتاق ہوتے ہیں در ہر شخص کی مدح کو جو اس فن میں تکلم کرے پسند کرتے ہیں۔

یہاں جس ہستی منزل کی محبت کا مذکور ہے، اس کی شان بند کا تعقل کرنے کے لیے خیال کرو:

ایک	آدم علیہ السلام	اثابت الی اللہ کا راز آشکارا کرنے والا۔
ایک	ادریس علیہ السلام	علوم اقلین و آخرین کا درس دینے والا۔
ایک	نوح علیہ السلام	اسرار و اعلان سے تبلیغ کرنے والا۔
ایک	ابراہیم علیہ السلام	گنہگاروں کے لیے رب العزت سے درگزر اور رحمت کا سوال کرنے والا۔

ایک	سمعیل علیہ السلام	بیت اللہ کو معظم ٹھہرانے والا۔
ایک	یعقوب علیہ السلام	خدائے قادر سے عہد باندھنے والا۔
ایک	یوسف علیہ السلام	بدخواہ اور بداندیش پر رحم کرنے والا۔
ایک	موسیٰ علیہ السلام	قوم کو برگزیدہ بنانے والا۔
ایک	ہارون علیہ السلام	امام فصیح۔
ایک	یحییٰ علیہ السلام	مبلغ متواضع۔

ایک	داؤد علیہ السلام	قوم کو اجتماعی قوت دینے والا۔
ایک	سلیمان علیہ السلام	خدا کے لیے پاک گھر بنانے والا۔

صلی اللہ علیہ و علیٰ بیع، خواہ من النبیین و المرسلین۔

ہاں وہ جس کے منہ میں خدا کا کلام ہونے کی خبر موسیٰ نے دی۔

ہاں وہ جسے مسیح علیہ السلام نے روح الحق بتایا۔

ہاں وہ جس کی بہت و جلال سے داؤد علیہ السلام نے دشمنوں کو مرعوب بنایا۔



۵۱ وہ جس کے حسن و جمال کا نشید سیدنا علیہ السلام نے تقدس میں کہا یا۔

۵۲ وہ جس کی حمد سے مبتوق علیہ السلام نے سرف کو پر آوازہ کیا

۵۳ وہ جس کے غیر تقدم کی تمنیت سے ملکی نے خدا کے لکھ کو بدایا دیا۔

۵۴ وہ جس کے لباس اور رن پر شہنشاہوں کا شہنشاہ خداوند کا خداوند کہا ہوا یوحنا نے پڑھا

۵۵ وہ جس کے پیچھے سمائی فوجوں کا چلنا صاحب کائنات نے مشاہدہ کیا۔

کیا کوئی صاحب بصر صاحب دل

ایسے محبوب، ایسے محمود، ایسے معطوف، ایسے محمد پر دل و جان سے فدا نہ ہو کہ در اس فدا ہونے کو اپنے لیے

نایت شرف و انتہائی کمال انسانیت نہ سمجھے گا۔

یاد رکھو کہ آیت ذیل میں اسی راز کا انکشاف کیا گیا ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ

وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ

إِفْتَرَقَتْكُمْ وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ

مَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ

وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرْتَبِصُوا

حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ (۹ : ۲۴)

سب رتوں کو مناد دے، رتہ کوں باپ، بیٹے بیٹیں

بن بھائی زن و شوہر قوم و قبیلہ اور جوڑنے جمع کیا

ہے در تجارت جس کے خسارہ کا تم کو ڈر لگا رہتا ہے در

وہ محل جن میں بت کر چھ معلوم ہوتا ہے (وہ سب زیادہ

پیارے ہیں خدا در رسوں سے در خدا میں جہاد کرتے

سے تیرم منتظر رہو خدا تمہارے لیے اپنا کوئی حکم دے۔

اس آیت میں جن جن شخصیتوں یا چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی محبت عام میدان انسانی کے مرفق مستحب ہے

ورسی لیے رب العالمین نے جو فطرۃ الناس علیہا کا مالک ہے، ان سب کے ساتھ انسانی محبت کی نفی نہیں

فرمائی اور نہ ہی نہیں کی بلکہ تفریق درجات کے سبق کی تعلیم دی ہے کہ

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی!

یہی راز صحیحین میں اس حدیث پاک عن انس میں کھولا گیا ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ

مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَآلَتِهِ مِنْ أَجْبَعِينَ

کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے

رسول اللہ کے ساتھ ماں باپ و اولاد و رہائی سب

اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔

صحیح ابن خزمیہ میں ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ  
کونئی مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اسے اس کے  
اہل و مال سے زیادہ محبوب نہیں ہوتا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف محبوب بلکہ حبیب ہیں، یعنی حضور کے وہ صفات عالیہ اور فضائل متکاثرہ اور محاسن جمیلہ اور نفوٹ رفیعہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حبیبِ خدا اور محبوبِ خلق خدا بنادیا ہے، ثبات و استقرار رکھتے اور دوام و بقا سے متمکن ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اخلاق اور شرف افعال کے اول چند نمونے پیش کر دوں اور پھر دکھاؤں کہ ایسی صفاتِ عالیہ کے مالک سے کون شخص محبت کرنا نہیں چاہتا۔

## جو دوسخا کا بیان

۱۔ جنگِ حنین میں چھ ہزار قیدی ۲۴۰ ہزار ادنٹ، ۴۰ ہزار بکریاں، ۴۰ ہزار اوقیہ اچھٹانک، چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک چیز کو بھی نہیں چھوڑا۔ گھر سے جس خیر و برکت کے ساتھ تشریف لائے تھے اسی طرح واپس گئے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَذْنَىٰ لِبَئْشَىٰ  
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دولت کے بعد کوئی سکہ  
چاندی یا سونے کا یا بکری یا ادنٹ دینا نہیں چھوڑا۔  
نہ کسی شے کی بابت کوئی وصیت ہی نہ کی۔

۳۔ معاذ بن زیاد نے حسن سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک سوالیٰ آیا۔ فرمایا: بیٹھو، خدا دے گا۔ پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا۔ حضور نے سب کو بٹھایا۔ حضور کے پاس دینے کو اس وقت کچھ نہ تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے چار اوقیہ چاندی حضور میں پیش کی۔ حضور نے ایک ایک اوقیہ تو ان تینوں میں تقسیم کر دیا اور ایک اوقیہ کی بابت پکار بھی دیا، مگر کوئی لینے والا نہ اُٹھا۔ رات ہوئی تو حضور کو نیند نہیں آتی اُٹھتے ہیں اور نماز پڑھتے لگتے ہیں۔ پھر ذرا لیٹ کر اُٹھتے ہیں در نماز پڑھتے لگ جاتے ہیں۔ اُم المؤمنین نے پوچھا حضور کو آج کچھ تکلیف ہے، فرمایا نہیں۔ انھوں نے پوچھا، تب کوئی خاص حکم خدا کا آیا ہے جس کی وجہ سے یہ بے قراری ہے، فرمایا نہیں۔ اُم المؤمنین نے کہا، پھر حضور آرام کیوں نہیں فرماتے۔ اس وقت حضور نے وہ چاندی نکال کر دھمائی۔ فرمایا یہ ہے، جس نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے۔ مجھے ڈر لگا کہ مبادا یہ میرے پاس ہی ہو اور میری موت آجائے۔



۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ ذَنْبًا فَعَلَىٰ وَمَنْ تَرَكَ مَا لَا  
قَلْبًا رَتَّبَ يَدَهُ  
جو مسلمان قرآن پھوڑ کرے گا میں اسے ادا کروں گا اور  
جو مسلمان ورثہ چھوڑ کرے گا میں اس کے وارث سنبھالوں گا۔

۵۔ جابر بن عبد اللہ صحابی انصاریؓ سے روایت ہے:

مَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا - ۵  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی کسی چیز کا بھی سوال  
نہیں کیا گیا جس کے جواب میں حضور نے "نہیں" فرمایا ہو۔

اسی حدیث کا مفہوم کسی نے یوں ادا کیا ہے ۵

نرفت لا بہ زبان مبارکش برگز  
مگر یا شہد ان لا الہ الا اللہ

۶۔ روایتوں کو دیکھو اور ان کے معانی پر غور و مشاہدہ فرمائیے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحقیقت  
أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ (نیکیوں میں سب سے زیادہ سخاوت والے) تھے۔

## عدل والصفات کا بیان

- ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت کا اعتراف اعدا بھی کرتے تھے ربیع بن خثیم سے روایت ہے کہ جنت  
سے پیشتر بھی لوگ اپنے مقدمات کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں فیصلہ کے لیے لایا کرتے تھے۔
- ۲۔ حجر اسود کے نصب کرنے میں جو عجز و اقریش میں ہو گیا تھا، اس کا ذکر "رحمۃ للعالمین" جلد اول میں موجود ہے۔  
قابل ذکر یہ ہے کہ قر وادیہ تھی جو کوئی شخص ب سب سے پہلے کعبہ میں آئے وہی حکم قرار پائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
آنکے، تو لوگوں کی خوشی و مسرت کی کوئی حد نہ تھی اور خوش ہو ہو کر پکارتے تھے:

هَذَا مُحَمَّدٌ هَذَا الرَّامِيُّ قَدْ  
لو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگئے، ان کے فیصلہ پر تو

رَضِينَا بِهِ ۵  
ہم سب ہی خوش ہیں۔

- تیسری صفت ہو تو ایسا ہو کہ فیصلہ سننے سے پیشتر ہی ہر مخالفت اس فیصلہ پر رٹا مندی کا اظہار کرتا ہے۔
- ۳۔ فاطمہ نامہ لکڑی ایک عورت چورہی میں ماخوذ ہوئی۔ اسامہ بن زیدؓ نے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت  
محبت کیا کرتے تھے۔ بھولے پن سے اُس کی سفارش کر دی، ناخوش ہو گئے اور فرمایا کہ تم حدودِ اخوی میں سفارش  
کرتے ہو، دیکھو، اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی ایسا کرتی تو میں وہی فیصلہ کرتا جو اس کے لیے کروں گا۔

## نجدت و شجاعت کا بیگانہ

نجدت اس صفت کو کہتے ہیں کہ موت کے سامنے نظر آنے پر بھی اعتماد علی النفس قائم رہے۔ شجاعت قوت غضبیہ کے اس کمال کو کہتے ہیں جو انتیاد عقل سے حاصل ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان صفات کے متعلق بیسیوں روایات اور راویوں کے عینی مشاہدات موجود ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نام اور ان کی شجاعت کے بلند کارناموں سے کون تا واقف ہوگا۔ وہی فرماتے ہیں۔

انا کنا اذا حسی الباس واحمرت  
الحدق اتقینا برسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فما یحکون احد اقربنا  
الی العدو ومنہ۔

جب گھمسان کا رن پڑتا اور رونے والوں کی آنکھوں میں  
خون اترتا، اس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی اوٹ یا کرتے تھے درجہ میں سے سب سے اگے دشمن  
کی جانب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوتے تھے۔

۲۔ جنگ حنین میں دشمنوں نے پہاڑ کے ورہ میں بیٹھ کر تیروں کا ایسا مینہ برسایا کہ مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج کا منہ  
موڑ دیا۔ کسی نے اس واقعہ کے متعلق برابر بن عازب سے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھپوڑ کر بھاگ  
گئے تھے؟

قال نعم لکن رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم لم یفر ثم قال لقت رأیتہ  
علی بغلته البیضاء والبوسفیان اخذ  
بلجامہا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
یقول انا النبی لا کذاب۔

تو براہ نے کہا ہاں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترپہر  
بھی نہ بھاگے ہیں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے  
سفید خچر پر چڑھے ہوئے ہیں، ابوسفیان بن حارث بن  
عبد المطلب دشمن نے گام پڑ رکھی ہے دشمنوں میں سے میر  
وسلم یہ فرما رہے ہیں انا النبی لا کذاب۔

خچر پر سوار ہونا ہی ثبات و استقلال کی دلیل ہے۔ بھاگنے والا تو تیز کام گھوڑے کو پسند کیا کرتا ہے۔ سفید خچر کا  
انتخاب بھی مردانگی کی دلیل ہے۔ ورنہ لڑائی میں ایسے رنگ کا جانور پسند کیا جاتا ہے جو ذرا گر دو غبار میں تھپ تھپ جائے  
فوج کی خاکی و ردی کا مدنا بھی یہی ہے۔ بارہ ہزار فوج کے بھاگ جانے پر میدان میں کھڑے رہنا بھی کورہ تحمل ہی کا  
کام ہے۔ ایسے وقت میں خود بول بول کر اپنی شناخت دشمن کو کرانا اور اسی دعوے کو دہراتا جرحملہ آوردوں کے  
کینہ و عداوت کا موجب تھا۔ صرف قمر نبوت ہی کا خاصہ زور پاشی ہے۔

اسی واقعہ کے متعلق عباسی نعم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت میں ہے :



وَلَقَدْ اَنۡسَلٰیۡنَا مَذۡبِرَیۡنَ فَنُفِثَ رَسُوْلُ  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرکض  
 بغلته نحو الکفار واتاخذ لہی مہا  
 الکفہا رادۃ ن لا تسرۃ والیوسفیان  
 مسلمان پیٹھ پیچ کر بھاگ گئے، اس وقت نبی صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم غر کر یرگٹھانے اور دشمن کی جانب بڑھانے  
 لگے ہیں نے رگٹھانے اور ابو مسنین نے رگٹھانے پر ڈالی، اس  
 ردہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگے بڑھنے  
 سے روک دیں۔

اخذ بركاہہ

صحیح مسلم میں اسی واقعہ کے متعلق پھر یہ الفاظ ہیں:

نزل النبی صلعم عن بغتہ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر سے اتر پڑے

یہ شجاعت کی نایت الغایت ہے کہ جس شخص کے سامنے سے بارہ ہزار فوج بھاگ رہی ہے، حضور صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم اس کے مقابلہ کے لیے اپنی سواری آگے کو لے جا رہے ہیں اور جب اہل بیت کے دُشمن عم  
 اور بن النعم نے سواری کو روک لیا تو حضور پیادہ ہو کر آگے بڑھنے کو ہیں۔

۳۔ صحیح میں انس بن مالک سے روایت ہے، مدینہ میں ایک رات غل سا ہوا، لوگ سمجھے تھاپہ آپڑا سب  
 لوگ مل کر آبادی سے باہر اس شور کی جانب کو چلے۔ آگے چلے تو انھیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوتے  
 ہوئے ملے حضور گھوڑے پر سوار اور تلوار حائل کئے ہوئے تھے۔ یعنی آواز سن کر سب سے پہلے اور تن تنہا  
 تفتیش کو تشریف لے گئے تھے اور ہم سے فرماتے تھے نَحْنُ تَرَعُوۡا لَمَّا تَرَاۡنَا غَوَاۡ، دُرُونِی، دُرُونِی۔

۴۔ ناظر بن کو بیعت عقبہ کی بنیادی ماقات کا واقعہ قریب ہی ہوگا کہ شبِ تاریک اور منزل پر خطر کے  
 خوف سے ایک قافلہ پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتا اور آبادی تک پہنچنے کی جرات نہیں کرتا اور نبی  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی جان کا دشمن مکہ کا ایک ایک شخص تھا، ایسے وقت اور ایسے مقام میں اس لیے چکر  
 لگا رہے ہیں کہ شاید کسی کم کردہ مذلت کو ہدایت فرما سکیں۔

۵۔ تمام دنیا کے مقابل سچے، اصول کی اشاعت کے لیے کھڑے ہونا اور ایک ایسے ملک میں جہاں خونریزی  
 و سفاکی کی حکومت تھی۔ ہر ایک مذہب مذلت کا اعلان کرنا، کسری و قیصر و حبش کے حکمرانوں، و عرب کے  
 جنگ بُرقباہل کے خشم و غضب کی پروانہ کرنا، شجاعت اور قوت قلب کا بہترین نمونہ دکھاتا ہے جس کی نظیر  
 تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

## تواضع کا بیان

مسکت و تواضع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت لازم تھی، تواضع ہی تھی کہ خچر اور حمار پر سواری فرماتے

دوسرے کو ساتھ سو کر لیتے سکینتوں، غریبوں کی عیادت فرماتے، فقراء کے برابر جابٹھتے صحابہؓ کے درمیان مل جل کر بیٹھ جاتے۔ اپنی نشست کے لیے نہ جانب صدر کی ضرورت سمجھتے، نہ کوئی امتیازی نشان بناتے، خدمتوں و رخصتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔ بازار سے سودا خرید کر اور خود اٹھا کر لے آتے۔ اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے، اونٹ کی زانو بندی کر دیتے۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کا ج اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ جب ہزاروں جاں نثار ایسی خدمت سرانجام دینے کو اپنی سعادت دارین سمجھنے والے موجود، درآمان ہوتے تھے۔

انسؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کو تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ جو چادر حضورؐ کے اوپر تھی، اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ ہوگی۔

یہودان بنو قریظہ کی جانب تشریف لے گئے، تو اس روز حضورؐ ہمارے سوار تھے، جس کی باگ کھجور کے پٹھے کی رستی سے بنی ہوئی تھی اور اس کی پشت پر صرف کھجور کی صفت پڑی ہوئی تھی۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے ایک دکان سے پاجامہ خریدا، اٹھنے لگے تو دکاندار نے حضورؐ کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا۔ حضورؐ نے جھٹ ہاتھ کو پیچھے ہٹا لیا اور زبان مبارک سے فرمایا:

هَذَا تَفْعَلُهُ الْاَعَايِمُ بِمُلُوكِهَا وَ  
لَسْتُ بِمَلِكٍ نَا اَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ  
یہ تو مجھے لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں  
میں بادشاہ نہیں ہوں میں تم ہی سے ایک ہوں۔

## حیا کا بیان

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم اشده حياءً من العذراء فی  
خدرها کان اذا کراه شیئاً عرفناه  
فی وجہہ متفق علیہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنوڑی رد کی سے بھی زیادہ  
شرمگین تھے۔ کوئی مکروہ چیز دیکھ لیتے تو زبان سے  
کچھ نہ فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ پر کمر بستہ  
کے شمار نمایاں ہو جاتے تھے۔

اسی صفت حیا کا اثر تھا کہ کسی کو رو۔ رو۔ رو کسی عیب کے متعلق کچھ نہ فرماتے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

انہ کان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زعفران

کے کھجور کی صفت میں نے اکاف من لیث کا ترجمہ کیا ہے یہ لفظ شامی ترمذی میں ہے۔



اللہ علیہ وسلم رجل به اثر صفیة  
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لا یجاد یواجه احداً بشئ یموہلہ فنتا  
قام للمقوم لو قلتہ لہ یدع ہذا الصفیة  
کا رنگ لے ہوئے کیا حضور کی ہدایت مبارک تھی کہ کسی  
کے سامنے یہ بات نہ کہا کرتے تھے، جسے وہ پسند  
کرتا، ہر جب وہ پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رگوں سے فرمایا کاش  
ترس سے کہہ دیتے کہ وہ اس رنگ کو پہنڑ دیتا یہ

۳۔ بعض اوقات لوگوں کی طول کھڑی سے حضور تک جلتے یا زیادہ بیٹھے رہنے کی وجہ سے مجبور ہو جاتے تب  
بھی حیا کی وجہ سے خود تکلیف اٹھاتے اور ان سے کچھ نہ فرماتے۔

## شفقت و رافت کا بیان

ایک گنوار یا اس نے سوال کیا حضور نے اُسے دے دیا اور پوچھا کہ ٹھیک ہے۔ وہ بولا: نہیں  
تم نے میرے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کیا مسکن یہ سن کر بے تاب نہ اُس کی طرف اٹھے حضور نے شاہ  
کیا کہ رُک جاؤ، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے درگھر سے نکلا اور بھی کچھ دیا، وہ خوش  
ہو کر دعا دینے لگا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرا پید کام میرے اصحاب کو ناگوار گزارا تھا، یہ تم  
پسند کرتے ہو کہ ان کے سامنے بھی اسی طرح کہہ دو جس طرح اب میرے پاس کہہ رہے ہو تاکہ ان کے  
دل بھی تیری طرف سے صاف ہو جائیں۔ وہ بول: ہاں! میں کہہ دوں گا۔ پھر اگلے دن یا شام ہی کو وہ گنوار آ  
گیا۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اب یہ مجھ سے خوش ہے، کیوں ٹھیک ہے نا۔ وہ بولا: ہاں اور پھر دعا  
دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کی اونٹنی بھاگ گئی، لوگ اس کے پیچھے دوڑے وہ آگے ہی آگے بھاگتی  
رہی، مالک بولا تم سب ٹھہر جاؤ، میری اونٹنی ہے اور میں ہی اسے سمجھ سکتا ہوں لوگ بہٹ گئے۔ اونٹنی  
گھاس پات کھانے میں لگ گئی۔ مالک نے آگے سے جا کر اُسے جا پکڑا اور کاٹھی ڈال لی۔

میری اور اس گنوار کی مثال تو ایسی ہی تھی۔ اگر تم اُسے اسی حالت پر قتل کر دیتے تو بے چارہ جہنم میں جاتا۔  
۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ اے خدا میری اس عرض کو ایک مضبوط عہد  
سمجھا جائے کہ اگر میں کسی شخص کو زراہ بشریت بددعا بھی دے بیٹھوں تو میری اس بددعا کو بھی اُس کے حق  
میں رحمت و برکت اور زکوٰۃ و تقرب بنا دینا۔

۳۔ امام حمد و طبرانی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے  
پیش کیا یا اور عرض کیا کہ یہ حضور کے قتل کا ارادہ کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے قتل دیکر

۱۔ شاہ کی ترمذی نے کتاب اشعار ص ۵۵

فرمایا کہ تم اس زمر سے نہ ڈرو پھر اُسے راکر کے یہ بھی فرمایا کہ اگر تیرا ارادہ بھی ہوگا تو تُو تو یوں پاسکے گھاٹ

## عفو و کرم

عفو کی صورت اس وقت مستحق ہوتی ہے کہ جرم ثابت ہو اور مجرم کو سزا دینے کی طاقت حاصل ہو پھر معافی دی جائے۔

کرم کے معنی میں داد و دہش یا عزت افزائی کی صورت شامل ہے عفو کے بغیر بھی پائی جاتی ہے در عفو کے ساتھ بھی در اس وقت اُس کی شان و رعبی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عفو و تحیر کے ساتھ عموماً کرم بھی پایا جاتا تھا۔

۱۔ صحیحین میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا حضورؐ کی چادر کو زور سے کھینچا چادر کا کنارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں کسب گیا اور نشان پڑ گیا۔ وہ اعرابی بولا: محمد میرے یہ دواؤں ہیں، ان کی لاد کا کچھ سامان مجھے بھی دو، کیوں کہ جو مال تیرے پاس ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چُپ سے ہو گئے، پھر فرمایا، مال تو اللہ کا ہے اور میں اُس کا بندہ ہوں۔

پھر پوچھا: جو بڑا ڈٹم نے مجھ سے کیا، تم اس پر ڈرتے نہیں ہو؟

اعرابی بولا: نہیں

پوچھا: کیوں؟

اعرابی

مجھے معلوم ہے کہ تم بڑی کے بدلے بڑی نہیں کیا کرتے ہو۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دیے اور حکم دیا کہ ایک دنٹ کے بوجھ کے جو، ایک کی کھجوریں دی جائیں۔

۲۔ حضورؐ نے زید بن سعفہ میودی کا قرض دینا تھا، وہ تقاضا کے لیے آیا، حضورؐ کے کندھے کی چادر اتار لی اور کڑتے پڑ کر سختی سے بولا کہ عبدالمطلب کی اولاد بڑی نادبند ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُسے جھڑکا در سختی سے جواب دیا۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستم فرماتے رہے اس کے بعد عمر فاروقؓ سے فرمایا:

ان دھوکنا لی غیر هذا منک احوج

یا عمر تا مری بحسن القضاء و تمرہ

بحسن التقاضی۔

پھر زید کو مطالب کر کے فرمایا:

نقد بقی من اجلہ ثلاث

بھی تو مدد میں تین دن باقی ہیں۔



پھر فرشتوں سے فرمایا، جاؤ اس کا قرض ادا کرو اور میں صانع زیادہ بھی دینا، کیوں کہ تم نے اسے جھوٹا کہا تھا۔

۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کوہ تنعیم سے ۸۰ شخص یہ ارادہ کر کے اترے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں حضور دہان کوہ میں اترے ہوئے تھے، انھوں نے اپنے کام کے لیے نماز صبح کا وقت انتخاب کیا تھا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے، وہ آئے اور پکڑے گئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چھوڑ دیا۔

۴۔ ابو سفیان بن حرب، موی وہ شخص تھا جس نے اُمد، احزاب وغیرہ میں حضور پر فوج کشی کی تھی وہ قبل از اسلام دوران یتام جناب میں گرفتار ہو گیا حضور نے نہایت مہربانی سے اس سے کلام فرمایا:

وَيُحَكِّ يَا بَا سُفْيَانَ الْكَفَّيَانِ لَكَ أَنْ  
تَعْلَمَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

افسوس، بوسفیان بھی وقت نہیں ہو رہے تھے بت سمجھ  
بذکر خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

ابو سفیان بولا:

يَا بِي أَنْتَ وَأَقْنِي مَا أَحْسَنَتْ وَأَوْصَلَتْ  
وَأَكْدَمَتْ

میرے باپ میں حضور پر قربان آپ کتنے برکتیں قربت کا  
حق دار نے دے دیے اور کس قدر دشمنوں پر غفور و کریم کرنے  
دے دیے ہیں۔

۵۔ زینب بنت الحارث بن سلام خیبر کی یہودیہ نے گوشت میں زہر ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلایا۔  
اس نے اقبال جرم بھی کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے معاف فرمادیا۔

## زہد فی الذنب

واقعات زہد کے بیان میں میں نے اس زمانہ کے حالات کو لیا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تمام  
عرب میں نافذ تھا۔ جب بحرین سے حبش تک حضور کا کلمہ پڑھا جاتا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کا زہد اضطراری نہ تھا، بلکہ اختیاری تھا۔ اس کا سبب دُچاروں نہ تھا بلکہ فطری سبب روحی کہ علانی مادی سے پیوستگی پسند  
بھی نہ کر سکتے تھے۔

۱۔ رد المحتار منہج، کتاب الشفاء ص ۵۴، دفعہ جو کہ وزن صانع ہمارے ۸۰ تو لیر کے حساب سے دویر ساڑھے تین چھینک  
کا ہوتا ہے یہی واقعہ ابن سعد کے اسلام کا موجب ہوا۔ اس نے بتایا کہ نبی موعود کا علم ہر جہات پر بقی ہو گا و شدت جس اس کے علم کی  
نزدیکی کا سبب ہو گی۔ اسی پیشین گوئی کی آزمائش کے لیے اس نے یہ حرکات کی تھیں ۱۔ مسلم و ابو داؤد، ترمذی و نسائی۔

۱۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی شکم میرا ہوا نہیں کھایا اور کبھی فاقہ کا شکار کسی سے نہیں فرمایا۔ ناداری حضور کو غنی سے زیادہ پیاری تھی، کبھی ایسا ہوتا کہ بھوک کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آئی، مگر اگلے دن کا روزہ پھر رکھ لیتے تھے۔ اگر حضور چاہتے تو خدا تعالیٰ خزان ارض کی کتلیاں اور ثمرات و تمتعات کی زندگی کی افزائشیں سب ہی عطا فرمادیتا۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فاقہ کی حالت دیکھ کر رو پڑا کرتی۔ اپنا ہاتھ حضور کے پیٹ پر پھیرا کرتی کہ فاقہ سے کیسا دب گیا ہے، اور کہا کرتی داری جاؤں، دنیا میں سے اتنا ہی مستبول کر لیجئے، جو جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کو کافی ہو تو جواب میں فرمادیتے:

یا عائشہ مالی والدنیا اخواتی  
من اولى العزم من الرسل صبروا  
على ما هو اشد من هذا فمضوا على  
حالهم فقدموا على ربهم فاکرم ما  
بهم واجزل ثوابهم فاجدنی استحي  
ان ترفعت فی معیشتی ان یقصر لی غذا  
دونهم وما من شیء هو احب الی من  
الحق باخوانی و اخلائی لہ

عائشہؓ مجھے دنیا سے کیا کام، میرے بھائی اولوالعزم  
رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے، وہ  
اسی چال پر چلے اور خدا کے سامنے گئے۔ خدا نے ان کو  
اکرام کیا اور ان کو پورا پورا ثواب دیا۔ اب اگر میں سو گئی  
کی زندگی کو پسند کرتا ہوں تو مجھے یہ بھی خرم آتی ہے  
کہ کل کو ان سے کم رہ جاؤں۔ دیکھو جو چیز سب سے زیادہ  
پیاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور غنیوں سے  
جاہلوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس گفتگو کے بعد حضور صرف ایک ہی مہینہ تک رونق افروز نہ رہے اور پھر رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔

اَللّٰهُمَّ وَاِحْيِ السَّادَّ حَوَاتٍ وَبَارِكْ نَسْمُوكَاتٍ وَجَبَّارِ الْقُوبِ عَلَى فِطْرَتِهَا  
شَقِيهَا وَ سَعِيدِهَا اجْعَلْ شَرَا ئِفَ صَلَوَاتِكَ وَلَوْ اَمَرْتُ بِرُكَا ئِلِكَ وَرَأْفَتِكَ تَحْنُنِكَ  
عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَائِزِ لِمَا اَغْنَى وَالْمُعْلِنِ  
الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالِدَامِغِ بِحَيِّشَاتِ الْاَبَاطِيلِ كَمَا حَمَلَ قَاضِمَةُ بِأَمْرِكَ لِمَا عَمِلْتَ مَسْتَوْفِرًا  
فِي مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نِكْلِ عَنْ قَدَمِهِ وَلَا وَهْنٍ فِي عَزْمٍ دَاعِيًا لَوْحِيَّتِكَ حَافِظًا لِعَهْدِكَ  
مَا ضِيًّا عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتَّى أَدْرِي قَبْسًا لِقَابِسِ الْأَعْدَاءِ لِيَصِلَ بِأَهْلِهِ أَسْبَابُ  
بِهِ هُدًى يَتِ الْقُلُوبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْإِثْمِ وَابْهَجَ مَوْضِعَاتِ الْأَعْلَامِ وَ



مُنِيرَاتِ الْإِسْلَامِ وَتَنَاشِئَاتِ الْأَحْكَامِ فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ وَخَازِنُ عَلَيْكَ الْمَخْذُونِ وَشَهِيدُكَ  
يَوْمَ الدِّينِ وَبَغِيْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُولُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً ۝

۳۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور کی  
سنت (طریقہ) کیا ہے۔ فرمایا:

المعرفة راس مالي	۱۔ میرا اس مال راسل سرمایہ تو	موفت ہے۔
والعقل اصل ديني	۲۔ میرے دین کی جڑ	عقل ہے۔
والحب اساسي	۳۔ میری بنیاد	محبت ہے۔
والشوق مركبي	۴۔ میری سوری	شوق ہے۔
وذكر الله انيس	۵۔ میرا انیس	ذکر الہی ہے۔
والثقة كنزى	۶۔ میرا خزانہ	اعتماد و خدا ہے۔
والحزن رفيق	۷۔ میرا ساتھی	غم دل ہے۔
والعلم سلاحى	۸۔ میرا ہتھیار	علم ہے۔
والصبر سادائى	۹۔ میرا لباس	بصبر ہے۔
والرضا غنيمتى	۱۰۔ میرا مال نیسا	رضائے سبحانی ہے۔
والعجز ذخرى	۱۱۔ میرا خسر	عجز و بزرگوارہ و تباہی ہے۔
والزهد حرفة	۱۲۔ میرا پیشہ	زہد ہے۔
واليقين قوتى	۱۳۔ میری خوراک	یقین ہے۔

ث۔ الجواب۔ منہ منزل اسرار ترجمہ یہ ہے: اے مسوحات کے پھیلنے والے، اے مرفوعات کو بند کرنے والے، اے شقی و سعید کے  
دلوں کو ان کی فطرت پر درست کرنے والے، اے بزرگ ترین درود و ترقی کرنے والی برکتوں اور مہربانی سے بھری ہوئی محبت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
پر نازل فرما، وہ تیرا بندہ، تیرا رسول، نبوت کا خاتمہ اور بندہ و زدن کا نایاب و حق کا حق کے ساتھ عیان کرنے والا، وہ بدو کی فوجوں کو کھل  
دینے والا، اذم و ریوں کو پرانے کرنے والا، وہ جس نے ذرہ سی لغزش قدم یا ذرہ سی سستی عزم کے بغیر تیرے علم پر تیری طاقت میں قیام کی  
اور تیری خوشنودی کو پر کیا، وہ تیری وحی کا محقق تیرے عہد کا نگبان، وہ تیرے علم کے نفاذ کا مددگار، وہ جس نے رہبروں کے لیے ہر راہ  
مشعل بنائی جس کے اسباب بلفعل خدا کی کوکبوں کو مل جاتے ہیں، وہی محمد جس کے سبب سے ان دلوں کو جو کفر و کمانہ میں غلطے کی رہے تھے۔  
نجات ملی، وہ جس کی دہ سے روشن و اعلیٰ کے جہنم سے نمایاں ہوئے، بنیائے سدرہ چکی اور نورانی، کھلم کی روشنی پڑی وہ تیرے دہ مومن وہ  
تیرے علم و عزت کا خزینہ دار، وہ قیامت کے دن تیرا گواہ، وہ تیری نعمت کا نایاب ہوا، تیری رحمت کا قریب وہ پکار رسول۔

والصدق شفیعی	۱۴- میرا شفیع	صدق ہے۔
والطاعة حبسی	۱۵- میرا اندوختہ	طاعت الہی ہے۔
والجہاد خلقی	۱۶- میرا خلق	جہاد ہے۔
وقرة عینی فی الصلوٰۃ	۱۷- میری آنکھوں کی ٹھنڈک	نازیں ہے یہ

## عام اخلاق

اتم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے پیشتر کے اخلاق کی بابت بر بنائے پانزدہ سالہ تجربہ یہ ہے۔

۱- آپ قرابتیوں سے سلوک کرنے والے

اِنَّكَ لِتَصِلَ الرَّحِمَ

۲- در ماندوں کو سواری دینے والے۔

وَتَحْمِلُ الْكُلَ

۳- ناداروں کو سرمایہ دینے والے۔

وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ

۴- مہانوں کی خدمت کرنے والے۔

وَتَقْصِي الضَّعِيفَ

۵- مصیبت زدوں کی مانت فرمانے والے ہیں

وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ

۲- بیہقی نے ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ نجاشی کا وفد حضور میں آیا، قرنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس ان کی آسائش کا، مہام فرماتے تھے۔ صحابہ نے عرض کی کہ خدمت کے لیے ہم حاضر ہیں فرمایا ہاں، مگر انھم کانوالا صحابنا مکرمین وانی احب ان اکافیہم بن لوگوں نے حبش میں میرے صحابہ کی عزت کی تھی، میں لیے میں چاہتا ہوں کہ خود ہی ان کی ضرورت کو پورا کروں۔

۳- انس بن مالک کہتے ہیں میں نے دس سال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔ میں عرصہ میں مجھے کبھی بہشت تک نہیں کی۔ میں نے کوئی کام کر لیا تو یہ نہ فرمایا کہ کیوں کیا۔ کوئی کام نہ کیا تو یہ نہ پرہیز کیا کہ کیوں نہ کیا۔ الف حضور نے مجھے ایک کام کے لیے فرمایا میں نے کہا کہ میں نہیں جاتا۔ میرے دل میں یہ تھا کہ میں جاؤں گا۔ میں وہاں سے نکلا تو لوگوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا، آغاز خدمت کے وقت حضرت انس کی عمر دس سال کی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں آگئے۔ میری گردن پر ہاتھ رکھائیں نے کوٹ کر دیکھا تو حضور بہنس رہے تھے اور فرمایا پیارے انیس اب تو اس کام کو جاؤ تب میں نے عرض کیا ہاں ہی جاتا ہوں۔

۴- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیر السکوت تھے۔ بلا ضرورت نہیں بول کر تے تھے۔ جب بولتے تو کوئی نہ دری



جز و کلام کا باقی نہ رہ جاتا تھا اور کوئی فضول لفظ استعمال نہ ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس علم و حیا اور خیر و امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ تبستم ہی حضور کا بہنسا تھا۔ اصحاب بھی حضور کے سامنے تبستم ہی پر اکتفا کرتے تھے۔ حضور کی راست گوئی ایسی مسلمہ تھی کہ نضر بن حارث جیسا جالی دشمن ایک دن قریش سے کہنے لگا کہ محمدؐ کچھ ہی سے تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، سب سے زیادہ سچا۔ سب سے بڑا و کرامت دار مانا جاتا تھا۔ اب جو اُس کی دائرہ کی بال پک گئے اور اُس نے اپنی تعلیم تمہارے سامنے پیش کی تو قہر نے کہہ دیا کہ وہ ساحر ہے! نہیں، انہیں بخدا وہ ساحر تو نہیں ہے

## المختصر

س بھر ناپید آثار کی شناساوری محال ہے اور خلاصۃ المقال یہ ہے کہ کیا ایسے اخلاق قاضیہ کا ہادی ایسے محاسن جمیلہ کا مالک، ایسے اشرف اقوال کا صاحب، ایسے جمیل السجایا کا متحمل ایسا ہے کہ اُس سے محبت کی جائے؟ یا ایسا ہے کہ اُس سے محبت نہ کی جائے؟

میں تو زور سے کہوں گا کہ جو کوئی بھی ایسے محسن، ایسے مستودہ، ایسے محمودہ، ایسے وجود با جو، ایسے مصطفیٰ، ایسے برگزیدہ سے محبت نہیں کرتا، وہ فی الحقیقت ان جملہ اخلاق و صفات سے محبت نہیں رکھتا اور اس لیے وہ خود بھی ان اخلاق و صفات سے متصف ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اعداؤ اللہ منہا۔  
اؤ ہم تو محبت کریں اور محبت کرنا ان سے سیکھیں جن کو خدا نے خود اپنے پیارے کی محبت و صحبت کے لیے جن لیا تھا۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ محبت ہی ادب و توقیر رکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع و اطاعت پر آمادہ کرتی ہے تعظیم و ہی تعظیم ہے جس کا منشا محبت ہو اور اکرام و ہی اکرام ہے جس کا مبداء محبت ہو۔

عروہ بن مسعود ثقفی کو قریش نے صلح حدیبیہ سے پیشتر اپنا سفیر بنا کر حضورؐ غامی میں روانہ کیا تھا، اُسے سمجھایا گیا تھا کہ مسلمانوں کے عادات کو ذرا غور سے دیکھیں اور قوم کو آکر بتائے۔ عروہ نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہیں تو بقیہ آب وضو پر صحابہؓ یوں گرتے پڑتے ہیں گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ حضورؐ کے لب وغیرہ کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر روک لیا جاتا ہے جسے وہ منہ پر مل لیتے ہیں حضورؐ کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لیے سب دوڑے پھرتے ہیں۔ حضورؐ کچھ بولتے ہیں تو سب چپ چاپ ہو جاتے ہیں۔ تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضورؐ کی جانب آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ عروہ نے یہ سب کچھ دیکھا اور قوم سے آکر بیان کیا۔ لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار

بھی دیکھا اور قیصر کا دربار بھی دیکھا، نجاشی کا دربار بھی دیکھا، مگر اصحاب محمد جو تعظیم محمد کی کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے دربار اور ملک میں حاصل نہیں۔

زید بن وثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے پکڑ لیا اور قریش نے قتل کے لیے اُن سے خرید لیا تھا۔ جب ان کو سولی دینے کے لیے لے چلے تو ابو سفیان بن حرب نے اُس سے کہا۔ زید تجھے خدا ہی کی قسم تم چاہتے ہو؟ کہ تم کو پہنسی دی جاتی اور تم اپنے گھر میں آرام سے ہوتے۔

زید نے کہا، خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کاٹا لگے۔

ابو سفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا کہ میں نے تو کسی کو بھی نہ دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو، جیسے اصحاب محمد کو محمد سے ہے۔

عبید اللہ بن یزید صحابی کا ذکر ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ حضور صلعم مجھے اہل مال سے زیادہ پیارے ہیں، جب حضور مجھے یاد آتے ہیں تو میں گھر میں ملک نہیں سکتا۔ آتا ہوں، اور حضور کو دیکھ کر تسلی پاتا ہوں، مگر میں اپنی موت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا تصور کر کے کہا کرتا ہوں کہ حضور تو فردوس بریں میں انبیاء کے درجہ بند پر ہوں گے، میں اگر بہشت میں پہنچا بھی تو کسی ادنیٰ مقام میں ہوں گا اور وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نہ پاسکوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور اُس کے قلب کو سکینہ عطا فرمایا:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ۔  
جو کوئی اللہ اور رسول کی حالت کرتا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر خدا کا انعام ہوا۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے تو حضور ہی کی جانب تاک لگاتے دیکھتے رہتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ بولے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا ہی میں اس دیدار کا بہرہ رُفتوں، آخرت میں حضور کے مقام رفیعہ تک تو ہماری رسائی بھی نہ ہوگی۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آیت پڑائی وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ كَرَنَّا لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث انس میں صاف فرمادیا۔ مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

کئی حدیثیں بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اگر تو ایسی صبح و شام میں زندگی بسر کرتا ہے جتنی سے دل میں کسی کا کینہ نہ ہو تو حضور ایسا ہی رہ پھر فرمایا جیسی میری روش ہے جیسی نے میری روش کو زندہ کیا



اُس نے مجھ سے محبت کی ہے

جنگِ احد کا ذکر ہے۔ ایک عورت کا بیٹا، بھائی، شوہر قتل ہو گئے تھے وہ مدینہ سے نکل کر میدانِ جنگ میں آئی۔ اُس نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا: محمد اللہ وہ تو بخیریت ہیں، جیسا کہ تو چاہتی ہے۔ بول نہیں، مجھے دکھا دو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لوں جب اُس کی نگاہِ پرفہ مبارک پر پڑی تو وہ جوشِ دل سے بول اٹھی کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ تو اب ہر مصیبت کی برداشتِ آسان ہے۔

عبداللہ بن ابی ریس المنافقین تھا اور اس کا فرزند عبداللہ صادقین میں سے تھا، اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کَوْشِیْتُ لَا تَبِیتَ بِرَأْسِهِ اَگر حضور چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر لے آؤں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا۔

عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروہ کر مجھے کوئی بھی پیارا نہ تھا، مگر میرے دل میں حضور کا جلال اس قدر تھا کہ میں آنکھ بھر کر حضور کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

انسؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مہاجرین و انصار بیٹھے ہوتے ان میں ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ہوتے، حضور باہر تشریف لاتے تو کوئی بھی حضور کی جانب نگاہ بند نہ کرتا۔ ہاں! ابو بکرؓ و عمرؓ دیکھا کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھا کرتے حضور بھی تبسم فرماتے اور وہ بھی متبسم ہوتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر عثمان غنیؓ کو مکہ میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ قریش نے کہا تم بیت الحرام میں آگئے ہو، طواف تو کرو۔ انھوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر میں کبھی طواف نہ کروں گا۔

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمھاری محبت کیسی ہوتی تھی، فرمایا بخدا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو مال و اولاد، فرزند و مادر سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پیارے تھے، بیٹا ٹنڈا پانی پیاسے کو ہوتا ہے یہ

## جذباتِ محبت کو دیکھتا ہو

تو اُس وقت دیکھو جب کوئی صحابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتا ہو:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

لے رواہ ترمذی سے درود نبی ص ۲۹۰ یہ خاتون بند پایہ ہندو جو عمرو بن الجوح انصاریہ ہیں۔ محمد سیاح

لے یہ مثال عرب جیسے ملک میں بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے، جہاں پانی نہ ملنے سے میسوں، اشخیہں جنگلوں میں مرجا کر رہتے تھے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسِيئَةً  
 خَذًا وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ الْإِنِّ  
 مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَلَا شِمْتٌ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ  
 أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خلق میں سب لوگوں  
 سے بڑھے ہوئے تھے جس نے ریشہ کا دیر یا باریک کپڑا یا  
 کوئی ورثے ایسی نہیں چھوڑی جس میں اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ میں نے کبھی کوئی کستوری یا  
 کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جس میں اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ  
 سے زیادہ خوشبودار ہو۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ تکرار جیسا چمکتا تھا  
 تو بول اٹھے:

لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ  
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

نہیں، نہیں، حضور کا چہرہ قرآن و کتاب و ماہیت ب جیسا تھا

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِذَا هَرَّ اللَّونُ كَانَ عَرَقُهُ الْكُلُوبُ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا پسینہ نہ ہوتا

حضور کے چہرہ پر ایسی نفرت تھی جیسے مورتی

جابر بن سمرہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے نکل کر گھر کو چلے تو بچوں نے حضور کو گھیر لیا حضور  
 صلعم ہر ایک کو پیار دیتے، اس کے منہ پر ہاتھ پھراتے تھے۔ میرے رخسار پر بھی حضور نے ہاتھ رکھا مجھے ٹھنڈک سی  
 پڑ گئی اور ایسی خوشبو آئی، گویا وہ ہاتھ ابھی جوئے عطار سے نکالا گیا تھا۔

علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو کوئی یکایک حضور کے سامنے آتا وہ دہل جاتا جیسا کہ

کر پاس آ بیٹھتا وہ شیدا ہو جاتا دیکھنے والا کہتا کہ میں نے

حضور جیب کوئی بھی اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔

مَنْ رَأَاهُ بَدِيْهَةً هَابَةً وَمَنْ خَالَطَهُ  
 مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ يَقُولُ نَاعِيَتْهُ لَحْمٌ أَرَّ  
 قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ

ربیع بنبت مغزو صحابیہ ہیں ان سے عمار بن یاسر کے پوتے نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ حلیریاں  
 فرمائیے، انھوں نے فرمایا:

اگر حضور کو دیکھ لیت تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا۔

لَوْ دَرَأَيْتَهُ دَرَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً

جابر بن سمرہ کہتے ہیں چاندنی رات تھی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدا حمرہ اوڑھے لیٹ رہے تھے میں بھی  
 جان نہ کر دیکھتا تھا کبھی حضور پر نہ دڑتا تھا۔

یہ سنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدلتی ہوئی حالتیں سے روایت سن کر یہ صحیح مسلم سے روایت ہے



فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَتْرِ

بات قریم نے تو میں سمجھا کہ حضورؐ پاند سے زیادہ خوشنویس۔

اس روایت کا لفظ عِنْدِي عجیب طور پر لذت دیدار و ذوقِ نظارہ کو ظاہر کر رہا ہے۔

وہی چہرہ جس کے دیدار سے جابرؓ کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں، عبد اللہ بن سلامؓ کے قلب کو منور کرتا ہے۔ حدیث ترمذی میں ہے حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں میں آپؐ کو دیکھنے گیا تھا قُلْتُ اسْتَبَيْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَا بِعَيْنِي مجھے تو چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں ام سلمہؓ جو انس بن مالکؓ کی والدہ ہیں۔ ایک نیک ماں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی دوپہر کو ان کے گھر سوتے۔ بستر چڑھے کا تھا حضورؐ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا ام سلمہؓ پیسنے کی بندووں کو جمع کر لیتی اور شیشی میں بہ احتیاط رکھ لیتی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا۔ تو انہوں نے کہا:

عَرَفْتُ نَجْعَهُ فِي طَبِينَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّبِينِ (متحدہ)

یہ حضورؐ کا پسینہ ہے۔ ہم اسے طہ میں بنا لیں گی اور یہ تو سب طہروں سے برتر و کریم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیامِ خدافت میں رات کو گشت کے لیے نکلے۔ سُن کہ ایک عورت دھنک رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی ہے:

عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَواتُ الْأَبْرَارِ صَلَّى عَبْدُ الطَّيْبُونِ الْأَخْيَارِ

قَد كُنْتَ قَوَامًا بَلِيًّا بِالْأَسْحَارِ يَا لَيْتَ شِعْرِي وَالْمَنِيَا الْهَوَارِ

ہل تجمعنی وحبیبی الدادؐ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں بیٹھ گئے۔ روتے رہے اور چند دن تک صاحبِ فراش رہے مجھے جذباتِ محبت کا دکھانا مقصود ہے۔

ذرا حسان بن ثابت کے ان چند اشعار کو دیکھو جو وفاتِ نبویؐ پر ہیں:

حِينَ يَقِيْتُ التُّرْبَ لَهْفِي لَيْتَنِي  
أَقِيمُ بَعْدَكَ بِأُمْدَانِي بَيْنَهُمْ  
فَظَلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مَتَلَذِّذَا  
أَوْحِلَ أَمْرُ اللَّهِ فِينَا عَاجِلًا  
فَتَقَوْمُ سَاعَتَنَا فَتَلْقَى طَيْبًا  
عُتِبْتُ قَبْلَكَ فِي بَيْتِ الْعَرْقَمِ  
يَا لَهْفَ نَفْسِي لَيْتَنِي لَمْ أُولِدْ  
يَا لَيْتَنِي أُسْقِيْتُ سَمَ الْأَسْوَدِ  
مِنْ يَوْمِنَا فِي رَوْحَةِ أَوْ فِي عَدِ  
مَحْضًا مَرَاتِبُهُ كَرِيمِ الْمُحَدِّثِ

لے رواہ الترمذی والدہ رحمہا۔ محمدؐ پر ابرار کے درود اس پر طیبون و انبیاء پر پڑھ رہے ہیں وہ تو رتوں کو جا گئے والے سحر کو روتے والے تھے۔ موت تو

بیرہ می طرح آتی ہے کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے حضورؐ کی زیارت نصیب ہوگی۔

وَاللّٰهُ اَسَمٰ مَا حَيِّتُ بِهَا لَيْلٌ  
اَلَا بُكَيْتُ عَلٰى النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ بعدشہ  
والطیبون علی المبارک احمد

ترجمہ: "جب مٹی نے آپ کو چھپا یا تو مجھے دریغ آتا تھا کہ میں کیوں اس سے پیشتر قبر میں نہیں جا چکا تھا کہ اب میں حضور کے بعد مدینہ میں لوگوں کے اندر بھی بیٹھا کروں گا۔ ہاے افسوس! میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ میں تو دنیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد از مہوش رفتہ بن گیا ہوں۔ کاش کوئی کامسانپ آئے مجھے ڈس جائے یا آج ہی یا کل ہی تک موت آجائے یا قیامت ہی کھڑی ہو جائے کہ تم طیب پاک کریم النفس جمیل الشیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں۔ خدا خوب سنتا ہے، میں تو جب تک زندہ رہوں گا محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہتا ہی رہوں گا۔ خدا اور حاملین عرش اور سب طیب لوگ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں۔"

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھے ہوئے تھے کہ محبت صرف ایسے لفظی سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے ورنہ الغفور نے بھی ان لوگوں کو جو محبت خدا کا دعویٰ رکھتے تھے صاف طور پر فرما دیا تھا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ  
خدا سے محبت ہے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتباع کرو۔  
اس لیے صحابہ نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ وہ کام کیے جو ہزاروں سال تک اسلام کی صداقت اور صحابہ کے خاص اور محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح معنی کا مفہوم ظاہر کرتے رہیں گے۔  
صحابہ کے حیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور توقیر و تعظیم کیوں کر کیا کرتے تھے بغیرہ کی روایت میں ہے کہ اگر کسی صحابی کو حضور کے در دولت پر دستک کی بھی ضرورت پڑا کرتی تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ دروازہ کو کھٹکھٹایا کرتا تھا۔

کوئی صحابی حضور کے سامنے ایسی آواز سے نہ بولتا کہ اس کی آواز حضور کی آواز سے اونچی ہوتی۔ اس ادب کی تعلیم خود خدا نے برترنے دی تھی۔

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ  
لو! اپنی آواز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو

اگرچہ اس حکم کو دوام کے لیے قرار دیتے ہیں۔ حدیث نبوی صحت لہنی ہے۔ حدیث پاک کے ہوتے اپنی قاتل و قیل کہ پیش کرنا یا اپنی رائے اور سمجھ کو شامل کرنا صوت لہنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی صوت کو بلند کرنا ہے۔ نبی ہا کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مدت بھی فرمائی ہے جو ان آداب کی پابندی کرتے ہیں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغْضُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ  
جو رگ رسوں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی

رَسُولِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَمْتَحَنَ اللّٰهُ  
کو زکوہت رکھتے ہیں۔ یہ وہی جن کے دلوں کا مستح



قُلُوبُهُمُ لِلتَّقْوَى

خدا تعالیٰ نے تقویٰ میں دیا ہے۔

پس محبتِ انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک علامت ہمارے لیے یہ ہے کہ حضور کے کلام اور فرمودہ کی عزت ہمارے دل میں ہو اور جب کوئی حکم صحیح طور پر نبی معصوم سے جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے، ہم کو مل جائے اُس وقت اس کی قبولیت اور تعمیل میں ہم کو ذرا تاامل اور غدر باقی نہ رہے۔

محبتِ انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک علامت یہ ہے کہ حضور کا ذکر خیر زبان پر اکثر جاری رہے حدیث پاک میں ہے:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ بِهِ

جس کسی کو کوئی چیز پیاری جوتی ہے وہ اس کا ذکر اکثر کرتا ہے۔

محبتِ انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک علامت یہ ہے کہ آلِ نبی کے ساتھ سچے دل اور شفقتِ قلب سے محبت ہو۔

حضرت عمر فاروق کے حادثات میں ہے کہ جب وہ صحابہؓ کے روزینے مقرر کرنے لگے تھے تو عبداللہ بن عمرؓ اپنے فرزند کا روزنیہ تین ہزار مقرر کیا اور اسامہ بن زیدؓ کا تین ہزار پانسو سال نہ عبداللہ نے کہا، اسامہ کو کون سی فضیلت حاصل ہے، وہ کسی غزوہ میں میری طرح حاضر نہیں رہا۔ فاروق نے کہا اُس کا باپ تیرے باپ سے اور وہ خود تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پیارے تھے، اس لیے میں نے اپنے پیارے پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے کو ترجیح دی ہے۔

امامین شہیدین حسین علیہ السلام اور ان کے ابویں طیبین کی محبت عین محبتِ انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ان کے فضائل یاد رکھنا، بیان کرنا، ان کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا عین محبتِ نبوی ہے۔

مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جن کے اوصاف قرآن مجید و حدیث پاک میں بہ کثرت موجود ہیں۔ محبت رکھنا محبتِ انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اتباع صحابہ اور متابعت سنت خلفاء عین محبتِ انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس بحث کی تکمیل انشاء اللہ جلد ثالث میں کی جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا  
اِلَى حُبِّكَ

## باب ہشتم

## وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِّينَ وَالْحِسَابَ

واقعات سیرت کو قلمبند کرتے وقت بڑے بڑے فیصل مصنف واقعات کو یوم و تاریخ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ دیکھا جاتا ہے کہ کبھی دن صحیح ہوتا ہے تو تاریخ غلط ہوتی ہے کبھی تاریخ صحیح ہوتی ہے تو دن غلط۔ اس لیے سن ہجری کے متعلق مختصر طور پر لکھا جاتا ہے تاکہ صحیح و تطبیق آیام و تواریخ ہجری کے لیے کارآمد ہو۔ اس بار میں تا، مبحث جو موجب طوالت اور ہمارے موضوع سے زائد ہیں، چھوڑ دیے گئے ہیں۔

## (۱) سنہ ہجری

- ۱۔ یہ سنہ خالص قمری ہے، قمری ہجری سال ۳۵۴ دن سے کم اور ۳۵۵ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا۔ یہ سنہ بین پیریڈ کے ۸۴۲۹ ۱۹۴ دن گزرنے سے بعد شروع ہوا ہے۔
- ۲۔ اہل بیت نے سین قمری کو دو در صغیر و کبیر پر تقسیم کیا ہے۔ ۳۰ سال قمری کا دو در صغیر اور ۱۰ دو در صغیر یعنی ۲۱۰ سال قمری کا دو در کبیر ہوتا ہے، دو در صغیر ۳۰ سال میں سے ۱۹ سال ۳۵۴ دن کے اور ۱۱ سال ۳۵۵ دن کے ہوتے ہیں اور بلحاظ تعداد آیام ہر دو در صغیر ۱۰۶۳۱ دن کا اور دو در کبیر ۴۴۴۱ دن کا ہوتا ہے۔
- ۳۔ ہر دو در صغیر دوسرے دو در صغیر کے ساتھ یہ مماثلت رکھتا ہے کہ جس ترتیب کے ساتھ پہلے دو در صغیر میں قمری مہینے ۲۹-۲۹ یا ۳۰-۳۰ دن کے آئے تھے اس سے ملحق دوسرے دو در میں بھی سب قمری مہینے اسی ترتیب کے ساتھ ۲۹-۲۹ یا ۳۰-۳۰ دن کے آئیں گے اور سچے دو در صغیر کے تمام سال اور مہینے اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں سے بالترتیب پانچ دن بعد شروع ہوا کرتے ہیں۔
- ۴۔ دو در کبیر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں کے مطابق ہوتا ہے یعنی برسوں اور مہینوں کے شروع ہونے کے دن اور ان کے دنوں کی تعداد بالترتیب باکل وہی ہوتی ہے جو اس سے ملحق دور میں تھی۔
- ۵۔ نقشہ مندرجہ ذیل میں سنہ ہجری سے سنہ ۱۲۰۰ تک سالہائے ہجری کے شروع ہونے کا دن روایت عرب کے سنہ ہجری کا پیدل دو در کبیر ۲۱۰ ہجری کو ختم ہوتا ہے، اس میں دس سال عند نبوت کے ہیں باقی دس سال وہ ہیں جو حدیث نبویات بعد المائتین کے ہیں۔



مطابق درج کیا گیا ہے اور ۳۵۵ دن کے برسوں کو خطوط وحدانی میں دکھایا گیا ہے۔

## غزہ ہجری کے دریافت کرنے کا قاعدہ

نقشہ مندرجہ ذیل سے کسی سال ہجری شروع ہونے کا دن معلوم کرنے کے لیے اس سال کو ۲۱۰ پر تقسیم کریں بعد تقسیم جس قدر سال باقی رہیں ان کو سالہائے ہجری کے غلنے میں دیکھیں۔ خانہ الف کے مندرجہ کی سیدہ میں خانہ ب کے مندرجہ کے نیچے جو دن لکھا ہوا ملے گا، اسی دن سے وہ سال ہجری شروع ہوگا۔ ان میں سے خانہ ب کے زیادہ سے زیادہ سال جو کم ہو سکتے ہوں، ان کے نیچے دن برسوں کے کم ہونے کے بعد جس قدر سال باقی رہتے ہوں ان کے مقابل میں :

### نقشہ غزہ سنین قمری ہجری

سالہائے ہجری الف							دور ہائے ۳۰ سالہ (ب)						
سالہائے ہجری							۲۱۰	۲۰	۶۰	۹۰	۱۲۰	۱۵۰	۱۸۰
۱	۹	۱۶	۲۵	۱۰۰	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	پنج شنبہ	شنبه	یک شنبہ	دو شنبہ
(۲)	۱۰	۱۸	۲۶	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	پنج شنبہ	شنبه	یک شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	دو شنبہ
	۱۱	۱۹	۲۷	شنبه	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	پنج شنبہ	شنبه	یک شنبہ	دو شنبہ
۳	۱۲	۲۰	۲۸	شنبه	پنج شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	یک شنبہ	دو شنبہ
(۱۵)	(۱۳)	(۲۱)	۲۹	پنج شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	یک شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ
۶	۱۴	۲۲	۳۰	دو شنبہ	شنبه	پنج شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	دو شنبہ
۷	۱۵	۲۳	۳۱	شنبه	پنج شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	یک شنبہ	دو شنبہ
۳	(۸)	(۱۶)	(۲۴)	(۳۰)	چهار شنبہ	دو شنبہ	شنبه	پنج شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	جمعہ	چهار شنبہ	دو شنبہ

جدول ہجری کے مطابق ہے۔

۴، سنین ہجری و عیسوی کی تواریخ دشہور کی متابقت کے لیے ذیل میں جدول تعداد ایام سالہائے ہجری درج کی جاتی ہے۔ جب کسی سال ہجری کا غزہ اور اس کے مطابق عیسوی تاریخ ماہ و سنہ معلوم کرنا ہو تو جس قدر پر سال ہجری گزر چکے ہوں ان ہجری سالوں کے دن جدول تعداد ایام سالہائے ہجری سے معلوم کر کے ان میں ۲۲۶۰۱۵ دن جمع کریں۔ مجموعہ ایام کے برابر دنوں کا شمار یکم جنوری سنہ عیسوی دوم دو شنبہ سے بر حسب جدید شمار کریں، جیسا کہ سنہ عیسوی جدید کے سنن میں بیان کیا گیا ہے جس سال میں تاریخ عیسوی پر وہ دن ختم ہوں اسی تاریخ عیسوی کو سنہ مطلوب ہجری کا یکم محرم ہوگا۔

تعداد ایام میسوی از یکم جنوری سدریم و شنبه				جدول تعداد ایام سالهای هجری				تعداد ایام میسوی یکم جنوری سدریم و شنبه				جدول تعداد ایام سالهای هجری			
تعداد		تعداد		تعداد		تعداد		تعداد		تعداد		تعداد		تعداد	
ایام	روز	ایام	روز	ایام	روز	ایام	روز	ایام	روز	ایام	روز	ایام	روز	ایام	روز
۲۲۶۰۱۴	۱	۲۵۴	۱۰	۲۳۲۳۳۰	۱۱۶	۳۵۵	۳۶۶۰	۲۲۶۰۶۸	(۱۲)	۳۵۵	۴۰۹	۲۳۲۶۸۵	۱۴۰	۳۵۴	۶۰۲۴
۲۲۶۰۶۲	۲	۲۵۴	۱۰۶۲	۲۳۳۰۲۹	۱۸	۳۵۴	۶۲۶۰	۲۲۶۰۶۲	۳	۲۵۴	۱۰۶۲	۲۳۳۰۲۹	۱۸	۳۵۴	۶۲۶۰
۲۲۸۰۶۶	۴	۳۵۴	۱۴۱۴	۲۳۳۲۹۳	(۱۹)	۳۵۵	۶۶۲۳	۲۲۸۰۶۶	۴	۳۵۴	۱۴۱۴	۲۳۳۲۹۳	(۱۹)	۳۵۵	۶۶۲۳
۲۲۸۰۶۲	(۵)	۳۵۵	۱۴۶۲	۲۳۳۴۴۸	۲۰	۳۵۴	۶۰۸۶	۲۲۸۰۶۲	(۵)	۳۵۵	۱۴۶۲	۲۳۳۴۴۸	۲۰	۳۵۴	۶۰۸۶
۲۲۸۰۶۸۶	۶	۳۵۴	۲۱۲۴	۲۳۳۱۰۲	(۲۱)	۳۵۵	۶۲۲۲	۲۲۸۰۶۸۶	۶	۳۵۴	۲۱۲۴	۲۳۳۱۰۲	(۲۱)	۳۵۵	۶۲۲۲
۲۲۹۱۴۲	۷	۳۵۴	۲۲۸۰	۲۳۳۴۵۴	۲۲	۳۵۴	۷۷۹۲	۲۲۹۱۴۲	۷	۳۵۴	۲۲۸۰	۲۳۳۴۵۴	۲۲	۳۵۴	۷۷۹۲
۲۲۹۲۹۵	(۸)	۳۵۵	۲۱۲۵	۲۳۳۸۱۱	۲۳	۳۵۴	۸۱۵۰	۲۲۹۲۹۵	(۸)	۳۵۵	۲۱۲۵	۲۳۳۸۱۱	۲۳	۳۵۴	۸۱۵۰
۲۳۹۱۵۰	۹	۳۵۴	۳۱۸۹	۲۳۱۵۶۵	(۲۴)	۳۵۵	۸۵۰۵	۲۳۹۱۵۰	۹	۳۵۴	۳۱۸۹	۲۳۱۵۶۵	(۲۴)	۳۵۵	۸۵۰۵
۲۳۰۲۰۴	۱۰	۳۵۴	۳۵۴۲	۲۳۵۵۲۰	۲۵	۳۵۴	۸۸۵۹	۲۳۰۲۰۴	۱۰	۳۵۴	۳۵۴۲	۲۳۵۵۲۰	۲۵	۳۵۴	۸۸۵۹
۲۳۰۵۵۸	(۱۱)	۳۵۵	۳۸۹۸	۲۳۵۸۴۴	۲۶	۳۵۴	۹۳۱۲	۲۳۰۵۵۸	(۱۱)	۳۵۵	۳۸۹۸	۲۳۵۸۴۴	۲۶	۳۵۴	۹۳۱۲
۲۳۰۹۱۳	۱۲	۳۵۴	۴۲۵۲	۲۳۶۲۲۸	(۲۶)	۳۵۵	۹۵۶۸	۲۳۰۹۱۳	۱۲	۳۵۴	۴۲۵۲	۲۳۶۲۲۸	(۲۶)	۳۵۵	۹۵۶۸
۲۳۱۲۶۶	(۱۳)	۳۵۵	۴۶۰۶		۲۷	۳۵۴	۹۹۲۲	۲۳۱۲۶۶	(۱۳)	۳۵۵	۴۶۰۶		۲۷	۳۵۴	۹۹۲۲
۲۳۱۶۲۲	۱۴	۳۵۴	۴۹۶۱		۲۸	۳۵۴	۱۰۲۶۶	۲۳۱۶۲۲	۱۴	۳۵۴	۴۹۶۱		۲۸	۳۵۴	۱۰۲۶۶
۲۳۱۹۶۶	۱۵	۳۵۴	۵۲۱۵		(۲۸)	۳۵۵	۱۰۶۲۰	۲۳۱۹۶۶	۱۵	۳۵۴	۵۲۱۵		(۲۸)	۳۵۵	۱۰۶۲۰

## جدول دوماهات صغیر قمری مع تعداد ایام

## جدول دوماهات کبیر مع تعداد ایام

تعداد سالهای قمری	تعداد ایام	تعداد سالهای قمری	تعداد ایام
۲۰	۱۰۶۳۱	۳۲۰	۱۳۸۸۳۴
۶۰	۲۱۲۱۲	۶۳۰	۲۲۳۲۵۱
۹۰	۳۱۸۹۳	۸۴۰	۲۹۶۶۶۸
۹۰	۳۱۸۹۳	۱۰۵۰	۳۷۲۰۸۵
۱۲۰	۴۲۵۲۴	۱۲۶۰	۴۴۶۵۰۲
۱۵۰	۵۲۱۵۵	۱۴۷۰	۵۲۰۹۱۹
۱۸۰	۶۲۶۸۶		
۲۱۰	۷۳۳۱۷		



۸۔ اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال بعد از فت ترمذی رُوق جاری ہوا۔ یوم النہیس ۳۰ جمادی ثانی ۱۱۰ھ میں ۹ جولائی ۳۵۰ھ علی و قنقیہ کے مشورہ سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبویہ سے کیا گیا اور عثمان ذوالنورین کے مشورہ سے محرم کو اولین شمار مقرر کیا گیا۔

۹۔ سن ہجری میں ایک عجیب نفسیت پائی باقی ہے کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صورت مجوزہ پر چلا آتا ہے جو دنیا کے مرد و جہنم میں سے غالباً کسی سنہ میں نہیں پائی باقی

دوسری عجیب خصوصیت اس کی یہ ہے کہ بہ لحاظ تداو و استعمال بھی سنہ ہجری دنیا کے اکثر مرد و جہنم سے قدیم سنہ ہے۔ اگرچہ وہ اپنے امد کے لحاظ سے سنہ ہجری سے زیادہ پرانے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً ۱۰ محرم ۱۰۰ھ جولائی ۵۲۳ء جولین کے مطابق۔

(الف) جولین پر یڈ کا سنہ بظاہر سنہ ہجری سے ۵۲۳ء سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے حقیقت میں یہ سنہ ہجری سے ۹۰۹ سال بعد ۵۹۲ء میں وضع ہوا ہے۔

(ب) سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرم ۳۰۰۰ھ ہجری کے دن ۳۰۰۰ء اب ۳۰۰۰ھ عبرانی تھا۔ اس لیے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے ۳۰۰۰ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے، مگر دراصل یہ سنہ ۵۹۲ء میں وضع ہوا ہے ملاحظہ ہوا تا سیکلو پیڈیا برٹانیکا۔

(ج) سنہ کل جگ سنہ ہجری سے ۲۰۰۰ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے، مگر یورپین متوخ اور ہیئت ان تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سنہ چوتھی صدی عیسوی میں وضع کیا گیا تھا۔ یعنی اپنے حساب سے ۴ صدیوں کے گزرنے کے بعد اس کا نام عالم وجود میں لایا گیا تھا۔

(د) سنہ سکندری سنہ ہجری سے ۹۳۲ سال پہلے کا ہے، مگر اپنی موجودہ ہیئت میں نوزائیدہ ہے کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں پر چلتا رہا ہے اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ه) سمت بردشتہ کے مطابق یکم محرم ۳۰۰۰ھ کے دن ۲۹ رسا وں سمٹ ۶ تھا، اس لیے بظاہر سمت بردشتہ سنہ ہجری سے ۶۰۸ سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے، مگر ہندو اور یورپین محققین کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ سمٹ ۶۰۸ بردشتہ سب سے پہلے سال ہے جو سمت بردشتہ کے نام سے موسوم ہوا۔ چونکہ یکم بہار (طرز اول) سمٹ ۶۰۸ بردشتہ ۲۳ جمادی الاول ۳۰۰۰ھ کے مطابق ہے۔ اس حساب سے سمت بردشتہ سنہ ہجری سے ۲۲۵ سال بعد شروع ہوتا ہے۔

(و) تاریخی طور پر سنہ سب سے پہلی دفعہ ۳۰۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۳۱ء میں لکھا گیا تھا، دیکھو کلاسیکل ڈکشنری جی۔ چمراؤن مطبوعہ لندن ۱۸۳۱ء۔





کی غرض سے سنہ عیسوی سے ۴۱۳ سال شمسی پہلے قرار دیا گیا ہے اس لیے سنہ عیسوی میں ۴۱۳ سال جمع کرنے سے جولین پیریڈ کا سال معلوم ہو جاتا ہے۔ سال کی مقدار ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ہے مگر تین سال تک ۶ گھنٹے کی کسر کو ترک کیا جائے تو ہر سال ۳۶۵ دن کا رہ جاتا ہے۔ جب ۴ سال میں ۶ گھنٹے کی سالانہ کسر سے ۲۴ گھنٹے کا دن ہو جاتا ہے تو وہ ایک دن فروری کے مہینے میں شامل ہو کر فروری کا مہینہ ۲۸ دن کی بجائے ۲۹ دن کا ہو جاتا ہے اور ہر چوتھا سال ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے۔

سنہ جولین پیریڈ کا دورِ صغیر ۲۸ سال کا ہے جس کے بعد سال کے مہینے اور دن بدستور سابق واقع ہوتے ہیں اس لیے ذیل میں ۲۸ سالہ دورِ جولین پیریڈ کا نقشہ درج کیا جاتا ہے جس میں جولین پیریڈ کے ہر سال کے شروع ہونے کا دن درج ہے:-

### ۳۔ سنہ عبرانی

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ کا	سال کا پہلا مہینہ	مقدار سال	تعداد آیام جولین پیریڈ قبل از سنہ	شروع سنہ کی قمری تاریخ قبل از سنہ	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے
دوشنبہ	قمری	۱۲-۱۳ ماہ قمری	۳۴۷۹۹۷	۲۸ شعبان ۴۵۱۷	۱۵۸۱۷۲۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک کا سال جولین پیریڈ ۵۲۸۴ء ہے۔ اس کو ۲۸ سال پر تقسیم کرنے سے ۲۰ سال باقی رہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۵۲۸۴ء جولین پیریڈ اسی دن سے شروع ہو گا جس سے دورِ صغیر کا بیسواں سال شروع ہوا تھا۔ نقشہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ بیسواں سال بدھ کو شروع ہوا تھا، اس لیے سنہ کی یکم جنوری بدھ کے دن سے شمار کرتے ہیں۔

انبیائے نبی اسرائیل کے زمانے میں سال کا آغاز ماہ نیاں سے کیا جاتا تھا، مگر یہود نے اپنا سال قبل از موسیٰ فصلِ خریف میں ماہِ تیسری سے شروع کرنا اختیار کر لیا۔ پھر موسیٰ کے عام سے سال کا آغاز ماہِ نیاں سے کرنے لگے، پھر اسے چھوڑ کر ماہِ تیسری ہی سے آغاز سال مانا گیا۔ یہ تبدیلی ۵۳۸ء میں ہوئی تھی مگر دسویں صدی عیسوی مطابق ہشتم صدی ہجری تک یہود کا پنا سنہ کوئی نہیں تھا۔ اس وقت تک وہ سنہ سکندری کو اسرائیلی مہینوں کے ساتھ استعمال کرتے تھے پندرہویں صدی عیسوی مطابق نیم صدی ہجری میں یہود نے اپنا سنہ سنہ پیدائش کے نام سے قرار دے کر اس سنہ کا

آغاز بہ حساب خود پیدائش آدم سے ایک سال پہلے اور سنہ سکندری سے ۳۴۴۹ سال پہلے شمار کیا ہے، بروئے حساب یہود پیدائش آدم کو سنہ سکندری تک ۳۴۴۸ سال گزرے تھے۔ اولیٰ سال یہود کے تحسین ماہ قمری کی پہلی تاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۵۳۹ء جولائی یوم دوشنبہ کے مطابق تھی۔ سنین یہود کا حساب دور ۱۹ سالہ پر رکھا گیا ہے سنہ ۴۲۴۱ء یہود ۱۱ قمر ۱۵۵۵ء کو دوشنبہ کے دن مطابق ۲۹ رجب شروع ہوا تھا۔ یہ سال ۳۵۴۴ دن کا تھا۔

دور ۱۹ سالہ میں بارہ بارہ ماہ قمری کے اور سات سال تیرہ تیرہ ماہ قمری کے ہوتے ہیں ۱۳ ماہ سال کو سال بسیط اور ۳ ماہ سال کو سال کبیسیہ کہتے ہیں۔ پھر سال مکبوس و مبسوط کو تین اقسام پر مقسم کیا جاتا ہے :

سالہائے مبسوط	سالہائے مکبوس
سال بسیط ناقص = ۳۵۳ دن	سال کبیسیہ ناقص = ۳۸۳ دن
سال بسیط معتدل = ۳۵۴ دن	سال کبیسیہ معتدل = ۳۸۴ دن
سال بسیط کامل یا زائد = ۳۵۵ دن	سال کبیسیہ کامل یا زائد = ۳۸۵ دن

۳۵۳ دن کا سال ایام ہفتہ میں سے شنبہ یا دوشنبہ کو شروع ہوگا۔ ۳۵۴ دن کا سال ایام ہفتہ میں سے رشتنبہ و پنجشنبہ کو شروع ہوگا۔ ۳۵۵ دن اور ۳۸۳ دن اور ۳۸۵ دن کا سال شنبہ دوشنبہ و پنجشنبہ کو شروع ہوگا۔ ۳۸۴ دن کا سال ہمیشہ رشتنبہ سے شروع ہوگا۔

یہود کا کوئی سال جمعہ، اتوار، بدھ سے شروع نہیں ہوتا۔

سنہ عیسوی میں ستمبر سے پہلے ۳۰۶۰ سال اور ستمبر کے بعد ۳۰۶۱ سال جمع کر دینے سے عبرانی سال معلوم ہو جاتا ہے، اہل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک تک :

دور صغیر ۱۵۴۵۳۱۱ دن کے

۱۱۷ سال ۶۲۰۰ دن کے

۷ مہینے ۲۰۰ دن کے

۱۰ اٹھویں مہینے کے دن

۱۵۸۱۷۲۸ کل دن ہوئے تھے۔

اس سنہ کے مطابق تاریخ ولادت ۱۰۔۱۱۔۱۲ سنہ ۲۲۳۱ء عبرانی ہے۔



## ۴۔ نوح یا سنہ طوفان

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	سال کا	تعداد	تعداد آیام جولین پریڈ	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا	پہلا	آیام	قبل از آغاز سنہ	تاریخ قبل از سنہ	ولادت نبوی تک اس میں یوم
پہلا دن	مہینہ	سال		ہجری	ولادت بھی شامل ہے
پنجشنبہ	توت	۳۶۵	۵۸۸۴۶۳	۲۷ ربیع الاول ۳۸۴۸ ق	۱۳۴۱۳۶۱

طوفان سے ولادت مسیح تک کی مدت میں عیسائی عہد میں اختلاف ہے کیوں کہ تورات عبرانی سے ۲۳۴۸ تورات سامری سے ۲۹۹۸۔ تورات یونانی سے ۳۱۲۸ سال شمسی مدت کا استخراج ہوتا ہے ۱۳۰ سال سے ۷۸۰ سال تک کا باہمی فرق پایا جاتا ہے۔ سنہ طوفان کا دور سات سال کا ہے۔ اس کے بعد سال مہینے ہفتے کے آیام بہ طور سابق واقع ہوتے ہیں۔ ابو معشر بلخی نے بحساب رفتار کوکب طوفان کا تعین اس وقت سے کیا ہے جب سبویاں کا اجتماع برج حوت کے ۲۷ درجے سے برج حمل کے پہلے درجہ تک ہوا تھا۔ اسی طرح ابو معشر کے حساب سے سنہ عیسوی تک ۳۱۰۲ سال شمسی کی مدت ہوتی ہے۔ اس لیے ابو معشر کی قرار داد مدت آغاز طوفان عیسائیوں کی استنباط کردہ مدت از تورات یونانی سے ۲۶ سال بعد ہے۔

ابو معشر ابوریحان کے حساب سے طوفان کا آغاز سنہ ہجری سے ۱۲۵۹۹۷۵ دن قبل ہوا تھا۔

اس حساب سے سنہ طوفان کا پہلا دن سنہ عیسوی سے ۱۲۰۲ سال پہلے ۱۷ فروری ۱۲۱۳ء جولین یوم پنجشنبہ کے مطابق آتا ہے۔ پروفیسر جرمن ریڈیو سٹی جس نے البیرونی کی کتاب الآثار الباقیہ کا عربی سے جرمن زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ طوفان کا پہلا دن یوم جمعہ شمار کیا ہے۔ یہ اختلاف اس لیے ہے کہ طوفان کا وقت بن ابیاریار نے کتاب۔ مرقنات میں پنجشنبہ و جمعہ کی درمیانی رات کو شروع ہونا لکھا ہے۔ اس لیے طوفان کا پہلا دن بعض اہل علم نے شب طوفان سے پہلے یوم پنجشنبہ کو قرار دیا اور بعض اہل علم نے شب طوفان کے بعد کے دن جمعہ کو قرار دیا۔ قدیم کتب ہیئت میں سنہ طوفان کا آغاز پنجشنبہ کے دن سے شمار کیا گیا ہے۔ ابو معشر بلخی نے سنہ شمسی کی مقدار ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے تسلیم کرنے کے باوجود سنہ طوفان کو شمسی حساب سے قرار دے کر سال ۳۶۵ دن کا رکھا ہے جس کا برہمینہ ۳۰۔ ۳۰ دن کا شمار ہوتا ہے۔ ۵ دن آخر سال میں برہما کر ۳۶۵ دن پر ختم کیا گیا ہے۔

## ۵۔ کل جگ

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد آیام جوہ لین	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	پہلا مہینہ	سال	پیریدہ قبل از شروع سنہ	تاریخ قبل از سنہ ہجری	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے
جمعہ	بیساکھ	سنہ گھنٹے دن ۱۲ - ۶ - ۳۶۵ سیکنڈ ۲۶۰ ۵۵۸۵۳	۵۸۸۳۶۵	۲۸ ربیع الاول ۲۸۲۹	۱۳۰۴۱۲۶۰

سال مبدل کل جگ یوم اعتدال ربیع سے ۵۸ دن پہلے ۱۴ - ۱۸ فروری کی درمیانی شب کے ۱۲ بجے سے شروع ہوا تھا۔ اس سال میں اعتدال ربیع کا دن ۱۶ - اپریل ۱۲۱۳ء مطابق ۲۹ جمادی یوم یکشنبہ کو ہوا تھا اور سنہ ایک کل جگ کا شمار اس سے ایک سال بعد کیا جاتا ہے مبدل کل جگ کو علم ہیئت کی اصطلاح میں سال صفر کل جگ کہتے ہیں۔

سنہ طوفان اور سنہ کل جگ کے جداگانہ ہونے کی وجہ سے بظاہر سنہ طوفان و سنہ کل جگ دو مختلف سنہ معلوم ہوتے ہیں، مگر سنہ طوفان و سنہ کل جگ دونوں ایک ہیں دونوں کا آغاز شب طوفان سے ہوتا ہے۔ سنہ کل جگ کا آغاز بھی طوفان نوح کے واقعہ عظیمہ کی یادگار ہے سنہ کل جگ کے مطابق تاریخ ولادت یحییٰ مسیح ۳۶۰۲ ہے۔

## ۶۔ سنہ ابراہیمی

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد آیام جوہ لین	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	قبل از شروع سنہ	تاریخ قبل از سنہ ہجری	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے
یک شنبہ	اکتوبر	سنہ گھنٹے دن ۰ - ۶ - ۳۶۵	۰	۵۔ ربیع الثانی ۲۴۱۴ ق۔ ۵	۹۴۴۰۰۸

سنہ عیسوی میں ۲۱۳ء سال ۳ ماہ جمع کرنے سے اسی سنہ عیسوی کے مطابق کا سنہ ابراہیمی ہوتا ہے۔

آرک بشپ اشرنے ولادت ابراہیم کا زمانہ عیسوی سے ۱۹۹۶ سال قبل تحریر کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا



دیکھو جلد چہارم مطبوعہ دفعہ نہم ص ۶۸۱ نے ولادت ابراہیم کو ۲۰۱۵ قبل عیسوی تحریر کیا ہے جو مطابق یکم اکتوبر ۲۹۹۹ء جولین پریڈ کے ہے۔ ہم نے اس نقشہ میں انسائیکلو پیڈیا کے بیان کو ترجیح دی ہے۔ اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ساتویں مہینے کی بیس تاریخ کو تھی۔

## ۷۔ نخت نصری

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد آیام جولین پریڈ	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	قبل از شروع	تاریخ قبل از سنہ	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے
چهار شنبہ	توت	۳۶۵ دن	۱۳۲۸۶۳۷	۳۷۔ شعبان ۱۳۱۱ھ ق	۲۸۱۰۸۸

یہ سنہ نخت نصر اول کے یوم جلوس ۲۶ فروری ۳۹۶ء جولین اور ۲۷ سال قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے یہ نخت نصر وہ نہیں جس نے بیت المقدس کو دیران کیا وہ تو اس سے ۱۳۲ سال بعد تھا۔

اس سنہ کا دور سات سال کا ہے۔ اس کے بعد سال، مہینے ان ہی آیام ہفتہ کو ہوتے ہیں جس طرح سات سال پہلے گزرے تھے۔

اس سنہ کے مطابق تاریخ ولادت نبوی ۱۸ توت ۱۳۱۹ھ نخت نصری ہے۔

## ۸۔ سنہ سکندری

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد آیام جولین پریڈ	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	قبل از شروع	تاریخ قبل از سنہ	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے
دوشنبہ تشرین اول	گھنٹے دن	۳۶۵ - ۶	۱۶۰۷۷۳۸	۲۴۔ رجب ۹۶۲ھ	۳۲۱۹۸۷

سنہ سکندری آج کل قسطنطنیہ میں سنہ رومی کے نام سے بحیثیت سال شمسی نہری ہے۔ اس کا چوتھا سال جس کو ہم تقسیم کرنے سے ۳ باقی رہتے ہوں ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے، جس میں ماہ شباط بجائے ۲۸ دن کے ۲۹ دن لیا جاتا ہے اس سنہ کا دور ۲۸ سال کا ہے جس کے بعد سال و ماہ و ایام مہفتہ دور سابق کے مطابق ہوتے ہیں۔

اس سنہ کو بل یورپ مقدونی یا سلوکسی سنہ کہتے ہیں۔ یہ سنہ سکندر کی وفات سے بارہ سال بعد اس کے مائشین جنرل سلوکس نے بابل فتح کرنے پر جاری کیا تھا۔ اس کا شمار سنہ عیسوی سے ۳۱۱۱ سال قبل یا اکتوبر ۱۹۲۸ء جو یانی سے ہوتا ہے۔ اس سنہ کے مطابق تاریخ ولادت نبوی ۲۰۰۰ نیسان ۱۲۷۲ سنہ سکندر ہے۔

## ۹۔ یکرمی بردشٹ

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد ایام جولین پیریڈ شروع سنہ کی قمری	تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ	
کا پہلا دن	کا پہلا دن	سال	قبل از شروع تاریخ قبل از شروع ولادت نبوی تک اس میں یوم	سنہ	سنہ ہجری
					و مدت بھی شامل ہے۔
شنبه	بیساکھ	۱۲ - ۶ - ۳۶۵	۱۴۰۰۶۴۵	۲۸	۲۲۹۰۵۰
		سیکند		شوال	
		۳۶۵۵۸۵۲		منہج - ۵	

سمت بردشٹ اگرچہ بظاہر شمسی سال معلوم ہوتا ہے، مگر حقیقت میں یہ سنہ شمسی نہیں بلکہ شمسی کرکبی سال ہے، کیوں کہ شمسی سال کے مطابق تو دن رات کا برابر ہونا اور بہت چھوٹا اور سب سے بڑا دن ایک ہی قدر تاریخ پر واقع ہوتے ہیں اور سمت بردشٹ میں فصل ربیع و خریف میں دن رات کا برابر ہونا اور سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا دن مختلف مہینوں اور تاریخوں میں ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ سنہ بردشٹ کا یکم بیساکھ سنہ عیسوی سے ۵۶ سال ۱۹۵۹ء دن قبل ۱۳ مارچ ۱۲۷۲ء جولین کو آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے سے ۱۰ دن پہلے ہمارے زمانے میں سنہ یکرمی بردشٹ۔ یوم اعتدال ربیعہ سے ۲۳ دن بعد ۱۰۱۳ اپریل کو شروع ہوتا ہے۔ اس سنہ کے مطابق و مدت یکم حبشہ سمت ۶۲۸ ہے۔



# ۱۰۔ بکری قمری شمسی سال

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد آیام جولین	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پید	کا پید	سال	پیریز قبل از شروع	تاریخ قبل از شروع	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت
دن	مہینہ		سنہ	سنہ ہجری	بھی شامل ہے۔
شنبه	چیت	۱۲ - ۱۳ - ۱۴	۱۶۰۰۶۶۵	۲۸ - شوال	۲۲۹۰۵۰
		قمری		شعبہ	

ہندی قمری شمسی بکری سال ۱۲ ماہ قمری کا ہوتا ہے۔ ہر ماہ قمری ۱۵-۱۵ دن کے دو حصوں پر تقسیم ہے نصف اقل کو بدی پکیش کہتے ہیں جو عموماً چاند کی ۱۳ تاریخ سے شروع ہو کر ۲۸ کو ختم ہوتا ہے۔ نصف دوم کو شدی پکیش کہتے ہیں۔ یہ پکیش ردایت بل سے ایک دو دن پہلے شروع ہو کر چاند کی ۱۳ کو ختم ہوتا ہے بدی پکیش سے پندرہویں دن کا نام امداس (اجتماع نیرین) ہے۔ شدی پکیش کے پندرہویں دن کا نام پورناشی (دبر) ہے یہ سال اس وقت شروع ہوتا ہے جب ماہ چیت کے ۱۵ دن گزر کر ۱۵ دن باقی رہتے ہیں۔ اس طرح ماہ چیت قمری کا نصف اقل سال ماقبل میں اور نصف دوم سال مابعد میں شامل ہوا کرتا ہے۔ سال ۱۳ ماہ کا اس وقت ہوتا ہے جب شمسی سال کے کسی شمسی مہینہ میں اجتماع نیرین دو دفعہ واقع ہوتا ہے۔ یہ ان شمسی مہینوں میں ہوتا ہے جو ۳۰ دن سے زائد کے ہوتے ہیں۔ تیرہویں مہینے کا نام ادبک ماس ہے جسے لونڈ بولتے ہیں۔ لونڈ کا مہینہ سوریا سدھانتا کے قاعدہ سے اس وقت زیادہ کیا جاتا ہے، جب معمولی مہینے کا نصف اقل گزر چکا ہو اور نصف ثانی باقی ہو، مگر جنوبی منہر وستان میں لونڈ کا پورا مہینہ معمولی مہینہ سے پہلے زیادہ کرتے ہیں۔ جب کسی ماہ شمسی میں اجتماع نیرین ایک دفعہ بھی نہیں ہوتا تو اس ماہ شمسی کے قمری مہینے کا نام سال کے مہینوں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ اس مہینے کو کشیا (متردک) کہتے ہیں۔ کشیا کا مہینہ منکر یوس ماگھ کے موانہیں ہو سکتا۔ کشیا کی وجہ سے سال ۱۱ ماہ کا رہ جاتا ہے اس کی کوپورا کرنے کے لیے اصل قمری مہینہ کے عوض لونڈ کا مہینہ زیادہ کیا جاتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کشیا کا مہینہ اسی سال میں واقع ہوتا ہے۔ جس سال کے ایک ماہ شمسی میں دو دفعہ اجتماع نیرین ہوتا ہے۔ اندریں صورت کشیا کے سال میں ۱۱ مہینے قمری تو اصل ہوتے ہیں اور دو مہینے لونڈ کے (ایک کشیا کے عوض کا) ایک ادبک ماس کا ہوتا ہے اس لیے کشیا کا سال اکثر ۱۳ مہینے کا اور شاذ ۱۲ مہینے کا ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک تک ۶۲ قمری شمسی سالوں میں ۳۹۶ سال ۵۶۱۲ اور ۲۳۱ سال ۵۶۱۳ یعنی کل ۵۵،۵۵ ماہ گزرے تھے۔ منجملہ ان کے ۴۱ ۳۶ ۵۶ ۲۹۰ - ۲۹ دن کے اور ۴۱ ۱۱ ۴ مہینے ۳۰ - ۳۰ دن کے تھے۔ اسی طرح ۶۲ قمری شمسی سالوں کے ۲۲ ۹۰ ۹۰ دن ہوتے ہیں۔ ان میں ۱۵ دن چیت شدی ششہ کے ۱۵ دن بیساکھ بدی ششہ کے - ۱۱ دن بیساکھ شدی ششہ کے - شامل کرنے سے تاریخ ولادت بامیادت آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ۲۲ ۹۰ ۵۰ دن ہو جاتے ہیں۔ اس طرح آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک موسمی اکاوش کے دن ہوتی ہے جو ہنود کے اعتقاد میں نہایت مقدس دن سمجھا جاتا ہے۔

## ۱۱۔ عیسوی قدیم

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار سال	تعداد آیام دور	شروع سنہ کی قمری	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	جولیان قبل از شروع سنہ	تاریخ قبل از ولادت نبوی تک اس میں یرم ولادت بھی شامل ہے۔	
شنبہ	جنوری	گھنٹے دن	۱۷۲۱۴۲۳	۶ جمادی الاول ۲۰۸ ۳۰۲	

سنہ عیسوی حضرت مسیح کے سال پیدائش سے شروع کیا گیا تھا، مگر زمانہ حال کے محققین یورپ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت اس سنہ سے ۴ سال پہلے کی ہے۔ تاریخی طور پر سنہ عیسوی کا سب سے پہلی دفعہ لکھا جانا ۳۵۴ء مطابق ۳۵۴ء ہجری سے ہے۔ اس سنہ کا دور ۲۸ سال کا ہے جس کے بعد سال مہینے اور مہینوں کی تاریخیں اپنی آیام ہفتہ کو واقع ہوتی ہیں جس طرح ۲۸ سالہ دور گزشتہ میں ہوتی تھیں مختلف ممالک میں مارچ یا ایسٹریا کرسمس یا ستمبر سے شروع کیا جاتا تھا۔ انگلستان نے ۱۷۵۲ء سے جنوری سے آغاز کیا۔ اب یورپ و امریکہ میں سال کا آغاز ۱ جنوری سے مانا جاتا ہے۔

اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۲۰۔ اپریل ۱۷۵۲ء کو ہے۔



## ۱۲۔ عیسوی جدید

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	سال	مقدار	تعداد ایام جولین پیڈ	شروع سنہ کی قمری	تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	قبل از شروع سنہ	تاریخ از سنہ ہجری	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے۔
دوشنبہ	جنوری	گھنٹے ۵ - ۳۶۵ سینٹ ۴۸ - ۴۸	۱۷۲۱۴۲۵	۱۸ جمادی الاول ۱۲۴۰ ق. ھ	۲۰۸۳۰۰

قدیم حساب میں سال کی مقدار صحیح مقدار سے ۱۱ منٹ ۴۸ سینٹ زیادہ تھی اس لیے اعتدال ربیعی کا دن ۲۱ مارچ تھا اور شہادہ میں ۱۱ مارچ۔ اس روز افزوں غلطی کی درستی کے لیے اصلاح کرتی پرطی حالیہ قاعدہ سے یوم اعتدال ربیعی و خریفی سبک بڑا اور سب سے چھوٹا دن اپنی قرۃ تاریخوں پر ہوتے ہیں اور وہ اندیشہ بھی نہ رہا کہ کبھی سرد موسم کے مہینے گرم موسم میں یا گرم موسم کے مہینے سردی میں آجائیں گے۔ قدیم حساب میں یوم دوشنبہ کو ۳۔ جنوری سنہ عیسوی تھی۔ حساب جدید میں دوشنبہ کو ۱۱ جنوری سنہ قرار دی گئی ہے یہ حساب قدیم ہر پوری صدی کا سال ۲۶۲ دن کا اور صدی ۲۶۵۲۵ دن کی ہوتی تھی۔ اب یہ حساب جدید پہلی صدی سے ۳۹ صدیوں تک۔ جس صدی کو ۴۰ پر تقسیم کرنے سے باقی کچھ نہ رہے، اس پوری صدی کا سال ۲۶۲ دن کا اور دوسری صدی ۲۶۵۲۵ دن کی ہے۔

۱۔ در جو پوری صدی ۴۰ پر تقسیم کرنے سے پوری تقسیم نہیں ہو سکتیں ان کا سال ۲۶۵ دن کا اور وہ صدی ۲۶۵۲۴ دن کی ہیں۔

اس ستر کے مطابق ولادت مبارک ۲۲۔ اپریل شہر کو ہے۔

## ۱۳۔ قبطی جدید

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	شروع سال	مقدار	تعداد ایام دور جولیان	شروع سنہ کی قمری	تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	قبل از شروع سنہ	تاریخ قبل از تاریخ سنہ ہجری	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے
جمعہ	توت	گھنٹے ۶ - ۳۶۵ دن ۶	۱۸۲۵۰۲۹	۲۹ رمضان المبارک ۱۲۴۰ ق. ھ	۱۰۴۶۹۶

یہ سنہ روما کے آخری بُت پرست بادشاہ قاپلیانوس انطاکی کے یوم جلوس ۲۹۔ اگست ۲۹۴ء یوم جمعہ سے شروع ہوتا ہے۔ آج کل مصر میں جاری ہے۔ اس سنہ میں ۳ سال ۲۶۵ دن کے اور سال چارم جسے ۴ پر تقسیم کرنے سے ۳ باقی رہ جائیں ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے۔ ہر مہینہ تیس دن کا۔ ۲۶۵ دن کے سال میں ۱۲ مہینوں کے بعد ۵ دن نسئی کے اور ۳۶۶ دن کے سال میں ۶ دن نسئی کے زیادہ کر لیتے ہیں۔

اس سنہ کا دور ۲۸ سال کا ہے۔ اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۲۵ برمودہ سنہ کو ہوتی ہے۔

## ۱۴۔ جلوس نوشیروانی

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	سال	مقدار	تعداد ایام دور جولیا	شروع سنہ کی قوی	تعداد ایام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا مہینہ	سال	قبل از شروع	تاریخ از شروع	ولادت ہوئی تک اس میں یوم ولادت بھی شامل ہے۔
شنبه ۱ خرداد	۳۶۵	۱۹۱۵۲۶۰	۴۴	۱۴ جمادی الاول	۱۴۴۶۵

موس میں سنہ کا استعمال ہر بادشاہ کے سال جلوس سے ہوتا تھا۔ نئے بادشاہ کے جلوس سے پہلے مستقل سنہ متروک ہو جاتا تھا۔ نوشیروان کا جلوس آغاز سال محوس سے ۶۳ دن بعد بروز شنبہ ۱۳ ستمبر ۲۶۰ء مطابق ۴ ماہ خرداد کو ہوا تھا اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت یوم جلوس نوشیروانی سے ۴۴۶ سال ۱۴ دن کے بعد سنہ جلوس نوشیروانی میں ۸ ماہ و ۲۲ دن مطابق ۲۲ اپریل ۲۶۰ء کو ہوئی۔

محوس کا مستقل سال ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہے۔ مگر ۱۱۹ سال تک ۶ گھنٹے کی سالانہ کسر کو شمار میں نہیں لاتے جب ۱۲۰ سال میں ۶ گھنٹے سالانہ کی متروک کسروں کے مجموعہ سے ۳۰ دن بن جاتے ہیں تب ایک مہینہ کبیسہ کا ۱۲۰ ویں سال میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ ۱۲۰ سال کا دورِ صغیر اور ۱۲ دورِ صغیر یعنی ۱۴۴۰ سال کا دورِ کبیر ہوتا ہے کبیسہ کا مہینہ ہر دورِ صغیر کے بعد اس طرح اضافہ کرتے ہیں کہ پہلے دور کے ۱۲۰ ویں سال میں ماہِ ذی قعدہ دوبارہ دوسرے دور کے ۱۲۰ ویں سال میں دوسرا مہینہ دوبارہ تیسرے دور کے ۱۲۰ ویں سال میں تیسرا مہینہ دوبارہ اسی طرح دورِ عظیم کے ۴۴۰ ویں سال بارھواں مہینہ دوبارہ شمار ہو کر از سر نو ماہِ ذی قعدہ سے ماہ کبیسہ کا شمار کرتے ہیں۔

یہ زوجہ و آخری بادشاہ فارس کے بعد کبیسہ کے بڑھانے کا دستور تو رہا تا رہا ہے۔ اب پارسیوں میں یہ زوجہ ویں سال ۳۶۵ دن کا اس طرح مستقل ہے کہ مہینہ ۳۰ دن کا شمار ہوتا ہے اور پانچ دن نمبر مرقہ کے اضافہ کر کے سال



کو ۳۰ دن کا شمار کرتے ہیں۔ ۵ دن مجوس ماہ آبان کے بعد زیادہ کرتے ہیں اور اہل اسلام آخری ماہ کے بعد بڑھاتے ہیں۔ اس طرح ماہ دے سے آخر سال تک پارسوں کی تاریخ مؤرخین اسلام کی تاریخ سے ۵ دن کم ہوتی ہے۔ سنہ مجوسی کا دور سات سال کا ہے۔

## ۵۔ عام الفیل

۱	۲	۳	۴	۵	۶
شروع سنہ	سال	مقدار	تعداد آیام و درجین	شروع سنہ کی	تعداد آیام شروع سنہ سے تاریخ
کا پہلا دن	کا پہلا	سال	قبل از شروع	قمری تاریخ قبل از	ولادت نبوی تک اس میں یوم ولادت
سنہ	سنہ	سنہ	سنہ	سنہ ہجری	بھی شامل ہے
یک شنبہ	جمعرات محرم	منٹ گھنٹے دن ۳۵۴ - ۹ - ۴۰	۱۹۲۹۶۵۷	۱۸۔ محرم	۵۱ ۶۸
		سکنڈ ۳۳ ر ۳۳	۱۹۲۹۶۷۴	۵۲ ق۔ ۵۰	

اصحاب الفیل کا حملہ مکہ معظمہ پر محرم کی، تاریخ کو ہوا تھا۔ اس لیے سنہ اصحاب الفیل کا شمار ۱۸۔ محرم یوم یک شنبہ سے کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۵۰ دن پہلے کا ہے۔

محرم کے ۱۳ دن

صفر کے ۲۹ دن

ربیع الاول کے ۸ دن

کل ۵۰ دن

اس سنہ کے مطابق ولادت مبارک ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل کو ہوئی۔

# جدول آغاز شهور قمری بابت لست سه سال نبوت محمدی صلعم

## بقید دوم و تطبیق و تائید و مآه و سال مسیحیه متعلق جلد دوم کتاب حجت العین

سنین اسلام	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی
۴۱ میلاد نبوی	خمیس ۲-۱۲-۶۰۹	شنبه ۳-۱-۶۱۰	یکشنبه ۱-۲-۶۱۰	شنبه ۳-۳-۶۱۰
(۴۳)	دوشنبه ۲۳-۱۱-۶۱۰	چهارشنبه ۲۳-۱۲-۶۱۰	جمعه ۲۲-۱-۶۱۱	شنبه ۲۰-۲-۶۱۱
۴۳	شنبه ۳-۱۱-۶۱۱	یکشنبه ۲-۱۲-۶۱۱	دوشنبه ۱-۱-۶۱۲	چهارشنبه ۹-۲-۶۱۲
(۴۴)	چهارشنبه ۱-۱۱-۶۱۲	جمعه ۱-۱۲-۶۱۲	شنبه ۲۰-۲-۶۱۳	دوشنبه ۲۹-۱-۶۱۳
(۴۵)	دوشنبه ۲۳-۱۰-۶۱۳	منگل ۲۰-۱۱-۶۱۳	خمیس ۲۰-۱۲-۶۱۳	جمعه ۱۸-۰-۶۱۴
۴۶	جمعه ۱۱-۱۰-۶۱۴	شنبه ۹-۱۱-۶۱۴	دوشنبه ۹-۱۲-۶۱۴	بره ۸-۱-۶۱۵
(۴۷)	منگل ۳۰-۹-۶۱۵	خمیس ۳۰-۱۰-۶۱۵	جمعه ۲۸-۱۱-۶۱۵	اتوار ۲۸-۱۱-۶۱۵
۴۸	اتوار ۱۹-۹-۶۱۶	دوشنبه ۸-۱۰-۶۱۶	بره ۱۷-۱۱-۶۱۶	خمیس ۱۶-۱۲-۶۱۶
۴۹	خمیس ۸-۹-۶۱۷	شنبه ۸-۱۰-۶۱۷	اتوار ۶-۱۱-۶۱۷	منگل ۶-۱۲-۶۱۷
(۵۰)	دوشنبه ۲۸-۸-۶۱۸	بره ۲۷-۹-۶۱۸	خمیس ۲۶-۱۰-۶۱۸	شنبه ۲۵-۱۱-۶۱۸
۵۱	شنبه ۱۸-۹-۶۱۹	اتوار ۱۶-۹-۶۱۹	منگل ۱۶-۱۰-۶۱۹	بره ۱۴-۱۱-۶۱۹
۵۲	بره ۶-۸-۶۲۰	جمعه ۵-۹-۶۲۰	شنبه ۴-۱۰-۶۲۰	دوشنبه ۳-۱۱-۶۲۰
۵۳	شنبه ۲۷-۷-۶۲۱	منگل ۲۵-۸-۶۲۱	خمیس ۲۴-۹-۶۲۱	جمعه ۲۳-۱۰-۶۲۱
۱ هجری	جمعه ۲۷-۷-۶۲۲	یکشنبه ۱۵-۸-۶۲۲	دوشنبه ۱۴-۹-۶۲۲	منگل ۱۲-۱۰-۶۲۲
(۲)	منگل ۵-۷-۶۲۳	خمیس ۴-۸-۶۲۳	جمعه ۳-۹-۶۲۳	اتوار ۲-۱۰-۶۲۳
۳	اتوار ۶-۷-۶۲۴	دوشنبه ۳-۸-۶۲۴	بره ۲۲-۸-۶۲۴	خمیس ۲۰-۹-۶۲۴
۴	خمیس ۳-۷-۶۲۵	شنبه ۳-۸-۶۲۵	اتوار ۱-۸-۶۲۵	منگل ۱۰-۹-۶۲۵
(۵)	دوشنبه ۳-۶-۶۲۶	بره ۲-۷-۶۲۶	خمیس ۲-۸-۶۲۶	شنبه ۳۰-۸-۶۲۶
۶	شنبه ۲۳-۵-۶۲۷	اتوار ۲۱-۶-۶۲۷	منگل ۲۱-۷-۶۲۷	بره ۱۹-۸-۶۲۷
۷	بره ۱۱-۵-۶۲۸	جمعه ۱۰-۶-۶۲۸	شنبه ۹-۷-۶۲۸	دوشنبه ۸-۸-۶۲۸
(۸)	اتوار ۳۰-۴-۶۲۹	منگل ۳۰-۵-۶۲۹	بره ۲۸-۶-۶۲۹	جمعه ۲۸-۷-۶۲۹
۹	جمعه ۲۰-۴-۶۳۰	شنبه ۱۹-۵-۶۳۰	دوشنبه ۱۸-۶-۶۳۰	منگل ۱۷-۷-۶۳۰
۱۰	منگل ۹-۴-۶۳۱	خمیس ۹-۵-۶۳۱	جمعه ۷-۶-۶۳۱	اتوار ۷-۷-۶۳۱
۱۱	شنبه ۲۸-۳-۶۳۲	دوشنبه ۲۷-۴-۶۳۲	بره ۲۷-۵-۶۳۲	خمیس ۲۵-۶-۶۳۲



سین اسلام	جمادی الاول	جمادی الآخر	رجب	شعبان
۱۰۰ میلادی	پیرشنبه ۱-۴-۱۰	جمعه ۱-۵-۱۰	شنبه ۳۰-۵-۱۰	دوشنبه ۲۹-۶-۱۰
(۴۲)	دوشنبه ۲۲-۳-۱۱	شنبه ۲۰-۴-۱۱	خمیس ۲۰-۵-۱۱	جمعه ۱۸-۶-۱۱
۴۳	جمعه ۱۰-۳-۱۲	یکشنبه ۱۹-۴-۱۲	دوشنبه ۸-۵-۱۲	پارشنبه ۷-۶-۱۲
(۴۴)	شنبه ۲۷-۳-۱۳	خمیس ۲۹-۴-۱۳	جمعه ۲۷-۵-۱۳	یکشنبه ۲۷-۵-۱۳
۴۵	اتوار ۱۷-۳-۱۴	دوشنبه ۱۸-۴-۱۴	بدش ۱۷-۵-۱۴	خمیس ۱۶-۵-۱۴
۴۶	خمیس ۶-۳-۱۵	شنبه ۸-۴-۱۵	اتوار ۶-۵-۱۵	منگل ۶-۵-۱۵
(۴۷)	دوشنبه ۲۶-۳-۱۶	بدش ۲۵-۴-۱۶	جمعه ۲۶-۵-۱۶	شنبه ۲۴-۶-۱۶
۴۸	شنبه ۱۵-۳-۱۷	تور ۱۳-۴-۱۷	منگل ۱۵-۵-۱۷	بدش ۱۳-۶-۱۷
۴۹	پارشنبه ۴-۳-۱۸	جمعه ۳-۴-۱۸	شنبه ۳-۵-۱۸	دوشنبه ۳-۶-۱۸
(۵۰)	دوشنبه ۲۵-۳-۱۹	منگل ۲۳-۴-۱۹	خمیس ۲۲-۵-۱۹	جمعه ۲۲-۶-۱۹
۵۱	جمعه ۱۳-۳-۲۰	شنبه ۱۲-۴-۲۰	دوشنبه ۱۱-۵-۲۰	منگل ۱۱-۶-۲۰
(۵۲)	منگل ۲-۳-۲۱	خمیس ۱-۴-۲۱	جمعه ۳۰-۵-۲۱	اتوار ۱-۶-۲۱
۵۳	اتوار ۲۲-۳-۲۲	دوشنبه ۲۱-۴-۲۲	بدش ۲۰-۵-۲۲	خمیس ۱۸-۶-۲۲
۱- بحری	خمیس ۱۱-۳-۲۳	شنبه ۱۱-۴-۲۳	اتوار ۹-۵-۲۳	منگل ۸-۶-۲۳
(۲)	دوشنبه ۳۱-۳-۲۴	بدش ۳۰-۴-۲۴	خمیس ۲۹-۵-۲۴	شنبه ۲۸-۶-۲۴
۳	شنبه ۲۰-۳-۲۵	اتوار ۱۸-۴-۲۵	منگل ۱۸-۵-۲۵	بدش ۱۶-۶-۲۵
۴	بدش ۹-۳-۲۶	جمعه ۸-۴-۲۶	شنبه ۷-۵-۲۶	دوشنبه ۲۶-۶-۲۶
۵	تور ۲۸-۳-۲۷	منگل ۲۸-۴-۲۷	خمیس ۲۷-۵-۲۷	جمعه ۲۷-۶-۲۷
۶	جمعه ۱۸-۳-۲۸	شنبه ۱۷-۴-۲۸	دوشنبه ۱۶-۵-۲۸	منگل ۱۵-۶-۲۸
۷	منگل ۶-۳-۲۹	خمیس ۶-۴-۲۹	جمعه ۵-۵-۲۹	اتوار ۳-۶-۲۹
(۸)	شنبه ۲۶-۳-۳۰	دوشنبه ۲۵-۴-۳۰	بدش ۲۵-۵-۳۰	خمیس ۲۳-۶-۳۰
۹	خمیس ۱۶-۳-۳۱	جمعه ۱۷-۴-۳۱	اتوار ۱۶-۵-۳۱	دوشنبه ۱۴-۶-۳۱
۱۰	دوشنبه ۵-۳-۳۲	بدش ۴-۴-۳۲	خمیس ۳-۵-۳۲	شنبه ۲-۶-۳۲
(۱۱)	شنبه ۲۵-۳-۳۳	اتوار ۲۳-۴-۳۳	منگل ۲۲-۵-۳۳	بدش ۲۱-۶-۳۳

سنین اسلام	رمضان	شوال	ذی قعد	ذی الحجه
۴ میلاد نبوی	شنبه ۶۱۰-۶-۲۸	خمیس ۶۱۰-۸-۲۷	جمع ۶۱۰-۹-۲۵	یکشنبه ۶۱۰-۱۰-۲۵
(۴۲)	یکشنبه ۶۱۱-۶-۱۸	دوشنبه ۶۱۱-۸-۲۶	برمه ۶۱۱-۵-۱۵	خمیس ۶۱۱-۱۰-۲۷
(۴۳)	خمیس ۶۱۲-۶-۷	شنبه ۶۱۲-۸-۵	دوشنبه ۶۱۲-۹-۴	شنبه ۶۱۲-۱۰-۳
(۴۴)	دوشنبه ۶۱۳-۶-۲۵	پنجشنبه ۶۱۳-۶-۲۵	جمع ۶۱۳-۸-۲۴	شنبه ۶۱۳-۹-۲۲
۴۵	شنبه ۶۱۴-۶-۱۵	اتوار ۶۱۴-۶-۲۱	منگل ۶۱۴-۸-۱۳	برمه ۶۱۴-۹-۱۱
۴۶	برمه ۶۱۵-۶-۴	جمع ۶۱۵-۶-۲۱	شنبه ۶۱۵-۸-۲	دوشنبه ۶۱۵-۹-۱
(۴۷)	دوشنبه ۶۱۶-۵-۲۴	منگل ۶۱۶-۶-۲۲	خمیس ۶۱۶-۶-۲۲	جمع ۶۱۶-۸-۲
۴۸	جمع ۶۱۷-۵-۱۳	شنبه ۶۱۷-۶-۱۱	دوشنبه ۶۱۷-۶-۱۱	برمه ۶۱۷-۸-۱۰
۴۹	منگل ۶۱۸-۵-۲	خمیس ۶۱۸-۶-۱	جمع ۶۱۸-۶-۳۰	اتوار ۶۱۸-۶-۳۰
۵۰	اتوار ۶۱۹-۴-۲۲	دوشنبه ۶۱۹-۵-۲۱	برمه ۶۱۹-۶-۲۰	خمیس ۶۱۹-۶-۱۹
۵۱	خمیس ۶۲۰-۱-۱۰	شنبه ۶۲۰-۵-۱۰	اتوار ۶۲۰-۶-۹	منگل ۶۲۰-۶-۸
۵۲	دوشنبه ۶۲۱-۳-۳۰	برمه ۶۲۱-۴-۲۹	خمیس ۶۲۱-۵-۲۸	شنبه ۶۲۱-۶-۲۷
۵۳	شنبه ۶۲۲-۳-۲۰	اتوار ۶۲۲-۴-۱۸	منگل ۶۲۲-۵-۱۸	برمه ۶۲۲-۶-۱۶
۱، بگری	برمه ۶۲۳-۳-۹	جمع ۶۲۳-۴-۸	شنبه ۶۲۳-۵-۷	دوشنبه ۶۲۳-۶-۶
(۲)	اتوار ۶۲۴-۴-۲۶	منگل ۶۲۴-۴-۲۶	خمیس ۶۲۴-۴-۲۶	جمع ۶۲۴-۵-۲۵
۳	جمع ۶۲۵-۲-۱۵	شنبه ۶۲۵-۳-۶	دوشنبه ۶۲۵-۴-۵	منگل ۶۲۵-۵-۴
۴	منگل ۶۲۶-۲-۴	خمیس ۶۲۶-۳-۶	جمع ۶۲۶-۴-۴	اتوار ۶۲۶-۵-۳
(۵)	اتوار ۶۲۷-۱-۲۵	دوشنبه ۶۲۷-۲-۲۳	پنجشنبه ۶۲۷-۳-۲۱	خمیس ۶۲۷-۴-۲۰
۶	خمیس ۶۲۸-۱-۲۵	جمع ۶۲۸-۲-۱۳	اتوار ۶۲۸-۳-۱۳	منگل ۶۲۸-۴-۱۲
۷	دوشنبه ۶۲۹-۱-۱۳	برمه ۶۲۹-۲-۱	خمیس ۶۲۹-۳-۲	شنبه ۶۲۹-۴-۱
(۸)	شنبه ۶۲۹-۱۲-۲۳	اتوار ۶۳۰-۱-۲۱	منگل ۶۳۰-۲-۲	برمه ۶۳۰-۳-۲۱
۹	برمه ۶۳۰-۱۲-۱۲	خمیس ۶۳۱-۱-۱۰	شنبه ۶۳۱-۲-۹	دوشنبه ۶۳۱-۳-۱۱
۱۰	اتوار ۶۳۱-۱۲-۱	منگل ۶۳۱-۲-۳۱	برمه ۶۳۱-۳-۲۹	خمیس ۶۳۲-۴-۲۷
(۱۱)	جمع ۶۳۲-۱۱-۲	شنبه ۶۳۲-۱۲-۱۹	دوشنبه ۶۳۲-۱۳-۱۷	منگل ۶۳۲-۲-۱۶



# جدول واقعات عظیم متعلق سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

شمارہ	واقعہ	یوم	سنہ قمری اسلامی	سنہ شمسی عیسوی	سنہ قمری
۱	ولادت باسعادت	یکشنبہ ۱۲ محرم ۱	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۲	بعثت نبوت	دوشنبہ ۹ ربیع الثانی ۱	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۳	نماز فجر و عصر کا مسلمانوں پر فرض ہونا	دوشنبہ ۹	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۴	آغاز نزول قرآن مجید	شب جمعہ ۱۲ رمضان ۱	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۵	ہجرت صحابہ ببلک حبش	جمعہ ۵	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۶	نبی صلعم کا محصور ہونا	دوشنبہ ۱۲ محرم ۱	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۷	سفر طائف	جمعہ ۵	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۸	معراج و فرشتہ نماز خمسہ	دوشنبہ ۱۲ شب جمعہ ۵	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۹	ابتداء ایمان اہل مدینہ	جمعہ ۵	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۱۰	بیعت عقبہ اولیٰ	جمعہ ۵	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۱۱	بیعت عقبہ ثانیہ	جمعہ ۵	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۱۲	ہجرت از مکہ و داخلہ غار	شب جمعہ ۲۷ صفر ۱	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۱۳	داخلہ قبا	دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۱۴	داخلہ مدینہ طیبہ	جمعہ ۱۲	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸
۱۵	بنیاد مسجد نبوی	دوشنبہ ۲۲	۵۸۸	۵۷۱	۵۸۸

۱۔ اگست ۱۹۰۷ء یوم چہر شنبہ کو محمد کی پیدائش تاریخ قمری کا آغاز اسی تاریخ سے کیا ہے۔ ہم نے عیسوی قمری سنہ اس لیے وضع کیا تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ ایک مدت عینہ میں شمسی اور قمری برسوں میں کس قدر تفاوت ہوتا ہے۔ ۲۔ یہ تاریخ ۱۲ محرم ۱۲۰۰ھ کے واقعہ کی تحقیق کے مطابق ہے۔ دیگر علمائے سیر نے دغدہ مدینہ کی تاریخ جمعہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۰۰ھ کی ہے۔





# فہرست کتب

## جن سے جلد دوم کتاب "رحمۃ للعالمین" میں استفادہ کیا گیا

۱۶- الاستیعاب ابن عبد البر۔ ط دکن ۱۳۲۸ھ

۱۷- کتاب الفصل فی الملل والنحل۔ ابو محمد علی بن

احمد بن حزم۔ ط مصر ۱۳۲۲ھ

۱۸- کتاب الشفا، قاضی عیاض غرناطی

ط۔ صدیقی بریلی ۱۳۸۶ھ

۱۹- زاد المعاد، ابن القیم الجوزی الدمشقی

ط نظامی کراچی ۱۳۹۹ھ

۲۰- حواء الافہام لابن القیم۔ ط الکتاب الستہ

امرتسر۔

۲۱- الطریق الحکمیہ لابن القیم۔ ط مصر ۱۳۱۵ھ

۲۲- شیح البلاغۃ۔ سید شریف من کلام امیر المومنین

علی مرتضیٰ اردکانی۔ ط تبریز ۱۳۶۶ھ

۲۳- کتاب الکامل، ابو العباس مبرور۔

ط بیروت ۱۳۱۶ھ

۲۴- معجم البلدان، یاقوت حموی۔ ط مصر ۱۳۰۹ھ

۲۵- کتاب بکرتقلب محمد بن اسحاق۔

ط بولاق ۱۳۱۶ھ

۲۶- فتح الباری۔ ط حسینیہ مصر ۱۳۱۴ھ

۲۷- تاریخ البر الفداد۔ ط حسینیہ مصر ۱۳۲۵ھ

۲۸- کتاب الارشاد، شیخ مفید۔ ط تبریز

۱۳۶۰ھ

۱- قرآن مجید

۲- مؤطا امام مالک طبع دہلی ۱۳۹۳ھ

۳- کتاب الام، تالیف امام شافعی طبع بولاق

مصر ۱۳۲۱ھ

۴- کتاب الخراج، اتقنی العنصۃ ابو یوسف

طبع مصر

۵- صحیح بخاری طبع بمبئی ۱۳۹۸ھ

۶- صحیح مسلم طبع دہلی ۱۳۵۴ھ

۷- سنن ابوداؤد طبع دہلی ۱۳۰۵ھ

۸- سنن نسائی طبع دہلی ۱۳۶۲ھ

۹- شمائل ترمذی طبع مصر ۱۳۱۸ھ

۱۰- سنن دارمی مطبوعہ دہلی ۱۳۶۲ھ

۱۱- دارقطنی مطبع فاروقی دہلی

۱۲- دلائل النبوت حافظ الکبیر ابو نعیم اصفہانی

ط دکن ۱۳۳۰ھ

۱۳- تاریخ الامم والملوک۔ ابن جریر طبری

ط حسینیہ مصر

۱۴- طبقات الکبیر لابن سعد۔ ط لیدن

۱۳۲۳ھ

۱۵- الاصول الکافی۔ شیخ الکبیر محمد بن یعقوب

کلینی۔ ط نعل کشور ۱۳۰۲ھ

- ۲۹- اعلام النبوت ط - ۱۲۹۱ھ
- ۳۰- تیسیر الوصول، ابن اثیر - ط لکھنؤ
- ۳۱- مدارج النبوت - شیخ عبدالحق محدث دہلوی ط - شاہدہ ۱۲۹۱ھ
- ۳۲- زرقانی - ط ازہریہ مصر ۱۲۹۰ھ
- ۳۳- انسان العیون - علامہ علی الحلبی - ط مصر ۱۲۹۰ھ
- ۳۴- سیرت محمدیہ رتخیص عیون الاثر مولوی کرامت علی دہلوی - ط - دکن
- ۳۵- تاریخ العرب - پروفیسر سید یحییٰ - ط مصر ۱۲۹۰ھ
- ۳۶- تاریخ دول العرب والاسلام محمد طلعت بک - ط - الہ آباد
- ۳۷- خطبات احمدیہ، سرسید احمد ط علی گڑھ
- ۳۸- حسن الصحابہ تالیف جانی زادہ - ط قسطنطنیہ ۱۲۲۵ھ
- ۳۹- الفاروق بین المخلوق والمخالق - احمد القرانی ط - موسوعات مصر ۱۳۱۸ھ
- ۴۰- ہدایت الحیاری ابن القیم الجوزی ط مصر ۱۳۱۸ھ
- ۴۱- عمدۃ المطالب - ط لکھنؤ ۱۲۹۰ھ
- ۴۲- تجرید اسماء الصحابہ، ذہبی ط - دکن ۱۲۱۵ھ
- ۴۳- ہدایت السائل نواب صدیق حسن خاں مرحوم ط بھوپال ۱۲۹۲ھ
- ۴۴- کتب العہد القیم وابدید - ط اوکسفورڈ ۱۹۰۱ھ
- ۴۵- مجموعہ بائبل اردو - آرفن - سکول پریس ۱۸۷۰ھ آردہ
- ۴۶- مروج الذهب مسعودی ط مصر ۱۳۰۵ھ
- ۴۷- نتائج الانعام محمود پاشا نکل - ط مصر ۱۲۰۵ھ
- ۴۸- ازالۃ الخفاء حکیم احمد شاہ ولی اللہ دہلوی ط صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ
- ۴۹- انڈین کردتالوجی - مدراس ۱۲۱۱ھ
- ۵۰- انڈین اسے زار کننگھم کلکتہ ۱۸۹۶ھ
- ۵۱- انڈین کلیسنڈز - رابرٹ سیول لندن ۱۸۹۵ھ
- ۵۲- اشار الباقیہ عن القرآن التحالیہ - البریمان بیرونی - ط لیب زک جرمنی ۱۸۷۹ھ
- ۵۳- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع نئم لندن

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْعَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ لَعَالِمِيْنَ

احقر

محمد سلیمان - سلمان منصور پوری

جلد دوم



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## قصیدہ

در حمد باری تعالیٰ خلیل جلالہ عم نوالہ

خدا ئے عزوجل کے لیے ہے شکرِ نعم  
زیادہ حد و عدد سے ہیں جس کے فضل و کرم

وہی ملک ہے، وہی مستعان، وہی معبود	وہی الہ، وہی مادی رو ا قوم !
وہی ہے نافر و نب اور وہی ہے قابلِ توب	وہی ہے نائر ارض و سما و نور و ظلم
وہی ہے رافع عز و علا و مہی و مطا	وہی ہے دافع درد و بلا و رنج و سقم
جلل اُس کا ہوا آفاق کے لیے ہے محیط	نوال اُس کا ہے ا رزاق کے لیے مقسم
کمالِ عقل ہے عرفانِ کنہ میں قاسر	زبانِ تطق بیانِ شبا میں ہے اکم
نمونہ قدرتِ باری کا ہے کہ صفحہ چرخ	ہجومِ نجم سے ہوتا ہے طلسمِ معلم
ہے شانِ صنعتِ صانع کہ ارض کا یہ کردہ	دفعہ سبزہ سے بنتا ہے صفحہ ملحم
اُسی کے حکم سے قائم جبالِ شامخہ ہیں	اُسی کے امر سے سائر نیچے شہرِ اعظم
اُسی کے فیض سے بارغِ حدیث ہے شاداب	اُسی کے نام سے قلبِ سلیم ہے خرم
اُسی کی داد سے مہ کو نما ہے سکندرِ سیم	اُسی کے جود سے ماہی کو کیسہ دریم
اُسی نے فرستے ہیں زمین کو بچھا دیا ہموار	اُسی نے سلکِ ثریا کو کر دیا درہم
اُسی کے قدم میں پوریندہ ہیں الوفِ ملل	اُسی کی حمد میں گوئندہ ہیں صنوفِ اُمم
اُسی کے خوض میں ہے تنشینِ دریادُر	اُسی کے شوق میں ہے آسماں گرا شبنم
اُسی کا نور ہے چشمِ جہاں کی بینائی	اُسی کا حکم ہے بفتا و فنا کا مستلزم

اُسی کی آیت قدرت سے ہے مہیوبِ یار  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے تلمع برق  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے نزولِ میاہ  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ مردہ زمین  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ خاکِ سیاہ  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ لیل و نہار  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ بین بہار  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ گنبدِ چرخ  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ انساں کی  
 اُسی کی آیت قدرت سے ہے کہ ہوتا ہے  
 اُسی کے امر سے تھا مے ہوئے ہیں سب غار  
 اُسی کے حکم سے ٹھہرے ہوئے ہیں یہ اجار  
 اُسی کے نور تجلی سے طور ہے روشن  
 اُسی کی ذات مقدس حقیق سجدہ ہے  
 اُسی جناب میں ہوتی ہے عرض رتب اغفر  
 اُسی کی غایت حمد و ثنا ہے لا اُحصی  
 وہی ہے ایک وحید اور لا شریک لا  
 غنی و مقتدر و باسط و ودود و حلیل  
 سلام و مومن و قدوس و والی و باری  
 احد ہے اور صمد لم یلد و لم یولد  
 ہے شرک جو سے کتا ہے صرف بتانوع  
 شریک خلق میں اُس کے نہ مادہ ہے نہ روح  
 اُسی کے خلق ہیں اور اُس کو پا نہیں سکتے

جو بادلوں کو ہے کرتی فراہم و ذرہم  
 چمک میں جس کی ہے نیم و رجا کی شان ہم  
 کہ مرگ و زیست کی ملتی نظیر ہے پیہم  
 حیات تازہ سے بار و گر ہوئی منظم  
 ہزاروں بیش بہا گنج کی بنی مدغم  
 ہمیں سکھاتے ہیں طرز و طریقِ امش و رم  
 بنا دیے ہیں جزیرے مثالِ باغِ ارم  
 مثالِ سقفِ لغیب از عمدِ ہا ہے تھم  
 لسان و لوان میں نو عیس جدا جدا ہیں علم  
 یہ موسموں کا تغیر یہ انقلابِ اُمم  
 فنا میں جسم کو اپنے بلا تردد و غم  
 کہ موج موج کا اندر ہے اپنی حد کے قدم  
 اُسی کی ذرہ نوازی سے نخل ہے ملہم  
 اُسی کے اسمِ معظم کے واسطے ہے قسم  
 اُسی سے کہتے ہیں و آخر کہ سب ہے ارحم  
 اُسی کے اول ادراک پر ہے لا اعلم  
 کہ ملک و حمد اُسی کو ہے اور کبر و تدم  
 کبر و تاد و بر و روف و حق و حکم  
 غفور و باقی و ستار اور حکیم حکم  
 مثال و کفو ہے ہے پاک تر بحد اتم  
 وہ ہے موصوٰرِ اشیا و حقائقِ عالم  
 مشیرِ امر میں اُس کے وزیر ہیں نہ خدم  
 حواسِ سمع و بصر و عقل و درک لمس اور شہم



وگرہے صدق ارادت: تو برگ برگ گیارہ  
مرے کریم مرے ذوالجبرل واکرم  
ہے ایک حکم میں تیسے حیات و رومات  
نہیں وجود عوالم سے تیری قدرت بیش  
ہو تیسری عفو و رحیمی کا جس جگہ اظہار  
مقتربین ہیں بین رجا و خوف ترے  
فشتگانِ مکرم کہ انبیاء نے کرام  
تیری جناب میں سب کی ہے التماس دعا  
نہ مال مسیرا مال طلب نہ حشمت و جاہ  
یہ انتخاب ہے، یہی آرزو، یہی خواہش  
رہوں سدا متمسک نبی کی سنت سے  
گوں میں ہوش، لہو میں محبتِ اسلام  
توے حبیب نے جو اُمیوں کو دی تسلیم  
رسول ستید ابرار بستہ رحمن  
سراج و شاد و داعی مبشر و منذر  
ہماری جان پہ ہم سے سوارِ وف و رحیم  
عوام کا اب وجد سے ہے مایہ نازش  
درود اُس پہ اور اصحاب و آل پر اُس کے  
تو قسبر کی متوحش جگر میں ہو مولنس  
الہی جسم مرے والدین پر فرما

ہے بام معرفت لایزال کا سلم  
عمیم ہیں ترے احساں کثیر تیری نعم  
ہے سب کا تیرے ہی دو حرف میں وجود و عدم  
نہ اندام خلقت سے تیری صنعت کم  
ہے مستحق کرامت گناہ اور ظلم  
کہ ہے حجاب عدالت میں رحمت اور کرم  
عبودیت پہ تری شاد ہیں بفخر اتم  
تیسری حضور میں سب کا سرِ ارادت خم  
کہ سب ہیں مثل اس فیض میں بنی آدم  
دام دل کی تمنا یہی بدیدہ نعم  
قدم ہوں میرے صراطِ ہدیٰ پہ مستحکم  
بدن میں جان رہے جب تک اور دم میں دم  
وہی ہو میرا عقیدہ نہ اُس سے بیش کم  
نبی جہاں کے لیے رحمت اور مطاع اُمم  
ملاؤ کعبہ و حامیِ قدس و شہ حرم  
شفیع و حامد و احمد مستند و خاتم  
ہیں اس کی ذات پہ نازاں خلیل اور آدم  
کہ پڑے اُن کے فضائل سے مصحفِ محکم  
تو ہولناک قیامت میں بن مرا بہدم  
یسی سوال میں سارے سوال ہیں منظم

نفس ہے سینے میں سلمان کے رواں جب تک  
نبی کی نفث میں چپا رہے نہ بان و دم

# مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا

مرتبہ : ایم۔ ایس۔ ناز قامت ۲ ۱/۴ x ۱۰ کاغذ سفید

- حضرت آدمؑ سے لیکر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور پھر اس کے بعد کے دورِ خلافت کے حضرت امیر معاویہؓ تک کے حالات پر مکمل انسائیکلو پیڈیا۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شخصیتوں کے حالات زندگی اور کارناموں کو تاریخ کے پس منظر میں پیش کر دیا گیا ہے۔
- قسط ۱ : حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک منصفہ شہود پر آنے والی عظیم شخصیات کا مکمل جائزہ۔
- قسط ۲ : زمانہ ماقبل اسلام سے موجودہ دور تک کا تاریخی پس منظر تاریخ کی روشنی میں۔
- قسط ۳ : پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مکتبہ کا اجمالی تذکرہ۔
- قسط ۴ : غزوہ بدر کے صحابہ کی تعداد ۳۱۳ نہیں بلکہ ۳۳۳ تھی۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اصحاب بدعات تذکرہ۔
- قسط ۵ : ۲ ہجری سے ۱۱ ہجری پر محیط ۲۴ غزوات و سرایا اور ۵۵ مسلم شخصیات کی ایک ہم دستاویز۔
- قسط ۶ : حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت، حالات زندگی اور خلافت کا تفصیلی تذکرہ اور جائزہ۔
- قسط ۷ : حضرت عمرؓ کی شخصیت، حالات زندگی اور ان کے خلافت کے سنہری دور کے تفصیلی واقعات۔
- قسط ۸ : حضرت عثمان غنیؓ کی شخصیت، حالات زندگی اور خلافت کے دور کا تفصیلی تذکرہ تاریخ کی روشنی میں۔
- قسط ۹ : حضرت علیؓ کی شخصیت، حالات زندگی، ان کی شجاعت اور خلافت کے دور کا تفصیلی تذکرہ۔
- قسط ۱۰ : فضیلت صحابہ کرامؓ، انصار و مہاجرین کا تذکرہ اور ۴ صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی و روشن کارنامے۔
- قسط ۱۱ : حضرت عمر بن العاصؓ ابو ایوب انصاریؓ سے عمیر بن سعدؓ کے حالات زندگی اور کارناموں کی سرگزشت۔
- قسط ۱۲ : انسائیکلو پیڈیا کی ۱۲ اقساط میں پیش کی جانے والی شخصیات کا اشاریہ اور ۲۴ اہل کتاب صحابہ کے حالات۔
- قسط ۱۳ : حضرت امام حسن علیہ السلام اور ان کے بہادری کی پوری تفصیل، تاریخ اسلام کے حوالے سے۔
- قسط ۱۴ : خلافت راشدہ، دور بنو امیہ سے امیر معاویہؓ تک کے تاریخی اور دستاویزی حالات۔

اس تاریخی انسائیکلو پیڈیا کی اہمیت کے پیش نظر تمام اقساط کو نہایت عمدہ رکھیں جلدیں  
بیت کر دیا گیا ہے اور یہ مکمل ۱۴ اقساط یکجا ایک جلد (مجلد سنہری) میں بھی دستیاب ہے قیمت مجلد - ۲۵/- روپے



# پاکستان کے تیس سال!

روشن کتابوں کے ایک مطالعے پیشے کشے

ماہ جنوری سے ماہ دسمبر کے آئینے میں پاکستان کے بارے میں تیس سال کے تاریخی واقعات مکمل انسائیکلو پیڈیا۔ یہ جریڈ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۷ء تک کے تاریخی واقعات پر مبنی ہیں اور ہر ماہ یکم تاریخ سے ماہ آخر تک کے واقعات ترتیب وار درج ہیں۔ پاکستان کے بارے میں اس ترتیب کے مکمل انسائیکلو پیڈیا آج تک شائع نہیں ہوا۔ یہ ۳۱ حصص پر مشتمل ہے۔  
ترتیب: زاہد حسین انجم • قامت ۱۰ x ۷ • کاغذ سفید • طباعت فوٹو آفسٹ

- قسط ۱ : یکم جنوری ۱۹۴۸ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۷۷ء تک کے تاریخی واقعات۔
- قسط ۲ : یکم فروری ۱۹۴۸ء سے ۲۹ فروری ۱۹۷۷ء تک کے تاریخی و جغرافیائی واقعات۔
- قسط ۳ : یکم مارچ ۱۹۴۸ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۷۷ء تک کے واقعات اسی ماہ کے آئینے میں۔
- قسط ۴ : یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک کے واقعات پر مبنی مکمل معلومات۔
- قسط ۵ : یکم مئی ۱۹۴۸ء سے ۳۱ مئی ۱۹۷۷ء تک کے اہم واقعات تاریخ وار۔
- قسط ۶ : یکم جون ۱۹۴۸ء سے ۳۰ جون ۱۹۷۷ء تک رونا ہونے والے تاریخی واقعات۔
- قسط ۷ : یکم جولائی ۱۹۴۸ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء تک کا ایک ایک تاریخی واقعہ تاریخ وار۔
- قسط ۸ : یکم اگست ۱۹۴۸ء سے ۳۱ اگست ۱۹۷۷ء تک کے واقعات تاریخ کے آئینے میں۔
- قسط ۹ : یکم ستمبر ۱۹۴۸ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۷۷ء تک کے تاریخی اہم واقعات تاریخ بہ تاریخ۔
- قسط ۱۰ : یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء تک کے اہم اور تاریخی واقعات کے آئینے میں۔
- قسط ۱۱ : یکم نومبر ۱۹۴۸ء سے ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء تک کے تاریخی واقعات کا مکمل تفصیلی جائزہ۔
- قسط ۱۲ : یکم دسمبر ۱۹۴۸ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۷۷ء تک کے واقعات ماہ دسمبر کے آئینے میں۔
- قسط ۱۳ : یکم جنوری ۱۹۷۸ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۷۸ء پورے ایک سال کے تاریخی واقعات کا انسائیکلو پیڈیا۔

ان تاریخی واقعات پر مبنی انسائیکلو پیڈیا کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے مکمل ۳۱ حصص کو بہت عمدہ رکھیں جلد میں بچا کر کے سنہری حروف کے گندہ کرا کر تیار کیا ہے۔ پاکستان کی عہد بہ عہد مکمل تاریخ۔ قیمت مجلد ۱۲۵۸ روپے

شیخ غلام علی مینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز۔ لاہور • حیدر آباد • کراچی



== اُردو میں پہلی مرتبہ — عظیم اور معروف و مقبول عربی کتاب کا مُستند اور مکمل ترجمہ ==  
 سیرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اہم اور قدیم ترین مآخذ  
 == جسے دُنیا ئے اسلام میں ==

بارہ صدیوں سے سیرۃ طیبہ کا سب سے بڑا ذخیرہ تسلیم کیا جا رہا ہے!

# سیرت النبیؐ ابن ہشام

ترجمہ: مولانا عبد الجلیل صدیقی نظر ثانی و تہذیب: مولانا غلام رسول مہر

جس خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ

حضورؐ کی سیرت مقدسہ کا نقشہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے

کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتا

== اس لیے کہ ==

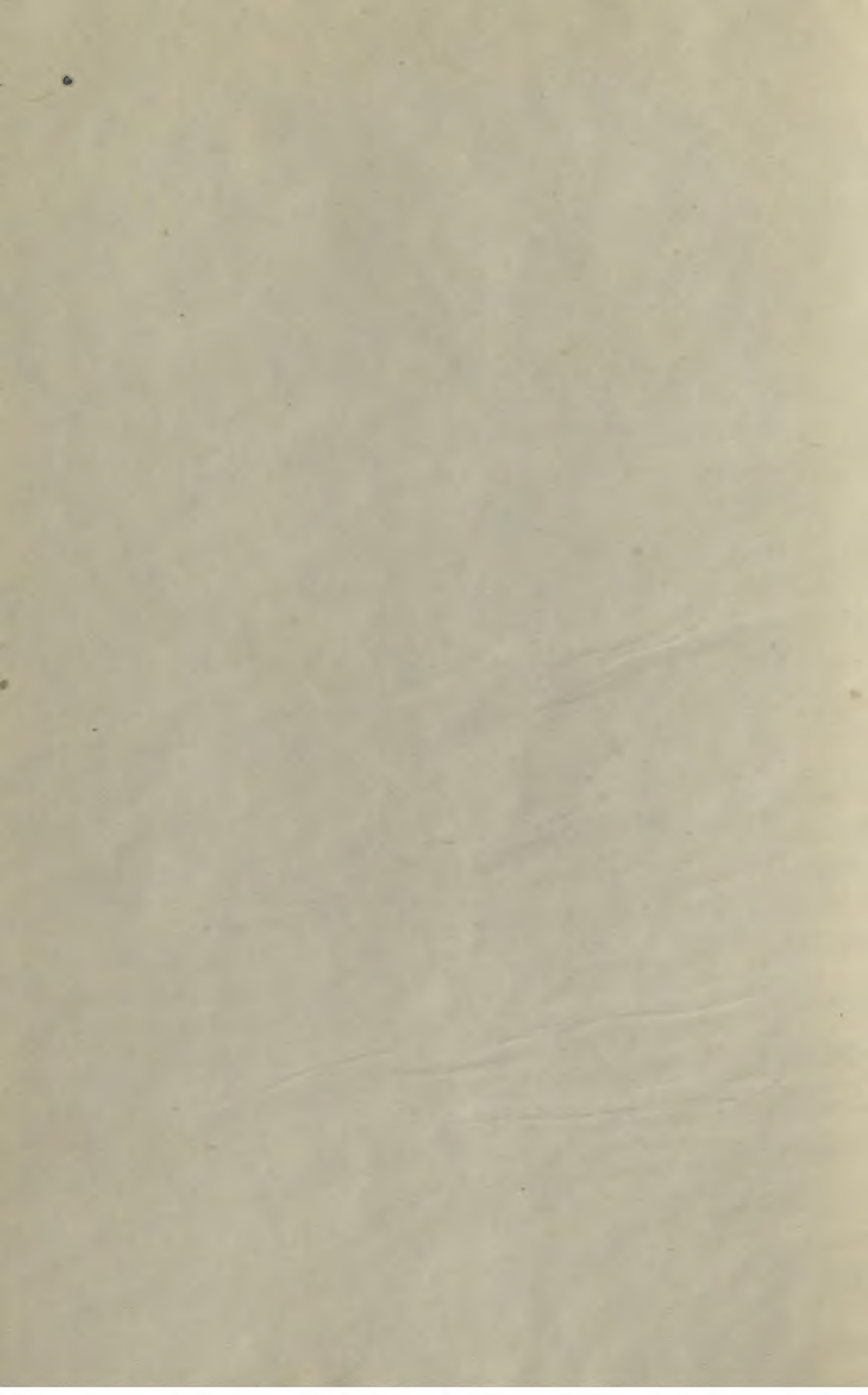
- سیرت نبویؐ پر تمام دوسری کتابوں کا مآخذ ابن ہشام کی یہی معرکہ آرا تصنیف ہے۔
- مُصنّف کا مخصوص اور دلکش اسلوب نگارش ہر بنیادی اور جزوی واقعہ کی بُو بُو تصویر سامنے لے آتا ہے۔
- جامعیت کا یہ عالم ہے کہ غزوات تک کے متعلق حتی الامکان کوئی بھی جزئیہ نظر انداز نہیں ہوا۔

== اُردو ترجمہ میں بھی ==

- جامعیت کے پیش نظر تمام عربی اشعار مع ترجمہ شامل کیے گئے ہیں۔
  - ابواب اور فصول اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ کوئی بھی چھوٹا یا بڑا واقعہ معلوم کرنے کے لیے فہرست دیکھتے ہی اس کے مقام کا پتہ چل جائے۔
  - اشخاص اور مقامات کے ناموں کے صحیح تلفظ کی خاطر ان پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔
  - حواشی میں ہر ضروری امر کی تصریح کر دی گئی ہے۔ نیز ہر مقام کا صحیح موقع اور محل بھی حواشی کے ذریعہ واضح کر دیا گیا ہے۔
  - واقعات اور حالات کو پوری طرح واضح اور ذہن نشین کرانے کے لیے غزوات کے نقشے بھی جزو کتاب ہیں۔
- == بڑا سائز، ضخامت ۱۶۰۰ صفحات، دو جلدیں، کامل مجلد قیمت! -/۴۰۰ روپے ==

شیخ غلام علی بینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز۔ لاہور۔ حیدر آباد۔ کراچی







== اردو میں پہلی مرتبہ — عظیم اور معروف و مقبول عربی کتاب کا مستند اور مکمل ترجمہ ==  
سیرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اہم اور قدیم ترین مآخذ  
== جسے دُنیا کے اسلام میں ==

بارہ صدیوں سے سیرۃ طیبہ کا سب سے بڑا ذخیرہ تسلیم کیا جا رہا ہے!

# سیرت النبیؐ تہ ابن ہشام

ترجمہ: مولانا عبد الجلیل صدیقی نظر ثانی و تہذیب: مولانا غلام رسول مہر

جس خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ  
حضورؐ کی سیرت مقدسہ کا نقشہ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے  
کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتا

== اس لیے کہ ==

- سیرت نبویؐ پر تمام دوسری کتابوں کا مآخذ ابن ہشام کی یہی معرکہ آرا تصنیف ہے۔
- مصنف کا مخصوص اور دلکش اسلوب نگارش ہر بنیادی اور جزوی واقعہ کی ہو بہو تصویر سامنے لے آتا ہے۔
- جامعیت کا یہ عالم ہے کہ غزوات تک کے متعلق حتی الامکان کوئی بھی جزئیہ نظر انداز نہیں ہوا۔

== اردو ترجمہ میں بھی ==

- جامعیت کے پیش نظر تمام عربی اشعار مع ترجمہ شامل کیے گئے ہیں۔
- ابواب اور فصول اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ کوئی بھی چھوٹا یا بڑا واقعہ معلوم کرنے کے لیے فہرست دیکھتے ہی اس کے مقام کا پتہ چل جائے۔

- اشخاص اور مقامات کے ناموں کے صحیح تلفظ کی خاطر ان پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔
- حواشی میں ہر ضروری امر کی تصریح کر دی گئی ہے۔ نیز ہر مقام کا صحیح موقع اور محل بھی حواشی کے ذریعہ واضح کر دیا گیا ہے۔
- واقعات اور حالات کو پوری طرح واضح اور ذہن نشین کرانے کے لیے غزوات کے نقشے بھی جزو کتاب ہیں۔

== بڑا سائز، ضخامت ۱۶۰۰ صفحات، دو جلدیں، کامل مجلد قیمت ۴۰۰ روپے ==

شیخ غلام علی ایسٹ سنز لمیٹڈ، پبلشرز، چوک انارکلی، لاہور